فتح نامہ سندھ

عرف

چچ نامہ

سندھی ادبی بورڈ

کراچی - حیدرآباد سندھ

پاکستان

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبا

جو 2014ء میں پہنچا

Marfat.com

5621

فتح نامہ سندھ

عرف

چچ نامہ

مترجم

اختر رضوی

مصحح، محقق اور شارح

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ ایم
صدر شعبۂ تعلیم سندھ یونیورسٹی
حیدرآباد سندھ۔

سندھی ادبی بورڈ
حیدرآباد سندھ
پاکستان
۱۹۶۳ع

Marfat.com

پہلا ایڈیشن] اپریل ۱۹۶۳ء [اشاعت ۱۰۰۰

134214

سندھی ادبی بورڈ کے جملہ حقوق محفوظ

قیمت ۱۲-۰

ملنے کا پتہ:

سندھی ادبی بورڈ بک اسٹال،

۳- کنٹومینٹ، سول لائینس،

حیدرآباد، سندھ۔

Printed at Wafai Printing Press, Karachi and the Sindhi Adabi Board's Printing Press, Hyderabad. Published by Sayed Miran Mohammad Shah, Honorary Secretary, Sindhi Adabi Board, at the Board's Book-Stall, 3-Civil Lines, Hyderabad (Sind).

Marfat.com

باسمہٖ تعالیٰ

پیش لفظ

سابقہ حکومت سندھ کے قائم کردہ "سندھی ادبی بورڈ" نے اپنی پہلی نشست منعقدہ ۲۰- اکتوبر ۱۹۵۱ع میں ایک تجویز یہ بھی منظور کی تھی کہ تاریخ سندھ سے متعلق تین بنیادی کتابیں (۱) فتحنامہ سندھ (۲) تاریخ معصومی اور (۳) تحفۃالکرام جو کہ فارسی میں تھیں ، ان کے سندھی تراجم شایع کیے جائیں تاکہ اہل وطن اپنی تاریخ کو اپنی زبان میں پڑھ اور سمجھ سکیں۔ بورڈ کی طرف سے ان کتابوں کے ترجمہ کا کام مخدوم امیر احمد صاحب، پرنسپل اورینٹل کالج حیدرآباد سندھ کے سپرد کیا گیا اور اس کی نگرانی راقم الحروف کے ذمہ کی گئی۔ یہ سندھی تراجم علی الترتیب ۱۹۵۵ع (تاریخ معصومی)، ۱۹۵۷ع (فتحنامہ) اور ۱۹۵۸ع (تحفۃالکرام) میں بورڈ کی طرف سے شائع ہوئے۔

اس کے بعد بورڈ نے "قومی تاریخ و ادب کے منصوبہ" کے تحت ان تینوں کتابوں کے اردو تراجم شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کام کی نگرانی بھی بندہ کے سپرد کی۔ محترم اختر رضوی نے سندھی تراجم سے اردو تراجم کے مسوّدے تیار کیے جن کو فارسی متن سے مقابلہ اور ضروری تصحیح کے بعد مرتب کیا گیا۔ تحفۃالکرام اور تاریخ معصومی کے اردو ترجمے بورڈ کی طرف سے ۱۹۵۹ع میں شائع ہوچکے ہیں اور اب اس سلسلے کی آخری کتاب فتحنامہ کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

"فتحنامہ سندھ" جس کا دوسرا نام "چچنامہ" بھی ہے، سندھ کے زمانہ ما قبل اسلام اور اسلام کی ابتدائی فتوحات

Marfat.com

کے تاریخی دور کے متعلق ہے۔ ۶۱۳ھ میں علی کوفی نے اس کتاب کے عربی مواد کو جو کہ بکھر کے قاضیوں کے پاس محفوظ تھا، فارسی میں منتقل کیا، اور یہ فارسی ترجمہ ہی ہم تک پہنچا ہے، جسے شمس العلماء ڈاکٹر داؤد پوتہ مرحوم نے مرتب کرکے شایع کیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی فاضلانہ اصلاح کے باوجود مطبوعہ فارسی نسخہ اصلاح طلب تھا۔ اس لیے جب مخدوم امیر احمد صاحب نے فارسی متن سے سندھی ترجمہ کیا مسودہ تیار کیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ اسے فارسی کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں اور دیگر عربی تواریخ کی مدد سے از سر نو مرتب کیا جائے۔ اسی دوران "سندھی ادبی بورڈ" کے سکریٹری کا ایک مراسلہ موصول ہوا، جس کے ساتھ بورڈ کے رکن رکین اور میرے محترم دوست سیّد حسام الدین صاحب راشدی کی پرزور سفارش بھی شامل تھی، کہ میں اس اہم تاریخی کتاب پر نئے سرے سے تحقیق کروں، تاکہ یہ کتاب محض ترجمہ کی بجائے ایک مستقل ایڈیشن کی صورت میں شائع ہوسکے۔ چنانچہ میرے ارادے کو تقویت ہوئی، لیکن یہ کام بہت مشکل تھا اور تقریباً دو سال کی مسلسل محنت کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچا۔ کتاب کا یہ سندھی ایڈیشن ۱۹۵۳ع میں بورڈ کی طرف سے شائع ہوا اور اس کی چھپائی اور پروف ریڈنگ کی نگرانی میں نے خود کی۔ میری رائے میں صحت اور تحقیق کے لحاظ سے "فتحنامہ" کا یہ سندھی ایڈیشن کافی مستند ہے اور وہ مورخ اور محقق جو آئندہ اس موضوع پر کام کرنا چاہیں اس کی طرف رجوع کریں۔

محترم اختر رضوی نے اسی سندھی ترجمہ سے اردو کا مسودہ تیار کیا ہے۔ ایک مشکل تاریخی کتاب کا ترجمہ کرنا آسان کام نہیں، پھر یہ ان کی پہلی کوشش تھی اس لیے اس میں تصحیح کی خاصی گنجائش تھی۔ میری استدعا پر

Marfat.com

مولانا اعجازالحق صاحب قدوسی نے، جو سندھی ادبی بورڈ کے اسٹاف میں تھے، فارسی متن اور سندھی ایڈیشن سے مقابلہ کرکے اردو ترجمہ کی تصحیح کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے جس محنت اور مشقت سے کام لیا ھے وہ قابل قدر اور واجب تشکر ھے۔ البتہ کتاب کی طباعت چونکہ کراچی میں ہوئی اس لیے میں اس کی نگرانی نہ کرسکا۔ تاہم متن اور حواشی میں جو اغلاط رہ گئی تھیں ان کی درستی صحت نامہ میں کردی گئی ھے۔ مقدمہ اور عنوانات، نیز اسماء اور اماکن کی فہرستوں کو از سرنو مرتب کرکے حیدرآباد میں چھپوایا گیا جس سے ایک حد تک مافات کی تلافی ہوگئی ھے۔

میں اپنے فاضل استاد مولانا عبدالعزیز میمن، سابق پروفیسر و صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا رہین منت ہوں جنہوں نے میری طالب علمی کے زمانے (۱۹۴۳ع - ۱۹۴۵ع) میں بیش بہا تاریخی اور ادبی معلومات سے مستفیض فرمایا جو اس کتاب کی تحقیق میں بھی میرے لیے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔ میں اپنے محترم رفیق اور مہربان دوست مرحوم قاضی احمد میاں اختر، سابق پروفیسر تاریخ اسلام سندھ یونیورسٹی، کا بھی شکرگذار ہوں جنہوں نے وقت بے وقت میری کاوش تحقیق کے نتائج کو غور سے سنا اور اپنے مفید مشوروں سے نواز کر میری ہمت افزائی فرمائی۔

سندھ یونیورسٹی
حیدرآباد سندھ
۲۶-۴-۱۹۶۳ع

خادم العلم
نبی بخش

Marfat.com

Marfat.com

عنوانات کی فہرست

صفحہ	عنوان
(الف)	مصحح کی طرف سے دیباچہ
(ب)	مصحح کی طرف سے مقدمہ
۱	مؤلف علی کوفی کی طرف سے کتاب کی تمہید
۷	قباجۃالسلاطین خلداللہ مُلکہ کی تعریف
۹	علی کوفی اس کتاب کی تصنیف کا سبب بیان کرتا ھے
۱۲	کتاب کا ترجمہ
۱۲	مدح ملک‌الوزراء اشرف‌الملک ضاعف جلالہ
۱۵	معذرت مصنف
۱۸	آغاز کتاب، حکایت راجہ داہر بن چچ، اور محمد بن قاسم کے ہاتھوں اس کا ہلاک ہونا
	[رائے گھرانہ]
۲۱	چچ بن سیلائج کی حاجب رام کی خدمت میں آمد
۲۴	وزارت کا چچ بن سیلائج کے حوالے ہونا
۲۵	رانی [سُونہں دیوي] کا چچ پر عاشق ہونا اور چچ کا اس کی محبت سے انکار کرنا
۲۸	دارالفنا سے ساہسی رائے کا انتقال کرنا
	[برہمن گھرانہ]
۳۱	چچ بن سیلائج کا راجہ ساہسی رائے کے تخت پر بیٹھنا
۳۳	چچ کا مہرتھہ سے جنگ کرنا اور اسے مکر سے قتل کرنا
۳۶	چچ کی رانی سُونہں دیوی سے شادی
۳۷	چچ کا اپنے بھائی چندر کو شہر اروڑ میں لانا اور اس کا تقرر کرنا

Marfat.com

۳۸ چچ کا اپنے بھائی چندر کی نیابت کے بارے میں پروانے جاری کرنا

۳۹ چچ کا وزیر بدھیمن سے مملکت کے حالات اور سہیرس رائے کے ملک کی حدود دریافت کرنا

۴۰ بُدھیمَن کی تقریر

۴۱ چچ کا مملکت اروڑ کی حدود کے بارے میں فیصلہ کرنا اور حدیں واضح کرنا

۴۳ چچ کا اسکلندہ کے قلعے کی طرف جانا

۴۴ چچ کا سکہ اور ملتان کی طرف منزل انداز ہونا

۴۶ قاصد کا کشمیر سے خالی ہاتھ واپس ہونا

۴۷ چچ کا ملتان کے قلعے میں اپنا نائب مقرر کرکے آگے بڑھنا

۴۸ کشمیر کی سرحد مقرر کرکے چچ کا واپس ہونا

۵۰ لشکر کا سیوستان جانا

۵۱ چچ کا برہمن آباد کی طرف لوہانے کے [بادشاہ] اگھم کے پاس قاصد بھیجنا

۵۳ چچ کا لوہانہ کے [حاکم] اگھم کو حاضر ہونے کے لیے فرمان بھیجنا

۵۳ چچ کا شہر برہمن آباد آنا اور لوہانہ کے [حاکم] اگھم سے جنگ کرنا

۵۵ چچ کا فرمان

۵۶ چچ کا اگھم کی بیوی سے شادی کرنا اور اپنی بھتیجی اس کے بیٹے سربند کی زوجیت میں دینا

۵۷ چچ کا پروہت کے پاس جانا اور اس سے حال دریافت کرنا

۶۰ چچ کا برہمن آباد واپس جانا

۶۱ چچ کا برہمن آباد میں ٹھہر کر وہاں کے باشندوں پر محصول مقرر کرنا

۶۲ چچ کا کرمان جا کر مکران کی حد واضح کرنا

Marfat.com

چچ کا ارمابیل جانا اور وہاں محصول مقرر کرنا ٦٤
دارالحکومت اروڑ میں چندر بن سیلائج کی تخت‌نشینی ٦٥
سیوستان کے بادشاہ "متو" کا جانا ٦٦
سیہرس کا جواب ٦٦
سیہرس کا داہر بن چچ کے پاس قاصد بھیجنا ٦٨
چندر کا چچ بن سیلائج کے تخت پر بیٹھنا ٧٠
دھرسینہ کا اپنی بہن کو بھاٹیہ کے راے کے حوالے کرنے کے لیے اروڑ بھیجنا ٧١
داہر کا بہن کے متعلق حکم پوچھنے کے لیے نجومی کے پاس جانا ٧٣
نجومی کے ارشادات ٧٤
وزیر بدھیمن کا راجہ داہر کو مشورہ ٧٤
وزیر بدھیمن کا طلسم ٧٦
داہر کا دھرسینہ کے پاس تعظیم کے ساتھ خط لکھ بھیجنا ٧٧
داہر کا خط دھرسینہ کو پہنچنا ٧٨
وزیر بدھیمن کا داہر کو روکنا ٧٨
داہر کا دھرسینہ کو خط بھیجنا ٧٩
دھرسینہ کا داہر کو گرفت میں لانے کے لیے اروڑ جانا ٨٠
دھرسینہ کی داہر کو قابو میں لانے کی کوشش کرنا ٨٢
داہر کا وزیر سے مشورہ کرنا ٨٣
دھرسینہ کا ہاتھی پر بیٹھ کر اروڑ کے قلعے میں آنا ٨٥
داہر کو دھرسینہ کی موت کی خبر ملنا ٨٨
دھرسینہ کی لاش کو جلانا ٨٩
داہر کا برہمن آباد کے قلعے کی طرف جانا ٩٠
رمل کے بادشاہ کا داہر سے جنگ کرنے کے لیے آنا ٩١
عرب محمد علافی کا رمل کے بادشاہ سے جنگ کرنے کے لیے جانا ٩٢

Marfat.com

[خلفاء راشدین]
۹۵ خلفاء راشدین سے ولید کے عہد حکومت تک کی تاریخ
۹۹ امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت
۱۰۰ ان کی جنگ کے حالات
[بنو امیہ: معاویۃ بن ابی سفیان]
۱۰۱ مُعاویہ بن ابی سُفیان کی خلافت
۱۰۵ سرحد ہند پر سِنان بن سَلَمہ بن المحبّق الہذلی کا تقرر
۱۰۵ سرحد ہند پر راشد بن عَمرو الجدیدی کا تقرر
۱۰۸ [ولایت سِنان بن سلمہ]
۱۱۰ ولایت مُنذر بن جارود بن بِشر
۱۱۰ منذر کی حکمرانی
۱۱۱ ولایت حکم بن منذر
[عبدالملک]
۱۱۲ خلافت عبدالملک بن مروان
۱۱۳ علافی اور ان کی بغاوت کا حال
۱۱۷ ولایت مُجّاعہ بن سِعر بن یزید بن حُذیفہ [التمیمی]
[ولید بن عبدالملک]
۱۱۷ محمد بن ہارون بن ذراع النمری کا تقرر
۱۱۸ ان تحفوں کا ذکر جو سراندیپ سے خلیفۂ وقت کے لیے بھیجے گئے تھے
۱۲۰ حجاج کا داہر کے پاس قاصد بھیجنا
۱۲۱ حجاج کا دارالخلافہ سے اجازت طلب کرنا
۱۲۲ جیسینہ بن داہر کا نیرون سے پہنچنا
۱۲۳ بُدیل کے شہید ہونے کی خبر
[محمد بن قاسم کا تقرر]
۱۲۴ عمادالدین محمد بن قاسم [بن محمد بن حکم] بن ابی عقیل ثقفی کا تقرر

Marfat.com

۱۲۵ حجاج کا خط
۱۲۶ دارالخلافہ میں خط کا پہنچنا اور لشکر کے لیے
ہندوستان کے سفر کرنے کی اجازت ملنا
۱۲۷ حجاج کا شام کی جانب خط لکھنا
۱۲۷ جمعہ کے دن حجاج کا خطبہ دینا
[فتوحات مکران]
۱۲۸ محمد بن قاسم کو ہند اور سندھ کی طرف روانہ کرنا
۱۲۹ لشکر کا شیراز پہنچنا
۱۳۰ حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملنا
۱۳۰ اونٹوں کی کمک دینا
۱۳۱ محمد بن قاسم کا مکران پہنچنا
۱۳۲ محمد بن ہارون کا محمد بن قاسم کے ساتھ روانہ ہونا
۱۳۲ لشکر کا ارمابیل سے آگے بڑھنا
۱۳۳ ارمابیل کی منزل پر محمد بن قاسم کو حجاج کا
خط پہنچنا
[فتح دیبل]
۱۳۴ لشکر عرب کی تیاری اور حجاج کا خط پہنچنا
۱۳۹ جَعْوَنَہ کا منجنیق سے بت خانہ کے جھنڈے کو گرانا
۱۴۱ محمد بن قاسم کا جَعْوَنَہ منجنیقی کو اپنے پاس بلانا
۱۴۴ جس برہمن کو محمد بن قاسم نے امان دی تھی اس
کا آنا
۱۴۵ قبلہ نامی جیلر کو حاضر کرنا
۱۴۵ محمد بن قاسم کا ترجمان سے پوچھنا
۱۴۶ قیدیوں سے حال دریافت کرنا
۱۴۷ دیبل کے اموالِ غنیمت، غلاموں اور نقد میں سے
پانچواں حصہ وصول کرنا
۱۴۷ دیبل کے لٹنے کی خبر راجہ داہر کو پہنچنا
۱۴۸ [محمد بن قاسم کا ارمابیل میں منزل کرنا]

Marfat.com

۱۴۸ راجہ داہر کا خط
۱۵۰ محمد بن قاسم کا خط راجہ داہر کے نام
[فتح نیرون]
۱۵۳ دیبل فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم کا نیرون کی طرف جانا
۱۵۴ محمد بن قاسم کو حجاج کا خط پہنچنا
۱۵۵ دیبل کی خبر اور نیرون والوں کا حجاج سے پروانا لینا
۱۵۸ محمد بن قاسم کا اپنے معتمدوں کو نیرون بھیجنا
۱۵۹ شمنی کا زادراہ اور تحفوں سمیت محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہونا
[فتوحات سیوستان اور بدھیہ]
۱۶۰ سیوستان اور اس کے نواح کے فتح کرنے اور قلعہ حاصل کرنے کی خبر
۱۶۱ لشکر کی [اہل] سیوستان سے جنگ
۱۶۳ سیوستان کا ہاتھ آنا اور بجہرائے کا چلا جانا
۱۶۴ [مضافات کے] سمکھیوں کا کاکہ بن کوتل کے پاس آنا
۱۶۶ کاکہ [بن] کوتل کا نباتہ بن حنظلہ کے ساتھ محمد بن قاسم کی خدمت میں جانا اور بیعت کرنا
۱۶۹ حجاج بن یوسف کا دریا پار کر کے داہر سے جنگ کرنے کا حکم پہنچنا
۱۷۰ لشکر عرب کا نیرون کوٹ واپس آنا
۱۷۰ محمد بن قاسم کا خط کے ذریعہ سے حجاج بن یوسف کو حالات سے آگاہ کرنا
۱۷۵ محمد بن قاسم کے پاس حجاج کا خط پہنچنا
۱۷۹ محمد بن قاسم کے نیرون کوٹ پہنچنے کی داہر کو اطلاع ہونا
۱۸۱ محمد بن قاسم کا نیرون کے شمنی کو خلعت پہنانا

Marfat.com

[فتح اشبہار اور مہران پار کرنے کی تیاری]

۱۸۳ مہران کی ساحلی منزل پر محمد بن قاسم کا جنگ کرنا
۱۸۴ موکو ابن وسایو کے معاہدے کی خبر داہر کو ہونا
۱۸۵ موکو [بن] وسایو کا [محمد بن قاسم سے] عہدنامہ کرنا
۱۸۷ موکو [بن] وسایو کے کہنے پر نباتہ بن حنظلہ کو بھیجنا
۱۸۷ نباتہ بن حنظلہ کا جانا اور موکو [بن] وسایو کو ٹھاکروں سمیت گرفتار کرنا
۱۸۸ محمد بن قاسم کا شامی قاصد اور مولائی اسلام کو بھیجنا
۱۸۹ شامی قاصد کا داہر کے پاس جانا
۱۸۹ داہر کا دھمکانا
۱۸۹ شامی کا پیغام ادا کرنا
۱۹۰ داہر کا وزیر سیاکر سے مشورہ کرنا
۱۹۲ علافی کا داہر کو نصیحت کرنا
۱۹۳ داہر کا پیغام
۱۹۳ محمد بن قاسم کے قاصدوں کا داہر کے پاس سے واپس آنا
۱۹۴ محمد بن قاسم کو حجاج کا خط ملنا
۱۹۸ حجاج کا خط پڑھ کر محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو خطاب کرنا
۱۹۹ مہران کے کنارے پر داہر کا سامنے آنا
۲۰۰ شامی کا شہید ہونا
۲۰۱ [محمد بن] مصعب کا سیوستان جانا
۲۰۲ جیسینہ بن داہر کا محمد بن قاسم کے مقابلے کے لیے قلعۂ بیٹ میں آنا
۲۰۳ محمد بن قاسم ثقفی کے پاس داہر کا پیغام
۲۰۴ طیار کا واپس جانا
۲۰۵ حجاج کا خط کے ساتھ محمد بن قاسم کے پاس دو ہزار گھوڑے بھیجنا
۲۰۷ محمد بن قاسم کا حجاج کا خط پڑھنا

Marfat.com

۲۰۷ حجاج بن یوسف کا سرکہ بھیجنا
۲۰۷ مہران کے مغربی کنارے پر حجاج کا خط پہنچنا
[دریائے مہران عبور کرنا]
۲۱۰ محمد بن قاسم کے دریائے مہران پار کرلے کی خبر
۲۱۲ داہر کا وزیر کو جواب دینا
۲۱۳ داہر کا وزیر سے مشورہ
۲۱۳ اسلامی لشکر کے ساتھ محمد بن قاسم کے مشرقی کنارے کی طرف پار کرکے آنے کی خبر
۲۱۴ سلیمان کا جنگ پر جانا
۲۱۶ محمد بن قاسم کا دریا پار کرنے کے لیے مقام تلاش کرنا
۲۱۶ داہر کو موکو [ابن] وسایو کی کشتیاں مہیا کرنے کی خبر ملنا
۲۱۷ راسل کو حکومت دینا
۲۱۷ داہر کے گمان کے خلاف بغاوت کی خبر آنا
۲۱۹ داہر کا نیند سے بیدار ہونا اور دربان کو کافروں کے فرار اور اسلام کی فتح کی خبر لانے پر سزا دینا
۲۲۰ عبور کرنے کے لیے پل بنانا
۲۲۰ لشکر عرب کا گذرنا
۲۲۱ داہر کو پار ہونے کی خبر ملنا
۲۲۲ داہر کا محمد علافی کو بلانا
۲۲۳ محمد علافی کی درخواست اور داہر کا اس کو جواب دینا
۲۲۳ محمد علافی کا چلاجانا
۲۲۴ [محمد بن قاسم کا] محمد علافی کو امان دینا
۲۲۵ داہر کا علافی سے صلح کرنا
۲۲۶ محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس خط بھیجنا
۲۲۶ حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملنا
[داہر سے جنگ اور فتح]
۲۲۷ داہر کا مقدمہ کے طور پر جیسینہ کو جنگ پر بھیجنا

Marfat.com

۲۲۸ داہر سے پہلے دن جنگ [اور راسل کا بیعت کرنا]
۲۳۰ راسل کا محمد بن قاسم سے معاہدہ کرنا
۲۳۲ محمد بن قاسم کا جیور کی منزل پر ٹھہرنا
۲۳۳ دوسرے دن جنگ کرنا
۲۳۴ داہر کا تیسرے دن عربوں سے جنگ کرنا
۲۳۵ چوتھے دن کی جنگ
۲۳۶ داہر کا محمدعلافی کو اپنے بیٹے جیسینہ کے ساتھ بھیجنا
۲۳۷ داہر کا چوتھے دن عربوں کے لشکر سے جنگ کرانا
۲۳۸ جمعرات کے دن جنگ کرنا
۲۳۹ دسویں تاریخ ماہِ رمضان سنہ ترانوے ہجری
۲۴۲ اسلامی لشکر کے میمنہ، میسرہ اور قلب کو ترتیب دینا
۲۴۴ محمد بن قاسم کا خطاب کرنا
۲۴۵ محمد بن قاسم کی جنگجو جوانوں کو تاکید
۲۴۶ محمد بن قاسم کا یاروں کو خطاب کرنا
۲۴۷ کچھ لوگوں کا امان طلب کرنے کے لیے آنا
۲۴۸ محمد بن قاسم کا ہمراہیوں کو منتخب کرنا
۲۴۸ لشکرِ عرب کا کافروں پر حملہ کرنا
۲۴۹ شجاع حبشی کا قتل ہونا
۲۴۹ (داہر کا [شجاع] حبشی سے جنگ کرنا)
۲۵۱ محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو پکارنا
۲۵۱ محمد بن قاسم کا حملہ کرنا
۲۵۲ داہر کے قتل ہونے کی خبر
۲۵۲ عورتوں کا آواز دینا
۲۵۳ داہر کا پیچھے پلٹنا
۲۵۵ محمد بن قاسم کا منادی کرانا
۲۵۸ داہر کی بیوی لاڈی کا اپنے اسیر ہونے کا واقعہ بیان کرنا کہ وہ کیسے گرفتار ہوئی

Marfat.com

۲۶۰ محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس داہر کے قتل ہونے اور حکومت پر قبضہ کرنے کا فتح نامہ لکھنا
۲۶۰ داہر کا سر عراق بھیجنا
۲۶۱ امیر حجاج کی کعب سے گفتگو
۲۶۵ حجاج کا اپنی بیٹی محمد بن قاسم کو دینے کی حکایت
۲۶۶ حجاج کا کوفہ کی جامع مسجد میں خطبہ دینا
۲۶۷ محمد بن قاسم کے فتح نامہ کے جواب میں خط لکھنا
[فتح راوڑ]
۲۶۸ راوڑ کے غلاموں کی خبر، جن میں سے کچھ داہر بن چچ کے عزیز تھے
۲۶۹ جیسینہ بن داہر کا غرور کے ساتھ راوڑ کے قلعے میں مقیم ہونا اور [اس کے] جنگ کرنے کی خبر
۲۷۱ راوڑ کا قلعہ فتح ہونا اور داہر کی بیوی مائیں کا ستی ہونا
۲۷۲ بردوں، پارچہ جات اور نقدی کے اعداد کا شمار
۲۷۳ حجاج کا داہر کے سر اور اس کے جھنڈوں کو دارالخلافہ بھیجنا
۲۷۴ راوڑ کی فتح کی خبر ملنے کے بعد حجاج کا خط
۲۷۵ جیسینہ کا برہمن آباد سے اروڑ، بھاٹیہ اور دیگر اطراف کی جانب خطوط لکھ کر بھیجنا
[فتح بہرور اور دہلیلہ]
۲۷۵ بہرور اور دہلیلہ کی جنگ اور دونوں کو فتح کرنے کی خبر
۲۷۷ دہلیلہ کے راجہ کا بھاگ جانا
۲۷۷ دہلیلہ کی فتح اور خزانے کا پانچواں حصہ دارالخلافہ کی جانب بھیجنا
۲۷۷ وزیر سیاکر کا آنا اور امان طلب کرنا
۲۷۸ سیاکر کا وزیر ہونا

Marfat.com

نوبت بن ہارون کو دھلیلہ کی حکومت عطا کرنا ۲۷۹
[فتح برہمن آباد]
لشکرِ عرب کا جلوالی، آبنائے (یا جھیل) کے کنارے اترنا اور دعوتِ اسلام دینے کے لیے قاصد بھیجنا ۲۷۹
محمد بن قاسم کا یکم ماہِ رجب کو آکر اترنا ۲۸۱
موکو کے پاس معتمد آدمی بھیجنا ۲۸۲
جیسینہ کا چتور جانا ۲۸۲
[علافی کا] کشمیر کے راجہ کے پاس جانا ۲۸۴
کشمیر کے راجہ کا [علافی کو] خلعت دینا ۲۸۵
[جیسینہ کا چتور کے طرف جانا] ۲۸۶
پختہ معاہدہ کرنے کے بعد امان دینا ۲۸۸
(محمد بن قاسم کا حجاج کی خدمت میں عرضداشت بھیجنا) ۲۸۸
جیسینہ اور راجہ داہر [بن] چچ کی بیوی کا مقابلہ کے لیے کھڑا ہونا ۲۸۹
داہر کی بیوی لاڈی اور دو کنواری بیٹیوں کو گرفتار کرنا ۲۹۰
مالِ غنیمت کے اعداد اور خُمس ۲۹۱
تاجروں اور دستکاروں کو امان دینا ۲۹۱
داہر کے رشتہ دار برہمنوں کی خبر ۲۹۱
برہمنوں کا محمد بن قاسم کے پاس آنا ۲۹۱
محمد بن قاسم کا برہمنوں سے وعدہ کرنا اور امان دینا ۲۹۲
برہمنوں اور ملک کے امینوں کا تقرر کرنا ۲۹۳
تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کا اندراج ۲۹۳
مقررہ جزیہ وصول کرنے کے لیے افسروں کا تقرر ۲۹۴
برہمنوں کا درخواست کرنا ۲۹۴
برہمنوں کے لیے حکم ۲۹۴
کاموں پر مامور کرنا ۲۹۴
برہمنوں کا دلجمعی کے ساتھ مضافات میں جانا ۲۹۵
مضافات اور شہروں پر محصول مقرر کرنا ۲۹۶

Marfat.com

۲۹۷ محمد بن قاسم کا رعایا پر مہربانی کرنا
۲۹۷ محمد بن قاسم کا اہلِ برہمن آباد کو پروانہ دینا
۲۹۸ محمد بن قاسم کا جواب
۲۹۸ محمد بن قاسم کا حجاج کو لکھنا اور جواب پہنچنا
۲۹۹ حجاج کا خط پہنچنا
۳۰۰ محمد بن قاسم کا اہلِ برہمن آباد کو امان اور پروانہ دینا
۳۰۰ محمد بن قاسم کا سیاکر وزیر کو بلانا
۳۰۳ محمد بن قاسم کا حجاج بن یوسف کے پاس خط بھیجنا
۳۰۳ حجاج کا جواب
۳۰۵ حجاج بن یوسف کا خط پہنچنا
۳۰۵ شہر کے سربراہوں میں سے چار اشخاص کو سلطنت کے استحکام کے لیے پروانۂ آزادی [عطا کرنا]
[فتح اروڑ]
۳۰۸ محمد بن قاسم کے روانہ ہونے کی خبر
۳۱۲ سموں کا استقبال کے لیے آنا
۳۱۳ محمد بن قاسم کا لوہانہ سے سہتہ [علاقے] کی جانب منزل کرنا (کوچ کرنا)
۳۱۴ اہلِ اروڑ سے جنگ کرنا
۳۱۵ داہر کی بیوی لاڈی کا اروڑ کے قلعے والوں سے گفتگو کرنے کے لیے جانا
۳۱۶ داہر کی موت کے بارے میں ایک ساحرہ کا امتحان کرنا
۳۱۷ عہدِ وثیق کرکے قلعۂ اروڑ کو حوالے کرنا
۳۱۹ مزدوروں اور رعایا کا امن طلب کرنا
۳۲۰ اہلِ قلعہ کا اقرار
۳۲۱ محمد بن قاسم کا قلعے میں داخل ہونا
۳۲۱ محمد بن قاسم کا اہلِ حرب کو قتل کرنا
۳۲۲ ایک شخص کا باہر نکل کر امان طلب کرنا
۳۲۴ جیسینہ کا کیرج کی طرف جانا

Marfat.com

۳۲۷ چنگی کا جیسینہ سے نا امید ہونا
۳۲۹ دروہر کا جیسینہ کے خلاف منصوبہ بنانا اور اس کی بہن چنگی کا جیسینہ سے مکر
۳۳۰ جیسینہ کا دو ہتھیاربندوں کے ساتھ آنا
۳۳۲ جیسینہ کی مردانگی اور اس کے نام کا سبب (وجہ تسمیہ)
۳۳۳ احنف بن قیس کے نواسے رواح بن اسد کا قلعۂ اروڑ پر مامور ہونا
[فتوحات ملتان]
۳۳۵ ککسو پر فتح حاصل ہونا اور اس کا محمد بن قاسم کے پاس آنا
۳۳۶ ککسو کی مشیری
۳۳۷ محمد بن قاسم ثقفی کے ہاتھوں سکہ اور ملتان کی فتح ہونے کی خبر
۳۴۰ محمد بن قاسم کا راجہ کندا سے جنگ کرنا
۳۴۲ نقدی کی تقسیم کرنا
۳۴۴ منروی [بتخانہ]
۳۴۴ محمد بن قاسم کا دھوکہ کھانا
۳۴۵ بتخانہ کھولنا اور خزانہ حاصل کرنا
۳۴۶ محمد بن قاسم کا شہر ملتان کے رعایا سے عہد لینا
[قنوج پر حملہ کی تیاری]
۳۴۷ ابو حکیم کو دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ قنوج روانہ کرنا
۳۴۸ لشکر کا اودھاپور پہنچنا اور ابو حکیم کا زید کو
[راجہ ہرچندر رائے کے پاس بھیجنا]
۳۴۹ قنوج کے رائے ہرچندر کا جواب
[محمد بن قاسم کی معزولی]
۳۵۱ محمد بن قاسم کو دارالخلافہ کا پروانہ ملنا

Marfat.com

۳۰۳ محمد بن قاسم کا اودھاپور پہنچنا اور دارالخلافه کے پروانے کا موصول ہونا

۳۰۴ خلیفہ کا صندوق کھولنا

۳۰۴ داھر کی بیٹی چنکی کی خلیفہ ولید بن عبدالملک سے گفتگو

۳۰۵ چنکی کی دوبارہ گفتگو

[کتاب کا خاتمه]

۳۰۶ دعا

۳۰۶ مخلص کتاب منہاج الدین و الملک، الحضرة الصدر الاجلال العالم عین الملک

[مصحح کی طرف سے تشریحات، توضیحات اور فہارس]

۳۰۹ تشریحات و توضیحات

۵۵۴ کتابیات

۵۶۰ فہرست رجال

۵۷۷ فہرست اماکن و اقوام

Marfat.com

مقدمہ

یہ کتاب جو عام طور پر "چچ نامہ" کے نام سے مشہور ہو گئی ہے نہ صرف سندھ کی تاریخ کے متعلق پہلی بنیادی کتاب ہے بلکہ پورے بر عظیم ہند و پاک کے تاریخی سلسلے کی سب سے پرانی کتاب ہے۔ اس میں سندھ کے قبل از اسلام کی حکومتوں کے مختصر حالات اور سنہ ۱۵ سے ۹۶ ہجری (۶۳۶-۷۱۴ع) تک ہندوستان کی شمالی مغربی سرحدوں پر اسلامی فوجوں کے ابتدائی برّی اور بحری حملوں اور آخر میں مکران اور سندھ کی اسلامی فتوحات کا مفصل اور مستند ذکر موجود ہے۔ اس وجہ سے بلحاظ قدامت یہ کتاب بڑی تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔

یہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی، سنہ ۶۱۳ ہجری کے قریب اس کا فارسی زبان میں ترجمہ ہوا اور ہم تک اس کتاب کا صرف وہی فارسی ترجمہ پہنچا ہے، جس کے بعد پھر اس کے انگریزی اور سندھی زبانوں میں ترجمے کئے گئے ہیں۔ یوں تو اس "چچ نامہ" کے بارے میں بہت سے مصنف اس سے پہلے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں لیکن پھر بھی اس کتاب کے یہ پہلو اب تک تحقیق طلب ہیں کہ:

(۱) اصل کتاب (عربی) کون سی تھی، کس کی لکھی ہوئی تھی اور کب لکھی گئی؟

(۲) فارسی ترجمہ کو جو ہم تک پہنچا ہے اس کی اصل عربی کتاب سے مطابقت اس میں جو تبدیلیاں اور اختلافات ہوئے ہیں، ان تبدیلیوں اور اختلاف کے بارے میں کیا رائے قائم کی جاسکتی ہے؟

Marfat.com

(۳) خود فارسی ترجمہ کے ترجموں اور اس کی طباعت میں غلطیوں کی کس قدر اصلاح کی گئی ہے اور کس قدر گنجائش اب تک باقی ہے؟

اس مقدمہ میں ہم انھی اہم مسائل کو قدرے حل کرنے کی کوشش کریں گے اور آخر میں اس اردو ترجمہ اور اس میں شامل کردہ تحقیقات پر روشنی ڈالیں گے۔

اصل عربی کتاب

علی کوفی کا بیان: سب سے پہلے علی کوفی کا، جو اس کتاب کا عربی سے فارسی میں مترجم ہے، اس کا اصل عربی ماخذ کے بارے میں یہ بیان قابلِ غور ہے:

میں نے سنہ ۶۱۳ (چھ سو تیرہ) میں جب کہ میری عمر اٹھاون سال کی تھی، جملہ مشاغل سے ہاتھ اٹھا کر قیمتی کتابوں کو اپنا انیس و جلیس بنایا۔۔۔۔۔۔جس طرح اگلے مصنف خراسان، عراق، ایران، روم اور شام کی فتوحات میں سے ہر ایک کا نظم اور نثر میں بیان لکھ چکے ہیں (اسی طرح) میں نے ہندوستان کی فتح (کے بارے میں لکھی ہوئی کتاب) (ص ۱۰) کی تلاش کے لئے نفس امارہ کو تکلیف دی اور اُچ مبارک سے اروڑ بکھر کی طرف رُخ کیا۔ کیونکہ وہاں کے امام عربوں کے خاندان اور نسل سے تھے۔ اور جب اس شہر میں پہنچا تو۔۔۔۔۔۔مولانا قاضی اسمٰعیل بن علی بن محمد بن موسیٰ بن طائی بن یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان بن عثمان ثقفی (ص ۱۱) سے ملاقات ہوئی۔ میں نے دریافت کرنے پر انھوں نے بتایا کہ اس فتح کی تاریخ ان کے اجداد کی تحریر کردہ حجازی (عربی) زبان میں ایک کتاب (کی صورت) میں لکھی ہوئی ہے جو کہ (ہمارے خاندان میں) میراث کی حیثیت سے ایک سے دوسرے کے ورثہ میں منتقل ہوتی رہی ہے۔ مگر چونکہ وہ عربی کے حجاب

Marfat.com

اور حجازی کے نقاب میں چھپی ہوئی تھی اس لئے عجمیوں (غیر عربوں) میں مشہور نہ ہوئی، جب میں اس کتاب سے واقف ہوا تو (دیکھا کہ) یہ کتاب حکمت کے جواہروں سے آراستہ اور نصیحت کے موتیوں سے پیراستہ تھی (ص ۱۲)۔ میں نے اس کتاب کو عربی زبان سے فارسی میں منتقل کیا ہے (ص ۱۶)۔ یہ کتاب ...... ہند اور سندھ کی فتوحات کے بارے میں عرب کے عالموں اور ادیب حکیموں کی تصنیف ہے... حالانکہ زبانِ تازی اور لہجۂ حجازی میں اس کا بڑا مرتبہ تھا اور شاہانِ عرب کو اس کے مطالعہ کا بے حد شوق اور اس پر حد سے زیادہ فخر تھا لیکن چونکہ پردہ حجازی میں (پوشیدہ) تھی اور پہلوی (فارسی) زبان کی تزیین اور آرائش سے عاری تھی اس وجہ سے عجم میں رائج نہ ہو سکی (۳۰۷)۔

اس بیان سے اس کتاب کے بارے میں یہ اہم نکات واضح ہوتے ہیں کہ: (۱) جس طرح خراسان کی فتح، عراق کی فتح یا ایران اور شام کی فتوحات کے بارے میں کتابیں لکھی ہوئی تھیں اسی طرح یہ کتاب "ہند و سندھ کی فتوحات کے بارے میں تھی"، (۲) یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی تھی اور درحقیقت عرب عالموں ہی کی تصنیف تھی، (۳) وہ اصل عربی کتاب سنہ ۶۱۳ ھجری کے قریب اروڑ اور بکھر کے بڑے قاضی مولانا اسمٰعیل کے پاس تھی جو کہ عربوں کے ثقفی خاندان سے تھے اور عثمان ثقفی کے دسویں پشت میں تھے* یہ کتاب اس خاندان میں قدیم زمانے سے موجود تھی اور ایک سے دوسرے کی میراث میں منتقل ہوتی رہی، (۴) یہ کتاب مولانا قاضی اسمٰعیل کے "اجداد کی تحریر کردہ" عربی زبان میں تھی۔

---

* مولانا قاضی اسمٰعیل کے نسب نامہ کی صحت کے لئے دیکھئے آخر میں ضمیمہ۔

Marfat.com

اگر یہ کتاب ان قاضیوں کے خاندان ہی کے کسی بزرگ کی تصنیف یا تالیف ہوتی تو قاضی اسمٰعیل ضرور اس سے علی کوفی کو آگاہ کرتے لیکن علی کوفی کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب دراصل کچھ دوسرے "عرب عالموں" کی تصنیف تھی اور مولانا قاضی اسمٰعیل کے "اجداد" کی محض نقل کی ہوئی تھی۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کتاب دوسرے کسی مصنف یا مولف کے اصل قلمی نسخے کی پہلی نقل یا نقل کی بھی نقل تھی کہ جس کا علی کوفی نے فارسی میں ترجمہ کیا۔

سندھ کی تاریخ اور عرب مورخ: اس وقت تک کوئی بھی ایسی تاریخ معلوم نہیں ہوسکی ہے کہ جو صرف سندھ اور ہند کی ابتدائی اسلامی فتوحات کے بارے میں ہو۔ البتہ جن عرب مورخوں کی تواریخ اس وقت موجود ہیں یا جنھوں نے اپنی کتابوں میں سندھ کے عربی دور حکومت کے متعلق تھوڑے بہت حالات بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) احمد بن یحیٰ بن جابر بن داؤد الکاتب البغدادی جو "البلاذری" کے لقب سے مشہور ہیں اور جنھوں نے سنہ ۲۷۹-۲۸۰ ہجری میں وفات پائی۔ بلاذری نے اپنی مشہور تاریخ "کتاب فتوح البلدان" میں ایک خاص باب "فتوح السند" (فتوحات سندھ) کے عنوان سے قلم بند کیا ہے۔

(۲) احمد بن داؤد بن وَنَنْد جوکہ "ابوحنیفۃالدینوری" کے نام سے مشہور ہیں اور جنھوں نے ماہ جمادی‌الاول سنہ ۲۸۲ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی تاریخ "کتاب‌الاخبارالطوال" میں سندھ کے متعلق کچھ مختصر حوالے موجود ہیں۔

(۳) احمد بن ابی یعقوب اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح الکاتب العباسی۔ "الاصبہانی"* جوکہ "الیعقوبی" کے

* یعقوبی وطن کے لحاظ سے اصفہان کا تھا (دیکھئے ابن الفقیہ الہمدانی کی "کتاب‌البلدان" ص ۲۹۰)۔

Marfat.com

لقب سے مشہور ہیں، اور جنھوں نے سنہ ۲۸۴ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی "کتاب التاریخ کبیر" جو عام طور سے ان کے نام سے "تاریخ الیعقوبی" سے موسوم ہے۔ یہ کتاب سنہ ۲۵۲ ہجری کے واقعات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس تاریخ میں محمد بن قاسم کے سندھ فتح کرنے کے حالات کسی قدر تفصیل سے ملتے ہیں اور اس میں سندھ کے عرب گورنروں کے متعلق بھی چند حوالے موجود ہیں۔

(۴) ابو جعفر محمد بن جریر الطبری جو سنہ ۲۲۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ شوال سنہ ۳۱۰ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی "تاریخ الرسل والملوک" جسے عرف عام میں "تاریخ الطبری" کہا جاتا ہے اس میں سنہ ۳۰۲ ہجری تک کے تاریخی واقعات کا ذکر ہے۔ سندھ کی فتوحات کے متعلق بھی اس میں کچھ مختصر حالات موجود ہیں۔

مذکورہ مورخوں کے علاوہ ابن الاثیر (عزالدین ابوالحسن علی بن محمد ۵۵۵-۶۳۰ھ) کی "الکامل فی التاریخ" اور ابن خلدون (عبدالرحمان ابو زید ولی الدین ۷۳۲-۸۰۸ھ) کی تاریخ "کتاب العبر" میں بھی سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات کا تذکرہ ہے لیکن یہ دونوں مورخ بہت بعد کے ہیں اور ان کی تاریخوں میں جو مواد ہے وہ پچھلی تواریخ سے خصوصاً بلاذری اور طبری سے ماخوذ ہے اسی وجہ سے مذکورہ چاروں مورخوں کی تاریخیں نسبتاً اصولی اور بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

ان مورخوں کے سال وفات (۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۴، ۳۱۰ھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے تیسری صدی ہجری میں اپنی تاریخیں لکھیں۔ سندھ اور ہند کی ابتدائی فتوحات پہلی صدی ہجری (۱۵-۹۶ ہجری) میں وقوع پذیر ہوئیں۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ ان مورخوں اور سندھ کی ابتدائی فتوحات کے درمیان ایک صدی سے بھی کچھ زیادہ کی مدت

Marfat.com

حائل تھی۔ اسی وجہ سے انھوں نے یہ حالات اپنے سے پہلے کے مورخوں یا ان کی کتابوں سے اخذ کئے ہوں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہند اور سندھ کی فتوحات کے متعلق ان چاروں مورخوں کے ماخذ کیا تھے؟

عرب مورخوں کا اہم ماخذ المدائنی: چونکہ ابوحنیفہ الدینوری کی "کتاب الاخبار الطوال" میں سندھ کی فتوحات کے بارے میں کوئی اہم حوالہ نہیں ہے اس لئے ہم بلاذری، یعقوبی اور طبری کے حوالوں کے متعلق معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔

بلاذری: بلاذری نے اپنی تاریخ "فتوح البلدان" میں جن مورخوں اور راویوں سے تاریخی واقعات نقل کئے ہیں ان میں ابوالحسن علی بن محمد المدائنی کا نام خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ زیادہ تر مواد اسی سے منسوب ہے۔ سندھ کی فتوحات کے حالات تو خاص طور پر اسی کے حوالے سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف واقعات اور حالات کے بارے میں بلاذری نے کم از کم ۲۵ بیانات ایسے قلم بند کئے ہیں کہ جو اس نے خود براہ راست ابوالحسن مدائنی کی زبانی سنے (۱) اور ۲۱ دوسرے بیانات مدائنی سے منسوب کرکے شامل کئے جو شاید اس نے بلاذری کی مختلف کتابوں سے نقل کئے (۲)۔

---

(۱) بلاذري نے ایسے بیانات کے لئے حدثني، حدثنا، اخبرني یا اخبرنا کے الفاظ کے ساتھ مدائني کا نام لیا ہے۔ دیکھئے "فتوح البلدان" (مطبوعہ یورپ) صفحات ۹، ۱۱، ۱۳، ۳۵، ۵۶، ۷۳، ۷۷، ۲۷۷، ۲۸۰، ۲۸۱، ۳۰۰، ۳۱۱، ۳۲۳، ۳۲۷، ۳۳۶، ۳۴۲ (دو روایتیں)، ۳۵۳، ۳۵۶، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۹۲، ۴۳۱، ۴۳۸ اور ۴۶۴۔

(۲) ایسے بیانات سے پہلے "قال" یا "في روایة" کے الفاظ کے بعد مدائني کا نام لیا ہے۔ دیکھئے فتوح البلدان (مطبوعہ یورپ) صفحات ۷، ۴۷، ۱۲۸، ۲۱۹، ۲۳۰، ۲۴۷، ۳۳۷، ۳۴۴، ۳۵۴، ۳۵۸، ۳۵۹ (دو روایتیں)، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۷، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۸۲، ۴۳۸، ۴۶۵ اور ۴۶۸۔

Marfat.com

"فتوح السند" یعنی سندھ کی فتوحات کے باب کی ابتدا ھی اس طرح ھوتی ھے: اخبرنا علی بن محمد عبداللّٰہ بن ابی سیف۔ الخ (۱)۔ یعنی ھمیں علی بن محمد بن عبداللّٰہ بن ابی سیف نے خبر دی۔ یہاں ابتداھی میں بلاذری نے ابوالحسن المدائنی کا پورا نام لیا ھے اور گمانِ غالب ھے کہ یہ سارا باب بلاذری نے خود مدائنی کی زبانی سنا اور اپنی کتاب میں قلم بند کیا۔ مندرجہ ذیل دلائل ھمارے اس قیاس کی تائید کرتے ھیں:

(۱) باب کی ابتداھی مدائنی کے ذاتی نام کی سند سے ھوتی ھے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے راوی کا نام نہیں لیا گیا۔

(۲) باب کے شروع میں جس پہلے واقعہ کا ذکر ھے وہ حضرت عمر رضہ کے دورِ خلافت میں، عمان اور بحرین کے گورنر عثمان بن ابی العاص کی طرف سے، ۱۵ ھجری میں اس کے بھائیوں حکم اور مغیرہ کی سرکردگی میں دیبل، بھڑوچ اور تھانہ کی چڑھائی اور فتوحات کا واقعہ ھے۔ اگر مدائنی کی سند اور زبانی بیان کا تعلق صرف اس واقعہ تک ھوتا تو اس کے بعد دوسرے واقعہ (حضرت عثمان غنی رضہ کی خلافت میں محاذ ھند کے سرگرمیوں) یا اس کے بعد تیسرے واقعہ (حضرت علی رضہ کی خلافت میں اس محاذ کی فتوحات) کے متعلق بلاذری ضرور کسی دوسرے راوی کی سند پیش کرتا جو کہ اس کا اصولی دستور ھے۔ لیکن باب کے شروع میں مدائنی کا نام لینے کے بعد بلاذری بغیر کسی دوسری سند کے واقعات کا مسلسل ذکر کرتا چلا گیا ھے۔

(۳) اس باب میں بلاذری نے جہاں بھی بعض دوسرے راویوں کی روایتیں نقل کی ھیں وہ صرف جملہ معترضہ کے

(۱) ایضاً ص ۴۳۱۔

Marfat.com

طور پر اس بیان کی تصدیق، تکمیل یا اس سے اختلاف واضح کرنے کے لئے شامل کی ہیں جسے وہ بحوالۂ مدائنی نقل کرتا رہا ہے (۱)۔ پورے باب میں اصولی طور پر وہی بیان مسلسل چلا گیا ہے کہ جو ابتدا ہی سے ابوالحسن مدائنی کی زبانی شروع ہوتا ہے جس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ بلاذری کے اس پورے باب "فتوح السند" کا اصل راوے اور مؤلف مدائنی ہے۔

یعقوبی نے فتوحات سندھ کے متعلق دیئے ہوئے بیانات میں مدائنی کا نام سند کے طور پر نہیں استعمال کیا ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل دلائل کے بنا پر کافی وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سندھ کے واقعات کے متعلق یعقوبی کا خاص ماخذ مدائنی ہی ہے۔

۱۔ فتوحات سندھ کے بارے میں یعقوبی کے بیانات اصلی طور پر بالکل وہی ہیں کہ جنھیں بلاذری نے "فتوح السند" کے باب میں مدائنی کی زبانی نقل کیا ہے۔ البتہ اختصار کی وجہ سے یعقوبی نے کچھ باتیں حذف کردی ہیں اور اس کے ساتھ بعض چند ضعیف روایتوں کا اضافہ کردیا ہے۔

---

(۱) ایسی کل ۱۲ روایتیں ہیں جن پر غور کرنے سے ہمارے اس خیال کی پوری تائید ہوتی ہے۔ مثلاً: (۱) ص ۴۳۷ پر دیبل کے بتخانہ کا ذکر کرنے کے بعد تصدیق کے طور پر محمد بن یحیٰ کی روایت اور منصور بن حاتم کا زبانی بیان درج کیا گیا ہے جس نے بلاذری کے دلوں میں خود اس بتخانہ کے کھنڈر کو دیکھا تھا۔ اسی طرح ص ۴۳۸ پر تصدیق کے لئے منصور بن حاتم کا بیان نقل کیا ہے جس نے داہر اور اس کے قاتل کی تصویریں بھڑوچ اور دیبل میں دیکھیں۔ (۲) اس بیان کی تکمیل کے طور پر ص ۴۳۷ پر محمد بن قاسم کے صلح کے ذریعہ ایرون فتح کرنے کی روایت نقل کی ہے مگر اس میں کسی دوسرے راوی کا نام نہیں آیا بلکہ صرف "قالوا" (یعنی کہتے ہیں) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس (دیکھئے حاشیہ صفحہ ۹)

Marfat.com

۲- یعقوبی نے اپنی تاریخ میں اختصار سے کام لیا ھے اور اسناد کا سلسلہ اکثر نظرانداز کردیا ھے حالانکہ ان واقعات کے بارے میں بیانات بالکل وھی ھیں کہ جو دوسری تاریخوں میں مدائنی کی سند سے نقل کئے گئے ھیں۔ مثلاً یعقوبی (جلد ۲ ص ۲۷۸) میں امیر معاویہ کا عبداللہ بن سوار کو "چار ھزار" کے ساتھ مکران پر فوج کشی کے غرض سے روانہ کرنے کا ذکر کیا ھے۔ یہی بیان ھوبہو فتح نامہ (ص ۱۰۲) پر چار ھزار کی فوج کے ذکر کے ساتھ ابوالحسن مدائنی کی روایت سے مذکور ھے۔

(۳) یہ بھی ثابت ھے کہ یعقوبی، مدائنی سے واقف تھا کیونکہ اس نے اپنی تاریخ (جلد ۲ ص ۴) میں مدائنی کا ذکر کیا ھے۔

طرح "قالوا" ("کہتے ھیں") سے شروع کرکے ص ۴۲۹ پر محمد بن قاسم کی طرف سے حجاج کے پاس بھیجے ھوئے سونے اور نقدی کا ذکر ھے۔ ص ۴۴۶ میں اس بیان کی تکمیل کی خاطر اس نے اپنے ھمعصروں منصور بن حاتم کا بیان (فضل بن ماھان کے متعلق) اور ابوبکر کا بیان (عسیغان کے حکم کے بارے میں) دیا ھے۔ (۳) اس بیان سے اختلاف ظاھر کرنے کے لئے ص ۴۳۳ اور ص ۴۳۸ پر "وقال" کے لفظ سے جملہ ھائے معترضہ کے طور پر ابن الکلبی کے بیانات دیئے ھیں جس میں سے ایک میں اس نے مکران کے فاتح کا نام "حکم ابن جبلہ" اور دوسرے میں داھر کے قاتل کا نام "قاسم بن ثعلبہ" بیان کیا ھے۔ اسی طرح صفحات ۴۳۴-۴۳۶ اور ۴۴۲ پر بھی اس بیان سے اختلاف ظاھر کرنے والوں کی آراء بھی شامل کی ھیں لیکن ان آراء کو ضعیف سمجھ کر انھیں "قال قوم" (کچھ لوگ کہتے ھیں)، "قال بعضھم" (بعضوں کا کہنا ھے) اور "وقیل" (کہا جاتا ھے) کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ھے۔

بھرحال یہ جملہ روایتیں مدائنی کے بیان کی تصدیق یا اس کی مزید تکمیل یا پھر اس سے اختلاف ظاھر کرنے کے لئے نقل کی گئی ھیں۔

Marfat.com

ابوجعفر طبری: اس نے اپنی ضخیم تاریخ میں ابوالحسن مدائنی سے بالواسطہ بہت کچھ نقل کیا ہے۔ اس کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم از کم پانچسو روایتیں مدائنی کی سند سے اس کی کتاب میں مذکور ہیں (۱)۔ خراسان کے جملہ حالات، شروع سے آخر تک زیادہ‌تر مدائنی کی روایت سے منقول ہیں، یہاں تک کہ پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے مدائنی کی پوری کتاب "فتوح خراسان" کو اپنی کتاب میں سمولیا ہے، اسی طرح عراق کی فتوحات اور نظام حکومت کے بارے میں بھی اکثر حالات مدائنی کی روایتوں سے نقل کئے گئے ہیں اور غالباً مدائنی کی کتاب "فتوح العراق" کو بھی طبری نے پوری طرح استعمال کیا ہے۔ البتہ خاص مشرقی ممالک جیسے کہ کرمان، سجستان اور مکران کی فتوحات، جو سندھ کی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں، ان کے حالات مدائنی کے بجائے (جس نے ان ممالک کی فتوحات پر مستقل کتابیں لکھیں تھیں) دوسرے راویوں کی روایتوں کے ذریعے نقل کئے ہیں (۲)۔

سندھ کی فتح، اس کے بعد سندھ کے گورنروں یا سندھ کے بارے میں دوسرے بالواسطہ اشاروں کے متعلق طبری نے تقریباً چالیس حوالے دیئے ہیں جن میں سے اکثر مختصر ہیں اور بغیر سند کے دیئے گئے ہیں۔ کل تقریباً ایسے ۹ حوالے ہوں گے جو کہ اسناد کے ساتھ ہیں (۳)۔ ان میں سے

---

(۱) ہمارے شمارے کے مطابق طبری نے اپنی تاریخ میں ۵۰۳ مرتبہ مدائنی کا نام لیا ہے۔

(۲) مثلاً دیکھئے طبری جلد ۱ ص ۲۷۰۵، ۲۷۰۷ اور ۲۷۰۸ جن میں سجستان، کرمان اور مکران کی فتوحات کی روایتیں اس طرح بیان کی گئی ہیں: کتب ابوالسری عن شعیب عن سیف عن محمد و طلحة و المهلب و عمر و قالوا۔الخ۔

(۳) دیکھئے طبری ۲X۱۸۳۹، ۲X۱۹۴۶، ۲X۱۹۷۹، ۳X۱۴۹، ۳X۲۸۲، ۳X۳۶۰-۳۵۹، ۳X۳۶۳، ۳X۴۰۹، ۳X۱۲۲۳۔

Marfat.com

ایک حوالہ منصور بن جمهور کے سندھ میں بھاگ کر آنے کے متعلق مدائنی کی روایت سے دیا گیا ہے (۱)۔ اس کے علاوہ مدائنی کے شاگرد، عمر کی وساطت سے ایک خاص بیان طبری نے مدائني کی روایت سے نقل کیا ہے (قال عمر قال علی و اخبرنا ابو عاصم الزیادی عن الهلوات الکلبی قال کنا بالهند مع محمد بن قاسم۔ الخ - ۱۲۷۵X۲) جس کا اصل راوی ہندوستان میں محمد بن قاسم کے ساتھ تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سندھ کے متعلق مدائنی کی روایتوں سے طبری بخوبی واقف تھا۔

فتوحاتِ سندھ کا اولین مصنف "المدائنی" اس کا پورا نام "ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی" ہے اور وہ شمس بن عبد مناف کی خاندان کے عبدالرحمٰن بن سمرہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ تقریباً سنہ ۱۳۵ ھجری میں بصرہ میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس کے بعد وہاں سے منتقل ہوکر شہر "مدائن" میں جا بسا اور "المدائنی" کی نسبت سے مشہور ہوا۔ پھر بغداد میں سکونت پذیر ہوا جہاں غالباً سنہ ۲۲۴/۲۲۵ ھجري میں اس نے وفات پائی (۲)۔

مدائنی تاریخِ اسلام کے واقعات کا بڑا ماہر تھا۔ خصوصاً خلافتِ اسلامیہ کے مشرقی ممالک، جیسے کہ عراق، خراسان، بحرین، عمان، کرمان، سجستان، کابل، زابلستان، مکران اور سندھ وغیرہ کی اسلامی فتوحات کا اسے مفصل اور مکمل علم تھا۔ چنانچہ ان کے متعلق اس نے مندرجہ ذیل کتابیں

---

(۱) تاریخ طبری ۱۹۷۹X۲ جس پر مدائنی کی روایت اس طرح بیان کی گئی ہے: ذکر علی بن محمد بن عاصم بن حفص التمیمی وغیرہ حدثوہ۔ الخ۔

(۲) اس کے مفصل حالات کے لئے دیکھئے فہرست ابن ندیم (طبع یورپ) ص ۱۰۰-۱۰۳، یاقوت کا معجم الادباء، (گب میموریل) ۵X۳۰۹-۳۰۸، تاریخ بغداد (قاہرہ) نمبر (۶۴۳۸) ج ۱۲ ص ۵۴، انساب السمعانی (المدائني)، شذرات الذہب (قاہرہ) ۲X۵۴، مروج الذہب (پیرس) ۷X۲۸۱۔

Marfat.com

تصنیف کیں : کتاب فتوح العراق، کتاب فتوح خراسان، کتاب فتح الاُبُلّۃ، کتاب عمان، کتاب امرالبحرین، کتاب کرمان، کتاب فتوح سجستان، کتاب کابل وزابلستان، کتاب فتح مکران، کتاب ثغرالھند اور کتاب عمال الھند (۱)-

مدائنی کی ان تصنیفات کا براہِ راست یا بالواسطہ سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات سے تعلق ھے- عراق کے فتح ھو جانے سے وھاں مضبوط فوجی مرکز کی بنیاد پڑی جس سے پھر سندھ اور دوسرے مشرقی ممالک کی فتوحات میں سھولت پیدا ھوئی- اسی طرح بصرہ کے قریب قدیمی بندرگاھوں "ابلہ"، "عمان" اور "بحرین" کی فتوحات سے مسلمانوں کی بحری طاقت وجود میں آئی اور دیبل، بھڑوچ اور تھانہ پر بحری حملے کرنے میں آسانی ھوئی، اور اسی طرح کرمان اور سجستان کی فتوحات کی وجہ سے اسلامی فوجیں ھندوستان کی شمالی مغربی سرحد کی طرف بڑھیں- چنانچہ پھلے مکران، زابلستان اور کابل (مشرقی افغانستان) وغیرہ تسخیر ھوئے- اس کے بعد ادھر سے سندھ اور ھندوستان کے کچھ علاقے فتح ھوے- مدائنی کی تین کتابیں ۱- کتاب فتح مکران، ۲- کتاب ثغرالھند (ھند یعنی محاذ سندھ) اور ۳- کتاب عمال الھند (ھند یعنی سندھ کے گورنر)، خاص طور پر براہِ راست سندھ کی فتوحات اور یھاں کے عربی حکمرانوں کے متعلق ھیں-

اس کے علاوہ مدائنی کی ایک اور تصنیف "کتاب اخبار ثقیف" ھے- جس میں ثقفی خاندان کی تاریخ بیان کی گئی ھے- سندھ کی فتوحات کے سلسلے میں ثقفی خاندان بڑی اھمیت رکھتا ھے- اسی خاندان کے ایک فرد عثمان بن ابی العاص ثقفی نے سنہ ۱۵ ھجری میں سب سے پھلے اپنے دو بھائیوں حکم اور مغیرہ کی سرکردگی میں دیبل، تھانہ اور بھڑوچ کی بندرگاھوں پر بحری فوجیں روانہ کیں- اس کے بعد

(۱) دیکھئے فھرست ابن ندیم ص ۱۰۳ اور معجم الادباء ۵X۳۱۵-۳۱۶-

Marfat.com

حجاج اور محمد بن قاسم بھی اسی ثقفی خاندان کے افراد تھے کہ جن کی شجاعت، ہمت، دلیری اور حکمت عملی سے سندھ فتح ہوا۔ مدائنی نے "کتاب فتوح خراسان" میں خاص طور پر خراسان کے گورنر جنید بن عبدالرحمان المُرّی کے حالات لکھے ہیں (۱)۔ یہ جنید پہلے ۵ یا ۶ سال (۱۰۵-۱۱۱ھ) میں سندھ کا گورنر رہ چکا تھا اور یہاں بڑی فتوحات حاصل کیں تھیں اور غالباً اس کی اسی شہرت کی وجہ سے اسے سندھ سے تبدیل کرکے خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا۔ جہاں وہ اپنی وفات (محرم ۱۱۶ھ) تک بدستور حکمران رہا۔

مدائنی کی مذکورہ تصانیف پر غور کرنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ وہ خلافتِ اسلامیہ کے مشرقی ممالک کی فتوحات اور تاریخ سے پوری طرح باخبر تھا۔ خاص طور پر محاذِ ہند یعنی فتوحات مکران اور سندھ اور وہاں کے عرب گورنروں کے حالات کا اسے کماحقہ علم تھا اور ان پر اس نے علٰحدہ علٰحدہ کتابیں لکھیں۔ اس کے علاوہ جن خاص شخصیتوں کا سندھ کی فتوحات سے تعلق تھا ان کے حالات سے بھی وہ پوری طرح واقف تھا۔ اس نے ان کو بھی اپنا موضوع بنایا، اور ان پر بھی کتابیں لکھیں۔

فتحنامہ کی بنیاد مدائنی کی روایتوں پر:۔ مذکورہ تحقیق سے یہ حقیقت واضح اور صاف طور پر سامنے آتی ہے کہ ہر لحاظ سے مدائنی ہی سندھ کی فتح اور تاریخ کا پہلا مورخ یا مصنف ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہند، سندھ اور مکران کی فتوحات کا بھی وہی تنہا مورخ اور راوی ہے کیونکہ ان واقعات کے سلسلہ میں عربی تواریخ میں کسی دوسرے ایسے مورخ کا حوالہ نظر نہیں آتا کہ جس نے پوری طرح ان ممالک کی تاریخ پر توجہ مرکوز کی ہو یا ان موضوعات

(۱) فہرست ابن ندیم، ص ۱۰۳۔

Marfat.com

پر کوئی کتاب لکھی ہو۔ مکران اور سندھ کی فتوحات کے جو حالات ہم تک پہنچے ہیں ان کا ذریعہ صرف مدائنی ہی ہے، اور ان ممالک کی اسلامی فتوحات کی تاریخ کے متعلق بلاذری، یعقوبی اور طبری کے بیانات زیادہ تر مدائنی کی روایتوں پر مبنی ہیں۔ اسی طرح سندھ کی فتوحات کے متعلق جو بنیادی حقایق اور واقعات قدیم عرب مورخوں کے توسل سے ہم تک پہنچے ہیں وہ بھی زیادہ تر مدائنی ہی کی روایتوں سے متعلق ہیں۔ لہٰذا اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ "فتحنامہ سندھ" جو کہ اصل میں عربی میں تھا اور جس میں سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات کا ذکر ہے اس کا مدار زیادہ تر مدائنی کی تصانیف اور روایتوں پر ہے۔ ہمارے اس خیال کی مزید تائید مندرجہ ذیل دلائل سے بھی ہوتی ہے۔

۱۔ پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ قدیم عربی تواریخ میں بلاذری کی تاریخ "کتاب فتوح البلدان" میں ہی سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات کے واقعات دوسری تمام تاریخوں کے مقابلہ میں زیادہ تفصیل سے ملتے ہیں کیونکہ اس میں ۱۵ صفحات (۴۳۱-۴۴۸) کا ایک پورا باب بلاذری نے "فتوح السند" کے عنوان سے قلمبند کیا ہے۔ اس باب کی مذکورہ روایتوں کا تجزیہ کرنے سے بھی یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ اس کا اصل راوی اور مصنف مدائنی ہی ہے۔

اس باب کے متن اور مواد پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ :(۱) اس کی ابتدا حضرت عمر کے عہد خلافت میں عمان سے سندھ اور ہند کی بندرگاہوں (دیبل، بھڑوچ اور تھانہ) پر کئے گئے پہلے بحری حملے کی فتوحات کے واقعات سے ہوتی ہے، یعنی کہ یہ باب محاذ ہند (سندھ اور ہند) کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ (۲) اس کے بعد حضرت عثمان رض

Marfat.com

کے عہد خلافت سے لے کر عبدالملک کے دور تک، مکران پر اسلامی لشکر کی جنگوں اور فتوحات کے حالات مذکور ہیں یعنی یہ واقعات مکران کی فتوحات سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۳) پھر ولید کے دور میں محاذ ہند اور سندھ کا ذکر، عبیداللہ بن نبہان اور بدیل کی دیبل پر فوج کشی کے واقعات سے شروع ہوتا ہے، اور یہ حصہ محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ کی مکمل فتح اور ہند کے کچھ حصوں کی فتوحات کے واقعات پر ختم ہوتا ہے۔ (۴) اس کے بعد سلیمان کے دورِ خلافت سے سندھ اور ہند کے عرب گورنروں کا ذکر شروع ہوتا ہے جو کہ معتصم کی خلافت کے بعد عمر بن عبدالعزیزالھباری کے سندھ پر قبضہ کرنے کے واقعات پر ختم ہوتا ہے۔

باب "فتوح السند" کے متن اور مواد کے مذکورہ بالا جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ بلاذری نے اس باب کی روایتوں میں مدائنی کی تین کتابوں ۱۔ "کتاب ثغرالھند" ۲۔ کتاب فتح مکران اور ۳۔ کتاب عمال الھند کو جمع کردیا ہے۔ یہ بات اس لئے بھی قرینِ قیاس ہے کہ بلاذری نے سنہ ۲۷۹/۲۸۰ ہجری میں وفات پائی اور مدائنی ۲۲۵ ہجری میں یعنی بلاذری سے ۵۵ سال پہلے فوت ہوا، جس کے یہ معنے ہوئے کہ جب بلاذری نے اس باب کی روایتیں مدائنی کی زبانی سنی ہوں گی اس وقت مدائنی کافی بوڑھا ہوچکا ہوگا اور مذکورہ تینوں کتابیں اس سے بہت پہلے تصنیف کرچکا ہوگا۔ اس وجہ سے زبانی روایت میں سندھ کی فتوحات کے متعلق اس نے بلاذری کو غالباً اپنی انہی تصانیف کا ماحصل بیان کرکے سنایا ہوگا۔ بلاذری کو بھی چونکہ اجمال مدنظر تھا اس لئے اس نے اپنی کتاب میں مدائنی کی روایتوں کا اختصار قلم بند کیا ہے۔

"فتحنامہ" کا وہ حصہ جو اسلامی تاریخ سے متعلق ہے،

Marfat.com

اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاذری کے باب "فتوح السند" کا سارا مواد ترتیب وار اس میں شامل ہے مثلاً صفحہ ۹۵/[۲ے] پر اس کی ابتداہی بلاذری کی باب کی طرح، حضرت عمر کی خلافت میں عمان کے گورنر کی جانب سے ہند اور سندھ کی بندر گاہوں (دیبل، بھڑوچ اور تھانہ) پر بحری فوج کشی کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد حضرت عثمان کی خلافت سے لے کر عبدالملک کے عہد تک اسلامی فوجوں کی مکران پر فوج کشی اور فتوحات کے واقعات بالکل بلاذری کے سلسلے کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ پھر اس کے بعد ولید کے زمانے میں محاذ ہند و سندھ کا ذکر، دیبل پر عبیداللہ بن نبہان اور بدیل کی بحری فوج کشی سے شروع ہوکر محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ کی فتح کے مفصل بیانات پر ختم ہوتا ہے۔ البتہ محمد بن قاسم کے بعد جو عرب گورنر سندھ میں حکمران ہوئے، فتحنامہ میں ان کا کوئی ذکر ہمیں نہیں ملتا، اس کے یہ معنے ہوئے کہ فتحنامہ میں مدائنی کی صرف دو کتابوں، کتاب ثغرالھند اور کتاب فتح مکران کا مواد شامل ہے لیکن اس کی تیسری کتاب، عمال الھند کا مواد شامل نہیں ہے۔

فتحنامہ کی داخلی شہادتوں سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس میں مدائنی کی دونوں کتابیں، کتاب ثغرالھند اور کتاب فتح مکران مکمل طور پر شامل ہیں۔ مندرجہ ذیل دلائل ہمارے اس قیاس کو مزید تقویت دیتے ہیں۔

الف۔ بلاذری نے "باب فتوح السند" میں مدائنی کے حوالے سے جو واقعات اختصار کے ساتھ قلم بند کئے ہیں فتحنامہ میں بھی وہی واقعات اسی ترتیب سے لیکن زیادہ تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ بلاذری کے اس باب میں مدائنی کی تینوں کتابیں شامل ہیں اور فتحنامہ میں غالباً صرف دو کتابیں فتح مکران اور ثغرالھند شامل ہیں

Marfat.com

لیکن اپنی پوری روایتوں کے ساتھ جس کی وجہ سے اس میں جملہ واقعات کی تفصیل موجود ہے۔ اس کے علاوہ باب "فتوح السند" اور فتحنامہ کے مشترکہ بیانات میں صرف اصولی نہیں بلکہ جزئیاتی مطابقت بھی موجود ہے مثلاً فتحنامہ میں (ص ۱۴۰) پر بیان کیا گیا ہے کہ دیبل پر حملہ کرنے کے موقع پر حجاج کا خط پہنچا جس میں ہدایت تھی کہ "مناسب یہ ہے کہ سورج کی طرف پیٹھ رکھو تاکہ دشمن کو اچھی طرح دیکھ سکو"۔ یہ الفاظ بلاذری کی عبارت (ص ۴۳۷) میں دیئے گئے حجاج کے حکم "ولتکن مما یلی المشرق" کے عین مطابق ہیں۔ فتحنامہ (ص ۲۰۷) میں مذکور ہے کہ محمد بن قاسم نے حجاج کو سرکہ بھیجنے کے لیے لکھا، اور یہ انتظام کرنے کے لیے حجاج کے حکم سے دھنکی ہوئی روئی کو سرکہ میں بھگو کر خشک کیا گیا۔ بلاذری (ص ۴۳۶) کی عبارت بھی اس کے مطابق ہے کہ "وعمدالحجاج الی القطن المحلوج، فنقع فی الخل الخمرالحاذق"۔ پہلا مجاہد جو کہ دیبل کے قلعہ کی فصیل پر چڑھا اس کا نام بھی بلاذری اور فتحنامہ کے بیانات میں ایک ہے (دیکھیے فتحنامہ ص ۴۴۷۔ نوٹ ۱۰۰) داہر کے قاتل کے بارے میں بھی فتحنامہ اور بلاذری کے بیانات میں مطابقت ہے (دیکھئے فتحنامہ ص ۱۸۰ نوٹ ۲۶۶) ان جزئیاتی مطابقتوں سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ کے تفصیلی بیانات مدائنی کی روایتوں کے مطابق ہیں جنھیں بلاذری نے مدائنی کی زبانی اپنے باب فتوح السند میں قلم بند کیا ہے۔

ب۔ دوسرے یہ کہ بلاذری کو مدائنی نے خود اپنی زبان سے ان فتوحات کے واقعات سنائے ہیں اسی وجہ سے "باب فتوح السند" کے شروع میں بلاذری اس کا نام بطور سند کے پیش کیا ہے اور اس کے بعد وہ واقعات کو مسلسل نقل کرتا گیا ہے یہاں تک کہ داہر کے قتل کے بعد (ص ۴۳۸)

Marfat.com

پھر اس نے اپنے اس بیان کی دوبارہ تصدیق کے لیے مدائنی کا نام لیا ہے۔ اور چونکہ یہ سارا بیان بلاذری نے مدائنی کی زبانی سنا اور نقل کیا ہے اس لیے اسے بار بار ہر واقعہ اور موقعہ پر اس کا نام دُہرانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

قدیم عرب مورخوں کا دستور تھا کہ اپنی تصانیف میں اکثر ہر نئے بیان سے پہلے اپنا نام دینے کے بعد اپنے سلسلۂ اسناد (یعنی ان راویوں کے نام کہ جن کے توسل سے مصنف تک اس بیان یا واقعہ کی روایت پہنچی ہو) درج کرتے تھے اس کے بعد ہی پھر وہ بیان یا واقعہ پیش کرتے تھے۔ مورخ ابوجعفر طبری نے اپنی تاریخ میں خاص طور پر اس رسم کی پابندی کی ہے اور وہ ہر نیا واقعہ قلم بند کرنے سے پہلے لکھتا ہے کہ "قال فلان ۰۰۰حدثنی فلان قال حدثنی فلان" (یعنی فلاں نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے فلاں سے یہ سنا جس سے فلاں نے یہ ذکر کیا)، یا "حدثنی" (مجھ سے بیان کیا) کی بجائے "عن" (فلاں سے بیان کیا) کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ غرض اس طرح خود مصنف کی کتاب میں اکثر بار بار خود مصنف اور اس کے استاد راویوں کا ذکر ملتا ہے۔

فتحنامہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانے کی دستبرد کی وجہ سے یا غالباً فارسی مترجم علی کوفی کی بے احتیاطی کی وجہ سے، مختلف روایتوں کی اسناد کو یا تو ناقص حالت میں قلم بند کیا گیا ہے یا بالکل حذف کر دیا گیا ہے، لیکن پھر بھی مدائنی کے نام سے اس کے اسناد کے ساتھ فتحنامہ میں پوری ۱۳ واضح روایتیں (۱) موجود ہیں، دو، دوسری روایتیں (ص ۲۲۵، ۲۲۸) پر "محمد بن حسن

(۱) دیکھئے صفحات ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۵، ۱۲۷، (دو روایتیں) ۱۳۷، ۲۱۶، ۲۵۲، ۳۱۳، ۳۳۴، ۳۴۴، اور ۳۴۵، مدائنی کا ابوالحسن یا علی بن محمد تحریر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اور "محمد بن ابوالحسن" مدنی کے ناموں سے بیان کی گئی ہیں یہ دونوں بھی غالباً مدائنی ہی کی روایتیں ہیں۔ اور اس کے نام "ابوالحسن علی بن محمد" کو سہواً غلط لکھا گیا ہے (۱) دوسری آٹھ روایتیں ایسے اشخاص کے نام سے دی گئی ہیں، جن سے دوسری روایتیں خود فتحنامہ میں مدائنی کی زبانی نقل کی گئیں ہیں (۲) جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ آٹھ روایتیں بھی یقینی طور پر مدائنی ہی کے ذریعہ حاصل ہوئی ہیں لیکن ان کی ابتدا میں مدائنی کا نام حذف ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس لحاظ سے فتحنامہ میں کل ۲۳ روایتیں مدائنی کی تسلیم کی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد باقی ماندہ روایتیں کل ۱۴ بچتی ہیں جو کہ دوسرے راویوں کے ناموں سے منسوب ہیں اور گمان غالب ہے کہ ان روایتوں میں سے بہتوں کی اسناد کے شروع کے حصے حذف ہیں اور ممکن ہے کہ ان میں سے بھی بعض مدائنی ہی کے ذریعہ

---

(۱) دیکھئے فتحنامہ کے آخر میں ص ۴۷۶ کا حاشیہ ۲۲۸/[۱۶۴]۔

(۲) مثلاً صفحات ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۵، پر تین روایتیں ہذلی کے نام سے دی گئی ہیں لیکن صفحات ۱۰۲، اور ۱۰۵، پر خود ہذلی کی روایتیں ابوالحسن مدائنی کی زبانی بیان کی گئی ہیں۔ دو روایتیں (ص ۱۰۶ اور ۱۳۱) عبدالرحمٰن بن عبدربہ‌السلیطی کے‌نام سے دی گئی ہیں لیکن صفحات ۳۱۳ اور ۳۳۴ پر عبدربہ السلیطی کی روایتیں بھی ابوالحسن مدائنی کی زبانی ظاہر کی گئی ہیں۔ صفحہ ۲۵۸ پر ایک روایت ابو محمد ہندی سے منسوب ہے اور صفحات ۱۳۷ اور ۳۴۴ پر ابو محمد ہندی کی دونوں روایتیں ابوالحسن مدائنی کی زبانی بیان کی گئی ہیں۔ صفحہ ۱۳۰ پر ایک روایت اسحاق بن ایوب کے نام سے دی گئی ہے حالانکہ صفحہ ۱۲۷ پر اسحاق بن ایوب کی روایت ابوالحسن مدائنی کی زبانی نقل ہے۔ اسی طرح صفحہ ۱۵۵ پر ایک روایت ابواللیث التمیمی الهندی کے نام سے آئی ہے حالانکہ صفحہ ۲۵۰ پر ابواللیث ہندی کی روایت ابوالحسن مدائنی کی روایت بیان کی گئی ہے۔

Marfat.com

سے پہنچی ہوں۔ بہرحال مجموعی طور پر فتحنامہ کا بڑا حصہ مدائنی کی روایتوں پر مشتمل ہے اور سوائے اس فتحنامہ کے، سندھ کی فتوحات کے بارے میں مدائنی کی اتنی مفصل روایتیں دوسری کسی بھی عربی تاریخ میں موجود نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے اس قیاس کو زیادہ تقویت ملتی ہے کہ فتحنامہ کی اسلامی تاریخ اور فتوحات کا بڑا حصہ مدائنی کی دونوں کتابوں "کتاب ثغرالهند" اور "کتاب فتح مکران" کا مجموعہ ہے۔

فتحنامہ کے مواد کے ماخذ اور ان کی داخلی صحت:

فتحنامہ کے کل مواد کے تین سرچشمہ نظر آتے ہیں: (الف) مدائنی کی روایتیں۔ (ب) مدائنی کے علاوہ دوسرے عرب عالموں اور راویوں کی روایتیں۔ (ج) سندھ کی مقامی روایتیں۔ اب ہم ان تینوں ماخذوں پر تنقیدی لحاظ سے بحث کریں گے۔

الف۔ مدائنی کی روایتیں: عرب مورخوں نے مدائنی کو ایک معتبر مورخ تسلیم کیا ہے کیونکہ اس کی روایتیں زیادہ تر صحیح اور پختہ ہیں۔ افسوس ہے کہ فتحنامہ میں اس کی روایتوں کی کڑیاں حذف ہیں جس کی وجہ سے اس کی روایتوں کا پورا تنقیدی جائزہ نہیں لیا جاسکتا، پھر بھی مندرجہ ذیل حقایق مدائنی کی روایتوں کی داخلی صحت کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱) پہلا تو فتحنامہ میں دی ہوئی مدائنی کی اکثر روایتیں اس کے ان استاد راویوں کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں جن سے اس نے مرکزی خلافت اور دوسرے واقعات کی بابت حالات سنے اور نقل کئے ہیں اور جن کے بیانات کو بلاذری اور طبری جیسے معتبر مورخوں نے صحیح تسلیم کرکے اپنی تاریخوں میں شامل کیا ہے۔ اس سلسلے میں روایتیں غور طلب ہیں:

Marfat.com

صفحہ ۱۰۲/[۷۸] پر عبداللہ بن سوار کے متعلق بیان ابوالحسن مدائنی نے دو راویوں یعنی ھذلی اور مسلمہ بن محارب کے حوالے سے نقل کیا ھے۔ فتحنامہ میں اسی طرح چار دوسری روایتیں (ص ۱۰۰، ۱۰۱، اور ۱۰۵ (دو روایتیں) ھذلی کی وساطت سے اور ایک روایت (ص ۳۳۴) مسلمہ بن محارب کے ذریعہ بیان کی گئی ھے جن میں سے ص ۱۰۵ پر ھذلی کی روایت اور ص ۳۳۴ پر مسلمہ کی روایت سے پہلے ابوالحسن کا نام دیا گیا ھے لیکن صفحات ۱۰۰، ۱۰۱ اور ۱۰۵ پر ھذلی کی روایتوں کے شروع میں ابوالحسن کا نام غالباً فارسی مترجم کی بے توجہی سے حذف ھوگیا ھے(۱)۔

سُلمی بن عبداللہ بن سُلمی (۲) جوکہ ابوبکر الھذلی کی عرفیت سے مشہور ھوا، تاریخ اسلام کا مستند اور تسلیم شدہ راوی ھے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں تقریباً ۲۰ روایتیں اس کے سلسلۂ اسناد نقل کی ھیں جن میں سے آٹھ روایتیں ابوالحسن مدائنی کے ذریعہ بیان کی ھیں(۳) یعنی ھذلی کی زیادہ تر روایتیں مدائنی کے ذریعہ نقل ھوئی ھیں۔ غرض ھذلی مدائنی کے اُستادوں میں سے تھا اور اس کی روایتیں نہ صرف طبری بلکہ دوسرے مورخوں اور مصنفوں نے بھی

---

(۱) دیکھئے آخر میں ص ۴۲۲، ۴۲۳، کا نوٹ ۱۰۰/[۷۷]۔

(۲) طبری (۲۵۵۰x۳) نے اس کا نام بالکل اسی طرح تحریر کیا ھے جسے صحیح تصور کرنا چاھیے طبری کے ایڈٹ کرنے والوں نے اسماء خاص کی فہرست میں اس کا نام "سلمہ بن عبداللہ" لکھا ھے اور "ابن رستہ" کی کتاب "الاعلاق النفیسہ" (ص ۲۱۳) میں اس کا نام "سلیمان بن عبداللہ" دیا گیا ھے۔ اس کے مزید حالات کے لیے دیکھیے آخر میں نوٹ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۳۔

(۳) دیکھیے تاریخ طبری ص ۲۸۳۲x۱، ۲۸۷۱x۱، ۳۰۶۸x۱، ۳۱۳۵x۱، ۳۱۹۸x۱، ۱۷۳x۲، ۱۳۲۶x۱، اور ۱۳۲x۳۔

Marfat.com

مدائنی ھی کی زبانی نقل کی ھیں(۱) ابوبکر ھذلی عباسی خلیفہ منصور (وفات ۱۵۸ھ - ۷۷۵ع) کے زمانے تک بقید حیات تھا(۲) اور مدائنی (ولادت سنہ ۱۳۵ھ) کی عمر اس وقت تقریباً ۲۳ سال تھی- چنانچہ اس نے جملہ تاریخی حالات خود ھذلی کی زبانی براہ راست سنے، انھیں اپنی تصانیف میں شامل کیا اور دوسروں تک پہنچایا(۳)-

"مسلمہ" کا پورا نام "مسلمہ بن محارب بن سلم بن زیاد" ھے اور وہ مشہور اموی سپہ سالار زیاد کی اولاد سے تھا(۴) وہ نہ صرف تاریخی روایتوں کے سلسلے میں مستند مانا جاتا ھے بلکہ حدیث کے راویوں میں بھی معتبر شمار کیا جاتا ھے(۵)- وہ مدائنی کے استادوں میں سے ھے اور اس کی تاریخی روایتیں زیادہ تر مدائنی کے ذریعہ ھی بلاذری اور طبری تک پہنچی ھیں- اور مدائنی نے اس سے براہ راست یہ روایتیں سنی تھیں- بلاذری نے "فتوح البلدان" (ص ۴۲۳، ۲۴۰ اور ۲۸۰) میں تین روایتیں مسلمہ کے سلسلہ اسناد سے نقل کی ھیں اور اپنی دوسری تصنیف "کتاب انساب الاشراف"

---

(۱) مثلاً بلاذری نے فتوح البلدان (ص ۱۸) میں صرف ایک روایت ھذلی کی سند سے بیان کی ھے اور یہ ابوالحسن مدائنی کے زبانی نقل ھے- اسی طرح اس نے اپنی دوسری تصنیف "کتاب انساب الاشراف (جلد ۱۱ ص ۲۲۷) میں بھی ھذلی کی روایت مدائنی کی ذریعہ نقل کی ھے-

(۲) دیکھئے طبری ۳X۰۱، ۴۲۴، ۴۳۵، اور ۴۳۶-

(۳) طبری نے مدائنی کی ھذلی کی بیان کی ھوئی روایتیں مدائنی کے شاگرد عمر بن شبہ کی زبانی نقل کی ھیں-

(۴) دیکھئے تاریخ طبری ۲X۴۴۵-

(۵) دیکھئے بخاری کی "التاریخ الکبیر" جلد ۴ ص ۲۷۹-

134214

Marfat.com

(جلد ۴ اور ۱۱) میں کل چھ روایتیں مسلمہ کے سلسلۂ اسناد سے مدائنی کی زبانی نقل کی ہیں (۱)۔

طبری نے کل ۴۳ روایتیں "مسلمہ" کے سلسلۂ اسناد سے نقل کی ہیں اور سب مدائنی کی کتابوں یا مدائنی کے شاگرد عمر بن شبہ کے توسل سے خود مدائنی کی زبانی نقل ہیں۔ فتحنامہ کے صفحہ ۴۳ پر بھی مسلمہ بن محارب کی ایک روایت ابوالحسن مدائنی سے نقل کی گئی ہے۔

غرض ھذلی اور مسلمہ دونوں مدائنی کے بزرگ ھمعصر اور تاریخ کے مستند عالم تھے۔ چونکہ فتحنامہ میں جو روایتیں مدائنی کے زبانی نقل کی گئی ہیں ان کے پچھلے سلسلے (یعنی ھذلی اور مسلمہ نے جن لوگوں سے یہ واقعات سنے اور ان لوگوں نے جن سے یہ سنے، ان کے نام) حذف ہیں اس وجہ سے عینی شہادتوں اور معاصرانہ روایتوں کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ تاہم بعض روایتوں کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ مدائنی کی روایتوں کا سلسلہ بالاخر ان لوگوں تک پہنچتا ہے جو کہ بیان کردہ واقعات سے پوری طرح باخبر تھے مثلاً صفحہ ۱۰۰ پر ابوالحسن مدائنی کی روایت ابوبکر ھذلی سے اور ھذلی کی روایت اسود سے بیان کی گئی ہے اور یہ روایت امیر معاویہ کے عہد (۴۱-۶۰ھ) میں راشد بن عمرو کے محاذ ھند پر تقرر کے بارےمیں ہے۔ اس روایت میں حالانکہ ھذلی اور اسود کے درمیانی راویوں کے نام حذف ہیں (۲)

---

(۱) دیکھئے کتاب الانساب الاشراف، جلد ۴، صفحات ۷۳، ۸۱، ۱۰۶ اور جلد ۱۱ صفحات ۲۷، ۱۶۸، ۲۲۶۔

(۲) چونکہ ھذلی اور سلمہ دونوں ھمعصر اور مدائنی کے اہم ماخذ ہیں اور مدائنی نے بعض روایتیں ان سے ایک ہی وقت میں سنی ہیں (دیکھئے تاریخ طبری ۲×۷۳)، طبری نے ایک روایت نقل کی ہے، جو اس نے ابن حمید سے اور ابن حمید نے، مسلمہ سے، اور مسلمہ دیکھئے حاشیہ صفحہ ۲۴

Marfat.com

لیکن اس کے باوجود خارجی شہادتوں کی بنیاد پر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اسود سے مرادالاسود بن یزیدالنخعی ہے اور وہ تاریخ کے مشہور راوی ہیں۔ تاریخ طبری میں کم از کم نو ایسی تاریخی روایتیں ہیں جن کے سلسلۂ اسناد کی آخری کڑی اسود ہیں۔ جو کوفہ کے برگزیدہ تابعین میں سے تھے اور حضرت عثمان کی شہادت (سنہ ۳۰ ہجری) کے موقع پر ان کی طرف سے انہوں نے مدافعت کی تھی(۱) چنانچہ اس کے بعد امیر معاویہ کے عہد تک ان کا زندہ رہنا اور راشد بن عمرو کی تقرر سے باخبر ہونا قطعی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے اس لحاظ سے مدائنی کی یہ روایت مثال کے طور پر یہ ثابت کرتی ہے کہ اس کی روایتیں بڑی باوزن ٹھوس اور معاصرانہ ہیں۔

اس تفصیلی بحث کے بعد اب ذیل میں ہم فتحنامہ میں مدائنی کی باقی دوسری روایتوں کے ماخذوں کا مختصر جائزہ لیں گے۔

۲۔ فتحنامہ کے صفحہ ۱۰۱ پر ابوالحسن مدائنی کا حاتم بن قبیصہ بن المهلب (۲) کا براہ راست سماعی بیان نقل کیا گیا ہے۔ حاتم بن قبیصہ سنہ ۹۸ ہجری میں طخارستان کا

نے ابو اسحاق سے اور ابو اسحاق نے عبدالرحمان سے اور عبدالرحمان نے اپنے باپ اسود سے سنی (۲۳۵۵X۱)۔ اس سلسلۂ اسناد کے مطابق مسلمہ اور اسود کے درمیان دوسرے راوی بھی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ کی مذکورہ روایت میں مسلمہ کے ہمعصر هذلی اور اسود کے درمیان ہی کم از کم دو راویوں کے نام ہونے چاہئیں جو کہ حذف ہو گئے ہیں۔

(۱) دیکھیے تاریخ طبری (۲۸۹۶X۱، ۲۹۱۶، ۲۹۶۰۔

(۲) متن میں "حاتم بن قبیصة الباهلي" غلط ہے اور صحیح نام "حاتم بن قبیصہ بن المهلب" ہے۔

Marfat.com

گورنر تھا(۱) وہ تاریخ کا عالم تھا اور جس طرح راوی عمر بن شبہ نے مدائنی سے تاریخی روایتیں نقل کی ھیں اسی طرح اس سے بھی روایتیں نقل کی ھیں (۲) اسی وجہ سے مدائنی کا حاتم بن قبیصہ سے روایتیں اخذ کرنا بالکل قرین قیاس ھے۔ البتہ فتحنامہ میں بیان کی گئی یہ روایت عبداللہ بن سوار کی جنگ کے متعلق ھے جسے امیر معاویہ نے تقریباً سنہ ۴۱-۴۲ھ میں محاذ ھند پر مامور کیا تھا اور اس جنگ میں حاتم بن قبیصہ کا موجود ھونا ناممکن نظر آتا ھے۔ طبری نے سنہ ۵۰ ھجری کے دو چشم دید واقعات جن لوگوں کی زبانی حاتم بن قبیصہ کی وساطت سے نقل کئے ھیں ان لوگوں اور حاتم بن قبیصہ کے درمیان کم از کم ایک راوی کا واسطہ ھے(۳) اسی وجہ سے فتحنامہ کی اس روایت کا آخری حصہ حذف معلوم ھوتا ھے اور جس شخص نے ابن سوار کو جنگ میں دیکھا وہ حاتم بن قبیصہ نہیں بلکہ وہ راوی معلوم ھوتا ھے جس نے اس سے یہ روایت بیان کی۔

۳- فتحنامہ صفحہ ۱۲۷ پر ابوالحسن مدائنی کا اسحاق بن ایوب کی زبانی سنا ھوا بیان دیا گیا ھے جو کہ سنہ ۹۳ھ میں حجاج کے محمد بن قاسم کو سندھ پر روانہ کرنے کے لئے فوجیں فراھم کرنے کے متعلق ھے۔ طبری نے ابوالحسن مدائنی کی اسحاق بن یعقوب سے نقل کی ھوئی دو روایتیں اپنی تاریخ میں بیان کی ھیں جوکہ امیر معاویہ کے عھد اور

---

(۱) دیکھئے تاریخ طبری ۲X۱۳۲۲م-

(۲) تاریخ طبری ۲X۱۰۹-۱۱۰-

(۳) طبری نے سنہ ۵۰ ھجری کے دونوں واقعات کو اسی روایت سے بیان کیا ھے یعنی طبری نے عمر بن شبہ سے، عمر بن شبہ نے حاتم بن قبیصہ سے، حاتم بن قبیصہ نے غالب بن سلیمان سے اور غالب بن سلیمان نے عبدالرحمان بن صبح سے سنا۔ (طبری ۲X۱۰۹-۱۱۰)-

Marfat.com

ولید کے متعلق ھیں (۱) فتحنامہ کی یہ روایت بھی ولید کے عہد کی ھے اور روایتی حیثیت سے مکمل ھے۔ فتحنامہ کے صفحہ ۱۳۰ پر ایک اور دوسری روایت میں اسحاق بن ایوب اور ھلواث کلبی کے نام ملتے ھیں اور اس میں مدائنی کا نام چھوڑ دیا گیا ھے حالانکہ ھلواث کی روایتیں بھی مدائنی ھی کے ذریعہ پہنچی ھیں (۲)۔

۴۔ فتحنامہ کے صفحہ ۱۳۷ پر ابوالحسن نے دیبل کے محاصرہ کا بیان "ابو محمد مولی بنی تمیم" سے نقل کیا ھے اور صفحہ ۳۵۶ پر ابوالحسن نے پھر اسی "ابو محمد ھندی" سے ملتان کے متروی بتخانہ کا بیان نقل کیا ھے۔ اس سے پتہ چلتا ھے کہ ابو محمد، ھند یعنی سندھ کا باشندہ تھا اور بنو تمیم کا پروردہ تھا۔ ممکن ھے کہ ابو محمد کو ان واقعات کا براہ راست علم ھو کیونکہ یہ واقعات سنہ ۹۳-۹۵ ھجری کے ھیں اور ممکن ھے کہ وہ کم از کم ۵۶ سال بعد تک زندہ رھا ھو اور سنہ ۱۵۰ ھجری کے قریب جب کہ ابوالحسن مدائنی کی عمر ۱۵ سال کی تھی ابو محمد نے اسے ان واقعات کی خبر دی ھو۔ لیکن فتحنامہ میں ان روایتوں کا بھی آخری حصہ غالباً حذف ھے اور یہ بھی قرین قیاس ھے کہ ابو محمد خود ان واقعات کا شاھد عینی نہ ھو۔ بلکہ اس نے یہ حالات کسی دوسرے راوی کی زبانی سنی ھوں۔ چنانچہ بلاذری نے فتوح البلدان (ص ۴۳۸) میں محمد بن قاسم کی فتح کے متعلق ایک بیان نقل کیا ھے جو مدائنی نے "ابو محمد ھندی" سے اور ابو محمد نے وہ "ابوالفرج" نامی راوی سے نقل کیا ھے۔ بہرحال بلاذری کے اس حوالے سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ ابو محمد، مدائنی کے استاد راویوں میں سے ھے۔

---

(۱) دیکھئے تاریخ طبری ۲X۱۲۰۱ اور ۲X۱۲۳۱۔
(۲) دیکھئے زیر مطالعہ مقدمہ صفحہ ۱۳۔

Marfat.com

البتہ فتحنامہ میں ص ۲۰۸ پر داھر کے قتل، لاڈی کی گرفتاری اور محمد بن قاسم کے اسے خریدنے کی حکایت بھی ابو محمد ھندی ھی سے منقول ھے جس نے اسے "ابو مسھر عابی" سے اور اس نے "ھند کے کسی اور شخص" سے سنی تھی، لیکن یہ روایت مشکوک ھے کیونکہ ھرچند کہ ابو محمد مشھور راوی ھے لیکن "ابومسھر عابی" کون تھا، اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا، لیکن اگر ھم اس کو "ابو مسھر عبدالاعلیٰ" تسلیم کرلیں (۱) جو ایک مشھور راوی ھے، تب بھی روایت کی آخری کڑی نامعلوم اور مبھم ھے۔

۵۔ فتحنامہ کے ص ۳۴۰ پر ابوالحسن نے خریم بن عمرو سے ملتان کے خزانہ کی روایت نقل کی ھے۔ چونکہ حجاج نے خریم بن عمرو کو محمد بن قاسم کے ساتھ روانہ کیا تھا (۲) اور سندھ کی فتوحات میں خریم اس کے ساتھ تھا (۳) غالباً آخر وقت تک وہ محمد بن قاسم کے ساتھ رھا (۴) اسی وجہ

---

(۱) ابومسھر عبدالاعلیٰ بن مسھر تاریخ کے راویوں میں سے ھے اور طبری نے تین روایتوں میں (۲X۴، ۳X۱۳۰ اور ۳X۲۴۲۶) بطور سند اس کا نام لیا ھے جن میں سے ایک (۳X۱۳۰) سے یہ گمان ھوتا ھے کہ وہ مامون رشید کی حکومت کے آخری سال سنہ ۲۱۸ھ تک زندہ تھا۔

(۲) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۱۳۰ اور ۱۳۵-۱۳۶۔

(۳) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۱۴۲، ۲۶۷، ۲۸۳ اور ۳۱۲۔

(۴) سندھ سے محمد بن قاسم کی معزولی سنہ ۹۶ ھجری کے نصف اول میں وقوع پذیر ھوئی اس وقت تک خریم بن عمرو کی کسی دوسری جگہ کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور فتحنامہ کے حوالوں سے اس کا یقین ھوتا ھے کہ وہ سندھ ھی میں رھا پھر محمد بن قاسم کی معزولی کے بعد سنہ ۹۶ ھجری کے نصف آخر اور سنہ ۹۷ ھجری کے قریب قتیبہ کے قتل ھونے کے وقت وہ خراسان میں نظر آتا ھے (دیکھئے تاریخ طبری ۲X۱۳۰۰ اور ۱۳۱۲)۔

Marfat.com

سے وہ ملتان کی فتح اور خزانہ کے حقایق سے پوری طرح باخبر تھا۔

۶۔ فتحنامہ کے صفحہ ۲۵۲ پر ابوالحسن کی ایک روایت جو کہ داھر کے قتل کے بارے میں ھے، ابواللیث ھندی سے اور اس کہ بعد اس کے باپ سے منقول ھے۔ اس سے پہلے صفحہ ۱۰۰ پر بھی محمد بن قاسم کی دیبل کی جانب روانگی کا بیان "ابواللیث التمیمی الھندی" سے نقل کیا گیا ھے لیکن اس میں ایک راوی (ابوالحسن مدائنی) کا نام حذف ھوگیا ھے۔ یہ دوسرا بیان ابواللیث نے جعونہ بن عقبةالسلمي سے سنا۔ لیکن فتحنامہ کے صفحہ ۱۳۹ پر منقولہ بیان سے ظاھر ھے کہ جعونہ السلمی، محمد بن قاسم کے ساتھ تھا اور خاص منجنیق اس کے حوالے تھی اس سے ان روایتوں کی صحت کی تصدیق ھوجاتی ھے۔

۷۔ فتحنامہ کے صفحات ۳۱۳ اور ۳۲۴ پر مدائنی (علی بن محمد) کی دو روایتیں عبدالرحمان بن عبد ربہ السلیطی سے منقول ھیں۔ دوسری روایت بیک وقت مسلمہ بن محارب اور عبدالرحمان بن سلیطی سے منقول ھے، جس سے اندازہ ھوتا ھے کہ عبدالرحمان اور مسلمہ دونوں مدائنی کے بزرگ معاصر تھے۔

پھر صفحات ۱۰۶ اور ۱۳۱ پر عبدالرحمان بن عبد ربہ سے دو روایتیں بیان کی گئی ھیں جن کا ناقل بھی مدائنی ھی کو تصور کرنا چاھئے حالانکہ اس کا نام حذف ھے۔ عبدالرحمان بن عبد ربہ سے ابوالحسن کی روایت کردہ یہ چاروں روایتیں مستند ھیں کیونکہ ان واقعات کے متعلق بلاذری نے ابوالحسن سے جو روایتیں نقل کی ھیں وہ آپس میں ملتی جلتی ھیں۔

مذکورہ وضاحتوں سے کسی قدر یہ حقیقت واضح ھوجاتی ھے کہ فتحنامہ میں مدائنی سے متعلق روایتیں تاریخی اعتبار

Marfat.com

سے صحیح ہیں۔ البتہ ص ۳۰۱ پر "محمد بن علی اور ابوالحسن مدائنی" کے ناموں سے محمد بن قاسم کے خلاف داہر کی بیٹیوں کی سازش کے متعلق جو من گھڑت کہانی بیان کی گئی ہے وہ جملہ مستند تاریخی مآخذ کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے اس کا سلسلۂ اسناد غالباً مصنوعی ہے (۱)۔

(ب)۔مدائنی کے علاوہ؟ باقی دوسرے عرب راوی:

فتحنامہ میں باقی کل ۱۴ روایتیں ایسی ہیں (۲) جو دوسرے عرب راویوں سے بیان کی گئی ہیں اور ان کے سلسلۂ اسناد میں نہ کہیں مدائنی کا نام آتا ہے اور نہ ایسے ہی کسی دوسرے راوی کا کہ جس سے فتحنامہ میں کسی دوسری جگہ مدائنی کے حوالہ سے کوئی روایت منقول ہو۔ لیکن یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ان روایتوں کا تعلق مدائنی سے نہین کیونکہ ان کے سلسلۂ اسناد قطعی مختصر اور صرف ایک دو راویوں تک محدود ہیں۔ اس کا بڑا امکان ہے کہ ان میں سے کافی روایتیں مدائنی ہی کے ذریعہ منقول ہوں لیکن دوسرے راویوں کے ساتھ ساتھ مدائنی کا نام بھی متروک ہوگیا ہو۔

چونکہ ان روایتوں کے اسناد کے سلسلے بہت ہی مختصر ہیں اوز یقینی طور پر راویوں کے نام حذف ہیں اس لئے ان کی مزید تحقیق میں بڑی دشواری ہے۔ البتہ کچھ تاریخی واقعات ایسے ہیں کہ جو ان روایتوں کی صداقت کی شہادت دیتے ہیں۔ مثلاً ص ۲۰۷/[۱۰۱] پر بیان کردہ داستان خواجہ امام ابراہیم سے منسوب ہے اور آخر میں ص ۴۷۱ کے نوٹ

(۱) دیکھئے آخر مین صفحہ ۵۲۷-۵۵۳ جن میں من گھڑت حکایت اور صحیح تاریخی حالات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

(۲) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۹۶،۹۹،۱۰۸،۱۱۳،۱۱۷،۱۱۹،۱۳۲،۱۴۷، ۲۰۷،۲۴۶،۲۵۸،۲۶۵،۲۶۸ اور ۲۹۸-

Marfat.com

میں دی ہوئی تفصیلی بحث اس روایت کی صحت کو ثابت کرتی ہے۔ ایسے ہی دوسری روایتوں کا بلاذری اور یعقوبی کے درج کردہ فتح سندھ کے بیانات سے موازنہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ان صحیح اور مستند بیانات کی منافی نہیں ہیں سوائے دو روایتوں کے۔ ایک صفحہ ۲۰۸ پر لاڈی کے متعلق "عقیل بن عمرو" کی روایت اور دوسری ص ۲۶۵ پر بنو تمیم کے کسی نامعلوم شخص کے ذریعہ بیان کردہ وہ روایت کہ جس میں محمد بن قاسم کا حجاج سے اس کی بیٹی کا رشتہ طلب کرنے کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ص۳۰۴ نوٹ ۱۲۴/[۹۴]میں محمد بن قاسم کی شادی کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے جس سے مذکورہ دونوں روایتوں کی تردید ہوتی ہے۔

ج۔ مقامی روایتیں: مدائنی کی روایتیں یا وہ دوسری روایتیں جو کہ عرب راویوں کی اسناد سے دی گئی ہیں وہ عرب محققوں کے فنِ روایت کے اصولوں کے مطابق ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر روایتوں کے سلسلے ان عرب راویوں تک پہنچے ہیں کہ جنہیں متعلقہ واقعات کی براہِ راست خبر تھی۔ بعض روایتوں کے سلسلے سندھ کے راویوں یعنی ابو محمد(۱)، ابواللیث ہندی(۲) اور امیر محمد والی ساوندی سمہ(۳) تک پہنچے ہیں۔ ان میں سے دو راوی ابو محمد اور ابواللیث عرب قبیلہ بنو تمیم سے وابستہ تھے اور ان کی روایتیں مدائنی اور دوسرے عرب راویوں کے توسل سے پہنچی ہیں۔ ساوندی سمہ کا والی امیر محمد غالباً عرب تھا لیکن اس سے نقل کردہ روایت کا سلسلۂ اسناد حذف ہے۔

(۱) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۱۳۶، ۲۴۴، ۲۵۸۔

(۲) ایضاً صفحات ۱۵۵، ۲۵۲۔

(۳) ایضاً صفحہ ۳۰۸۔

Marfat.com

ان تینوں راویوں میں سے صرف ابو محمد ھندی کا صفحہ ۲۰۸ پر داھر کے قتل اور لاڈی کی گرفتاری کے متعلق بیان دراصل ایک دوسرے نامعلوم مقامی شخص سے منقول ھے اسی وجہ سے اس گمنام شخص کی روایت کو مستند نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ ھم گذشتہ صفحات میں واضح کر چکے ھیں۔

عرب راویوں سے وابستہ ان تینوں مقامی اشخاص کے بیانات کے علاوہ بھی فتحنامہ میں ایسا کافی مواد موجود ھے کہ جس کی بنیاد مقامی روایتوں پر ھے۔ ان میں سے صرف ایک روایت (ص ۲۴۹) شجاع نامی ایک شخص کے داھر سے مقابلے کے متعلق ایسی ھے جس میں ایک مقامی راوی رام رسیہ برھمن کا نام لیا گیا ھے، لیکن باقی مندرجہ ذیل روایتیں فن روایت کے اصول کے مطابق نہیں ھیں کیونکہ ان میں کسی راوی کا بھی نام نہیں دیا گیا۔

۱۔ صفحہ ۱۸ سے ۹۵ تک اسلامی فتوحات سے پہلے، سندھ کی بیان کردہ تاریخ کا سارا بیان صرف منی سنائی باتوں پر مشتمل ھے اور کسی جگہ بھی کسی راوی کا نام نہیں دیا گیا۔ مثلاً صفحہ ۱۸ پر ابتداھی نامعلوم "راویان اخبار اور مصنفین تاریخ" سے ھوتی ھے اور ص ۲۰ پر اس داستان کا مصنف اور اس بوستان کا محرر بھی نامعلوم ھے۔ اس باب میں ص ۴۰ پر عرب امیر عین الدولہ ریحان مدنی کا ذکر رسول اللہ صلعم کے ھجری سال دویم کی جانب اشارہ اور ص ۹۲ پر قبیلہ بنو سامہ کے علافیوں کا سندھ میں بھاگ کر آنا یہ سب باتیں یہ ظاھر کرتی ھیں کہ یہ باب یقینی طور پر کسی مسلمان مورخ کا تصنیف کردہ ھے۔ اس کے علاوہ اس باب میں سندھ کے بعض واقعات اور حالات کی تفصیلات کا موجود ھونا اس امر کی تصدیق کرتا ھے کہ ان حالات کے جمع کرنے میں کافی تحقیق سے کام لیا گیا ھے۔ البتہ اس میں چچ اور رانی سوھن دیوی کے معاشقہ

Marfat.com

کی داستان کا افسانوی رنگ غمازی کرتا ہے کہ یہ غالباً فارسی مترجم کا اضافہ ہے، جس پر تفصیلی بحث آیندہ آئے گی۔

۲۔ ص ۱۹۹ پر داہر کے محمد بن قاسم کے مقابلے کے لئے میدان کے دوسرے کنارے پر تیار ہونے کا بیان بھی مقامی روایت پر انحصار رکھتا ہے، لیکن اس کی صحت کو موثق کرنے کے لئے اس خاص طور پر "ہند کے داناؤں" سے منسوب کیا گیا ہے۔

۳۔ ص ۲۸۹ پر "لاڈی" کے متعلق جو بیان دیا گیا ہے وہ بظاہر بھی غلط ہے کیونکہ وہاں صاف طور پر یہ کہا گیا ہے کہ یہ بیان "برہمن آباد کے بزرگوں کی رام کہانیوں سے ماخوذ ہے"۔

۴۔ ص ۳۱۶ پر اروڑ کی ساحرہ کا قصہ بھی محض ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس کی روایت مبہم ہے اور کہا گیا ہے کہ "اس کہانی کے بیان کرنے والوں نے اسی طرح بیان کیا ہے"۔

۵۔ ص ۳۲۲ پر اروڑ کے برہمن قیدی سپاہی والا قصہ بھی صرف ایک کہانی ہے، کیونکہ "اس حکایت کے راوی اور اس کے بیان کرنے والے" نامعلوم ہیں۔

۶۔ ص ۳۲۴ پر جیسے سنگھ کے کیرج۔ کی طرف مدد حاصل کرنے کے لئے جانے کا بیان "بزرگوں اور سربراہ لوگوں سے سنی ہوئی باتوں" پر مبنی ہے اور حالانکہ "بزرگوں اور سربراہوں" کے الفاظ جیسے سنگھ کے کیرج جانے کے بیان کی صحت پر زور دیتے ہیں مگر اس بیان میں جیسے سنگھ سے جنگی کی محبت کا افسانہ غالباً فارسی مترجم کی تخلیق ہے جس کا ذکر آیندہ اوراق میں آئے گا۔

۷۔ ص ۳۲۴ پر جیسے سنگھ کی ولادت اور بہادری کی داستان بھی "اروڑ کے بعض برہمنوں" سے منقول ہے اور

Marfat.com

محض ایک کہانی ہے، جسے کوئی خاص تاریخی اہمیت حاصل نہیں۔

مذکورہ مواد کے علاوہ مترجم علی کوفی نے بھی زیب داستان اور عبارت آرائی کے خیال سے کچھ اپنی طرف سے بھی اضافے کئے ہیں، جن کا آگے چل کر جائزہ لیا جائے گا۔

اصل عربی کتاب کی تالیف کے متعلق رائے: فتحنامہ کے تاریخی پس منظر اور اس کے سارے مواد کے اصل مآخذ کی بابت مذکورہ بالا وضاحت سے معلوم ہوا کہ فتحنامہ کی تالیف کا مدار حسب ذیل کتابوں اور بیانات پر ہے۔

۱۔ مدائنی کی دو کتابیں "کتاب فتح مکران" اور "کتاب ثغرالھند"۔

۲۔ مدائنی کے علاوہ (؟) سندھ کی فتح کے متعلق دوسرے عرب راویوں اور مورخوں کے بیانات۔

۳۔ سندھ میں قبل از اسلام کے دور کے متعلق اور محمد بن قاسم کی فتوحات سے متعلق بعض حکایتوں کے بارے میں مقامی لوگوں، داناؤں، بزرگوں، سربراھوں اور برھمنوں وغیرہ کے زبانی بیانات۔

ان میں سے پہلے اور دوسرے ماخذوں میں تمیز کرنا مشکل ہے، کیونکہ روایتوں کے سلسلے حذف ہیں اور بہت ممکن ہے کہ فارسی ترجمہ میں جو روایتیں دوسرے راویوں سے منسوب ہیں، وہ درحقیقت مدائنی کے توسل سے نقل کی گئی ہوں، لیکن اس کا نام چھوڑ دیا گیا ہو۔ ان حقایق سے اس گمان کو مزید تقویت پہنچتی ہے کہ ان راویوں میں سے جن اشخاص کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی ہیں، وہ مدائنی سے پہلے کی ہیں اور ان کے بیانات غالباً مدائنی کے ذریعہ ہی بعد کے لوگوں تک پہنچے ہیں۔ بہرحال پہلے اور دوسرے مآخذوں کے راویوں میں ابوالحسن مدائنی سب

Marfat.com

کے بعد کا ہے، اسی لئے یا تو یہ کتاب خود مدائنی (۱۳۵-۲۲۵ هجری) کی تصنیف ہے یا اس کی وفات (سنہ ۲۲۵ هجری) کے بعد تصنیف ہوئی۔ فتحنامه میں خود مدائنی کی روایتوں میں سے بعض کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ بیانات بعض دوسرے راویوں کے ذریعہ مدائنی سے نقل کئے گئے ہیں (۱)۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ شاید ابوالحسن کے بعد یہ بیانات اس سے سینہ بسینہ یا اس کی کتابوں کے توسل سے قلم بند کئے گئے۔

جس مواد کا خاص مقامی روایتوں پر مدار ہے، ان کے سنہ تالیف کی بابت یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ سوائے "رام رسیہ برهمن" کے دوسرے تمام راویوں کے نام ناپید ہیں، اور خود رام رسیہ کا تنہا نام بھی کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا۔

فتحنامه کے سارے متن میں کوئی بھی ایسی داخلی شہادت موجود نہیں ہے کہ جس کی بنا پر اس کا سنہ تالیف متعین کیا جا سکے، البتہ ۳۳۷/[۲۳۶] پر ایک عربی شعر ہے جو کہ ابوالفتح بستی کے قصیدہ میں سے ہے(۲)، جس نے سنہ ۴۰۰/۴۰۱ هجری میں وفات پائی، لیکن چونکہ اس شعر کا نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ وہ فارسی مترجم نے شامل کیا ہو۔ اس شبہ کی بنا پر اسے فتحنامه کے سنہ تالیف کے سلسلے میں سند کے طور پر پیش کرنا منطقی طور پر صحیح نہ ہوگا۔

---

(۱) مثلاً فارسی متن میں صفحہ [۱۰۳] پر یہ الفاظ ہیں "حکماء دوربین و بزرگان بہ گزین از ابوالحسن روایت کردند"۔ صفحہ [۱۵۷] پر "از ابوالحسن مدائنی روایت کردند" کے الفاظ دیئے گئے ہیں، اور صفحہ [۱۶۴] پر "در احادیث می آرند از (علی بن) محمد ابی الحسن المدائنی" کے الفاظ مذکور ہیں۔

(۲) دیکھئے آخر میں ص ۵۱۵ نوٹ ۳۳۷/[۱۳۶]

Marfat.com

البتہ مترجم علی کوفی کے دیباچے میں بیان کیا گیا ہے کہ اصل کتاب "عرب عالموں" کی تصنیف ہے اور اس کا نسخہ قاضی اسمٰعیل (سنہ ۶۱۳ھ) کے "جد امجد کے ہاتھوں کا لکھا ہوا" تھا، اور ان کے خاندان میں میراث کے طور پر چلا آرہا تھا (۱)۔ "جد امجد" کے تذکرے اور "میراث کے طور پر ورثہ میں چلے آتے رہنے" سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ کتاب شاید دو یا ڈھائی صدی تک اس خاندان میں رہی ہو۔ اس کتاب کے اس خاندان میں رہنے کا زمانہ چوتھی صدی ہجری تک ہوسکتا ہے۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اصل عربی کتاب، مدائنی کی وفات سے لے کر چوتھی صدی ہجری کے آخیر تک یعنی ۲۲۵ھ سے ۴۰۰ھ کے درمیان کسی زمانے میں تالیف ہوئی ہوگی۔

مدائنی کے بعد دوسرے جس شخص نے بھی یہ کتاب تالیف کی، اس نے مدائنی کی تصانیف "کتاب فتح مکران" اور "کتاب ثغرالهند" پر ہی اس کی بنیاد رکھی اور اسی وجہ سے یہ کتاب محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ پر ختم ہوتی ہے۔ اگر ۲۲۵-۴۰۰ ہجری کے درمیانی زمانے میں کسی مصنف کو تاریخ سندھ کے متعلق کسی نئی تاریخ کے لکھنے کا خیال ہوتا، تو اس وقت تک جتنے بھی گورنر سندھ پر حکومت کرچکے تھے، اُن کا ذکر بھی یقیناً کتاب میں شامل کرتا، یعنی محمد بن قاسم کے بعد کے حالات ضرور درج کرتا۔

حالانکہ اس کتاب کا تعلق ایک محدود تاریخی دور سے ہے، لیکن واقعات کی تفصیل کی وجہ سے اسے ایک

---

(۱) دیکھئے زیر مطالعہ مقدمہ ص 3. الیٹ (Elliot) "ہاتھوں لکھی ہوئی" سے مراد "تصنیف کردہ" لیتا ہے۔ دیکھئے تاریخ الیٹ جلد ۱ ص ۱۳۶۔ لیکن ایسے قیاس کے لیے کوئی ثبوت موجود نہیں۔ اگر یہ کتاب قاضی اسمٰعیل کے بزرگوں میں سے کسی کی تصنیف ہوتی تو وہ علی کوفی کو اس سے مطلع کرتا۔

Marfat.com

ممتاز تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب میں سندھ کی قبل از اسلام کی تاریخ کے امکانی تفصیلی بیانات، محمد بن قاسم کے شیراز سے روانگی کے وقت سے فتح ملتان تک کے مفصل حالات، محمد بن قاسم اور داہر کے درمیان جنگ کی تیاریوں اور لڑائی کی کیفیتوں اور مختلف معرکوں کی جزئیاتی تفصیلات و اہم واقعات، خاص مواقع پر عرب شعرا کے اشعار، حجاج اور محمد بن قاسم کے خط و کتابت کے مفصل اندراجات، فتحنامہ کا یہ جملہ سواد نہ صرف منفرد اور ممتاز ہے، بلکہ عربی تاریخوں میں بھی کمیاب ہے۔ اس کتاب کے مواد میں جو پیچیدگیاں ہمیں نظر آتی ہیں، وہ تو غیر معتبر مقامی روایتوں کے داخل کرنے سے پیدا ہوئی ہیں، یا دوسرے نسخوں کی نقل در نقل کی وجہ سے اسماء خاص، واقعات کے سنین میں تحریف و تصحیف اور عبارتوں میں خلل ہونے کی وجہ سے وجود میں آئے ہیں یا غالباً فارسی مترجم کی روایتوں کے سلسلے حذف کرنے اور عبارت میں رنگ آمیزی کرنے کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ روایتوں کے سلسلوں میں قطع و برید کی وجہ سے بعض واقعات کی صحت کا پرکھنا البتہ ناممکن ہوگیا ہے، لیکن باقی جملہ کوتاہیوں اور اضافوں اور پیچیدگیوں کی علمی تحقیق اور تنقید سے تلافی ہوسکتی ہے۔

<u>اصل عربی کتاب کا نام:</u> اصل عربی کتاب جس کا سنہ ۶۱۳ ہجری کے قریب علی کوفی نے ترجمہ کیا اس کے سرورق پر یا شروع میں کتاب اور اصل مصنف کا نام ہونا قطعی طور پر یقینی ہے، لیکن فارسی مترجم علی کوفی نے اپنے دیباچے میں اس کے متعلق کوئی وضاحت نہیں کی، بلکہ اپنے فارسی ترجمے کے لیے ایک نیا نام تجویز کیا، جو کہ غالباً نامانوس ہونے اور ترجمے کے آخر میں ہونے کی وجہ سے رائج نہ ہوسکا۔ چنانچہ بعد کے پڑھنے والوں نے اسے مختلف ناموں سے پکارا

Marfat.com

اور آخر میں یہ کتاب "چچ نامہ" کے غلط لیکن آسان نام سے مشہور ہوئی۔ گذشتہ صدی میں پہلی بار ایلفنسٹن نے اس کے انڈیا آفس کے قلمی نسخے کے مطالعے کے بعد اس کا نام "تاریخ ہند و سندھ" ظاہر کیا (۱)۔ اس کے بعد الیٹ نے اپنی تاریخ میں وضاحت کی کہ "چچ نامہ" کے نام کے لیے خود کتاب میں کوئی داخلی ثبوت موجود نہیں، بلکہ کتاب کی ابتدا اور آخر میں اسے "فتح نامہ" کہا گیا ہے (۲)۔ اس کے بعد آخر میں شمس‌العلماء ڈاکٹر داؤدپوٹہ مرحوم نے فارسی متن سے کتاب کے نام کے متعلق حوالے جمع کرکے واضح کیا کہ کتاب کا "فارسی میں اصل نام فتحنامہ" تھا (۳) اور اسی لحاظ سے فارسی ایڈیشن میں انھوں نے کتاب کا نام "فتحنامہ سند المعروف بہ چچ نامہ" رکھا ہے۔ ذیل میں ہم اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

چونکہ کتاب کا اصل عربی نام ہم تک نہیں پہنچا ہے، اس وجہ سے صرف فارسی ترجمہ کی داخلی شہادتوں کی روشنی ہی میں ہمیں اس کا سراغ لگانا ہوگا۔ ڈاکٹر داؤدپوٹہ مرحوم نے اس سلسلے میں فتحنامہ کے صفحات [۱۱-۱۴-۲۴۸] کے حوالجات دیئے ہیں، جن میں اس کتاب کے لیے "این فتحنامہ" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی دوسرے صفحات پر اس قسم کے حوالے موجود ہیں؛ "این کتاب ہند و ...... فتح سندھ" ص [۸]، "تاریخ این فتح" ص [۱۰]، "این فتحنامہ" ص [۱۳]، "فتحنامہ" (بمعنی فتح کا وہ خط جو محمد بن قاسم نے حجاج کو بھیجا) صفحات [۱۸۶-۱۸۷،

(۱) دیکھئے ایلفنسٹن کی انگریزی تاریخ "ہسٹری آف انڈیا" پانچواں ایڈیشن لندن ۱۸۶۶ع ص ۳۱۱ حاشیہ ۳۱۔
(۲) الیٹ کی تاریخ جلد ۱ ص ۱۳۱۔
(۳) "فتحنامہ سند المعروف بہ چچنامہ" تصحیح ڈاکٹر داؤد پوٹہ مقدمہ ص "ہو"

Marfat.com

۱۹۱، ۱۹٦ اور ۱۹۹]- ان حوالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ "فتحنامہ" کو مترجم نے دو معنوں میں استعمال کیا ہے، یعنی لفظی طور پر بمعنی "فتح کا خط" اور اصطلاحی طور پر یہ کتاب کہ جس کا تعلق خاص سندھ کی فتح سے ہے- اب اگر تسلیم کرلیا جائے کہ لفظ "فتحنامہ" اصل عربی کتاب کے نام کے مفہوم کو کسی قدر ادا کرتا ہے تو صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصل عربی نام میں شاید "فتح" کا لفظ ضرور تھا- ص [۱۰] پر "تاریخ این فتح" والا فقرہ بھی کسی قدر اس قیاس کی تائید کرتا ہے- دوسری طرف ص [۸] پر عبارت "محرر این کتاب تاریخ ھند و مقرّر فتح سندھ" بھی گویا بیانیہ معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر اس عبارت سے بھی عربی نام کا اندازہ لگایا جائے، تب بھی صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید اس اصلی نام میں "تاریخ ھند و فتح سندھ" جیسے الفاظ تھے-

یاقوت اپنی کتاب معجم البلدان (۴۰۷x۳) میں ملتان کے بارے میں لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ "ذکرہ المدینی فی فتوح الھند و السند" یعنی "مدینی نے اس (بت) کا ذکر فتوح الھند و السند" میں کیا ہے- یعقوب کا یہ واحد حوالہ ہرچند کہ قیمتی اور قابل توجہ ہے لیکن مبہم بھی ہے- اگر اس میں "المدینی" کو "المدائنی" تسلیم کرلیا جائے، اور "فتوح الھند و السند" کو کتاب کا خاص نام تصوّر کیا جائے تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ ابوالحسن مدائنی نے "فتوح الھند و السند" کے نام سے بھی ایک کتاب لکھی تھی (جو کہ یاقوت ۱۱۷۹-۱۲۲۹ع کے مطالعے میں آچکی تھی) اور اسی لحاظ سے فارسی مترجم کے مذکورہ الفاظ یقینی طور پر اسی نام کی غمّازی کرتے ہیں- اگر یہ وضاحت تسلیم کرلی جائے تو پھر تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ فتحنامہ غالباً ابوالحسن مدائنی کی تصنیف ہے اور اس کا اصل نام "فتوح الھند و السند" تھا-

Marfat.com

مدائنی کی تصنیف کی صورت میں یہ کتاب تقریباً سنہ ۱۵۰ ھجری (جب مدائنی کی عمر کم از کم ۱۵ سال کی تھی) اور ۲۲۵ ھجری (جب مدائنی نے وفات پائی) کے درمیانی زمانے میں تصنیف ہوئی، لیکن کسی اور پختہ شہادت کے نہ ھونے کی وجہ سے صرف اسی ایک حوالے کی بنیاد پر یہ نتیجہ فیصلہ کن نہیں ھو سکتا، کیونکہ یاقوت کے مذکورہ حوالے کے دوسرے مطلب بھی ھو سکتے ھیں(۱)۔ لیکن اس کے باوجود یہ کہا جا سکتا ھے کہ اس حوالہ میں "فتوح الھند و السند" کے الفاظ اور بلاذری کے باب "فتوح السند" کا عنوان اور فتحنامہ کی مذکورہ عبارتیں اس نتیجے کی طرف رھنمائی کرتی ھیں کہ غالباً اصل عربی کتاب کا نام "فتوح الھند و السند" تھا۔

---

(۱) اول تو اس حوالے میں مصنف کا نام "المدینی" دیا گیا ھے "المداینی" نہیں، اسی وجہ سے مذکورہ کتاب "فتوح الھند و السند" کا مصنف "المدینی" تھا۔ لیکن چونکہ فتحنامہ میں اس نام کے مورخ کا کوئی اھم ذکر نہیں ھے اس وجہ سے "فتوح الھند و السند" یقینی طور پر ایک دوسری کتاب تصور کی جانی چاھئے۔ یاقوت نے اپنی دوسری تصنیف "معجم الادباء" میں المداینی کي تصنیفات کے نام ابن ندیم کی "کتاب الفھرست" سے نقل کرکے شامل کئے ھیں، لیکن نہ یاقوت کے ان نقل کئے ھوئے ناموں میں مدائنی کی مذکورہ کتاب "فتوح الھند و السند" کا ذکر ھے، اور نہ ھی ابن ندیم کی اصل کتاب الفھرست میں۔ دوسرے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اس حوالے میں مصنف کا نام صورت خطی کی غلطی کی وجہ سے "المدینی" لکھا گیا ھے اور یہ صحیح نام "المداینی" ھے، تب بھی "فتوح الھند و السند" کے فقرے سے لازمی طور پر ایک خاص کتاب سے مراد نہیں لی جاسکتی، بلکہ مجموعی طور پر اسے مدائنی کی تصنیفات کتاب "فتح مکران" کتاب "ثغر الھند" اور کتاب "عمال الھند" کی جانب اشارہ تصور کیا جاسکتا ھے کہ جن میں ھند اور سندھ کی فتوحات کا ذکر تھا۔

Marfat.com

افسوس کہ فارسی مترجم علی کوفی نے نہ اصل کتاب کے نام کے متعلق کوئی وضاحت کی ہے، اور نہ اپنے فارسی ترجمے کے لیے کوئی صاف اور واضح نام منتخب کیا ہے۔ ایک تو اسے اپنے ترجمے کا نام تجویز کرنے کا خیال ہی کتاب ختم کرنے کے بعد آیا، دوسرے ترجمے کا نام تجویز کرنے میں اس نے اپنے مربی وزیر عین الملک کے نام کا لحاظ رکھا، جس کی وجہ سے ایک آسان اور صاف نام کے بجائے اس نے ایک طویل اور پرتکلف "لقب" یعنی "منهاج الدین و الملک، الحضرة الصدر الاجل العالم عین الملک" اختیار کیا (۱)۔ ایک تو خود اس طویل لقب کی انوکھی ساخت اور ہیئت بھی معنوی لحاظ سے مشکوک ہے، دوسرے فتحنامہ کے قلمی نسخوں میں کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے یا خود مترجم کے مختلف عبارتیں اختیار کرنے کی وجہ سے، اس طویل لقب کو "سماء الدین و الملک، الحضرة الصدر الاجل العالم عین الملک" بھی پڑھا جاسکتا ہے، اور اس میں "عین الملک" کے فقرے کو "علاء الملک" بھی پڑھا جاسکتا ہے (۲)۔

ظاہر ہے کہ مترجم علی کوفی کے بعد دوسرے جن لوگوں نے اس کے ترجمے کے قلمی نسخے پڑھے ہونگے، انہیں بھی اس طویل اور مبہم لقب سے یاد کرنے میں آسانی نہ محسوس ہوئی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ "طبقات اکبری" (تصنیف ۱۰۰۲ھ) کے مصنف (جس کا حوالہ سب سے پہلا ہے) اور اس کے بعد "زبدۃ التواریخ" (تصنیف ۱۰۱۴-۱۰۲۵ھ) کے مصنف نے اس کتاب کو علی کوفی کے اس طویل "لقب" کی بجائے ایک مختصر نام "منهاج المسالک" سے ذکر کیا ہے۔ پھر اگر مترجم

---

(۱) فتحنامہ ص ۳۵۶
(۲) دیکھئے حاشیہ (۱)-(۱) ص ۳۵۶ اور آخر میں ص ۵۴۷ کا نوٹ ۳۵۶/[۲۴۷]-

Marfat.com

علی کوفی اپنے اس اختراعی طویل لقب کو اپنے ترجمے کے شروع میں، دیباچے میں بیان کردیتا تب بھی بعد کی پڑھنے والے اس سے آسانی سے متعارف ہوتے اور پھر اس کتاب کو مختصر طور پر "منہاج الدین" یا "منہاج المسالک" کے ناموں سے موسوم کرتے، اس طرح متفقہ طور پر لفظ "منہاج" اس کتاب کے نام میں ایک مستقل حیثیت اختیار کرلیتا۔ لیکن جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے، علی کوفی کو اپنے ترجمے کے لیے موزوں لقب اختیار کرنے کا خیال دیر سے آیا۔ شاید اسی وجہ سے اس نے لقب کتاب کے آخر میں بیان کیا، لیکن چونکہ اس کے پڑھنے والوں کو کتاب کے دیباچے میں اس کتاب کا کوئی نام نظر نہ آیا اور ابتدائی باب میں "چچ" کے متعلق طویل بیانات پڑھ کر، نیز چچ کی ذہانت اور ہوشیاری سے متاثر ہوکر، انہوں نے اسے "شاہنامہ" اور "سکندرنامہ" کی طرح اسے "چچنامہ" کے نام سے موسوم کردیا۔ ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب کا یہ غلط نام بہت قدیم زمانے سے مشہور ہے، کیونکہ "طبقات اکبری" میں، جو کہ سنہ ۱۰۰۲ھ میں تصنیف ہوئی اور جس میں فتحنامہ کی بارے میں سب سے قدیم حوالہ ہے، اس میں اس ترجمے کے بارے میں یہ الفاظ ہیں کہ "تاریخ منہاج المسالک کہ مشہور بہ چچ نامہ است"(۱)۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم ۱۰۰۲ ہجری کے بہت پہلے سے علی کوفی کا یہ فارسی ترجمہ "چچنامہ" کہ غلط مگر آسان نام سے مشہور ہوچکا تھا۔ "طبقات اکبری" کے بعد "بیگلارنامہ" میں بھی، جو کہ ۱۰۱۷ھ کی تصنیف ہے، اس میں اس ترجمے کو "کتاب چچنامہ" کے عام نام سے موسوم کیا گیا ہے(۲)۔ خود فتحنامہ کے جملہ موجودہ قلمی نسخوں میں سے

---

(۱) 'طبقات اکبری' جلد ۲، ص ۵۰۶۔

(۲) بیگلارنامہ، نسخہ قلمی، مکتبہ عالیہ، ہزہائنس میر نورمحمد خان مرحوم، حیدرآباد سندھ۔

Marfat.com

سب سے پرانا نسخہ جو کہ شوال ۱۰۶۱ھ میں لکھا گیا اور اس وقت پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے، اس کے سرورق پر بھی یہ عبارت تحریر ہے "این تاریخ فتح سند امست متعلق چچ نامہ خواند است محمد بن قاسم خویش حجاج"(۱)۔ اس مبہم عبارت میں بھی "چچنامہ" کا نام موجود ہے۔ ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ نہ صرف گیارھویں صدی ھجری کی ابتدا ھی سے یہ کتاب "چچ نامہ" کے عام نام سے مشہور ہے، بلکہ اس سے بھی پہلے سے یہ اسی نام سے موسوم کی جاتی تھی۔ چنانچہ جب سے لے کر آج تک اسے اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے، حالانکہ علمہ طور پر یہ نام متفقہ حیثیت نہیں اختیار کرسکا۔ اس کتاب کے ایک نسخہ (ن) میں، جو کہ سنہ ۱۲۳۲ھ کا لکھا ھوا ہے اور جس کا ذکر آیندہ اوراق میں آئے گا، اس کا نام "منہاج الدین معروف بہ چچنامہ" لکھا ھوا ہے۔اور ایک دوسرے نسخے (ک) میں، جو کہ سنہ ۱۲۸۸ھ کا تحریر کردہ ہے، اس میں، اس کتاب کا نام "تاریخ قاسمی" یا "چچ نامہ" تحریر ہے۔

بہرحال کتاب کے اصل عربی نام کا پتہ چلنے اور خود اصل فارسی نام کے مبہم ہونے اور آسانی کی وجہ سے دوسرے بدلے ہوئے اور غلط ناموں کے رائج ہوجانے کی بڑی ذمہ داری

---

(۱) اسی سرورق پر پیشانی کے بائیں طرف "فتح نامہ ابا مسلم" کے الفاظ درج ہیں۔اور اس کے بعد مذکورہ بالا عبارت ہے،جس کے نیچے یہ ناقص عبارت تحریر ہے کہ "این قصہ ابا مسلم مروذی کہ جنگ کردہ باشد...... مروروذ ...... و کشتن او، درین کتاب تمام مذکور شد...... فتحنامہ این ......سروروذ ...... و حافظ محمد ظہورالدین"۔ اس عبارت کا سلسلہ پھر نسخہ کے آخری صفحہ کی پشت پر شروع ہوتا ہے، جس کا تعلق ابو مسلم مروروذی (خراسانی) اور خراسان کے گورنر نصر بن سیار کی جنگ سے ہے۔ لیکن اس ساری عبارت کا اس نسخے کے اندرونی مواد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

Marfat.com

مترجم علی کوفی کی اصل کتاب کے سلسلے میں بے احتیاطی اور اس کے کئے ہوئے ردوبدل پر ہے۔ ذیل میں ہم انہی امور پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

مترجم علي كوفي اور اس كا فارسي ترجمه

مترجم: خود مترجم کے بارے میں بھی ہمیں صرف وہی حالات معلوم ہیں کہ جو اس نے اپنے متعلق اپنے فارسی ترجمے کے دیباچے اور اس کے آخر میں تحریر کئے ہیں، مثلاً: اس نے اپنا پورا نام "علی بن حامد بن ابی بکر کوفی" بیان کیا ہے(۱) (ص ۹)۔ سنہ ۶۱۳ھ میں اس کی عمر ۵۸ سال کی تھی (ص ۱۰)۔اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ تقریباً سنہ ۵۵۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اور اس کی اس نسبت "کوفی" سے یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ کوفے میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس کے بیان کے مطابق جب اپنی عمر کا ایک معتدبہ حصہ وہ نعمت و آرام میں بسر کر چکا، اور اس دنیائے دون سے بڑا نصیب اور مکمل حصہ پاچکا، اس وقت حادثات اور زمانے کے حادثات کی صعوبتوں اور زمانے کے

---

(۱) اصل فارسی عبارت یوں ہے: "بندہ دولت محمدی علی بن حامد بن ابی بکر کوفی" ص ۹/[۸]۔ کتاب کے قلمی نسخوں میں کچھ لوگوں کی غلطی کی وجہ سے لفظ "محمدی" کو "محمد" یا "محمد بن" پڑھا گیا ہے۔ اس طرح "البٹ" (جلد ۱، ص ۱۳۱) اور "ایتھی" (فہرست انڈیا آفس لائبریری No. 435) نے مولف کا نام "محمد علی بن حامد بن ابی بکر کوفی" لکھا ہے، اور "ریو" (فہرست متحف برطانیہ جلد ۱، ص ۲۹۰) نے "محمد بن علی بن حامد ابی بکر کوفی" تحریر کیا ہے۔ حالانکہ فارسی متن میں تین مقامات پر مولف نے صاف طور پر اپنا ذاتی نام "علی" لکھا ہے۔دیکھئے ص ۹/[۸]، ۱۳/[۱۱] اور ۱۶/[۱۳]۔ روہڑی کے سید محب اللہ نے اپنی تاریخ سندھ (فارسی قلمی) میں، دو مرتبہ مولف کا نام "علی بن ابراھیم الکوفی" لکھا ہے، لیکن مولف کی خود اپنی عبارت ان غلطیوں کی تردید کرتی ہے۔

Marfat.com

مصائب سے تنگ آکر، اپنے اصلی وطن اور مولد کو چھوڑ کر، کچھ دنوں آکر اچ مبارک میں مقیم اور سکونت پذیر ہوا (ص ۹-۱۰)۔ اس کے اس بیان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی ابتدائی زندگی کافی عیش و آرام سے گذری اور "مکمل کامیابی" کے فقرے سے گمان ہوتا ہے کہ وہ شاید اپنی جوانی اور چالیس سال کی عمر کے بعد اپنے اصلی وطن (کوفہ؟) سے مجبوراً هجرت کرکے "کچھ دنوں آکر اچ مبارک میں سکونت پذیر ہوا"۔ اس وقت یہاں سندھ اور ملتان پر سلطان ناصرالدین قباچہ (۶۰۲-۶۲۵) حکمران تھا۔ قباچہ ایک بہادر، بیدار مغز اور علم پرور سلطان تھا۔ مغلوں کے فتنے کی وجہ سے خراسان، غور اور غزنہ کے علماء اکثر اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے، جن کا وہ بڑا قدردان تھا۔ اس کا وزیر شرف‌الملک رضی‌الدین ابوبکر بھی اسی کی طرح بڑا علم دوست اور معارف نواز تھا۔ وزیر شرف‌الملک نے علی کوفی کی بڑی توقیر کی، اور اسے دل کھول کر نوازا، اور اس طرح وہ کئی سال اس کے "سایۂ کرم" میں رہا اور اس کی نوازشوں اور احسانوں نے اس کی صعوبتوں اور غموں کا مداوا کردیا (ص ۱۳)۔ وزیر شریف‌الملک کے بعد اس کی اولاد نے اپنے باپ کے طریقے کو باقی رکھا۔ چنانچہ وہ اس کی اولاد کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "اس کی اولاد......کی نعمتوں کا حق میری گردن پر لازم ہے" (ص ۱۳)۔

فتحنامہ کے دیباچے سے اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ علی کوفی ایک دیندار شخص تھا۔ ص ۸ پر سلطان ناصرالدین قباچہ کے متعلق اس کے دعائیہ اشعار اور ص ۱۶ پر اس کا مندرجہ قطعہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ایک اچھا خاصہ شاعر تھا۔ فتحنامہ کا فارسی ترجمہ اس کی نثر کی سادگی اور مؤثر اسلوب کی شہادت دیتے ہیں، اور اسلامی تاریخ سے بھی

Marfat.com

اس کی خصوصی دلچسپی کو ظاہر کرتے ھیں۔ غالباً انہی علمی اور ادبی صلاحیتوں ھی کی وجہ سے سلطان ناصرالدین اور اس کے وزراء کے دربار میں علی کوفی کو مقبولیت حاصل ھوئی۔ لیکن اس کے بعد سنہ ۶۱۳ھ میں جب اس کی عمر اٹھاون سال کی تھی، اس کا آفتابِ اقبال زوال پذیر ھوا، اور اس کی ساری مسرتیں خاک میں مل گئیں۔ شاید اسی بنا پر وہ تمام مشاغل ترک کرکے تصنیف اور تالیف کی طرف متوجہ ھوا۔ اور اسی سلسلے میں اس نے ھندوستان کی ابتدائی اسلامی فتوحات کے متعلق کتاب کی تلاش میں اُچ سے اروڑ کا سفر اختیار کیا، جہاں اس کی ملاقات مولانا قاضی اسمٰعیل سے ھوئی۔ قاضی اسمٰعیل نے اسے ابتدائی اسلامی تاریخ کے متعلق ایک عربی کتاب دکھائی، جو کہ ان کے "اجداد کی تحریر کردہ" تھی، اور ان کے خاندان میں ایک دوسرے کو بطور میراث کے منتقل ھوتی چلی آرھی تھی (ص ۱۱)۔ علی کوفی نے اس کتاب کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا اور اس ترجمے کو اپنے مرحوم مربّی وزیر شرف الملک رضی الدین ابوبکر کے فرزند وزیر عین الملک فخرالدین حسین کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کیا (ص ۱۳-۱۴)۔

ایسا معلوم ھوتا ھے کہ شاید وزیر عین الملک نے اس سے کچھ بیرخی اختیار کرلی تھی، اس لیے اس نے اس کتاب کو اس کے لڑکے کے نام سے انتساب کرکے اس کی خوشنودی حاصل کرنی چاھی، جیسا کہ اس نے خود اس طرف اشارہ کیا ھے "تاکہ وہ اس کھوٹے سکے کے وسیلے بآسانی مرتبہ حاصل کرسکے اور اس بلند درگاہ میں تقرب اور قبولیت کے شرف سے مشرف ہو" (ص ۱۷)۔

ھم تک علی کوفی کا صرف یہی ترجمہ "فتحنامہ" جو کہ اب "چچنامہ" سے موسوم ھے، پہنچ سکا ھے۔ معلوم نہیں کہ اس تالیف کے بعد وہ کب تک زندہ رھا اور دوسری کونسی

Marfat.com

کتابیں اس نے تصنیف یا تالیف کیں۔ لیکن چونکہ اس نے اپنی بقیہ عمر کے لیے تصنیف و تالیف ھی کو اپنا مشغلہ بنالیا تھا اس وجہ سے ممکن ھے کہ اس نے کچھ اور کتابیں بھی لکھیں ھوں۔ متاخر دور کے ایک مصنف سید محب اللہ نے اپنی "تاریخ سندھ" میں علی کوفی کی دو دوسری کتابوں کا بھی تذکرہ کیا ھے، لیکن اس کا نام غلطی سے "علی بن ابراھیم کوفی" بیان کیا ھے۔ سید محب اللہ نے اپنی تاریخ سندھ کے "حصہ دوم" ("در تفصیل امصار و بلاد و حصار و قصبات سندہ و وجہ تسمیہ و لغت آنہا") میں حیدرآباد نیز ماتھیلہ کی بنیاد کے متعلق کتاب "تنقیح الاسناد" کی کچھ مختصر عبارتیں نقل کی ھیں، اور قصبہ میرپور (متصل ماتھیلہ) کے متعلق بھی اسی کتاب کے کچھ حوالے نقل کرنے کے بعد لکھا ھے کہ "انتہی ترجمہ، تنقیح الاسناد فی تشریح الامصار و البلاد، تصنیف علی بن ابراھیم الکوفی صاحب چچنامہ"۔ پھر کتاب کے حصہ سوم (بقیۃ ذیل الاوراق در تشریح ذوات سندہ) میں ذات "کلتاس" کے بارے میں لکھا ھے کہ "صاحب کتاب الانساب علی بن ابراھیم الکوفی میگوید کہ کلتاس نام مردی بود از مغول کہ حالا کلتامیان منسوب باؤ اند"۔ کتاب کے حصۂ چہارم (تتمہ خاتمہ در تشریح بعضی اماکن و جبال مشھورہ وغیرہ) "تھان ستی" (ستیوں کا استھان) کے بارے میں اسی "کتاب الانساب" کی عبارت نقل ھے، اور آخر میں ھے کہ "انتہی خلاصۃ عبارت سید علی اصغر تتوی" جس کے یہ معنی ھیں کہ دراصل سید علی اصغر ٹھٹوی نے "کتاب الانساب" کا حوالہ اپنی کتاب میں دیا تھا، اورسید محب اللہ نے اس سے یہ عبارت نقل کی ھے۔ اپنی کتاب میں سید محب اللہ نے ان ماخذوں کے نام درج کئے ھیں: چچنامہ، تحفۃ الکرام، تاریخ طاھری، جمع الجوامع، طبقات بہادر شاھی، تاریخ بے بدل، رسالہ سید علی اصغر تتوی الملقب بہ خاکسار، اور تاریخ سیوستانی۔ سید محب اللہ نے علی کوفی

Marfat.com

کی متذکرہ بالا کتابوں کا ذکر ماخذ کی حیثیت سے نہیں کیا، کیونکہ شاید یہ کتابیں اس کے پاس نہیں تھیں۔ لیکن ان کے حوالے جن کتابوں سے اخذ کئے ہیں، ان میں علی کوفی کی کتابوں کا ذکر موجود تھا۔ چنانچہ علی کوفی کی "کتاب الانساب" کا حوالہ "رسالہ سید علی اصغر ٹھٹوی" کی عبارت سے نقل کیا ہے اور دوسری کتاب "تنقیح الاسناد فی تشریح الامصار و البلاد" کا حوالہ بھی غالباً اسی رسالہ یا تاریخ سیوستانی سے دیا ہے۔ حالانکہ یہ تحریر نہیں کیا گیا ہے، لیکن اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب سید محب اللہ کے سامنے موجود تھی۔

بہرحال علی کوفی کی ان دونوں کتابوں کے یہ نادر، مبہم لیکن دلچسپ حوالے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ علی کوفی نے اپنی بقیہ زندگی تصنیف و تالیف میں گذاری اور فتحنامہ کے علاوہ دوسری کتابیں بھی لکھیں۔ لیکن اس کی تصانیف میں فارسی ترجمہ "فتحنامہ" ہی سب سے زیادہ مشہور ہوا۔

فارسی ترجمہ پر تنقیدی نظر: اصل عربی کتاب کا خالص مواد معلوم کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے ہم یہ معلوم کریں کہ مترجم علی کوفی نے اپنے اس فارسی ترجمے میں اپنی طرف سے کیا اضافے اور ترمیمات کی ہیں۔

اس سلسلے میں مترجم کا "مخلص کتاب" یعنی کتاب کے تتمہ کا باب غور طلب ہے، جس میں وہ اس کتاب کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کرنے کی ضرورت اور اہمیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"حالانکہ زبان تازی اور لہجۂ حجازی میں اس کا بڑا مرتبہ تھا...... لیکن چونکہ یہ پردۂ حجازی میں (چھپی ہوئی تھی) اور پہلوی (فارسی) زبان کی تزئین و آرائش سے عاری تھی، اس لیے عجم میں رائج نہ ہوسکی۔ نہ اہلِ فارس

Marfat.com

کے کسی آرائش کرنے والے نے فتحنامہ کی اس عروس کو سنگھارا، اور نہ زبان و عدل کی نگارخانے اور حکمتوں کے بُنغچے میں سے اسے کوئی لباس پہنایا، نہ عقل کے خزانے سے اسے کوئی زیور پہنایا اور نہ میدانِ فصاحت اور گلزار بلاغت سے کسی شہسوار نے اس میدان میں گھوڑا دوڑایا"
(ص ۳۰۷-۳۰۸)۔

فارسی ترجمے کے متعلق مترجم کے مذکورہ بالا الفاظ اس کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مثلاً اس کے خیال کے مطابق (۱) ایرانی مصنفوں کی طرز پر اس نسخے کی آرائش کرنا، (۲) زبان کی رنگینی سے جِلا دینا، (۳) دانائی اور عقل کے زیور سے اسے آراستہ کرنا اور یہ کہ حسب ضرورت اس کے مضامین کی تشریح اور تاریخ اخذ کرنا، (۴) اسلوبِ بیان کو وضاحت اور بلاغت کے سانچے میں ڈھالنا۔ یہ جملہ ضرورتیں اس "فارسی ترجمے" میں درکار تھیں۔ چنانچہ فتحنامہ کا فارسی ترجمہ جابجا مترجم کے ان خیالات کی عکاسی کرتا ہے، جن کا تجزیہ کرنے سے ہم اس کے کئے ہوئے اضافوں اور ترمیمات کا پتہ چلاسکتے ہیں۔

کتاب کے شروع میں دیباچہ (ص ۱ تا ۱۷) اور آخر میں "دعا" اور "مخاض کتاب" کے عنوانات (ص ۳۰۶ تا ۳۰۸) سے ظاہر ہے کہ یہ عنواں اور ان کے تحت کا مواد مترجم ہی کا تحریر کردہ ہے، جنھیں وہ کتاب میں شامل کرنے اور اضافے کرنے میں بلکل حق بجانب ہے۔ لیکن ان کے علاوہ بھی اس کے دوسرے کافی اضافے کتاب کے متن کا جزو بن گئے ہیں، جو کہ مترجم نے غالباً اپنے مذکورہ بالا خیالات کے ماتحت کئے ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اضافے غور طلب ہیں۔

(۱) عورتوں کے قصے اور عشقیہ افسانے: فتحنامہ میں، جو کہ خالص تاریخی مواد، واقعات اور فتوحات کے ذکر کی

Marfat.com

صورت میں موجود ہے اس کے تسلسل اور تفصیلات پر معتبر عربی تواریخ شاہد ہیں، اس کے علاوہ خود فارسی عبارت کے جملوں کی نشست اور ساخت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اصل عربی کتاب سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس خالص تاریخی حیثیت کے برعکس اس میں جو حکایتی اور روایتی مواد اصل عربی کتاب سے ترجمہ نہیں کیا گیا کیونکہ نہ اس میں خالص تاریخی انداز بیان اختیار کیا گیا ہے اور نہ اس میں قدیم عرب مورخوں کی تحریر کا اسلوب، ایجاز اور اختصار ہے، بلکہ یہ حکایتی مواد زیادہ تر مقامی روایت پر مبنی ہے اور شاید اروڑ اور بکھر کے قاضیوں کی مدد سے انہیں یکجا کر کے اس کتاب میں شامل کیا ہو۔ شاید اسی مواد ہی کے سہارے مترجم علی کوفی کو اس "دلھن کی آرائش" کرنے کی گنجائش مل گئی، اور جہاں جہاں اسے عورتوں کے متعلق اشارے ملے وہیں وہیں اس نے انہیں اپنے ترجمے میں فارسی کے افسانوی اور رومانوی رنگ میں رنگ کر شامل کر دیا۔ مثلاً رانی سوہن دیوی اور چچ کا معاشقہ (ص ۲۵-۲۸)، داہر کی بہن "ماین" اور سوہن رائے بھاٹیہ کی منگنی کا قصہ (ص ۷۱-۷۷)، داہر کی بیوی "لاڈی" اور محمد بن قاسم کی شادی کی حکایت (ص ۱۲۴، ۲۵۸)، داہر کی بھانجی "حسنہ" اور اس کے نکاح کی داستان (ص ۲۷۲-۲۷۴)، جے سنگھ سے کیرج کے راجہ درو ہر کی بہن "جنکی" کا عشق (ص ۳۲۴-۳۲۳) اور آخر میں داہر کی دو بیٹیوں، محمد بن قاسم، اور خلیفہ ولید کا قصہ (ص ۳۰۱-۳۰۲)۔ ان ساری داستانوں کو افسانوی رنگ میں رنگ کر، اور رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کرنے میں فارسی مترجم علی کوفی کا بڑا ہاتھ ہے۔ یہ اسی کے رومانوی تخیل کی بلند پروازی ہے کہ رانی سوہن دیوی اپنی محبت کا اظہار اشعار میں کرتی ہے (ص ۲۶) اور کیرج کے حاکم درو ہر کی بہن

Marfat.com

چنگی، جے سنگھ کے عشق کی آگ میں جلتی سلگتی اور بستر ھجر پر تڑپتی ھوئی فارسی رباعی الاپتی ھے (ص ۳۲۷) مختصر یہ کہ اگر اصل متن میں ان واقعات کے بارے میں کوئی اشارہ ملتا بھی تھا تو اس نے اسے کھینچ تان کر ایک داستان بنادیا ھے۔

علی کوفی کے یہ اضافے صرف عشقیہ حکایتوں ھی تک محدود نہیں رھے بلکہ اس نے جہاں بھی گنجائش دیکھی وھیں بات کو طول دینے کی کوشش کی ھے، مثلاً ص ۳۱۶ پر اوروڑ کی جادوگرنی کا واقعہ محض ایک فضول اضافہ ھے اور ص ۳۲۲-۳۲۴ پر برھمن سپاھی اور محمد بن قاسم کی حکایت بھی اسی نوعیت کے اضافے کی ایک دوسری مثال ھے جس میں اروڑ کا برھمن سپاھی فارسی شعر پڑھتا ھے۔

(ب) عبارت آرائی: مترجم نے ترجمے کے متعلق "عبارت کے ھار" اور "زبان کے سنگارخانہ" (ص ۳۰۷) کی خصوصیتوں کا ذکر کیا ھے چنانچہ اسی کی خاطر اس نے ترجمہ میں عبارت آرائی اور رنگین بیانی کو اختیار کیا ھے جس کا نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں ھے۔

ان اضافوں میں ایک تو (غالباً اس کے اپنے) وہ فارسی اشعار ھیں جو اس نے بعض عورتوں اور مردوں کی زبانی ادا کرائے ھیں یا کسی خاص موقع پر خود مناسبت سے ادا کئے ھیں۔ مثلاً مذکورہ اشعار کے حوالوں کے علاوہ ص ۳۲۳ پر ایک فارسی رباعی ایفائے وعدہ کے اصول کی حمایت میں اور ص ۳۳۷ پر شاعر ابوالفتح بستی کے ایک عربی قصیدہ (۱) کے بیت "صلاح و مشورہ" کی حکمت عملی کی تصدیق میں پیش کی ھے۔

دوسرے اسلوب بیان میں رنگینی پیدا کرنے کے خیال سے سیدھی سادھی بات کو تکلف اور تصنع سے ادا کیا ھے جس کی

(۱) تصدیق کے لئے دیکھئے آخر میں توضیحات ص ۵۱۵

Marfat.com

مثال ذیل کی عبارتیں ھیں جن کا مقصد سوائے تصنع اور تکلف کے کچھ نہیں اور جن کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں ھے کہ "سورج ڈوبا" یا "صبح ھوئی" اور یا "سورج طلوع ھوا"۔

ص ۴۲: جب دنیا نے کالی گدڑی اوڑھی اور ستاروں کا بادشاہ رات کی سیاہ چادر میں روپوش ھوگیا۔

۱۰۹: دوسرے دن جب صبح صادق تاریکی کے پردے سے اطلسی لباس پہن کر نمودار ھوئی۔

ص ۱۶۶: جب رات کا سرمئی پردہ ستاروں کے بادشاہ منوّر کرنوں سے چاک ھوا۔

ص ۲۳۹: دوسرے دن جب صبح نے مشرق کی جانب سے اپنا جہان آرا اور دلکش جمال دنیا کو دکھایا۔

ص ۲۷۷: جب رات کے سیاہ پردے سے صبح صادق نمودار ھوئی۔

ص ۳۲۷: دوسرے دن جب ستاروں کا بادشاہ آسمانوں کے برجوں سے نمودار ھوا اور سرمئی پردہ چاک ھوا۔

۳۵۱: دوسرے دن رات کے سیاہ پردے سے ستاروں کا بادشاہ ظاھر ھوا۔

(۳) القاب کے اضافے: مترجم کے زمانے میں بادشاھوں، امیروں اور بزرگوں کی شان و شوکت کے پیش نظر فخریہ القاب کا عام رواج تھا۔ "شہاب‌الدین" اور "معزالدین" یہ دونوں سلطان محمد بن سام غوری کے شاھی القاب تھے۔ اس کے بعد "سلطان ناصرالدین" قباچہ کے دور حکومت میں مترجم علی کوفی اچ میں آکر مقیم ھوا۔ سلطان ناصرالدین کے وزیر ابوبکر کا لقب "رضی‌الدین" تھا جو علی کوفی کا بڑا مربی تھا۔ اس کے بعد وزیر ابوبکر کا بیٹا حسین "فخرالدین" کے لقب سے وزیر ھوا جس کے نام سے مترجم علی کوفی نے فتحنامہ کو منسوب کیا۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق علی کوفی نے ترجمے میں بھی اگلے بزرگوں اور

Marfat.com

امیروں کے ناموں کے آگے ایسے ہی القاب کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً اپنے متن میں (۱) ص [۱۲] ۱۳ پر آنحضرت صلی اللہ وجیہ العرب، نظام الملۃ و قوام الملۃ" کے القاب سے یاد کیا، حالانکہ اس وقت ایسے القاب کا بالکل رواج نہ تھا۔ اسی طرح [۹]/۱۰ پر محمد بن قاسم کو "عمادالدولۃ و الدین" کا لقب دیا ہے۔ دوسرے پانچ مقامات (۲) پر صرف "عمادالدین" پر اکتفا کیا ہے اور ص [۱۲۷]/۱۷۰ پر پھر اسے "کریم‌الدین" کا لقب دیا ہے۔ ہم ص ۳۶۱ کے حاشیے میں واضح کرچکے ہیں کہ محمد بن قاسم کے نام کے ساتھ، اس قسم کے القاب و آداب نہ تھے، بلکہ اس کی کنیت "ابوالبھار" تھی۔ علی کوفی نے پھر ص [۲۳۵]/۳۳۴ پر اروڑ کے قاضی موسیٰ کے لئے "برہان‌الملۃ و الدین" کا لقب استعمال کیا ہے۔ اور اس کی اولاد میں سے اپنے ہمعصر قاضی اسمٰعیل کو ص [۹]/۱۱ پر "کمال‌الملۃ والدین" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ایسے القاب کا اس زمانے میں اتنا عام رواج تھا کہ علی کوفی نے افسانوں کے علاوہ اپنے فارسی ترجمے کے لئے بھی "منہاج‌الدین"۔الخ ([۲۴۷]/۳۰۶) کا لقب تجویز کیا۔ بہرحال یہ ثابت ہے کہ القاب کے یہ اضافے اسی کی اختراع ہیں اور ان کا اصل مواد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۴) تشریحی اضافے: ترجمہ کرتے وقت مترجم نے اصل عربی متن میں آئے ہوئے شہروں یا مقامات کے ناموں کی مختصر الفاظ میں تشریح کی ہے کہ وہ اس کے زمانے میں

---

(۱) اس ترجمے میں کچھ القاب اردو میں بھی ترجمہ ہوگئے ہیں، اسی لئے تصدیق کے لئے فارسی متن کو دیکھنا چاہئے جن کے صفحات مربع قوسین میں دیئے گئے ہیں۔

(۲) دیکھئے صفحات [۹۳، ۱۰۶، ۱۴۱، ۱۶۳، اور ۲۴۴] ۱۳۱، ۱۲۴، ۱۹۴، ۲۲۶ اور ۳۵۲

Marfat.com

کہاں تھے اور کیا تھے۔ مثلاً ص ۶۴/[۴۹] پر چچ نے مکران اور کرمان کی سرحد مقرر کی اسی سرحد کی مزید وضاحت کے ضمن میں اس نے لکھا ہے کہ ”وہی سرحد موجودہ وقت تک قایم ہے“۔ یہ الفاظ ظاہر ہے کہ مترجم کے ہیں اور قیاسی ہیں۔

ص ۶۵/[۴۹] پر شہر قندابیل کی وضاحت میں بیان کیا ہے کہ ”قندابیل یعنی قندھار“۔ یہ قندھار والا فقرہ بھی مترجم کا ہے جو غلط ہے۔ قندابیل سے مراد ”گنداوا“ ہے جس کے متعلق ہم نے صفحہ ۴۰۶ کی توضیح میں بحث کی ہے۔

ص ۱۴۴/[۱۰۷] پر ”کارمتی“ اور ”ندمتی“ کی لفظی تشریح بھی مترجم کی طرف سے کی گئی ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ ”کارمتی یعنی گیلِ شور“ (کھاری مٹی) اور ”ندمتی یعنی گلِ سیمیں“ (چاندی جیسی چمکدار مٹی) اس کے ان فقروں پر ص ۴۴۹ کی توضیح میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

ص ۲۳۷ [۱۷۱] پر لفظ ”نیم نیزہ“ کی تشریح کے ضمن میں اس نے لکھا ہے کہ ”لوہے کا دستہ جسے سیل بھی کہتے ہیں“ اور پھر ص ۲۴۸ [۱۷۸] پر بھی اسی لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”لوہے کا دستہ جسے ہندو سیل کہتے ہیں“۔

ص ۳۰۵ [۲۱۷] پر شہر برہمن آباد کی توضیح میں لکھتا ہے کہ ”برھمناباد یعنی ہابراہ“۔ یہ توضیح مترجم کی ہے اور اس نے صحیح طور پر برہمن‌آباد کا مقامی نام ”ہابراہ“ (یعنی ہانبھڑاہ) دیا ہے جس کی وضاحت ہم نے ص ۴۹۹ پر کی ہے۔

مذکورہ بالا جملہ اضافے مترجم علی کوفی نے اپنی طرف سے رنگین بیانی، عبارت آرائی یا تشریح کے خیال سے کئے ہیں اور اپنے نقطۂ نگاہ سے وہ اس میں حق بجانب ہے۔ لیکن چونکہ ان اضافوں نے اصل، صحیح اور معتبر عربی تاریخ کی کتاب کو افسانوی رنگ دے کر اگرچہ اس کی قدر و

Marfat.com

قیمت کو سطحی محققوں کی نظروں میں گھٹا دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اہلِ نظر مترجم کے ان اضافوں کو پرکھ سکتے ہیں اور کتاب کی اصل قدر و قیمت کو سمجھ سکتے ہیں۔

اضافوں کے علاوہ مترجم علی کوفی سے بعض ایسی بھی کوتاہیاں عمداً یا سہواً ہوگئی ہیں جن کی تلافی مشکل ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل کوتاہیوں نے خاص طور پر اصل عربی کتاب کی صحت پر اثر ڈالا ہے۔

۱۔ مترجم علی کوفی نے اصل عربی کتاب کا نام نہیں دیا اور اس کے بجائے اپنے فارسی ترجمے کے لئے پر تکلف نام تجویز کیا۔ اس کمی سے نہ صرف اصل عربی کتاب کا نام محو ہوگیا ہے بلکہ اس کے فرضی ناموں کے لئے بھی میدان ہموار ہوگیا جس کا اس سے پیشتر ذکر ہوچکا ہے۔

۲۔ اصل عربی کتاب میں سے مختلف بیانوں کے بارے میں راویوں کے سلسلۂ اسناد کو کتنے ہی مقامات پر غیر ضروری سمجھ کر نظرانداز کردیا ہے اور راویوں کا نام دینے کے بجائے ترجمہ میں صرف "راویوں" یا "محرروں" کے مبہم الفاظ شامل کئے ہیں۔ مثلاً:

ص ۱۸۔ کتاب کی ابتدا ہی میں راویوں کے نام حذف کر کے اس طرح لکھتا ہے: "راویانِ اخبار اور مصنفین تاریخ نے اس طرح بیان کیا ہے۔ الخ"

ص ۳۶۔ "اس داستان کا مصنف اور اس بوستان کا محرر اس طرح روایت کرتا ہے۔ الخ" (چچ کی رانی سونهن دیوی سے شادی کے متعلق)

ص ۴۸۔ "اس فتح کی حکایت بیان کرنے والے نے اس طرح کہا ہے۔ الخ" (چچ کا کشمیر سے اروڑ آنے کے متعلق)

ص ۹۰۔ "ان خبروں کے راویوں اور ان روایتوں کے جاننے والوں نے اس طرح بیان کیا ہے۔ الخ" (عہد اسلام میں فتوحات کی ابتدا کے متعلق)

Marfat.com

ص ۹۸- "اس روایت کے راویوں اور اس داستان کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ہے۔ الخ" (حضرت عثمان رض کے عہد کی فتوحات کے متعلق)

ص ۱۲۴- "خبروں میں تصرف کرنے والے اور روایتوں کی تفسیر کرنے والے اس طرح کہتے ہیں۔ الخ" (محمد بن قاسم کے محاذ ہند پر تقرر کے متعلق)

ص ۱۹۲- "اس حکایت کے راوی نے بیان کیا۔ الخ" (علافی کے داہر کو نصیحت کرنے کے متعلق)

ص ۲۳۹- "ان کنواریوں کی آرائش کرنے والوں نے اس طرح روایت کی ہے۔ الخ" (۱۰ رمضان کو محمد بن قاسم اور داہر کی جنگ کے متعلق)

ان حذف کردہ اسناد کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے فارسی مترجم کو تاریخی اسناد کی اہمیت کا پورا اندازہ نہ تھا اور اسی لیے شاید اس نے اصل اسناد میں دیئے ہوئے عربی ناموں کو نکال کر مذکورہ اجمالی فقروں سے کتاب کی زیب و زینت میں اضافہ کرنے کو ترجیح دی۔ مذکورہ بالا مقامات میں کتاب کی ابتدا، اسلامی فتوحات کا آغاز وغیرہ، ایسے اہم مواقع ہیں کہ جہاں عربی تاریخ کے اصول کے مطابق اسناد کا تفصیل سے ذکر ہوگا جنہیں غالباً مترجم نے طوالت اور بے لطفی کے خیال سے خارج کردیا ہے اور جہاں صرف ایک یا دو روایتوں کے نام ہیں وہاں انہیں قائم رہنے دیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے بعض مقامات اور خصوصاً قبل از اسلام کے دور کے بیانات (مثلاً چچ کی رانی سونہی دیوی سے شادی) کے لیے اسناد کے سلسلے ہی نہ ہوں، لیکن عہد اسلام کی اسناد کے حذف ہونے کی وجہ سے اس کی تمیز کرنا بھی مشکل ہوگئی ہے۔ بکمالی وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ص ۹۰ پر "عہد اسلام میں فتوحات" کے اہم باب کی ابتدا سلسلۂ اسناد

Marfat.com

سے خالی نہ رہی ہوگی، اور ضرور اس میں سلسلۂ اسناد دیا ہوگا۔ کیونکہ بلاذری نے بھی یہی حالات بیان کئے ہیں، لیکن شروع میں "علی بن محمد عبداللہ بن ابی سیف" یعنی المدائنی کا پورا نام دے کر یہ واقعات اس کی روایت سے منسوب کئے ہیں۔

بہرحال سلسلۂ اسناد کو حذف کردینے کی کوتاہی مترجم کی ایسی غلطی ہے جس کی وجہ سے ایک محقق کو ان مبہم روایتوں، عنوان اور بیانات کا تجزیہ کرنے میں سخت دشواری حائل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کی ابتدائی روایت میں اصل مصنف کے نام ہونے کا بھی قوی امکان ہے، لیکن وہ بھی مترجم کی عبارت آرائی اور اختصار نویسی کی نذر ہو گیا ہے۔

۳۔ جہاں سلسلۂ اسناد موجود ہے، وہاں بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکمل اور مفصل نہیں ہے۔ مثلاً یہ دو روایتیں قابل توجہ ہیں:

ایک روایت ص ۱۰۰ پر "جو ھذلی سے مروی ہے" (اور حضرت علی رضہ کے عہد میں حارث بن مرہ کی مکران میں جنگ کے بارے میں ہے)۔

دوسری روایت ص ۱۰۵ پر "اس تاریخ کی تفسیر کرنے والوں نے ھذلی اور عیسیٰ بن موسیٰ سے روایت کی ہے، جس نے اپنے باپ سے سنا ہے" (جو سنان بن سلمہ کے محاذ ہند پر مقرر ہونے کے ضمن میں مذکور ہے)۔

ان میں سے پہلی روایت میں صرف "ھذلی" کا نام دیا گیا ہے، لیکن ھذلی نے جس سے یہ بات سنی اور اسے جس شخص سے معلوم ہوئی ان دونوں کے نام اس روایت کے سلسلہ اسناد میں حذف کردیئے گئے ہیں۔ یعنی سلسلہ اسناد کا اول اور آخری حصہ متروک ہے۔ اسی طرح دوسری روایت میں سلسلہ اسناد کی ابتدائی کڑی حذف کر دی گئی ہے۔

Marfat.com

چنانچہ فتحنامہ میں ذیل کی دوسری روایتوں سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ "ھذلی" سندھ کی روایتوں کے سلسلے میں براہ راست خود راوی نہیں، بلکہ وہ اور اس سے پہلے اور بعد کے راویوں کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً:

ص ۱۰۲- "ابوالحسن نے ھذلی سے روایت کی کہ اس نے مسلمہ بن محارب بن زیاد سے سنا" (تحت عنوان عبداللہ بن سوار کا محاذ ھند پر تقرر)

ص ۱۰۵- "ابوالحسن نے ھذلی سے سنا اور اس نے اسود سے روایت کی"۔ (تحت عنوان راشد کا محاذ ھند پر تقرر)

ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ غالباً فارسی مترجم کی بے احتیاطی کی وجہ سے زیادہ تر اسناد کے سلسلے ناقص رہ گئے ہیں، جس کی وجہ سے بعض جگہ اس کتاب میں تحقیقی لحاظ سے بڑی کمی پیدا ہوگئی ہے۔

۴- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت مترجم سے سہواً بھی کچھ عربی عبارتیں چھوٹ گئی ہیں، جس کی وجہ سے بعض مقامات پر ترجمہ میں خلجان اور الجھاؤ پیدا ہوگیا ہے۔ اس کی عبارتوں میں صورت خطی کی غلطیاں تو خیر کاتبوں کی بےاحتیاطی یا عدم واقفیت پر محمول کی جا سکتی ہیں، لیکن غیر مکمل عبارتیں مترجم ھی کی سہو کا نتیجہ ہیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایسی عبارتیں فارسی ترجمے کے جملہ قلمی نسخوں میں نامکمل ہیں۔ مثلاً:

۱- ص ۱۰۵-۱۰۶/[۸۱]: سنان بن سلمہ اور احنف بن قیس کا ذکر۔

۲- ص ۱۶۴/[۱۲۱]: کاکو کوتل کے خاندان کا ذکر۔

۳- ص ۲۸۳/[۳۰۳]: پر علافی (یا جے سنگھ؟) کے کشمیر جانے کا ذکر۔

Marfat.com

۴- ص ۳۰۴/[۲۱۷]: محمد بن قاسم، قتیبہ اور جہم بن زحر کا ذکر۔

۵- ص ۳۳۱/[۲۳۳]: جے سنگھ کے کشمیر جانے کا ذکر۔

ان ناقص عبارتوں میں سے پہلی اور چوتھی عبارت کی دوسری کتابوں کی مدد سے بمشکل تصحیح کی گئی ہے۔ لیکن دوسری باقی عبارتوں کی تصحیح خارج از امکان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس اہم تاریخی کتاب کے یہ الجھاؤ اور خلل، ان گران قیمت تاریخی معلومات پر دائمی حجاب کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کا مداوا بظاہر کوئی نہیں۔

فارسی ترجمے کی اہمیت: باوجود مترجم کی ان کوتاہیوں کے اس فارسی ترجمے کی تاریخی اور ادبی اہمیت مسلّم ہے۔ مترجم کا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے اصل عربی کتاب کا فارسی ترجمہ کرکے ابتدائی اسلامی ہندی تاریخ پر عموماً اور سندھ کی تاریخ پر خصوصاً بہت بڑا قیمتی، نادر اور نایاب مواد پیش کیا ہے، کیونکہ اصل عربی کتاب کی غیر موجودگی میں یہ فتحنامہ ہی اس قدیمی تاریخ کا تنہا عکاس ہے، جس کی بدولت ہم عربی کی اصل کتاب کے مضامین و معاملات تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ غالباً یہی وہ سب سے پہلی کتاب ہے جو ارض سندھ میں سندھ و ہند کی تاریخ پر لکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ فتحنامہ ان چند ممتاز ترجموں میں سے ایک ہے کہ جو قدیم اور نایاب عربی کتب سے فارسی میں ترجمہ کی گئیں ہیں۔ مثلاً "بلعمی" وہ پہلا شخص تھا جس نے ۳۵۰ اور ۳۶۰ ہجری کے درمیان "تاریخ طبری" کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کے بعد "تاریخ سیستان" دوسری کتاب ہے جس کا کافی مواد عربی سے ترجمہ کیا گیا۔ تاریخ سیستان دراصل فارسی ہی میں لکھنی شروع کی گئی اور اس کا صرف پہلا حصہ فتحنامہ سے پہلے سنہ ۴۴۵-۴۴۸ھ کے قریب

Marfat.com

مکمل ہوا، لیکن اس کا دوسرا حصہ فتحنامہ کے بعد سنہ ۷۲۵ھ کے قریب تالیف کیا گیا(۱)۔ اس سلسلے کی تیسری کتاب، "کتاب الفتوح" ہے، جس کو احمد بن اعثم کوفی نے عربی میں خلیفہ ہارون رشید کی عہد تک کی فتوحات کے متعلق(۲) لکھا۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ محمد بن احمد المستوفی الھروی نے سنہ ۵۹۶ھ میں یعنی فتحنامہ سے ۱۷-۱۸ سال پہلے کیا(۳)۔ عجیب بات یہ ہے کہ محمد بن احمد المستوفی نے جن حالات میں اس کتاب کا ترجمہ کیا وہ حالات قریب قریب بالکل علی کوفی ہی جیسے تھے۔ یعنی کہ مترجم کا ضلع بوشنج میں اس کتاب کا ترجمہ کرنا اور پھر اسے خراسان کے وزیر "مؤید الملک قوام الدولہ والدین افتخار اکابر خوارزم و خراسان" سے منسوب کرنا۔ علی کوفی بھی اس قسم کے حالات میں اس کے نقشِ قدم پر چلا اور ۱۷ سال بعد سنہ ۶۱۳ھ میں اس نے فتحنامہ کا ترجمہ کیا۔ بہرحال فتحنامہ ان چند ممتاز قدیم کتابوں میں چوتھے نمبر پر ہے کہ جو عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوئیں۔

اس کے علاوہ ادبی لحاظ سے بھی "فتحنامہ" فارسی نثر کی بڑی قدیم کتابوں میں سے ایک ہے اور ہندوستان کے فارسی ادب میں فارسی نثر کی غالباً سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس کا اسلوبِ بیان بڑا سادہ اور دل آویز ہے۔ عوفی نے اپنی مشہور کتاب "لباب الالباب"، فتحنامہ کی تالیف کے صرف تین چار سال بعد سنہ ۶۱۷ھ کے قریب لکھی اور اسے سلطان ناصرالدین کے اسی وزیر عین الملک فخرالدین حسین کے نام سے منتسب کیا کہ جس سے علی کوفی نے فتحنامہ کو منسوب کیا ہے۔

---

(۱) دیکھئے "تاریخ سیستان" طبع طھران، سنہ ۱۳۱۴ شمسی، ص و۔

(۲) دیکھئے یاقوت، "معجم الادباء" (گب میموریل) جلد ۱، ص ۳۷۹، اور "لسان المیزان"، مطبوع حیدرآباد دکن، جلد ۱ ص ۱۳۸۔

(۳) دیکھئے فہرست ریو (Rieu) جلد ۱، ص ۱۵۱، اور 'فتوحات اعثم کوفی' مطبوع بمبئی۔

Marfat.com

اگرچہ عوفی اور علی کوفی دونوں ایک ہی دور کے ہیں لیکن "فتحنامہ" کے مقدمے کا "لباب الالباب" کے مقدمے سے موازنہ کرنے پر واضح ہوتا ہے کہ عوفی کے اسلوبِ بیان میں کافی تکلف اور تصنع ہے، اور اس کے مقابلے میں علی کوفی کا اسلوبِ بیان زیادہ رواں، سہل، سادہ اور مؤثر ہے۔

فارسی ترجمے کے بعد اس کی اشاعت

علی کوفی سنہ ۶۱۳ھ (۱۲۱۶ع) میں تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اسی سال یا دوسرے سال جلد ہی فتحنامہ کا فارسی ترجمہ مکمل کرلیا، چونکہ اس نے یہ ترجمہ سلطان ناصرالدین قباچہ کے وزیر عین الملک فخرالدین حسین کے نام اس لئے منسوب کیا تھا کہ وہ اس کے ذریعے سے اس کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرے۔ اس لیے گمان غالب ہے کہ علی کوفی نے اپنے ترجمہ کا ایک نسخہ لے جاکر اُچ میں (جو کہ سلطان ناصرالدین کا پایۂ تخت تھا) وزیر عین الملک کی خدمت میں پیش کیا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک نسخہ اروڑ بکھر کے ان قاضیوں کو بھی دیا ہو کہ جن کے اصل عربی نسخے سے "فتحنامہ" ترجمہ کیا تھا۔ اور یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسا ہی کوئی ایک نسخہ اس نے اپنے پاس بھی رکھا ہو۔ لیکن چونکہ ترجمے کے وقت (سنہ ۶۱۳ھ) میں بھی اس کی عمر ۵۸ سال کی تھی اور اس کے بعد دوسرے مصنفوں کی کتابوں، نیز سلطان ناصرالدین کے سربرآوردہ درباری علماء میں اس کا ذکر نظر نہیں آتا، اسی وجہ سے خیال ہوتا ہے کہ اس کے بعد علی کوفی زیادہ عرصے زندہ نہیں رہا اور اسی وجہ سے فتحنامہ کے قلمی نسخے بھی غالباً محدود ہی رہے۔

"فتحنامہ" کا سب سے قدیم نسخہ جو اس وقت تک معلوم ہوسکا ہے، وہ سنہ ۱۰۶۱ھ کا تحریر کردہ ہے اور

Marfat.com

پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ باقی ماندہ دوسرے نسخے ۱۲۳۰ھ کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔

حیرت ہے کہ سنہ ۶۱۳ھ سے لے کر سنہ ۱۰۶۱ھ تک یعنی تقریباً ساڑھے چار سؤ سالوں کے دور کا کوئی بھی قلمی نسخہ اس وقت تک دستیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ سلطان فیروز شاہ کی جانب سے ملتان کے گورنر عین‌الملک ماھرو کے لکھے ہوئے خطوط کے مجموعہ "منشات ماھرو"(۱) میں ایک ایسا حوالہ موجود ہے، جو غالباً "فتحنامہ" سے اخذ کیا گیا ہے۔ "منشات ماھرو" میں‌عین‌الملک کی طرف سے سندھ کے سمہ حکمرانوں جام بانبھنڑیہ (بانبھنیہ) اور جام جونہ کے نام لکھے ہوئے خطوط موجود ہیں، اور داخلی شہادتوں کی بنیاد پر یہ خطوط تقریباً ۷۶۱-۷۶۵ھ کے زمانے کے لکھے ہوئے ہیں۔ جام بانبھنڑیہ ان دنوں سندھ میں اپنی خودمختار حکومت قایم کرنا چاہتا تھا، اور اسی وجہ سے وہ دھلی کی مرکزی حکومت کی مخالفت کر رھا تھا۔ چنانچہ عین‌الملک نے اپنے ایک جوابی خط میں اس کی بغاوت اور عہد شکنی کا ذکر کرتے ہوئے اسے طعنہ دیا ہے کہ یہ سندھیوں کی قدیم عادت ہے اور اس سلسلے میں راجہ داھر کی دونوں بیٹیوں کی محمد بن قاسم کے خلاف سازش اور دغا کی حکایت مثال کے طور پر بیان کی ہے، اور چونکہ یہ افسانہ سوائے فتحنامہ کے کسی بھی دوسری کتاب میں درج نہیں ہے اس وجہ سے گمان غالب ہے کہ فتحنامہ، عین‌الملک ماھرو کی نظر سے گذر چکا تھا، اور شاید جام بانبھنڑیہ بھی اس سے واقف تھا، تب ھی تو عین‌الملک نے اس حکایت کو مشہور

(۱) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے تاریخ کے پروفیسر محترم شیخ عبدالرشید کا کافی عرصہ ہوا ایک خط ملا تھا، جس میں موصوف نے اطلاع دی تھی کہ انھوں نے "منشات ماھرو" کو ایڈٹ کیا ہے اور وہ زیر طبع ہے۔

Marfat.com

سمجھتے ہوئے اپنے خط میں اس کا ذکر کیا تھا۔ بہرحال اس حوالے سے اس کی کسی قدر تصدیق ہوتی ہے کہ کتاب کے فارسی ترجمے (۶۱۳ھ) کے تقریباً ڈیڑھ سؤ سال بعد بھی (۷۶۰-۷۶۱ھ) اس ترجمے کے قلمی نسخے ملتان اور سندھ میں موجود تھے۔

اس کے تقریباً ڈھائی سؤ سال کے بعد گیارھویں صدی ہجری کے اوائل میں بھی فتحنامہ کے قلمی نسخوں کی موجودگی کا ثبوت ملتا ھے۔ مثلاً طبقات اکبری (تصنیف سنہ ۱۰۰۲ھ)، تاریخ معصومی (تصنیف سنہ ۱۰۰۹ھ)، تاریخ فرشتہ (تصنیف سنہ ۱۰۱۵ھ)، بیگلارنامہ (تصنیف سنہ ۱۰۱۷ھ)، اور زبدۃالتواریخ (تصنیف سنہ ۱۰۱۴-۱۰۲۵ھ) کے مصنفوں نے اس سے سندھ کی ابتدائی تاریخ کے حالات نقل کئے ہیں۔

پھر اس کے ایک سؤ سال کے بعد بارھویں صدی ہجری کے اوائل میں "تاریخ مفضلی" (تصنیف سنہ ۱۱۲۴-۱۱۳۱ھ)(۱) کے مولف مفضل خان اور اسی صدی کے آخر میں "تحفۃالکرام" (تصنیف ۱۱۸۲ھ) کے مصنف علی شیر قانع نے "فتحنامہ" سے سندھ کی قدیم تاریخ اور محمد بن قاسم کی فتوحات کے حالات نقل کئے ہیں۔

فتحنامہ کے ترجمے: ان قدیم مؤرخوں کے بعد موجودہ عالموں اور مؤرخوں نے گذشتہ اور موجودہ صدی میں فتحنامہ کے ترجمے کی طرف توجہ کی اور پوری کتاب یا اس کے کچھ حصوں کے انگریزی میں سندھی میں اور اردو میں مندرجہ ذیل ترجمے کئے:

(الف) لیفٹننٹ ٹی-پوسٹنس (T. Postans) غالباً پہلا شخص تھا جس نے انگریزی زبان میں سنہ ۱۸۳۸ع اور سنہ ۱۸۴۱ع میں "جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال" میں اس کتاب کا

---

(۱) دیکھئے فہرست ریو (Rieu)، جلد ۲، ص ۸۹۲-۸۹۳

Marfat.com

مختصر ترجمہ شایع کیا (۱)۔ یہ پہلی کوشش تھی اسی وجہ سے پوسٹنس کا ترجمہ کافی ناقص ہے (۲)۔

(ب) اس کے بعد الیٹ نے پوری کتاب کے خاص تاریخی حصے ترجمہ کئے (۳)، لیکن اس کے کئے ہوئے ترجمے میں بھی افراد اور مقامات کی تحقیق میں نقائص رہ گئے، جن پر محقق ہوڑی والا نے اپنی کتاب ”ہندی۔مسلم تاریخ کے متعلق مطالعات“ میں (ص ۸۰-۱۰۰) میں تنقید کی ہے۔

(ج) اس کے بعد سندھ کے مشہور ادیب مرزا قلیچ بیگ نے پہلی مرتبہ پوری کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا، جو کراچی کے کمشنر پریس سے سنہ ۱۹۰۰ع میں طبع ہوکر شایع ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنے ترجمے کی تمہید مورخہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۰ع میں لکھا ہے کہ: ”کتاب کا ترجمہ کرنے میں مجھے کافی دشواریاں پیش آئی ہیں۔ میرے قلمی اسخے میں اتنی غلطیاں اور کوتاھیاں تھیں کہ مجھے کتاب کے دوسرے قلمی نسخے، جس قدر ممکن تھے، حاصل کرنے پڑے، تاکہ اپنے نسخے کو ان سے ملاکر غلطیوں کی اصلاح کروں اور خلاؤں کو پُر کروں۔ چنانچہ دوستوں کی عنایت سے مجھے حیدرآباد، ٹھٹھہ، سکھر اور شکارپور سے ۷ یا ۸ نسخے دستیاب ہوئے۔ اس کے بعد کافی محنت اور کاوش کے ساتھہ عربی کے عالموں کی مدد سے میں نے (عبارتوں کی) اصلاح کی اور جس قدر ممکن ہوسکا ان خلاؤں کو پر کیا (لیکن بدقسمتی سے سارے قلمی نسخوں میں غلطیاں اور کوتاھیاں تھیں)۔ اس کے بعد میں نے حتی‌الامکان کتاب کا لفظ بہ لفظ

(۱) دیکھئے ”جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال“ جلد ۷ (No.LXXIV) سال ۱۸۳۸ع، ص ۹۳-۹۶ اور X ۲۹۷-۳۱۰، اور جلد۔ ۱۰ (No CXI) سال ۱۸۴۱ع، ص ۱۸۳-۱۹۷ اور ۲۶۷-۲۷۱

(۲) دیکھئے الیٹ کی تاریخ مقامی مورخوں کی زبانی، جلد ۱ ص ۱۳۷

(۳) ایضاً جلد ۱ ص ۱۳۱-۲۱۱

Marfat.com

ترجمہ کیا۔ (اس میں) میں نے کافی حواشی اور حوالے بھی دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ مماثل واقعات کے متعلق میں نے تاریخ معصومی اور تحفۃالکرام کے بیانات کے اقتباسات بھی اس میں موازنہ کے لیے شامل کئے ہیں۔ قرآن شریف کی آیتوں، رکوع اور سورتوں کے حوالے میں نے سیل (Sale) کے انگریزی ترجمے سے دیئے ہیں، اور رچرڈسن کے ٹیبل سے میں نے ہجری سالوں کے مسیحی سال درج کئے ہیں"۔

مرزا صاحب کے مذکورہ بیان سے ظاہر ہے کہ ان کی کوشش اس کتاب کے مکمل اور حتی‌الامکان صحیح انگریزی ترجمے کی پہلی کوشش تھی۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب نے اپنے ترجمے کے آخر میں لوگوں اور مقامات کے ناموں کی حرفی ترتیب کے ساتھ فہرست بھی شامل کی ہے، جو موجودہ طرز تحقیق کے لحاظ سے ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

ان اہتمامات کے باوجود مرزا صاحب کا انگریزی ترجمہ کافی تصحیح کا محتاج ہے۔ انہوں نے جن ۷ یا ۸ قلمی نسخوں کا مطالعہ کیا تھا ان کی کوئی بھی وضاحت نہیں کی، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ وہ نسخے کس حد تک معتبر تھے۔ خود ان کی رائے کے مطابق "سارے نسخوں میں غلطیاں اور کوتاہیاں تھیں" اور غالباً اسی وجہ سے مرزا صاحب کے ترجمے میں افراد اور مقامات کے ناموں اور عبارتوں میں کافی غلطیاں رہ گئی ہیں۔

(د) انڈیا آفس لنڈن کے قلمی نسخے سے سندھ کے میر صاحبان کے زیر اہتمام فتحنامہ کا ایک سندھی ترجمہ ہوا، جو کافی عرصہ تک ہزہائینس میر نورمحمد خان (حیدرآباد) کے کتب خانہ کی زیب و زینت رہا۔ اس کے بعد یہ ترجمہ مرحوم خداداد خان مصنف "لب تاریخ سندھ" کے پاس رہا اور اب وہ محترم محمد حنیف صاحب صدیقی کے پاس محفوظ ہے۔

Marfat.com

(ھ) سنہ ۱۹۲۳ع میں مرزا قلیچ بیگ نے اس کتاب کا پھر سندھی میں ترجمہ شروع کیا۔ اور اس ترجمے کا پہلا حصہ جو کل ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے، کرشنا پرنٹنگ پریس (۱ تا ۴۰ صفحات) اور بلاوٹسکی پریس (۴۱ تا ۶۰ صفحات) حیدرآباد سے طبع ہوکر شایع ہوا۔ اس پہلے حصے کے مقدمے میں مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۲۳ع میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "اب بعض دوستوں کی فرمایش کے مطابق میں نے سندھی میں ترجمہ کیا ہے"۔ آخر میں "اشارہ" کے طور پر لکھا ہے کہ "کتاب دو حصوں میں شایع ہوئی ہے۔ پہلا حصہ صرف چچ کے راج تک محدود ہے۔ باقی حالات دوسرے حصے میں آئیں گے"۔ مرزا صاحب کا یہ ترجمہ بھی محض ترجمہ ہی ہے اور تحقیق و تصحیح سے خالی ہے۔

(و) مرزا قلیچ بیگ کے انگریزی ترجمے سے محترم محمد حفیظ الرحمان حفیظ بہاولپوری نے کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا، جو "عزیزالمطابع الیکٹرک پریس بہاولپور" میں طبع ہوا۔ مترجم کے دیباچے میں ۱۰- رمضان ۱۳۵۷ھ/۴- نومبر ۱۹۳۸ع کی تاریخ ظاہر کی گئی ہے۔ چونکہ یہ ترجمے کا ترجمہ ہے اسی وجہ سے صحت کی لحاظ سے ناقص ہے۔

<u>فتحنامہ کے فارسی متن کی اشاعت</u>: خود فارسی متن کی تصحیح اور تحقیق کی طرف سب سے پہلے سندھ کے عالم، فاضل، محقق اور ادیب، شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن محمد داؤدپوٹہ مرحوم نے توجہ کی، اور ان کا تصحیح کردہ "فتحنامہ سندھ" مجلس مخطوطات فارسیہ حیدرآباد دکن کی سعی اور اہتمام سے سنہ ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ع میں مطبع لطیفی دھلی میں طبع ہوکر شایع ہوا۔

موجودہ تحقیق و تجسس کے اصولوں اور معیار کے مطابق یہ پہلی کوشش تھی، جس میں فاضل مصحح نے کتاب

Marfat.com

کے جملہ مختلف قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر متن کی تصحیح کی، کتاب کا مقدمہ لکھا، متن کی وضاحت کے لیے حواشی اور تعلیقات تحریر کئے اور آخر میں افراد اور ملکوں کے ناموں کی فہرست شامل کی۔ متن کی تصحیح کے لیے فاضل محقق نے مندرجۂ ذیل قلمی نسخے استعمال کئے:

نسخہ م۔ مملوکہ برٹش میوزیم، نوشتہ ۹۔ محرم ۱۲۴۸ ھ۔

نسخہ پ۔ مملوکہ کتبخانہ پنجاب یونیورسٹی، نوشتہ ۴۔ شوال ۱۰۶۱ ھ۔

نسخہ ب۔ مملوکہ کتبخانہ بانکی پور، نوشتہ ۱۰ ذیقعد ۱۲۷۲ ھ۔

نسخہ ک۔ مملوکہ کتبخانہ رایل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ، نوشتہ ۹۔ اکتوبر ۱۸۸۷ع

نسخہ س۔ علاؤالدین صاحب سم کا ذاتی نسخہ، کافی بعد کا لکھا ہوا، تاریخ نامعلوم۔

نسخہ ج۔ میر نور محمد خان کے کتبخانے کا سندھی ترجمہ، جو محمد حنیف صاحب صدیقی کے پاس موجود ہے، تاریخ ترجمہ نامعلوم۔

ان نسخوں کے علاوہ مصحح نے مرزا قلیچ بیگ کا انگریزی ترجمہ اور الیٹ کا انگریزی ترجمہ بھی استعمال کیا ہے۔

اس اہتمام و کاوش و محنت کے بعد فتحنامہ کا فارسی ترجمہ پہلی بار کافی صحت کے ساتھ مطبوعہ شکل میں علمی دنیا کے سامنے پیش ہوا۔ متن کی حتی‌المقدور صحت کے علاوہ فاضل محقق نے پہلی مرتبہ کتاب کے اصل نام پر مقدمہ میں بحث کی اور اس کے عام مشہور نام "چچنامہ" کی بجائے داخلی شہادتوں کی بنا پر اس کا زیادہ صحیح نام "فتحنامۂ سند" تجویز کیا۔ اپنے حواشی میں بھی فاضل محقق نے بعض تاریخی اور جغرافیائی حقائق پر روشنی ڈالی ہے۔

Marfat.com

اس طرح محترم ڈاکٹر داؤدپوٹہ مرحوم کی اس مخلصانہ کوشش نے پہلی بار اس تاریخی کتاب کے متن کو صحیح معنی میں اہل علم سے روشناس کرایا۔ الفضل اللمتقدم۔

لیکن صاحب موصوف سے بالمشافہ تبادلہء خیالات پر معلوم ہوا کہ یہ کام کافی عجلت کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔ اور غالباً اسی وجہ سے بعض اسماء خاص کی اصلیت، متن کی بعض پیچیدہ عبارتوں کی صحت، مزید قلمی نسخوں کا موازنہ، کتاب کے تاریخی پس منظر کی عمیق تحقیق، تاریخی واقعات اور جغرافیائی ماحول پر بعض ضروری مباحث اور بعض دوسرے عام پہلو تشنہ رہ گئے ہیں۔

زیرنظر اردو ترجمہ اور اس کی تحقیق

اس اردو ترجمہ اور تالیف میں ان جملہ تحقیق طلب مسئلوں کو حتی الامکان طے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے سارے متن کی جزئیاتی تصحیح اور آخر میں ہر پیچیدہ اور مشکل مقام و مسئلہ کی علمی تنقید اور تشریح اس ترجمے اور تالیف کی دو امتیازی خصوصیات ہیں۔ اس سلسلے میں جو مفصل کاوشیں کی گئی ہیں، اجمالی طور پر ذیل میں ان کا ایک خاکہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ آیندہ کے محقق کو باقی ماندہ مسائل کی طرف متوجہ ہونے میں آسانی ہو۔

۱- کتاب کے جملہ قلمی نسخوں سے موازنہ: پہلے صفحہ ۷۸ پر فتحنامہ کے ان قلمی نسخوں کا ذکر کیا گیا ہے، جنھیں فارسی متن کے ایڈیٹر شمس العلماء ڈاکٹر داؤد پوٹہ مرحوم نے استعمال کیا ہے۔ صاحب موصوف نے ان میں سے نسخہ م کو بنیادی نسخہ تسلیم کیا ہے اور نسخہ پ کی عبارتوں کو اکثر مقامات پر ترجیح دی ہے(۱)۔

(۱) دیکھئے فارسی ایڈیشن: مقدمہ ص (یط)۔

Marfat.com

نسخہ پ: راقم‌الحروف نے پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں نسخہ پ کے مطالعے کے بعد اسے بنیادی نسخہ تسلیم کرتے ہوئے فارسی متن کی کافی عبارتوں کو درست کیا ہے؛ مثلاً ص ۹۰ حاشیہ ۲ (دھرسینہ کی عمر تیس سال تھی نہ کہ مدت حکومت)، ص ۱۰۶ حاشیہ ۱ (عبداللہ نہیں بلکہ عبد ربہ)، ص ۱۰۷ حاشیہ ۱ (کوہ مندر نہیں بلکہ کوہ منذر)، ص ۱۷۱-۱۷۲ پر حاشیہ (۳)-(۳) کے دائرہ کی پوری عبارت کی تصحیح- ص ۱۹۷ حاشیہ ۱ (حمزان نہیں بلکہ حمران)، ص ۲۲۱ حاشیہ ۱ (جیپور نہیں بلکہ جیور)، ص ۲۴۵-۲۴۶ حاشیہ ۱ ("اے بنو عزیز" نہیں بلکہ "اے عزیز")، ص ۲۵۲ پر حاشیہ (۱)-(۱) کے دائرے میں داھر کے اپنے اصلی الفاظ وغیرہ-

نسخہ ن: فارسی ایڈیشن میں دوسرا خاص نسخہ ب استعمال کیا گیا ہے، جو بانکی پور لائبریری میں محفوظ ہے(۱)- اس نسخے کو راجہ محمد نامی کاتب نے ۱۰- ذیقعد ۱۲۷۲ھ میں شہر پونہ میں ایک دوسرے ہی نسخے سے نقل کیا جسے میر مراد علی خان کے ارشاد کے مطابق محمد خلیل نامی کاتب نے ۳- ذیقعد سنہ ۱۲۳۲ھ میں لکھا تھا- میر مراد علی‌خان والا نسخہ جو نسخہ ب سے ۴۰ سال پہلے کا لکھا ہوا ہے، ہزہائنس میر نور محمد خان مرحوم کے کتب خانے میں محفوظ ہے- محترم دوست میر نور محمد خان (ثانی) کی عنایت سے راقم‌الحروف کو یہ نسخہ مطالعے کے لیے حاصل ہوا، جسے نسخہ ن سے موسوم کیا گیا ہے- فتحنامے کے جملہ قلمی نسخوں میں قدامت کے اعتبار سے یہ نسخہ دوسرے نمبر پر ہے اور صرف نسخہ پ ہی اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے- اس نسخے ن کی مدد سے بھی ہم نے املاء کی جابجا تصحیح کی ہے- مثلاً:

---

(۱) دیکھیئے فہرست بانکی پور لائبریری، مرتبہ "ڈینیسن راس"، جلد ۷ ص ۱۱۷، رقم (۵۹۷)-

Marfat.com

ص ۴۷ پر "کنبه" کی جگہ "تاکیه"۔ اسی صفحہ پر چند سطور کے بعد "شاکلها" کی جگہ "شاکلهار"۔ ص ۱۵۱ پر "فکیدوا" کی جگہ "فیکیدوا"۔ ص ۲۵۲ پر داھر کے اپنے الفاظ، جو صرف پ اور ن میں دیئے گئے ھیں، وغیرہ۔ بعض خاص اصلاحیں ن اور ر کی متفقہ عبارتوں کے مطابق کی گئی ھیں۔ مثلاً: ص ۱۴۲ پر "ذکوان بن حلوان بکری" کی جگہ "ذکوان بن علوان بکری" اور ص ۱۸۴ پر "قصہ و سورته" کی جگہ پر "قصبه وجورته" وغیرھا۔

نسخہ ر: فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر نے برٹش میوزیم والے (OR1787) نسخے م کو بنیادی نسخہ قرار دیا ھے۔ وہ نسخہ دراصل حضرت پیر صاحب پاگارہ کی لائبریری کا تھا، اور اس کے صفحے ۲۰۵ پر پیر صاحب علی گوھر شاہ "اصغر" رضہ (۱۲۳۱-۱۲۶۳ ھ) کی مہر ثبت ھے، جس پر یہ طغرا مندرج ھے:

ز درج صبغت اللہ شہ علی گوھر بود طالع
چو خورشید حقیقت شد محمد راشد (ے) لامع
۱۲۵۰

اس نسخے کا کاتب "نور محمد چپہ‌نویس" ھے، جس نے اسے ۹۔ محرم سنہ ۱۲۴۸ھ میں لکھا(۱)۔ شاھی لائبریری رام‌پور میں ایک "مجموعہ تاریخ فارسی" (رقم ۵۲۰) تین کتابوں یعنی تاریخ معصومی، چچنامہ اور تاریخ طاھری پر مشتمل ھے۔ یہ تینوں کتابیں ایک ھی قسم کے خط میں ایک ھی کاتب کی لکھی ھوئی ھیں، جس نے تاریخ طاھری کے آخر میں اپنا نام اور تاریخ کتابت اس طرح درج کی ھے: "حاجی محمد مجاور درگاہ بتاریخ غرہ ماہ جمادالثانی سنہ ۱۲۴۵"۔ اس نسخے اور مذکورہ بالا نسخے م کا مقابلہ کرنے پر واضح ھوتا ھے کہ نسخہ م اس رام‌پور والے نسخے کی نقل ھے۔ حاجی محمد روھڑی میں "موئے مبارک" کی درگاہ کا مجاور تھا، اور

(۱) دیکھیے فارسی ایڈیشن، مقدمہ صفحات (یط۔ ک)۔

Marfat.com

راقم‌الحروف نے اس کی ہاتھوں کے لکھے ہوئے بعض دوسرے رسالے بھی اسی خط میں دیکھے ہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ پیر صاحب پاگارہ کا نسخہ اسی روھڑی والے نسخے کی نقل ہے۔ ہم نے اس رام پور والے نسخے کو ر سے تعبیر کیا ہے، اور اس کے مطابق متن میں کتنے ہی مقامات پر بعض اہم اصلاحیں کی ہیں۔ مثلاً، ص ۱۸۳ پر (۱)۔(۱) کی درمیانی عبارت کی تصحیح۔ ص ۲۱۸ پر (۱)۔(۱) درمیان اس فقرہ کا اضافہ کہ محمد بن قاسم کے سپاہی ”ڈولیوں ڈولیوں میں ہوکر“ پار ہوئے۔ ص ۲۲۵ پر ”قبایض بن طاہر“ کی جگہ ”قیان بن طاہر“ (یعنی گیان بن تہاہر)۔ ص ۲۴۰ پر ”ہول“ کی جگہ ”دہول“ (یعنی ڈھول)۔ ص ۳۰۹ پر ”دندہ و کربھاء“ کی جگہ پر ”دندہ و کربہار“ (یعنی جھیل و کربہار) وغیرہ۔

غرض پ، ن اور ر فتحنامے کے جملہ قلمی نسخوں میں ترتیب وار قدیمی نسخے ہیں، جن میں سے پ کا دوبارہ مطالعہ کیا گیا ہے، اور ن اور ر کو پہلی مرتبہ اس اردو ایڈیشن کی تصحیح کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ باقی دوسرے تین چار اور بھی قلمی نسخے علم میں آئے ہیں (۱)، جن کا

---

(۱) ”ببلیوتھیک امپیریل“ مین شاید دو نسخے موجود ہیں، جن کی طرف الیٹ نے اپنی تاریخ (۱۳۷X۱) میں اشارہ کیا ہے۔ ای۔ بلاشیٹ (E. Blochet) کی فہرست (ببلیوتھیک لیشنل، پیرس جلد ۱ ص۳۶۳) میں ایک نسخے کا حوالہ راقم‌الحروف کی نظر سے بھی گذرا ہے، لیکن اس کی تفصیل قلم بند نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ نسخہ م کے علاوہ متحف برطانیہ میں ایک دوسرا نسخہ بھی موجود ہے (فہرست ریو ۲۹۰X۱-۲۹۱ No. OR 1582) لیکن ایک تو وہ ناقص ہے، دوسرا کافی بعد کا یعنی الیسویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ فتحنامے کے کچھ حصے ایک ”مجموعہ اقتباسات تاریخی“ (No. OR 1838) میں بھی شامل ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری لنڈن میں بھی ایک نسخہ موجود ہے (فہرست، ایتھے No.435) (دیکھئے حاشیہ صفحہ ۷۱)

Marfat.com

مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں، مگر یہ نسخے ایک تو بعد کے لکھے ہوئے ہیں، دوسرے ناقص ہیں اس وجہ سے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے۔

۲- اصل عربی کتاب کے کاتبوں کے سہو یا مترجم علی کوفی کی بھول کی وجہ سے متن کی بعض عبارتوں کے حصے حذف ہوگئے ہیں، جس کی وجہ سے سارے قلمی نسخوں میں خلا اور ابہام رہ گیا ہے، جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا جاچکا ہے۔ ہم نے دوسری مستند عربی کتب میں ان حذف شدہ عبارتوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کم از کم دو ناقص عبارتوں کو درست کیا ہے، یعنی ایک ۱۰۵/[۸۱] پر سنان بن سلمہ اور احنف بن قیس والے بیان کی تصحیح ابن قتیبہ کی کتاب "عیون الاخبار" (۱ × ۲۲۷) سے کی گئی ہے، اور دوسری صفحے ۳۰۴/[۲۱۷] پر محمد بن قاسم اور قتیبہ کو حجاج کی طرف سے چین کی فتح کی پیشکش اور جہم بن زحر کو عراقی لشکر کے ساتھ قتیبہ کے پاس بھیج دینے کے متعلق اصلاح، یعقوبی (۲ × ۳۴۶) اور طبری (۱ × ۹۰-۸۸۹) کے حوالوں سے کی گئی ہے (۱)۔

۳- اس ترجمے میں آئے ہوئے کل افراد اور مقامات کے ناموں کی، متن کے مختلف تلفظوں اور دوسرے ماخذوں کی روشنی میں تصحیح کی گئی ہے۔ عربی ناموں کے صحیح اور اصل تلفظ اختیار کئے گئے ہیں اور مقامی ناموں کی حتی الامکان قدیمی اور اصل صورت واضح کی گئی ہے۔ مثلاً ص ۵۰ پر "سرکوندھ بن بھنڈرکو" (فارسی متن میں پسر کول بن بھندرکو ہے)، اسی صفحہ پر "وکیو بن کاکو" (فارسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰)

متن کی بعض عربی عبارتوں سے فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر نے مقابلہ کیا ہے، لیکن ان کی رائے میں یہ نسخہ بھی ناقص اور بہت غلط ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن مقدمہ۔ کد)۔

(۱) دیکھئے آخر میں ص ص ۴۹۵-۴۹۸ پر نوٹ ۳۰۴/[۲۱۷]۔

Marfat.com

متن میں کیہ بن کاکہ ہے)۔ ص ۱٦٥ پر "چنٹوں" (فارسی متن میں جتان ہے) وغیرہ اصلاحیں قابل توجہ ہیں۔

۴۔ جس قدر ممکن ہوسکا ہے فتحنامہ میں مذکور جملہ افراد اور مقامات کا واضح تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل مثالیں خاص اہمیت رکھتی ہیں:

مثلاً: محمد بن قاسم کے ساتھی سپہ سالاروں اور خاص افراد میں سے اکثر کی سوانح حیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مثلاً: جہم بن زحر الجعفی (ص ۴۳۹-۴۴۱)، عطیۃ بن سعد العوفی (ص ۴۴۱-۴۴۲)، سفیان بن الابرد الکلبی (ص ۴۴۳-۴۴۴)، قطن بن برک الکلابی (ص ۴۴۴)، نباتہ بن حنظلۃ الکلابی (۴۴٦-۴۴۷)، تمیم بن زید قینی (ص ۴۷۸-۴۸۰)، خریم بن عمرو المری (ص ۴۹۰-۴۹۱)، حکم بن عوانۃ کابی (۴۹۴-۴۹۵)، اور وداع بن حمید البحری (ص ۴۹۹-۵۰۰)۔ اس کے علاوہ حجاج کے کاتب (ص ۴٦۷-۴٦۹) اور ص ۲۰۷/[۱۰۱] پر بیان کی ہوئی داستان کے مصنف خواجہ امام ابراہیم کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اہم مقامات، شہروں، جھیلوں، تالابوں اور شاخوں کی نشاندھی اور تعارف پر خاص توجہ کی گئی ہے اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل شہروں اور مقامات کے بارے میں پیش کی ہوئی جغرافیائی اور تاریخی تحقیق فی‌الحال ایک خاص اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یعنی اروڑ (ص ۳٦۲-۳٦۴)، دیبل (ص ۳٦٦-۳۸۴)، کیکانان (ص ۳۸۴-۳۸۵)، برہمن آباد (ص ۳۸۵-۳۸۹)، نیرون کوٹ (ص ۳۸۹-۳۹۱)، کنوھار مندرو (ص ۳۹۷-۴۰۱)، راوڑ (ص ۴۰۷-۴۱۴)، موج (ص ۴۰۴-۴۰۷)، بغرور یعنی بکھر (ص ۳٦۴، ۴٦۰-۴٦۱)، اگھم (ص ۴۷۲-۴۷۳)، جلوالی پھاٹ (ص ۴۸۵-۴۸۸)، کیرج یعنی کیرا یا کھیڑا (ص ۵۰۰-۵۰۲)، ساوندی اور جھیل وکربھار (ص ۵۰۲-۵۰۳-۵۰۵) اور ملتان کا مشہور بتخانہ (ص ۵۱۸-۵۲۱) وغیرہ۔

Marfat.com

۵۔ اس ایڈیشن میں نہ صرف تاریخی اور جغرافیائی تحقیق کو پیش نظر رکھا گیا ہے، بلکہ ضرورت کے مطابق ادبی تحقیق پر بھی پوری توجہ کی گئی ہے۔ فتحنامہ میں مذکور شعرا کے حالات پر حتی‌الامکان روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے دیوانوں یا عربی ادب کی دوسری کتابوں کی مدد سے ان کے اشعار کی ضروری تصحیح بھی کی گئی ہے۔ شعرا میں سے اعورشنی (ص ۴۲۴-۴۲۵م)، عبداللہ بن الاعور الحرمازی (ص۴۲٦م-۴۲۷)، حمزة بن بیض الحنفی (ص ۴۳٦-۴۳۷) اور عدیل بن فرخ العجلی (ص ۴۴۵م-۴۴٦) کے بارے میں مختصر مگر جامع حوالے قلم بند کئے گئے ہیں۔ ص ۹۷-۹۸/[۷۴] پر حکیم بن جبلہ سے منسوب اشعار کے متعلق (ص ۴۱۷م-۴۱۹م) کے حاشیہ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور ص ۱۱۳-۱۱۴/[۸٦] پر شاعر فرزدق کے اشعار کی اس کے دیوان کے مختلف مطبوعہ نسخوں کی مدد سے تصحیح اور تکمیل کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ نامعلوم شعرا کے اشعار کو متعین کرنے کی بھی حتی‌المقدور کوشش کی گئی ہے اور کم از کم ایک ایسے گمنام بیت کے متعلق جو ص ۳۳۷/[۲۳٦] پر دیا گیا ہے، یہ پتہ لگایا گیا ہے کہ وہ مشہور شاعر ابوالفتح بستی کی قصیدہ کا ہے (دیکھئے ص۵۱۰)۔

٦۔ محمد بن قاسم کے متعلق ہر نقطہ نگاہ سے ضروری تحقیق کی تکمیل کی گئی ہے۔ ص ۳٦۰-۳٦۲ پر فتحنامہ میں اس کے دیئے ہوئے لقب "عمادالدین" کی مصنوعیت پر تبصرا کیا گیا ہے اور اس کی کنیت "ابوالبھار" کو متعارف کرایا گیا ہے۔ ص ۴۳۰-۴۳٦م پر محمد بن قاسم کے خاندان اور شادی کے متعلق فتحنامہ کے جملہ متضاد اور مشکوک بیانات کو مستند تاریخی حوالوں سے پرکھہ کر صحیح حالات اور نتائج پیش کئے گئے ہیں۔ اور آخر میں ص ۵۲۷-۵۴۷ پر تاریخی واقعات کی روشنی میں محمد بن قاسم کی سندھ سے واپسی،

Marfat.com

نظر بندی اور وفات پر تحقیقی بحث کے ذریعے داھر کی بیٹیوں کے فرضی افسانے کی تردید کی گئی ھے۔

علمی نقطۂ نظر سے اس اردو ایڈیشن کے مذکورہ بالا چھ پہلو خصوصی حیثیت رکھتے ھیں، ورنہ مجموعی طور پر متن کے حاشیوں اور آخر میں "تشریحات و اضافے" کے زیر عنوان ھر مبہم، مشکوک اور پیچیدہ امور کی تشریح کی گئی ھے اور تحقیق طلب مسائل پر پوری روشنی ڈالی گئی ھے۔ کتاب کے آخر میں آدمیوں اور مقامات کے ناموں کی فہرست شامل کی گئی ھے تاکہ حوالے تلاش کرنے میں سہولت ھو اور ساتھ ھی ساتھ ان جملہ تحقیقات اور تجزیوں کے ضمن میں جن خاص علمی، ادبی اور تاریخی کتب کا مطالعہ کیا گیا ھے، ان کی بھی فہرست شامل کردی گئی ھے۔ اس کے بعد جہاں تک کتاب کی اصلیت، فارسی ترجمے کی کوتاھیوں اور اھمیت اور بعد کے ترجموں، نیز فارسی ایڈیشنوں کے حقایق اور دوسرے مسائل ھیں، ان میں بھی حتی الامکان کوئی کمی نہیں کی گئی۔ امید ھے کہ یہ مقدمہ ھر مورخ اور محقق کے لئے مفید ثابت ھوگا۔

ن۔ ب

Marfat.com

متن فتح نامه

Marfat.com

ضروری اشارات

۱- متن میں مربع قوسین میں دیے ہوئے ہندسے اصل مخطوطے کے صفحات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۱۳ کی سطر ۱۹ میں ہندسہ [۱۱] کے معنی یہ ہیں کہ یہاں پر اصل مخطوطے کا گیارھواں صفحہ ختم ہوا۔ حواشی اور حوالجات میں بھی مربع قوسین میں دیے ہوئے ہندسوں سے مراد یہی مخطوطے کے صفحات ہیں اور دوسرے ہندسے مطبوعہ کتاب کے صفحات سے متعلق ہیں۔

۲- کتاب کے مطالعے سے پہلے، آخر میں دیے ہوئے صحت نامہ کے مطابق اغلاط کی درستی ضروری ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اور تعریف اسی مالک حقیقی کو زیب دیتی ہے کہ جس کے احسانوں کا ذکر خلاصۂ ایمان اور جس کی نعمتوں کا شکر مقدمۂ امن و امان ہے۔ ایسا صانع کہ جس کا امر کن فیکون واہموں سے معدوم نہیں ہوتا اور ایسا قادر کہ جس کی بے مثال صفات، خیالی حکمتوں میں محدود نہیں ہوتیں ۔ ایسا مقدّر کہ جس نے اپنی قدرت کے آسمانوں میں سیاروں کی شمعیں جلائیں اور ایسا مصور کہ جس نے اپنی حکمت کے درجوں اور دقیقوں سے ستاروں کی منزلیں منقش کیں۔ وہ آفریدگار کہ جس کی صنعت جمال نے چمکتے سورج کو آراستہ کیا اور ایسا پروردگار کہ جس کے جلال قدرت نے شب تاریک کی زلفوں کو سنوارا ۔ فضائے بسیط میں چشم سحاب اس کے عدل کے خوف سے گریاں ہے اور سطح زمین پر گل کا دمکتا مکھڑا اس کی رحمت کی فیض سے خندان ہے۔ وہ ایسا جبار ہے کہ جس نے فرعون بے ھون کو اس کے تمسخر اور کفر و ضلالت کے سو سالہ نشہ کے باوجود صرف ایک بے وضو سجدے کی برکت سے اپنی رحمت اور مہربانیوں کا حقدار ٹھیرایا اور ایسا قہار کہ مکار ابلیس کو سات سو ہزار برس کی عبادت گذاری کے باوجود محض ایک سجدہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اپنی پاک اور باعزت بارگاہ سے خارج اور مردود قرار دیا ۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین و الحمد للہ رب العالمین۔ (پھر اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ اور بہتر خالق ہے اور ساری تعریف

Marfat.com

اسی اللہ کو زیب دیتی ہے جو سارے جہان کا پالن ہار ہے) ۔

دعا، سلام، درود اور صلواتوں کے سارے تحفے اس رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی عنبرین خاک اور روضہ مطہر پر بھیجنے چاہئیں کہ جس کے وعظ اور نصیحتوں کے اثر سے مومنوں کے دلوں کے آئینوں میں جیلا ہے اور جس کے خلق کی شعاعوں سے محبوبوں کی جانیں مقبول ہیں ۔ ایسا صادق کہ جس کے چہرہ اخلاق کو مخلوق کی بدگوئی مکدر نہ کرسکی اور ایسا سالک کہ جس کے امن کی راہ پر گامزن ہونے والے قدموں کو کوڑے کے کانٹے نہ دکھا سکے ۔ ایسا کریم کہ اس کے در دولت کے ادنیٰ خادموں نے نور محمدی کی برکت سے نقارے کی ہر چوٹ پر کسی نہ کسی کو بااختیار حاکم بنایا ۔ حجاز کے کافروں، ایران اور خراسان کے بے دینوں اور سرکش ہندؤں کو اپنی آبدار تلواروں اور خونخوار نیزوں کے زور سے زیر اور ذلیل کیا اور بتوں اور مورتیوں کی جگہ مسجدیں اور منبر بنائے جن کی وجہ سے محمدی دلیلوں کے آثار اور نبوی نشانوں کے معجزے ظاہر ہوئے ۔

صلوٰۃ اور سلام ان دس صحابہ اور پاک دامن نقیبوں پر جن کے حق میں زبان نبوت اور عہد رسالت نے قرآن مجید میں یہ بشارت دی ہے (قولہ تعالیٰ) وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا [۲] (جو ان کے محمد صلعم کے ساتھی ہیں وہ کافروں کے لئے سخت اور آپس میں مہربان ہیں تم انہیں رکوع اور سجدے ادا کرتے ہوئے دیکھو گے) صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین ۔

Marfat.com

رسول الثقلین محمد مصطفیٰ علیہ الصلوات و السلام کے مناقب و اسمائے گرامی کنواری کے لئے جڑاؤ ہار اور ان قیمتی موتیوں کے قافیوں کی صحت پر روشن برہان اور ان تصانیف کی آرائش اور ان گردانوں کے نظام پر واضح دلیل ہو کر رہیں گے۔

جب حق تعالیٰ جل جلالہ کا حکم رسول الثقلین و نبی حرمین کو پہنچا کہ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔ (اے چادر اوڑھنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی عبادت کر، آدھی رات اٹھ بیٹھ کر گذار یا اس میں تھوڑی کمی بیشی کر اور اچھی طرح سے قرآن کی تلاوت کر) — تو وہ سردار اولاد آدم و خواجہ ہر دو عالم، صدر رسالت و بدر جلالت اور سالار زمرہ سعادت و راز دار سر عاقبت مصلیٰ پر اتنی دیر تک ٹھہرنے لگے کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر آئے اور چہرہ مبارک زرد ہو گیا۔ آخر کار قاصد بارگاہ و طاؤس مملکت الٰہی حضرت جبرئیل امین صلوٰت اللہ و سلامہ علیہ فرمان خداوندی لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ اے مرسلوں کے پیشوا، متقیوں اور خوش بختوں کے سرتاج و رہنما اور صادقوں کے اولیا! درگاہ ذوالجلال سے [۲] یہ فرمان جاری ہوا ہے — طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی — یعنی اے پیغمبر، اے چودھویں کے چاند! ہم نے تمہیں تکلیف دینے کے لئے قرآن تم پر نازل نہیں کیا ہے۔ نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ تمہارے بعد ختم ہے۔

Marfat.com

تمھاری خیالی دعائیں بھی بارگاہ لایزال میں مقبول ہیں۔ تم اپنے لئے اتنی محنت اور سختی کیوں اختیار کرتے ہو؟ یہ اگر تم اپنی طلب کا فقط اشارہ کرو تو مقبولیت کی بشارت کا حکم تمہیں پہنچا دیا جائے"۔

یہ سن کر سردار سرداران طریقت اور سالار راہ حقیقت نے خزینۂ ذہن فکر کو وا کیا اور نطق گہر بار سے یوں ارشاد فرمایا "یَا اَخِیْ جِبْرَئِیْل! اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا" یعنی باوجود اتنے بلند مرتبوں کے جو مجھے حاصل ہیں، میں آخر بندہ ہوں اور بندہزادہ ہوں۔ اے بھائی جبرئیل! کیا میں (خدا کا) شکرگذار بندہ نہ بنوں؟

محمد (صلعم) کے حق میں خدائے ذوالجلال کے کئی فرمان ہیں مثلاً ایک جگہ رحمۃللعالمین ہونے کی بشارت دی گئی (قولہ تعالیٰ)۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (ہم نے تمھیں ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)۔ دوسری جگہ صحابیوں کے ساتھ اپنی رسالت [کے عہدہ] پر جلوہ گر کیا ہے، (بمصداق قولہ تعالیٰ)۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ الآیۃ(۱) (محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھی۔ الخ) اور

(۱) یہ پوری آیت یہ ہے: "محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود" (سورہ فتح ۴ رکوع ۳)۔ (محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھی، کافروں کے لئے سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔ تم انہیں رکوع اور سجدے ادا کرتے دیکھو گے۔ وہ اپنے رب کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں۔ ان کی پیشانیوں میں سجدوں کے نشان ہیں)۔

Marfat.com

ایک جگہ ختم نبوت کو نبوت اور رسالت کی مہر سے مستحکم فرمایا مثلاً " ولٰکن رسول اللہ [ہم] و خاتم النبیین " ۔ (۱)۔ (پھر وہ اللہ کا رسول جو نبیوں اور رسولوں [کے سلسلے] کو ختم کرنے والا ہے)۔ اور ایک دوسری جگہ مخلصوں اور متقیوں کے لئے بشارت اور سرکشوں اور مفسدوں کے لئے دھمکی کا اشارہ فرمایا یعنی ۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ۔ (اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر)"۔

ن، [پس اے جبرئیل] مجھے جو اتنے مراتب و احتشام و مراسم و احترام سے مشرف کیا گیا ہے، تو اس کا منشا یہی تھا کہ ظلم کی سیاہی اور کفر کی گمراہی، اسلام اور دینداری کی روشنائی میں تبدیل ہو، نفاق اور جہالت کی بنیادیں منہدم ہوں، اسلام کے جھنڈے سر بلند ہوں، اس مذہب اور حکومت کا آئین دنیا میں قیامت تک جاری رہے اور کسی قسم [کے] شرک اور منافقت سے آلودہ نہ ہو اور سنت کا پھول بدعت کے کانٹوں سے نہ چیرا جائے۔

[یہ ارشادات سن کر] جبرئیل امین صلوات اللہ علیہ و سلامہ واپس چلے گئے اور پھر فوراً ہی آکر کہنے لگے السلام علیک یا محمد! خدائے تعالیٰ درود و سلام کہتا ہے اور اب اس کا قطعی فرمان اور محکم تقدیر یہ ہے: اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۔ (بے شک تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے)

---

(۱) اصل متن میں "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" ہے جو صحیح ...

اے محمد! یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ کوئی شخص تمہارے بلانے سے میری بارگاہ میں آتا ہے یا ابلیس کے دھوکے سے ہماری درگاہ سے راندہ ہوتا ہے اصل میں نکالنے والے ہم ہیں جسے ہم نکال دیں اسے کوئی نہیں بلا سکتا اور جسے ہم بلائیں اسے کوئی نہیں نکال سکتا ــــ "اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ" ــــ (بے شک میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہیں) لہٰذا اس لئے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تم اس وجہ سے فکرمند نہ ہو۔ جن لوگوں نے [ ] میثاق والے دن ــــ "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" ــــ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) غور سے سنا اور ــــ "قَالُوْا بَلٰی" ــــ (کہا کہ ہاں) والا فرمان برداری کا طوق اپنی گردنوں میں ڈال کر میری وحدانیت کا اقرار کیا [ان کے لئے] میں دولت محمدی کے اطاعت گذاروں میں سے کوئی نہ کوئی [ایسا شخص] مخلوق پر جلوہ افروز کروں گا، جن کی کوششوں کے وسیلے سے وہ لوگ اسلام کی عزت سے مشرف ہوتے [رہیں گے] اور جس فرقے نے ہمارے حکم سے سرکشی اور عناد اختیار کیا ہے اسے گمراہی اور نعمت کے انکار سے منسوب کروں گا تاکہ وہ [مومن] ــــ "جَاہِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ" ــــ (کافروں اور منافقوں سے جہاد کر) کے فرمان اور ــــ "اُقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْہُمْ" ــــ (مشرکوں کو جہاں پاؤ وہاں قتل کرو) کے اشارے کے مطابق [کافروں کو] خونخوار تلواروں اور ~~دلفگار تیروں اور تیروں کا نشانہ بنائیں تاکہ خراسان، ایران،~~ عراق، شام، روم اور ہندوستان کی یہ فتوحات کتابوں میں لکھی

چنانچہ آج زمانے تک حاشیہ بردار کا ذکر ہمیشہ قائم رہے۔
واللہ اعلم بالصواب۔

قباچۃ السلاطین خلد اللہ ملکہ کی تعریف

یہ داستان لطیف اور تاریخ ظریف اس وقت لکھی گئی جب سلطان سعید شہید، بادشاہ اسلام، شہنشاہ اقلیم، مالک بلاد اللہ، مددگار عباد اللہ، معین خلق اللہ، دشمن اساس کفر و ضلالت، بانی قواعد دین و ہدایت، ناصر اولیائے عالم و قاتل اعدائے بنی آدم، عزت بخش دنیا و دین، حامی اسلام و مسلمین، ظل اللہ ابوالمظفر محمد بن سام، ناصر امیرالمومنین، نور اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مضجعہ و مثوہ، (اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی قبر کو منور رکھے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے) کے تخت مملکت پر مددگار سلطنت عظیم و ہمنشین ملک معظم [۶] و خسرو اعظم، سلطان الحق و برہان الخلق، قطب معالی، مسند خلافت، ناصر دنیا و دین، رفیق اسلام و مسلمین، دشمن اعدا و مشرکین، شریک امیرالمومنین، ابوالفتح قباچۃ السلاطین رونق افروز ہے اور اس کی شان و شوکت کے خیمے تاکید کی طنابوں اور انتظام کی سختیوں پر استادہ اور منظم ہیں اور اس کے امر ونہی کے حکمنامے دنیا کے ہر ملک اور ہر حصے میں نافذ ہوتے ہیں یہاں تک کہ سرکشوں اور فتنہ انگیزوں کے گروہ گریبانوں میں سر ڈال کر عزلت گزین ہوگئے اور مخلص و پرہیزگار امن و سلامتی کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ نظام مملکت اور قوانین سلطنت اس درجہ [عروج]

Marfat.com

پر هیں کہ اس کے آسمان رفعت پرچم جس طرف بھی جا پہنچے هیں، حکومتیں شوق و رغبت سے سر اطاعت خم کرتی ھیں (۱)۔

شعر

خسروا ملک بر تو خرم باد
نخل گیتی ترا مسلم باد

از تو آباد ظلم ویران شد
به تو بنیاد عدل محکم باد

خطبه تعظیم یافت از نامت
همچنین مال و سه معظم باد

وآنچه در ملک جم، نبود ترا
هم زیر نگین مختم باد

چتر میمون همت عالیت
سایه دار سپهر اعظم باد

هر دلی کز تو حال عصیان است
هم کاوش چو زلف درهم باد

تا کم و بیش در شمار آید
دولتت بیش دشمنت کم باد

به یمینت چو ملک داد یسار
در یسار تو خاتم جم باد

---

(۱) اس پوری عبارت آرائی کا خلاصہ یہ ہے: کہ یہ لطیف داستان اس وقت لکھی گئی جب کہ سلطان محمد بن سام بالقابہ کے تخت شاھی پر ناصرالدین قباچہ متمکن تھا اور اس کی حکومت اتنی مستحکم تھی کہ اس نے جس ملک پر بھی حملہ کیا اسے اپنا مطیع و فرمانبردار بنالیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس مملکت کے نظام اور اس سلطنت کی رونق کو مستحکم بنیادوں پر [یہ] دائم و قائم رکھے اور اس کے مضبوط محل اور اس نعمت کے سنگین قلعے اور اس کے اطراف کو ہمیشہ حوادثِ انتشار کے آسیب سے محفوظ رکھے۔ اور خطبہ و سکہ اس کے القاب اور خطابِ عالی کے ساتھ رہتی دنیا تک منبروں اور درہموں کی زینت رہے۔ اور جب تک جہان کو مدار اور فلک کو دوران روزگار ہے اس کی جہانگیری کی شان و شوکت کا آفتاب اور جہانداری کی حشمت کا ماہتاب، افقِ جلال اور آفاقِ کمال پر، بحقِ محمد وآلہ اجمعین، ہمیشہ چمکتا اور طلوع ہوتا رہے۔

علی کوفی اس کتاب کی تصنیف کا سبب بیان کرتا ہے

اس کتاب "تاریخ ہند" کا محرر اور "فتح سندھ" کا مقرّر، بندۂ دولتِ محمدی، علی بن حامد بن ابی بکر کوفی، جب اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ نعمت و آرام میں بسر کرچکا اور اس دنیائے دوں سے بڑا نصیب اور مکمل حصہ پاچکا تب حادثات کی صعوبتوں اور زمانے کی اچانک آفتوں سے (مجبور ہوکر) اپنے اصلی وطن اور پیدائشی مسکن سے جدا ہوا اور کچھ دنوں، اچ مبارک میں آکر سکونت گزین اور آرام پذیر ہوا۔ (لیکن) پھر "تِلْکَ الاَیّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاس" (ہم ان ایام کو لوگوں میں پھراتے ہیں) کا حکم پہنچا اور

Marfat.com

شراب دلار تقدیر نے جام مسرت کو حنظل مضرت سے بدل دیا اور مسرتوں سے محرومیت کا سلسلہ جاری رہا(۱) اور چرخ دوار غدار کی سختیوں سے زہر کا گھونٹ پیتا اور قہر کی ضرب سہتا رہا۔

(آخر) اٹھاون سال کی عمر اور سنہ چھ سو تیرہ (ھجری) میں جملہ مشاغل سے ہاتھ اٹھایا اور قیمتی کتابوں کو اپنا انیس و جلیس بنایا، اور دل میں سوچتا رہا کہ چونکہ لکھنے والے کے دل پر [۸] ہر علم کے اشارے نقش ہوتے ہیں، اس لئے ہر عالم وقت اور حکیم یگانہ نے اپنے دور میں اپنے مخدوموں اور مربیوں کی مدد سے کوئی نہ کوئی تصنیف یا تاریخ یادگار چھوڑی ہے جیسا کہ پچھلے مصنف خراسان، عراق، ایران، روم اور شام کی فتوحات میں سے ہر ایک کا نظم اور نثر میں مفصل بیان لکھ چکے ہیں۔ ہندوستان کی فتح سے، جو محمد بن قاسم اور شام و عرب کے امیروں کے ہاتھوں ہوئی، اس ملک میں اسلام ظاہر ہوا اور سمندر سے لے کر کشمیر اور قنوج تک مساجد اور منبر تعمیر ہوئے اور تخت گاہ اروڑ کے حکمران راجہ داہر بن چچ بن سیلائج کو امیر معظم عمادالدولۃ والدین (دین اور حکومت کے ستون) محمد بن قاسم [بن محمد بدلیی]

(۱) اصل فارسی عبارت "و استقامت بعد بت سرور متواتر شد" ہے۔ ہمارے خیال میں یہ عبارت الجھی ہوئی ہے اور مطلب وہی ہوسکتا ہے، جو ترجمہ میں دیا گیا ہے۔ خود فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کو بھی اس عبارت میں شبہ ہے، چنانچہ انہوں نے حاشیے میں لکھا ہے: "عبارت در این جا مختل است" — (ن-ب)۔

Marfat.com

بن عقیل الثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کیا [جس کی وجہ سے] یہ سلرا ملک مع اپنے قرب وجوار کے اس کے حوالے ہوا۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ [ایک ایسی] تاریخ لکھی جائے جس سے اس ملک کا حال، یہاں کے باشندوں کی کیفیت و کمیت اور [داھر کے] قتل کئے جانے کا واقعہ معلوم ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے میں نے نفس امارہ کو تکلیف دی اور آچ مبارک سے اروڑ(١) اور بکھر کے شہروں کا رخ کیا کہ وہاں کے ائمہ عربوں کی نسل اور خاندان سے تھے۔ جب میں اس شہر میں پہنچا تو مولانا قاضی امام الاجل، عالم البارع، کمال الملۃ و الدین، سید الحکام، اسماعیل بن علی بن محمد بن موسیٰ بن طائی بن یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان بن عثمان ثقفی۔ ادام اللہ فضلہ و رحیم آبائہ [٩] و اسلافہ بحق محمد و آلہ اجمعین، سے ملاقات ہوئی، جو فصاحت میں کان فضل اور ملاحت میں جان عقل ہیں، علم و زھد کے ہر فن میں بے نظیر اور اصناف بلاغت میں یکتائے زمانہ ھیں، میرے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ اس فتح کی تاریخ ان کے آباء و اجداد کی تحریر کردہ حجازی زبان [عربی] میں ایک کتاب [کی شکل] میں لکھی ہوئی موجود ہے جو ایک سے دوسرے کے ورثہ میں آتی رہی ہے۔ چونکہ یہ عربی کے حجاب اور حجازی کے نقاب میں چھپی ہوئی تھی اس لئے عجمیوں [غیر عربوں] میں مشہور نہیں ہوئی۔

١- (پ) کی عبارت کے مطابق "ارور" یعنی "اروڑ" ہے مگر دوسرے جملہ نسخوں میں حتیٰ (ن) اور (ر) تک میں یہ لفظ "الور" ہے۔

Marfat.com

کتاب کا ترجمہ

جب میں اس کتاب سے واقف ہوا تو [دیکھا کہ] وہ حکمت کے جواہر سے آراستہ اور نصیحت کے موتیوں سے پیراستہ ایک کتاب تھی جس میں عربوں اور شامیوں کی شجاعت اور مردانگی کی کئی قسمیں واضح تھیں اور رعب و دانائی ان سے ظاہر تھی - جو بھی قلعہ فتح ہوا اس سے دولت ہاتھ آئی اور کفر و گمراھی کی رات کے لئے صبح [ظاہر ہوئی] - ان دنوں جو بھی علاقہ ہاتھ آیا اور اسلام کی عزت سے مشرف ہوا تو اسے مسجدوں اور منبروں سے نور اور عابدوں و زاھدوں سے سرور حاصل ہوا اور آج تک اس نواح میں ھر روز اسلام اور دینداری کے جمال اور علم و امانت کے کمال میں ترقی ھوتی رھتی ھے - اور ھر زمانے میں دولت محمدی کا کوئی بھی غلام جب بھی ملک اور سلطنت کے تخت پر متمکن ھوتا ھے تو نئے سرے سے اسلام کے آئینے سے گمراھی کا زنگ صاف کرتا ھے [۱۰] -

مدح ملک الوزراء اشرف الملک ضاعف جلاله (۱)

(جس کے نام یہ کتاب منسوب ھے)

پس جب یہ دینی داستان عربی کے حجاب اور حجازی کے نقاب سے فارسی زبان میں منتقل ھوئی اور عبارت کے ھار اور دیانت کے سنگھار سے مشرف ھو کر نثر کی لڑی میں ترجمہ ھوئی

(۱) خدا اس کی بزرگی کو دوبالا کرے -

Marfat.com

تو دل اس فکر میں غوطہ زن ہوا کہ یہ عجیب اور نیا تحفہ اور لطیف فتح نامہ کس سردار کی جانب منسوب ہونا چاہئیے۔ آخر قسمت نے میری رہنمائی کی اور یہ سعادت ظاہر ہوئی کہ میں نے دل میں کہا کہ "اے علی! گذشتہ دنوں اور سالوں سے لے کر کتنا عرصہ گذرا ہے کہ تو مولی الانام، صدر جہاں، دستور صاحبقران، شرف الملک، رضی الدولة و الدین، جلال الوزراء، صاحب السیف والعلم نوراللہ مضجعہ و طمب ثراہ کے سایۂ کرم اور احاطۂ پناہ میں رہا ہے اور تو نے اپنی اس مزیّن [تصنیف] کو اس کے احسانوں میں پل کر ترتیب دیا ہے اور اس کی اولاد ۔ دام علوہم و رحم آبائہم ۔ (ان کی بلندی قائم رہے اور ان کے بزرگوں پر رحم کیا جائے) کی نعمتوں کا حق تجھ پر واجب ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ یہ فتح نامہ، جو دینی ثواب(۱) اور دنیوی فضائل [کا مرکب] ہے۔ جس پر [آئندہ] دنیا کے محقق اور بڑے احسان کرنے والے بادشاہ فخر کریں گے۔ اور سب کو عربوں کے اعتقاد کی تصدیق اور اہل ادب و ترقی کے خلوص سے پورا اتفاق ہوگا۔ اور یہ دولت [فتح نامہ]، جو اہل عرب و شام کی شہامت وصولت [کی یادگار] ہوگی [کیوں نہ اس کی نذر کی جائے] جس کا خاندان معظم اور حسب نسب عرب ہے اور [۱۱] جس کے جد بزرگ، امیر اجل، اخص مکرم، کریم الدین، وجیہ العرب، نظام الملت، قوام الامت، افتخار آل قریش حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے، جن کے ہاتھوں خراسان اور ایران کا بڑا حصہ فتح ہوا، جس کی

---

(۱) اصل متن میں "صواب" تحرار ہے جو غلط ہے—مترجم

Marfat.com

سپہ سالاری اور لشکر کشی کی شرح و تفصیل علاحدہ کتاب میں [درج ہے] جہاں بھی [انہوں نے] کافروں کو شکست دی، اسلام کے جھنڈے وہاں ہمیشہ کے لئے بلند ہوئے اور وہاں کی فتح کا خط امیرالمومنین عمر بن الخطاب رض کو پہنچتا تھا اور وہ خود مومنوں کے سامنے بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے [جس میں عظمت اسلام پر] فخر کرتے ہوئے [اللہ تعالیٰ کی] تعریف کرتے تھے - [یہ تصنیف کیوں نہ] صاحب [کمال] و مالک سیف و قلم، فخر دولت و دین و فاتح گردوں جبیں، نظام الاقالیم جلال الوزراء حسین بن ابی بکر بن محمد الاشعری ضاعف اللہ جلالہ فی آعزّ ارومۃٍ وَ آکرم جرثومۃٍ ماکرّ الجد یدان واتّفق الفرقدان وَ آختلف العصران [اللہ تعالیٰ اس کی عزت دو گنی کرے سب سے باعزت خاندان اور سب سے شریف گھرانے میں، جب تک رات اور دن بدلتے رہتے ہیں فرقدین(۱) اتفاق کرتے رہیں اور زمانے ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہیں) کی توجہ میں لائی جائے کہ ملاحظے کے شرف اور مطالعے کی نظر سے مشرف ہوکر قبولیت کے اعزاز سے مقبول و میمون ہو اور زمانے کی بزرگیوں کی فہرست میں [شامل] ہو(۲)۔

(۱) فیروز اللغات صفحہ ۱۸۵ میں "فرقدان" یا "فرقدین" کے یہ معنے دیئے گئے ہیں: قطب شمالی کے وہ دو تارے جو قطب کے قریب ہیں اور اس کے چاروں طرف گردش کرتے رہتے ہیں اور صبح سے شام اور شام سے صبح تک دکھائی دیتے ہیں اور کبھی نظر سے غائب نہیں ہوتے—(مترجم)

(۲) عنوان سے لے کر اس مقام تک کی عبارت آرائی کا خلاصہ یہ ہے کہ "جب یہ کتاب عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوچکی تو میں اپنے

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۵)

Marfat.com

معذرت مصنف

بزرگان وقت و صاحبان تاریخ، چند چیزوں کو ان کے ذکر کو باقی رکھنے والی، اور ان کے نام کو زندہ رکھنے والی سمجھتے ہیں، [یعنی] سب سے پہلے وہ انصاف و معدلت اور حلم و وقار کو اپنا شعار و لباس بناتے ہیں۔ دوسرے اپنی ذات پر خرچ کرلینے کے بعد جو مال آدمی کا سرمایہ ہے، اسے آخرت کے لئے ذخیرہ کرتے ہیں - تیسرے اپنی اولاد کو ہنر بدیع سے آراستہ کرتے ہیں اور چہارم عالمان وقت و حکیمان زمانہ کو اعلیٰ کتابوں کی تصنیف اور مفید حکمتوں کی تالیف کی ترغیب دیتے ہیں [۱۲] اور اسی کو اپنے مقاصد کا زینہ اور اغراض کا ذریعہ سمجھتے ہیں کیونکہ نصیحت کے سخن اور حکمتوں کے فن، کتب و جرائد کے صفحات پر ہمیشہ یادگار رہیں گے -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴)

دل میں سوچنے لگا کہ یہ کتاب کس امیر کے نام سے منسوب کی جائے - آخر بخت نے رہنمائی کی اور دل نے کہا کہ اے علی! جس صورت میں تو وزیر شرف‌الملک مرحوم بالقابہ کی نعمتوں کا پروردہ ہے وہ اس کے اور اس کی اولاد کے حقوق تیری گردن پر واجب ہیں اس وجہ سے مناسب یہی ہے کہ یہ کتاب جو اپنی خوبیوں کی حامل ہے اور جس کے پڑھنے سے عرب اور شام کے باشندوں کی عظمت لوگوں کے دلوں میں گھر کرجائے گی، اس کتاب کو لےجاکر وزیر حسن بن ابوبکر بن محمد اشعری بالقابہ کی خدمت میں پیش کر کہ وہ عرب خاندان سے ہے اور اس کے جد اعلیٰ ابو موسی اشعری کے ہاتھوں ایران اور خراسان کا بڑا حصہ فتح ہوا تھا، تاکہ اس کے مطالعے کے شرف سے یہ کتاب با برکت اور مقبول ہو"۔ (مترجم)

Marfat.com

قطعہ

آں سروراں کہ نام نکو کسب کردہ اند
رفتند یادگار از ایشاں جز آں نماند
نوشیرواں اگرچہ فراوانش گنج بود
جز نام عدل از پسِ نوشیرواں نماند

ہر چند کہ میری یہ مجال نہیں کہ میں خود کو اس عالیشان بارگاہ میں جو سرچشمہ فضل اور حکماء کی جلوہ گاہ ہے، فضیلت کے لباس میں ظاہر کروں لیکن جب سعادت نے آواز دی، کرم عام نے حکم دیا اور آفتاب اقبال نے طالع سعید کی جانب رہنمائی کی تو اس سرور کی دعا اور ثنا کے لئے مستعد ہوا جس کی تعریف میں اکابرانِ دہر اور فاضلانِ عصر نے زبان کھولی ہے اور علماء زمانہ و حکیمانِ یگانہ کے ہاتھ اس کی دعا کے لئے اوپر اٹھے ہوئے ہیں۔ بندہ علی کوفی [بھی] نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے خلوص سے دعا مانگتا ہے کہ اس حکومت کا چمنِ اقبال پاکیزہ آبِ کرم سے سیراب اور نورِ ماہ اب سے سرسبز اور ثمربار رہے۔

†میں نے اس کتاب کو عربی کے پردے سے نکال کر فارسی میں، صرف اس شاندار گھرانے اور عالی قدر خاندان کی عزت افزائی اور ہمیشہ کے کی یادگار قائم کرنے کے لئے ترجمہ کیا ہے۔ جب [یہ کتاب] پسندیدگی کی نظر اور احسان کے التفات سے مزین ہو گی تو میں اس کے وسیلے اتنا اعلیٰ درجہ اور مرتبہ حاصل کروں کہ اس "فتحنامہ" کے

†......† ان نشانوں کے درمیان والی عبارت کا مدار (پ) (ر) (م) نسخوں کی روایت پر ہے۔

فخر کی چادر اور مباہات کی زینت، قرنوں کے استعمال سے بھی فرسودہ نہ ہوگی۔ میں صاحبانِ زمانہ و رئیسانِ یگانہ سے جنھوں نے چاند کے گرد تاروں کی طرح [دنیا] کو سجا رکھا ہے امیدوار ہوں کہ [۱۳] چونکہ طالعِ طبیعت منزلِ مراد کی طرف مائل نہ تھا اور دل کو قرار نہ تھا [اس وجہ سے] اگر اس میں کوئی سہو یا قصور نظر سے گذرے تو اس عذر کے پیش نظر معذور سمجھیں اور معافی سے اس کی پردہ پوشی کریں کیونکہ کسی بھی مخلوق کو ”اَلنّسیانُ مُرکّبٌ عَلَی الانسانِ“ (انسان بھول اور خطا کا مرکب ہے) کے چشمے کا پانی پینے اور اس راہ سے گذرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ؟

اگر معذوریوں کی شرح تفصیل سے لکھی جائے نو ہزار میں سے ایک اور کثیر میں سے قلیل بھی پوری نہ ہوگی۔ لیکن [میں نے یہ کتاب] اختیار سے نہیں بلکہ مجبورا پیش کی ہے تاکہ اس کھوٹے سکے کے طفیل بہ آسانی مرتبہ حاصل کرسکوں اور بارگاہِ بلند میں، جو ہمیشہ یوں ہی بلند رہے، قربت حاصل ہو، قبولیت کے شرف سے مشرف ہو اور یہ ”فتحنامہ“ دنیا کے ختم ہونے تک کتابوں کے صفحات پر باقی رہے۔ ”واللہ ولی التوفیق“ (توفیق کا مالک اللہ ہے)۔

Marfat.com

آغاز کتاب حکایت راجه داهر بن چچ بن سیلائج اور محمد بن قاسم ثقفی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اس کا ہلاک ہونا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اس اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان ہے)

خبروں کے راویوں اور تاریخ کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ شہر اروڑ، جو ہند و سندھ کا پایۂ تخت تھا، دریائے سیحون پر جسے مہران کہتے ہیں، طرح طرح کے محلوں، رنگ برنگ کی چراگاہوں [۱۴]، نہروں، حوضوں، پھلواریوں، باغیچوں اور گلکاریوں سے آراستہ ایک بڑا شہر تھا اور اس با رونق شہر میں رائے سیہرس بن ساهسی رائے نامی ایک ہندو راجہ رہتا تھا، جس کے پاس بھرپور خزانے اور بکثرت دفینے تھے۔ اس کا عدل دنیا میں مشہور اور اس کی سخاوت زمانے میں شہرۂ آفاق تھی۔ اس کی حکومت کے حدود مشرق میں کشمیر تک، مغرب میں مکران تک، جنوب میں دیبل اور ساحل سمندر تک اور شمال میں کردوں کے پہاڑ اور کیکانان تک [پھیلی ہوئی تھیں] اس نے اپنے ملک میں چار حکمران مقرر کئے تھے۔ ایک برھمن آباد میں، جسے نیرون کوٹ کے قلعے سے لے کر دیبل اور لوھانو یعنی لاکھہ اور سمہ [اراضی

Marfat.com

والے علاقے] سے لے کر سمندر(۱) تک کا علاقہ تفویض تھا۔ دوسرا سیوستان کے [مرکزی] شہر میں تھا(۲) اور بدھیہ، جنگان، رونجھان اور کوہ پایہ سے لے کر مکران تک کا علاقہ اس کے حوالے تھا۔ تیسرا حکمران اسکلندہ اور بھاٹیہ کے قلعے میں، جسے تلواڑو اور چچ پور بھی کہتے ہیں، رہتا تھا اور اس کے قرب و جوار کے علاقے دیوہ پور(۳) تک اس کا تصرف تھا۔ اور چوتھے حکمران کو اس نے ملتان کے عظیم الشان شہر میں متعین کیا اور سکہ، برھم پور، کرور، اشہار اور تاکیہ سے لے کر کشمیر کی حدود

(۱) اصل متن کی عبارت یہ ہے "و دریا در اهتمام او فرمود" فارسی میں دریا، سمندر کو بھی کہتے ہیں اور ندی کو بھی۔ ہم نے متن میں سمندر لکھا ہے کیونکہ دیبل اس راجہ کے قبضے میں تھا اور اُن دنوں وہ سندھ کا مشہور بندرگاہ تھا۔ [مترجم]۔ لیکن اگر "دریا" کے معنی ندی کے لئے جائیں تب بھی صحیح ہے کیونکہ اُن دنوں دریائے سندھ شہداد پور کے قریب ہوکر بہتا تھا جس کے نشانات آج تک موجود ہیں اور عام لوگ اسے "سوھنی کا دریا" کہتے ہیں۔ شہدادپور کے بعد یہ دریا مشرق جنوب کی طرف بہتا تھا۔ ٹنڈو آدم اور بیرانی کے قریب کے لوگ اس کو اب تک "اوھانو دریا" کہتے ہیں۔ اس نام سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانے میں اس علاقے میں "لوھانو" قوم آباد تھی۔ نسخہ (ب) میں "لوھانہ" کو "سمہ اور لاکھا" کا مرکب بتایا گیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہم "سموں اور لاکھوں" دونوں قوموں کی موجودہ سکونت کو پیش نظر رکھ کر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ "سمہ" جنوب والے علاقوں میں رہتے تھے اور "لاکھا" شہدادپور تعلقہ والی اراضی میں، جہاں آج تک اس خطہ کو "لاکھاٹ" کہا جاتا ہے— [ن-ب]

(۲) اصل عبارت "در قصبه سیوستان" ہے۔

(۳) اصل عبارت "دیو هنوز" ہے (وضاحت کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ)۔

Marfat.com

تک کا علاقہ اس کے زیر حکومت رکھا۔ وہ خود دارالحکومت اروڑ میں تخت پر جلوہ افروز رھتا اور کردان، کیکانان اور برھاس [کے علاقے براہ راست] اپنے زیر فرمان رکھتا تھا۔ اپنے نائب حکمرانوں میں سے ھر ایک کو اس نے جنگ کے لئے مستعد رھنے [۱۰] اور گھوڑوں، ھتھیاروں اور جملہ اسباب حرب سے لیس رھنے کے بارے میں سخت ھدایتیں دے رکھی تھیں اور اسی طرح ملک کی حفاظت، رعایا کی دل جوئی اور سلطنت کی خوش حالی کے لئے بھی حکم نامے جاری کر رکھے تھے۔ تاکہ وہ اپنی ولایتوں کی سرحدوں کو محفوظ رکھیں چنانچہ اس کے جملہ ممالک میں ایک بھی ایسا دشمن نہ رھا جو اس کی سرحدوں میں کسی طرف سے بھی چھیڑ چھاڑ کر سکتا۔

ع

[لیکن ایک مدت بعد] قضائے الٰہی سے بادشاہ نیمروز کا لشکر اچانک ایران کی طرف سے یلغار کرتا ھوا کرمان آپہنچا۔ یہ خبر سن کر راجہ سیھرس بڑی بے پروائی اور بڑے تکبر کے ساتھ اروڑ کے قلعے سے زبردست لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا اور اس سے جنگ کی۔ جب دونوں جانب سے نامور مرد اور جنگ جو بہادر خون خوار تلواروں کا لقمہ بن چکے تو قادر حکیم پر توکل کرکے ایرانیوں کے لشکر نے [ایک زوردار] حملہ کیا۔ راجہ سیھرس کا لشکر ذلیل ھوکر اور شکست کھا کر بھاگ گیا مگر سیھرس اپنی عزت اور نام کی خاطر ڈٹا رھا اور جنگ کرتا ھوا قتل ھوا۔

Marfat.com

ایران کا بادشاہ نیمروز واپس لوٹ گیا اور سیہرس کا بیٹا رائے ساھسی اپنے باپ کے تخت پر بیٹھ کر اس ملک کا خود مختار حاکم ھوا۔ اس کے باپ کے زیر فرمان رھنے والے چاروں حکمرانوں نے اس کی تابعداری اور موافقت کر کے اس کے آگے سر جھکایا اور اپنے خزانے اس کے حوالے کر کے اس کی اطاعت اور اخلاص کو اپنا طرہ امتیاز بنایا جس کی وجہ سے رائے ساھسی اکبر کی پوری مملکت اس کے دائرہ اثر و اقتدار میں آئی اور رعایا اس کے عدل و انصاف سے آسودہ حال ھوئی [۱۹]۔

اس کا ایک حاجب (۱) [رام] تھا، جو ھر قسم کے علم و حکمت میں طاق تھا۔ اس کا حکم سارے ملک پر چلتا تھا اور اس کے کام میں کوئی بھی شخص دخل انداز اور مخل نہ ھوتا تھا۔ دفتر انشا بھی اس کے حوالے تھا اور ساھسی رائے کو اس کے قلم اور بلاغت پر پورا بھروسہ تھا اور وہ کبھی اس کے مشورہ کے خلاف عمل نہ کرتا تھا۔

چچ بن سیلائج کی حاجب رام کی خدمت میں آمد

ایک دن حاجب رام وزیر بدھیمن کے ساتھ دفتر میں بیٹھا ھوا تھا کہ ایک برھمن آیا اور آکر بہت عمدہ الفاظ میں اس کی تعریف و توصیف کی۔ حاجب رام نے اس سے پوچھا کہ "اے برھمن! کہاں سے آئے ھو، اور تمھارا کیا مقصد ھے؟" برھمن نے جواب دیا کہ "میرا نام چچ ھے اور میں راھب سیلائج کا

(۱) حاجب = Chamberlain

بیٹا ہوں۔ میرا بھائی چندر اور میرا باپ [دونوں] شہر اروڑ کے مضافات کے ایک مندر میں عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ساہسی رائے و رام حاجب کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں - میں رام حاجب سے ملنا چاہتا ہوں، کیونکہ وہ [اپنی] علمیت اور قابلیت کی وجہ سے [آجکل] عنوان۔ سعادت اور مفتاح عزت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی خدمت کا سہارا حاصل کروں"۔ حاجب رام نے کہا کہ "فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے تو بیشک تمہاری زبان صاف ہے مگر تم کچھ فن ادب کی صلاحیت اور لکھنے پڑھنے کی قابلیت بھی رکھتے ہو؟"۔ چچ نے جواب دیا کہ "مجھے چاروں وید [۱۷] رگ، یجر، اتھر اور سام، حفظ ہیں، اس کے علاوہ حضور جس کام کے لئے بھی حکم فرمائیں گے وہ ایمانداری، درستی، دیانت اور قابلیت کے ساتھ، جس کی میں نے تربیت حاصل کی ہے، نہایت خلوص سے انجام دونگا۔" ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ سکہ اور دیبل سے چند امور کے متعلق مراسلے بھی آگئے۔ رام حاجب نے یہ مراسلے چچ کو دیئے اس نے بہترین انداز میں انھیں پڑھ کر سنایا اور عمدہ خط اور نفیس الفاظ میں ان کے جوابات بھی لکھ دیئے - یہ دیکھ کر حاجب رام نے اس کی فصاحت و بلاغت اور خوش خطی کی بے حد تعریف کی اور اعزاز و انعام سے نواز کر اس سے کہا کہ "مجھے بہت سے امور اور مصروفیتیں در پیش رہتی ہیں، جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ کسی موقع پر [رائے سہاسی کی]

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہونے سے معذور ہوں اس لئے [تم] میرے نائب کی حیثیت سے دفتر انشاء میں موجود اور راے کے دروازہ پر حاضر رہا کرو۔"

چچ نے اس کے کہنے پر یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اس میں یہاں تک منہمک ہوگیا کہ وہ "دیوانِ رسائل" (وزیر مراسلات) کے نام سے پکارا جانے لگا۔ آخر ایک دن راے ساھسی دربار میں آیا، شہر کے اہم اور بڑے لوگ حاضر تھے کہ اتنے میں سیوستان کے کچھ خطوط آئے۔ راے نے حاجب رام کو بلوایا مگر وہ ابھی دفتر میں نہ آیا تھا۔ چچ نے کہلا بھیجا کہ "میں [۱۸] رام حاجب کا نائب ہوں اگر کوئی خط کے لکھنے کی ضرورت درپیش ہو تو بندہ لکھ کر وہ کام انجام دے۔" راے ساھسی نے اسے بلوایا۔ چچ نے ان خطوط کو نہایت عمدگی سے [پڑھ کر] سنایا اور شرح و بسط کے ساتھ ان کے مطالبے کو بیان کیا۔ اس کے بعد ان کے جوابات شیریں اور خوشخط لکھ کر راے کے سامنے پیش کئے۔ راے ساھسی نے، جو خود بھی خط اور بلاغت کے علم میں یکتا تھا، مطالعہ کر کے اسے پسند کیا اور عزت افزائی کے پیش نظر [چچ کے لئے] "مطلق نیابت"(۱) کا حکم جاری کیا۔

جب حاجب رام محل میں آیا تو راے ساھسی نے اس سے پوچھا کہ "ایسا ہنر مند اور فصیح نائب اور ایسا خوشخط کاتب کہاں سے تمہارے ہاتھ آیا؟ اسے خوش رکھ کر اس کی

(۱) یعنی "عام نائب مختار"۔

Marfat.com

تربیت کرتے رہو"۔ رام وزیر نے عرض کیا کہ وہ برھمن سیلائج کا بیٹا ہے، [نہایت] ایماندار، تجربہ کار اور سیدھا سادا [انسان] ہے"۔ [اس کے بعد] رام حاجب نے چچ کی طرف راجا کا التفات دیکھ کر اس کسی جانب اپنی توجہ زیادہ کردی اور نائب وزارت کی ذمہ داری بھی اس کے حوالے کی یہاں تک کہ اس کی موجودگی اور غیر حاضری میں چچ اس کے کام انجام دیتا رہا اور کاروبار سلطنت اور امور حکومت میں دخیل ہوتا گیا۔ جب بھی [وہ] رائے کی خدمت میں حاضر ہوتا تو [رائے] اسے نوازتا اور انعام و اکرام سے سرفراز کرکے اسے یہ کام کرتے رہنے کی نصیحت کرتا اور کہا کرتا کہ: اس کام سے [ایک تو] کاروبار کا نظام درست ہوتا ہے اور [دوسرے] تجھے بھی آئندہ بڑا عہدہ حاصل ہوگا۔ اس طرح وہ اسے نیکی کے وعدوں کا امیدوار بنایا کرتا۔ آخرکار قضائے الٰہی سے حاجب کی عمر پوری ہوئی اور وہ اجل کا شکار ہوگیا [۱۹]۔

وزارت کا چچ بن سیلائج کے حوالے ہونا

اس کے بعد رائے ساھسی نے چچ کو بلاکر وزارت کی ذمہ داری اس کے سپرد کی۔ چچ لوگوں سے ھمدردی اور فراخ دلی سے پیش آتا تھا یہاں تک کہ اس نے سارے ملک کے نظم و نسق کو مضبوط کیا، سبھوں نے اس کی متابعت کی اور اس نے وزارت اور سرشتہ داری میں اپنے جوھر کے کمال دکھائے۔

Marfat.com

ایک دن ساھسی رائے خلوت خانہ میں رانی "سونھن دیوی"(۱) کے ساتھ بیٹھا ھوا تھا، یہ عورت رائے پر چھائی ھوئی تھی، جس کی وجہ سے وہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اتنے میں وزیر چچ محل میں آیا اور دربان خاص کے ذریعے ساھسی رائے کو پیغام بھیجا کہ وہ "کسی ضروری کام سے محل کے دروازے پر اس لئے حاضر ھوا ھے کہ جو مشکل پیش آئی ھے وہ رائے کی خدمت میں بیان کرے۔ اگر فرصت اور اجازت ھو تو اندر حاضر ھوکر عرض کرے"۔ اس پیغام کے ملنے پر راجہ نے رانی سے کہا کہ "ایک نامحرم حرم سرا میں آرھا ھے، اس لئے تم پردے کے پیچھے چلی جاؤ"۔ رانی سونھن دیوی نے کہا کہ "میری ھزار جانیں ساھسی کے قدموں پر نچھاور ھوں! کتنے ھی اوباش اور نوکر آتے رھتے ھیں، اگر ایک برھمن آئے گا تو اس کی طرف میری کیا توجہ ھوگی۔ اس سے ایسی کیا شرم ھے جو میں چھپ جاؤں"۔ وہ عورت جب ضد کرتی تھی تو رائے اسے ناراض نہ کرتا تھا، کیونکہ وہ اس کے مکر کا خریدار تھا۔ چنانچہ اس نے چچ کو بلایا۔ چچ جن امور کے سلسلے میں حاضر ھوا تھا۔ انھیں رائے کے سامنے پیش کرکے نہایت عمدگی سے اس کی توجہ میں لایا [۲۰]

رانی کا چچ پر عاشق ھونا اور چچ کا اس کی محبت سے انکار کرنا

برھمن چچ ایک خوبصورت، متناسب الاعضاء، وجیہ شباھت

(۱) فارسی ایڈیشن میں "سونھن دہو" عبارت لکھی گئی ھے اور (ن) میں ھر جگہ "سوھدي" ھے۔

اور سُرخ رخساروں والا نوجوان تھا۔ رانی نے جب اس کی دلکش صورت اور قد و قامت کی جھلک دیکھی تو اس پر دل و جان سے عاشق و مفتون ہوگئی اور اس کی شکل و صورت اور سج دھج پر فریفتہ ہوکر اس کے میٹھے لفظوں اور دلکش حرفوں پر دل دے بیٹھی۔ چچ کی محبت نے اس کے دل میں گھر کیا اور عشق کا پودا راے کی بیوی کے دل میں بڑھ کر درخت ہوا۔ راجہ میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہ تھی جس کی وجہ سے رانی کے اس سے کوئی اولاد نہ تھی۔ آخرکار اس نے ایک بڑھیا کُٹنی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ "اے چچ! تیری پلکوں کے تیروں نے میرے دل کو زخمی کردیا ہے اور تیری جدائی کی زنجیر میرے گلے کا پھندہ بن چکی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ تُو اپنے وصل سے میرے مرض کا علاج کرے گا اور دل دہی کے ہاتھوں سے یہ پھندہ میرے گلے سے کھولے گا اور اپنی محبت کے ہار اور بندگی کے آویزوں سے میری گردن اور کانوں کو مزین کرے گا۔ اگر تو نے میری یہ التجا قبول نہ کی تو میں خود کو ہلاک کر ڈالوں گی۔ رباعی:

ہیچت افتد کاین دل من شاد کنی
وز ہجر و فراق خویش آزاد کنی

ور باز کشی اے صنما! روے ز من
فریاد کنم مہا کہ بیداد کنی [۲۱]

بڑھیا نے جب یہ پیغام چچ کو پہنچایا تو اس نے انکار کیا

Marfat.com

اور خود کو [اس فعل شنیع سے] باز رہنا واجب جان کر کہا کہ راجاؤں کے حرم میں خیانت کرنا جان کا خطرہ، آخرت کی گرفتاری اور دنیا کی بدنامی ہے۔ جب بادشاہوں کا غضب جوش میں آتا ہے تو پھر اسے نہ کوئی حجاب روک سکتا ہے نہ دفع کرسکتا ہے۔ اس لئے اسے یہ خیال چھوڑ دینا چاہئے۔ خصوصاً ہمارے لئے، کیونکہ ہم برہمن ہیں اور میرے بھائی اور باپ راہب ہیں، جو اپنی عبادت گاہ میں گوشہ نشین اور مراقبے میں بیٹھے ہیں، میرے لئے یہی بے عزتی کافی ہے کہ بادشاہ کی ملازمت میں ہوں، جہاں امید اور خوف کے درمیان زندگی گذرتی ہے۔ کیونکہ مخلوق کی نوکری [ہمیشہ] غضب کے بادلوں سے متصل ہوتی ہے اور داناؤں کو ناپسند۔ چار چیزوں پر اعتماد نہ کرنا چاہئے بادشاہ، آگ، سانپ اور پانی پر۔ پھر ان برائیوں کے ہوتے ہوئے یہ برائی بھی اپنے ذمے لوں، تو اس کی یہ مراد پوری نہ ہوگی۔ یہ پیغام ملنے پر [رانی] نے بڑی نرمی اور لجاجت سے کہلا بھیجا کہ اگر میری صحبت اور موانست سے پرہیز کرتے ہو تو [کم از کم] مجھے اپنے جمال و خیال سے تو ہر روز وقت بوقت بہرہ اندوز کرتے رہو تاکہ تمہارے وصل کی امید [ہی] پر خوش رہا کروں۔ رباعی:

خرسندم اگر سال بسالت بینم ور در عمری شبی خیالت بینم
نومید نگردم از خیالت صنما! آخر روزی شبِ وصالت بینم

[بہر حال] جب آنکھیں لڑیں تو دل بھی وصل یار [کے

Marfat.com

شوق] میں گرفتار ہوئے [۲۲] اور آخر صبح وصل ان کے قریب آنے لگی جس کی وجہ سے روحانی موافقت مستحکم ہوئی اور ان کی محبت و الفت [آپس میں] عہد و پیمان کی دستاویز شمار ہونے لگی۔

رائے کو ان کے حال کی کوئی خبر نہ تھی۔ حالانکہ مخالفوں کا گروہ ان کی نگاہیں دیکھ کر بدگمان ہوتا رہا لیکن چونکہ کسی نے بھی آنکھوں سے کچھ نہ دیکھا تھا اس وجہ سے [یہ راز] مخفی رہا۔ بعض دشمنوں نے رائے کو اس حال سے باخبر بھی کیا، مگر رائے نے اس پر یقین نہ کیا اور کہا کہ "[ایک تو] میرے حرم سے ایسا ہونا ممکن نہیں [دوسرے] وزیر چچ بھی ایسی بے حرمتی کا ہرگز مرتکب نہ ہوگا"۔

[آخرکار] ایک مدّت کے بعد وہ سارا ملک [چچ] کے زیر تصرف آگیا۔ وہ جو بھی کام کرتا تھا، رائے اسے پسند کرتا تھا۔ اور جب ساھسی رائے خود بھی کوئی کام کرتا تھا تو بغیر اس کے صلاح و مشورے نہ کرتا تھا، یہاں تک کہ پورے ملک میں چچ کا حکم چلنے لگا۔

دارالفنا سے ساھسی رائے کا انتقال کرنا

آخرکار قضائے الٰہی پردۂ راز سے نمودار ہوئی۔ رائے بیمار ہوا، مرض نے طول کھینچا اور موت کی نشانیوں نے اس کے چہرے کو تبدیل کردیا۔ رائے کی بیوی نے فکرمند ہوکر چچ کو بلایا اور کہا کہ "اے چچ! رائے کی عمر پوری

Marfat.com

ہو چکی ہے اور موت کی نشانیاں اس کے جسم پر ظاہر ہو گئیں ہیں ۔ رائے کا کوئی فرزند نہیں ہے جو اس کے مرنے کے بعد اس ملک کا وارث ہو ۔ [چنانچہ اب] بلا شبہ رائے کے اقربا ملک و مملکت پر قابض ہونے کے بعد پرخاش کی وجہ سے ہمیں ستانے اور ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے ۔ بلکہ رائے کی زندگی ہی میں [انھوں نے] جو طعنہ زنی شروع کر دی ہے اس سے تو یہ یقین ہوتا ہے کہ اب [۲۳] وہ ہماری جان اور مال بھی [ہم سے] چھین لیں گے ۔ [چنانچہ] ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے جو یقین ہے کہ درست ثابت ہوگی اور ہماری مراد بھی پوری ہوگی اور یہ ملک بھی تجھے مل جائے گا ۔ میری عقل کا یہی تقاضا ہے کہ اگر [اس موقع پر] ہم نے ہمت سے کام لیا تو خدائے پاک یہ ملک تیرے حوالے کر دے گا اور یہ سلطنت اور عزت تجھ سے قایم رہے گی اور سب لوگ تیرے مطیع ہو جائیں گے ۔ [یہ سن کر] چچ نے کہا کہ "تیرا حکم میرے سر آنکھوں پر ہے کیونکہ وہ [یقیناً] عین مصلحت ہوگا، لیکن مخلص خدمتگاروں سے مشورہ کرنا [بھی] فرض ہے [اس لئے] مجھے بھی اس تجویز سے آگاہ فرما ۔ [اس پر] رانی سونھن دیوی نے کہا کہ پچاس عدد طوق اور بیڑیاں تیار کرنے کا حکم دے اور رات کو خفیہ طور پر لا کر، تہ خانے میں رکھ ۔ [چنانچہ] چچ نے حکم دیا جس بنا پر بھاری زنجیریں اور بیڑیاں تیار کر کے راتوں رات محل کے تہ خانے کے ایک گوشہ میں پہنچا دی گئیں ۔

Marfat.com

جب رائے کا آخری وقت ہوا اور نزع کا عالم طاری ہوا اور طبیب اٹھ کر باہر جانے لگے تو رانی سونهن دیوی نے [ان سے] کہا کہ تھوڑی دیر گھر میں اندر ٹھیرو اور [پھر اپنے] ایک معتمد کو حکم دیا کہ سب کو گھر میں قید کر کے دروازے بند کر دے تاکہ ساھسی رائے کی موت کی خبر شہر میں کسی کو معلوم نہ ہو اور جو تیرے اور میرے فرمان بردار ھیں انھیں محل میں لے آ۔ [چنانچہ] سارے وفاداروں کو محل میں لایا گیا۔ پھر [اس نے] کہا کہ فلاں فلاں جو بھی رائے کے عزیز اور ملک کے دعویدار ھیں، ان سب کو ایک ایک کر کے بلا۔ چنانچہ ایک ایک کو اس بہانے سے کہ آج راجہ کچھ بہتر ہے اور اس سے کچھ مشورہ کرنا چاھتا ہے، بلایا جاتا اور جب [وہ] حاضر ھوتے [۴۴] تب انھیں اندر بھیج دیا جاتا جہاں معتمدان خاص انھیں قید کر دیتے۔ اس طرح سارے مخالفوں کو طوق و سلاسل میں اسیر کر لیا گیا۔ اس کے بعد رائے کے عزیزوں کے دوسرے گروہ کے لوگوں کو، جو کہ مفلس تھے، بلا کر کہا کہ آج رائے نے تمھارے فلاں عزیز کو، کہ جس کے خوف سے تمھیں نیند نہ آتی تھی، ناراض ھو کر قید کر دیا ہے۔ اگر تم فقر و فاقے سے نجات چاھتے ھو اور شان و شوکت اور مال حاصل کرنا چاھتے ھو تو قید خانے میں جا کر اپنے دشمن کا سر قلم کر دو اور پھر اس کے گھر زمین مال و اسباب اور نوکروں چاکروں پر جا کر اپنا قبضہ جماؤ۔ چنانچہ ھر ایک نے جا کر اپنے دشمن کو قتل کیا اور اس کی ملک و میراث

Marfat.com

پر قابض ہوا۔ اس طرح ایک ہی رات میں [سارے] مخالف خون خوار تلواروں کی خوراک بن گئے [اور انہیں] دشمنوں سے نجات مل گئی اور پھر ملک میں کوئی بھی ایسا مخالف [باقی] نہ رہا جو [رائے کی] میراث کا دعویٰ کرتا۔

چچ بن سیلائج کا راجہ ساھسی رائے کے تخت پر بیٹھنا

پھر جب [انھوں نے] فوج اور ملازمین کو اپنا مطیع بنایا اور مفلس ٹھاکر، جنھوں نے ان کی تابعداری قبول کرلی تھی، ھتھیاروں سے لیس ھوکر مستعدی کے ساتھ دربار میں صفیں باندھ کر آ بیٹھے اور پھر جملہ رؤسا، تاجر، صناع اور امرا کو حاضر کرکے تخت کو آراستہ کیا جاچکا تب رانی سوئھن دیوی نے پردے کے پیچھے آکر وزیر برھمن سے کہا کہ [۲۰] دربار کے سربراھوں اور مقربوں کی مزاج پرسی کے بعد انہیں راجا کا یہ حکم پہنچا دے کہ اگرچہ وہ روبصحت ھے اور مرض سے چھٹکارا پاچکا ھے مگر یہ جو انتقامی کارروائی کا حادثہ ھو گذرا ھے اس کے صدمے سے ساھسی رائے کو دربار میں آنے کا یارا نہیں [جس کی وجہ سے ممکن ھے] کہ شریف و رذیل اور طاقتور و ضعیف خلق [خدا] کا کاروبار معطل رھے، اس وجہ سے "[میں] اپنی زندگی میں حاجب چچ کو اپنا نائب مقرر کرتا ھوں تاکہ کہیں رعایا سے جو خدا کی امانت ھے، بے انصافی ھونے کی وجہ سے ملک میں کوئی بدنظمی نہ پیدا ھو۔

Marfat.com

[یہ پیغام سن کر] سبھوں نے ادب سے دوزانو ہو کر سجدۂ اطاعت ادا کیا، اور کہا کہ "ہم رائے کے حکم کے بندے ہیں۔ وزیر چچ بہرحال عمدہ صلاحیتوں اور پسندیدہ عادتوں کا حامل ہے، اسی کی عقل کی بدولت ملک کا کاروبار بہتر طور پر [چل رہا] ہے"۔

اس کے بعد رانی سونھن دیوی نے ایک ہزار مطیع اور مخلص رئیسوں، سربراہوں، سپہ سالاروں اور امیروں کو اعلیٰ اور طرح طرح کے انعام و اکرام سے سرفراز کر کے بادشاہت کا تاج چچ کے سر پر رکھا اور اسے تخت پر بٹھایا۔ اس پر سب لوگ فخر کرتے ہوئے نئے سرے سے خدمت گاری کی شرطیں بجا لائے۔

پھر اس کے حکم سے وزیر [بدھیمن] نئے سرے سے وزارت کے عہدے پر فائز کیا گیا اور خاص افراد کو گران قدر انعامات سے سرفراز کرنے کے بعد امرا کو جاگیروں کے نئے پروانے عطا کئے۔ [اس طرح] پختگی کے ساتھ [عنان] حکومت چچ کے ہاتھ میں آ گئی۔

اس بات کو چھ ماہ گذر گئے، آخر ساہسی رائے کی موت کی خبر اس کے بھائی مہرتھ (۱) کو پہنچی جو

(۱) فارسی نسخہ میں "مہرت" ہے اور نسخہ (ن) میں بھی اسی کا یہی املا ہے۔ (پ) میں "مہترین" اور (ر) اور (ک) میں ہر جگہ "مُہرب" لکھا ہوا ہے۔ یہاں "مہرت" نام کی اصلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے "مہرتھ" لکھا گیا ہے۔ [ن-ب]

Marfat.com

چترور(۱) کا بادشاہ تھا [اس غم کی خبر کو سنتے ہی] وہ افواج کثیر، دلیران نامور اور فیلان مست کا انبوہ ساتھ لے کر جنگ کے لئے چچ پر چڑھ آیا اور اروڑ سے تین میل کے فاصلے پر آکر خیمہ زن ہوا ۔ [پھر] اس نے اپنے وزیروں [۲۶] اور خاص آدمیوں کا ایک گروہ وفد کے طور پر [چچ] کے پاس روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ میں اس ملک کا وارث ہوں یہ ملک میرے باپ دادا کا ہے اس لئے بھائی کی میراث کا میں زیادہ حقدار ہوں [اگر تو یہ ملک میرے حوالے کرے گا تو] تجھے وزارت اور نیابت کے اس عہدے پر بحال رکھا جائے گا اور تجھ سے ہمیشہ مہربانی اور احسان کی روش رکھی جائے گی ۔

چچ کا مہرتھ سے جنگ کرنا اور اسے مکر سے قتل کرنا

چنانچہ چچ رانی کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ "یہ دشمن گھر کے دروازے پر آ پہنچا ہے اور ملک اور میراث کا دعوے دار ہے اب کیا رائے ہے؟" ساھسی رائے کی بیوی نے ہنس کر کہا کہ میں پردہ نشین عورت ہوں اگر مجھے جنگ کرنی ہے تو پھر تم میرے کپڑے پہن کر [گھر میں] بیٹھو اور اپنے کپڑے مجھے دو تا کہ میں باہر نکل کر جنگ کروں ۔ کیا تم نے

(۱) اپ)، (کـا)، (ر) اور (م) میں اس کا یہی املا ہے اور شہر چتور کا قدیم نام بھی یہی ہے (دیکھئے آخر میں حاشیہ صفحہ ۲۶) اور اسی وجہ سے یہ املا قائم رکھا ہے۔ فارسی ایڈیشن میں اس کو "چتور" لکھا گیا ہے—[ن-ب]

Marfat.com

بزرگوں کا یہ قول نہیں سنا کہ جب کسی کام کے لئے کوئی آدمی مقرر ہو اور عقل اور تجربے سے کام لے تو وہ ضرور اس میں کامیاب ہوگا اور اس کام کو انجام کو پہنچائے گا۔ جب سلطنت تمھارے حوالے اور تم سے منسوب ہوچکی ہے تو پھر میرے مشورے کی کیا ضرورت ہے؟ مستعد ہو کر گرجتے ہوئے شیر کی طرح میدان میں جا کر دشمن کو دفع کرنے کی کوشش کرو کیونکہ عزت اور ناموری کے ساتھ مرنا اپنے ہم جنسوں کے سامنے ذلت برداشت کرنے سے بہتر ہے۔ بیت:

هم فیل داری، هم چشم، هم خیل داری، هم خدم
مردانہ بیرون نہ قدم، زیرو زبر کن خصم را

چچ، رانی کا یہ جواب سن کر شرمندہ ہوا اور سلاحِ جنگ زیب تن کرکے لشکر آراستہ اور صفیں پیراستہ کرکے [دشمن کے] مقابل ہوا۔ اور جو لوگ اب تک قید تھے ان سب کو بھی آزاد کرکے اور نئے سرے سے عہد و پیمان لے کر اپنا احسان‌مند بنایا اور پھر انھیں انعام و اکرام سے سرفراز کرکے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے میدان میں لایا۔ [اس طرف] مہرتھ رائے نے بھی اپنے لشکر کا میمنہ، میسرہ، مقدمہ اور قلب و ساقہ جمایا۔ پھر دونوں جانب سے بہادرانِ بے جگر ایک دوسرے [۲۷] پر ٹوٹ پڑے اور تھوڑی ہی دیر میں دونوں جانب کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ مہرتھ رائے نے جب دیکھا کہ دونوں طرف کے مردانِ دلیر خواہ مخواہ خون خوار تلواروں کا لقمہ بن رہے ہیں تو اس نے چچ سے کہا کہ "ہم اور تم دونوں سلطنت کے

Marfat.com

دعوے دار ہیں [اس لئے فوجیں کٹوانے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ ہم خود باہم] ایک دوسرے سے جنگ کریں پھر ہم میں سے جو بھی فتح مند ہوکر میدان سے باہر نکلے ملک اسی کا ہے"۔ [اس پر] چچ نے اس کے سامنے آکر کہا کہ "میں برہمن ہوں، سوار ہوکر نہ لڑ سکوں گا اگر پیادہ ہوکر مقابلے پر آؤ تو جوڑ اچھا رہے گا"۔ چترور کے راجہ کو اپنی ہمت اور شجاعت پر پورا بھروسہ تھا۔ چنانچہ اس نے دل میں کہا کہ برہمن کی کیا مجال کہ جنگ میں میرے مقابلے پر ہتھیار اٹھانے کا حوصلہ کرے [سامنے توآئے] پرندے کی طرح گردن مروڑ کر سر تن سے جدا کردوں گا۔ [اس خیال سے]وہ گھوڑے سے اتر کر پا پیادہ روانہ ہوا۔ چچ بھی پیدل چلا مگر اس نے سائیس کو حکم دیا کہ وہ گھوڑے کواس کے پیچھے پیچھے لائے۔ جب وہ ایک دوسرے کے قریب آئے تو چچ نے اچانک گھوڑے پر سوار ہوکر اس پر حملہ کردیا اور زخمی کرکے اس کا سر تن سے جدا کردیا۔ [یہ دیکھ کر] چچ کے لشکر نے حملہ کیا اور چترور کے فوج کو شکست ہوگئی۔ ان میں سے کچھ نے مہرتھ کو قتل ہوتا دیکھ کر امان طلب کی اور اطاعت اختیار کی اور بہت سے خون خوار تلواروں کے لقمہ بنے۔ چچ فتح کی خوشیاں مناتا ہوا قلعے میں واپس آیا، شہر میں مقبرہ بنانے کا حکم دیا، تخت مملکت پر بیٹھ کر جشن [۲۸] منایا اور امیروں اور جنگ جو بہادروں سے فیاضانہ سلوک کیا۔ اب چاروں ممالک میں کوئی بھی سرکش باقی نہ رہا۔

Marfat.com

چچ کی رانی سونهن دیوی سے شادی

اس داستان کا مصنف اور اس بوستان کا محرر اس طرح روایت کرتا ہے کہ جب یہ فتح حاصل ہوئی تب رانی سونهن دیوی کے حکم سے رؤسا اور اکابرین شہر حاضر ہوئے رانی نے ان سے فرمایا کہ اب جب کہ ساهسی رائے انتقال کرچکا ہے اور مجھے اس سے کوئی فرزند نہیں ہے کہ جو ملک کا وارث ہو اور یہ ملک راجہ چچ کے قبضے میں آیا ہے تو اس صورت میں [بہتر اور مناسب یہ ہے کہ] تم مجھے بعقد صحیح و مہر صریح چچ کے حوالے کرو۔ چنانچہ جملہ رؤسا اور بزرگ متفق ہوکر دربار میں آئے اور رانی سونهن دیوی کا عقد چچ سے پڑھایا۔ چچ کے اس سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ اس نے ایک بیٹے کا نام داهر اور دوسرے کا دهرسینہ (۱) اور بیٹی کا نام مایین رکھا۔ هر ایک کی ولادت کے وقت نجومیوں سے اس نے ان کی قسمت دریافت کی اور انهوں نے اس کے حکم پر هر ایک کے نصیب کے بارے میں ستاروں کی بُرجوں میں منزلوں، نیک بختی اور بدبختی اور عزت و ذلت کا زائچہ تیار کیا [اس کے بعد انهوں نے] بتایا کہ راجہ کے دونوں بیٹے بادشاہ هوں گے اور سندھ کافی مدت تک اُن کے قبضے میں رہے گا۔

---

(۱) (ن) اور (ب) میں هر جگه "ڈهرسین" اور باقی نسخوں میں "دهرسید" لکھا ہوا ہے اور فارسی ایڈیشن میں بھی یہی تلفظ اختیار کیا گیا ہے۔ "سیه" دراصل "سنگھ" یا "سینه" ہے یعنی "شیر"۔ نسخه (ک) کی عبارت بھی "دهرسینه" ہے—[ن.ب]

(۲) (ن) اور (ب) میں هر جگه "مائن"، (س) میں "بائی" اور (ک) میں "مائی" ہے۔

Marfat.com

لڑکی کی قسمت کے بارے میں انھوں نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ سندھ سے کہیں باہر نہ جائے گی اور جو اس کا شوہر ہوگا وہی اس ملک کا راجہ ہوگا اور سارا سندھ اس کے [۲۹] قبضے میں رہے گا [جس سے] وہ فائدہ اور حظ حاصل کرے گا۔ جب نجومیوں نے یہ انکشاف کیا تو [چچ نے] حکم دیا کہ یہ [راز] مخفی رکھو اور کسی پر ظاہر نہ کرو۔

چچ کا اپنے بھائی چندر کو شہر اروڑ میں لانا اور اس کا تقرر کرنا

پھر [چچ] نے ایک معتمد آدمی کو اپنے بھائی چندر کے پاس بھیجا اور کہا کہ "ہمارے بزرگ راھب ھیں اور ھمیشہ بتوں اور مندروں سے سچی عقیدت رکھتے ھیں۔ بزرگی اور رسم۔ آتش پرستی میں ان کا نام مشہور اور [ھر طرف] پھیلا ھوا ھے ھمارا باپ سیلائج اس راہ میں "اِنّا وجدنا آباءَنا" (۱) کے قول پر عمل پیرا ھے جو کہ ھمارے عالموں اور حکیموں کو پسند ھے۔ لیکن ھندوؤں کی کتابوں میں لکھا ھے کہ جب کوئی شخص خود کو پرھیز گاری اور ریاضت کے حوالے کرے گا تو جب اس کی روح اس کے جسم سے جدا ھوگی تو ان نیک کاموں کے معاوضے میں وہ روح کسی بادشاہ کے بیٹے یا کسی سردار کے جسم میں داخل ھوگی جہاں وہ دل کا سکون اور مال و

(۱) اِنّا وَجَدنا آباءَنا علیٰ اُمّتہ و اِنّا علیٰ آثارھم لمقتدون۔ ھم نے اپنے اجداد کو ایک طریقے پر دیکھا اور ھم ان کی نشانیوں کی پیروی کرنے والے ھیں)۔

Marfat.com

دولت کا تجمل اور پوری پوری فراغت حاصل کرے گا۔ سیلائج کے خدا نے اس دفعہ ہمیں بادشاہی عطا کی ہے اور ایک بڑی سلطنت میرے زیر فرمان آئی ہے۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ تختگاہ اروڑ میں تمھیں اپنا نائب مقرر کرکے اپنا ولی عہد بناؤں۔ تمھیں خود بھی حکومت میں دینداری، امانت، پرہیزگاری اور عبادت کرنے کی وجہ سے دوگنا سہ گنا ثواب ملے گا"۔ اگرچہ وہ [شروع میں] کتراتا رہا لیکن آخر چچ نے اسے لاکر "عدالت اپیل" کا (۱) [سربراہ] مقرر کیا اور اورڑ کا مکمل انتظام اس کے ہاتھ میں دے کر اپنا اور سلطنت کا کاروبار اس کے حوالے کیا۔ [۳۰]

چچ کا اپنے بھائی چندر کی نیابت کے بارے میں پروانے جاری کرنا

[اس کے بعد چچ نے پورے ملک میں اس مضمون کا فرمان جاری کیا] جب کہ سیلائج کے خدا نے ہمیں تخت و تاج کے لائق بناکر ہماری بادشاہی کا حکم جاری کیا ہے تو ضروری ہے کہ رعایا کی جو کہ خدا کی امانت اور میرے تصرف میں ہے، حفاظت کی پوری کوشش کی جائے اور عدل و انصاف

(۱) اصل میں "دیوان مظالم" ہے جس کے معنی ہیں ایسی عدالت جس میں ملک کے کسی بھی بڑے آدمی کے ہاتھوں کئے ہوئے ظلم کے خلاف شکایت سن کر اس کی داد رسی کی جائے۔ (مترجم)

Marfat.com

کے ذریعہ سے ان کی خوش حالی اور بہبود کے لئے ساری کوششیں عمل میں لائی جائیں تاکہ کوئی بھی طاقتور کمزور پر ظلم نہ کرے اور ہم سے خدائے تعالیٰ کے دربار میں لاپرواہی اور بے توجہی کی وجہ سے باز پُرس نہ ہو۔ اس وجہ سے یہ بڑی ذمہ داری اور نازک کام میرے بھائی "راہبوں کے سرتاج" چندر کے سپرد کیا گیا ہے، تاکہ وہ [میرے] سامنے اور غیر حاضری میں اس [بوجھ] کو سنبھالے [چنانچہ] ساری فوج اور اُمرا اور رعایا پر لازم ہے کہ "اس کے حکم اور مشورے کی خلاف ورزی نہ کریں اور اس کی فرمانبرداری لازمی سمجھیں"۔

چچ کا وزیر بدھیمن سے مملکت کے حالات اور سیہرس رائے کے ملک کی حدود دریافت کرنا

پھر [چچ نے] وزیر بدھیمن طاکی کو بلا کر اُس سے سیہرس رائے کے ملک کی حدود دریافت کیں اور کہا کہ "اے لائق وزیر اور معتمد مشیر! ملک سندھ کی وہ حدود تجھے معلوم ہیں کہ جو ساھسی رائے اعظم کے زیر اقتدار اور زیر فرمان تھا؟ وہ چار بادشاہ کہ چاروں طرف کی حکومتوں کے ذمہ دار تھے کون تھے؟ مجھے ان سے واقف کرتا کہ میں اُن کے پاس جاؤں اور موافقت یا مخالفت میں مجھے ہر ایک کی طبیعت [کا حال] معلوم ہو۔ پھر جو میرے احکامات کا [۳۱] پابند ہو اُس کی تربیت کی جائے اور جو ہمارے حکم سے سرتابی کرے اُسے دفع کرنے کا تدارک کیا جائے تا کہ سب

Marfat.com

فرمانبرداری قبول کرلیں اور کوئی ہمارے احکامات سے سرکشی اور انحراف کرنے والا باقی نہ رہے۔

بدھیمن کی تقریر

وزیر نے زمین پر سجدہ کرکے عرض کیا کہ "راجہ چچ سلامت رہے اور آسے معلوم ہو کہ یہ تخت گاہ اور سلطنت ایک ہی راجہ کے زیر حکومت رہی ہے اور اس کے [ماتحت] حاکم ہمیشہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں مستعد رہے یہ ملک جب سیہرس رائے اعظم بن دیوائج (۱) کے زیر اقتدار آیا اور وہ ایران کی فوج سے شکست کھا کر مارا گیا تو آس کے بعد یہ ملک ساھسی کے حوالے ہوا۔ آس نے چاروں حاکموں [میں سے ہر ایک] کو الگ الگ علاقوں کا ذمہ دار ٹھیرایا تاکہ وہ خزانے کے مال کی وصولی اور ملک کی حفاظت کرنے پر پوری توجہ دیتے رہیں۔ چونکہ راجہ اس کے لئے فکر مند رہا کرتا تھا۔ اس لئے وہ اس تدبیر سے اس فکر کو اپنے دل سے دور کرنا چاھتا تھا۔ اس میں لشکر کے لئے [بھی استحکام] کی ترغیب ہے۔ کیونکہ اگر [کمزوری] دفع نہ ہوئی تو ممکن ہے کہ گردشِ زمانہ کے رد و بدل کی وجہ سے کوئی ایسا خوفناک حادثہ پیش آئے جس کو ٹالنا ناممکن ہوجائے۔ لیکن اگر ولایت

---

(۱) یہ رائے سیہرس اعظم بن دیوائج غالباً رائے سیہرس بن ساھسی سے پہلے ہے، کہ جس کا ذکر صفحہ ۱۶ پر آ چکا ہے، اور جو خود بھی ایران کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

مستحکم ہوگی اور دل کو سکون میسر ہوگا تو پھر آس پاس کے سرحدی [مقرر کئے ہوئے] حکمران بھی توجہ کریں گے اور خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور در حقیقت ہے بھی ایسا کہ جب بہادر لشکر اور مست ہاتھیوں کی وجہ سے دل کو اطمینان اور قوت نصیب ہوگی تو مسبب الاسباب بھی فتح اور کامرانی کے مواقع پیدا کرے گا اور تجھے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک کے علاقوں اور حدود [۳۲] کو مستحکم کرے گا اور [چاروں] علاقوں کے چاروں حاکم تیری بندگی کا طوق اپنی گردن میں ڈالیں گے تو جملہ پریشانیاں دور ہوجائیں گی اور مخالف جوہردار تلوار کے خوف سے اطاعت کا ہار اپنے گلے میں ڈالیں گے اور یہ ملک عظیم اور اقلیم مشتری نشان و شوکت کے ساتھ تیرے دم سے نہ صرف قایم رہے گی بلکہ ہر روز ترقی کرتی رہے گی۔ بہر حال اس مقصد کے لئے بادشاہ کو ہمت اور دلیری اختیار کرنی چاہئے اور خدائے تعالیٰ کے حکم پر توکل کرنا چاہئے [مجھے یقین ہے کہ] اللہ تعالیٰ راجہ کے ارادے اور ہمت کے مطابق مقصد کو پورا اور امیدوں کو کامیاب کرے گا۔

چچ کا مملکت اروڑ کی حدود کے بارے میں فیصلہ کرنا اور حدیں واضح کرنا

جب چچ نے وزیر بدھمین سے یہ گفتگو سنی اور اس کی بات اس کے دل میں بیٹھ گئی تو اسے خوشی اور فرحت حاصل ہوئی

Marfat.com

اور اس مشورے پر اس کا شکر گذار ہونے کے بعد اس خوشخبری کو اس نے [نیک] فال سے تعبیر کیا اور اسی کے مطابق اس نے چاروں طرف اپنے معتمد سرداروں کو ایک فرمان بھیجا اور آس پاس کے بادشاہوں سے بھی استدعا کی اور ایک لشکر عظیم تیار کرنے لگا تا کہ ہندوستان کی اس سرحد پر جائے کہ جو ترکوں سے ملی ہوئی ہے۔ آخروہ نجومیوں کے حساب کے مطابق نیک ساعت کے آنے پر روانہ ہوا اور منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا اور قلعہ بھاٹیہ کے قریب جا پہنچا کہ جو دریائے بیاس کے جنوبی ساحل پر ہے۔ اس قلعہ کے حاکم نے مقابلہ کیا لیکن جنگ اور خونریزی کے بعد شکست کھا کر بھاٹیہ کا راجہ قلعہ بند ہوگیا اور راجہ چچ غالب ہوا۔ اس جنگ میں کافی مدت لگی [محاصرہ رہا] جس کی وجہ سے [قلعہ میں] غلے کی قلت ہوگئی اور گھاس اور لکڑیاں [ملنا] بھی مشکل ہوگئیں۔ [آخر] جب [قلعہ والے] تنگ ہوگئے تو [رات کے وقت] جب کہ دنیا نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی اور ستاروں کا بادشاہ [سورج] رات کی [۳۳] تاریکی میں روپوش ہوگیا تھا۔ [بھاٹیہ کا راجہ] وہ قلعہ چھوڑ کر اسکلندہ کے قلعے کی طرف چلا گیا اور اس قلعے کے قرب و جوار میں خیمہ زن ہوا، یہ قلعہ بھی اس کے قبضے میں تھا۔ اور زیادہ مضبوط تھا۔ اس موضع کی چراگاہ میں ٹھہر کر اس نے دریافت حال کے لئے جاسوس بھیجے جنھوں نے آکر خبر دی کہ چچ بھاٹیہ کے قلعے میں جا کر فروکش ہوا ہے۔

Marfat.com

چچ کا اسکلندہ کے قلعے کی طرف جانا

جب چچ کو معلوم ہوا کہ [بھاٹیہ کا راجہ] اسکلندہ میں قلعہ بند ہوگیا ہے تو اس نے یہ خبر سنتے ہی اپنے ایک خاص اور معتمد آدمی کو بھاٹیہ کے قلعے کا نگران مقرر کرکے اسکلندہ کی طرف رخ کیا اور وہاں پہنچ کر اس کے مقابل میں خیمہ زن ہوا۔ اسکلندہ کے قلعے میں شجاع نامی ایک سردار رہتا تھا جو ہمیشہ چچ کا مطیع رہا کرتا تھا اور قلعہ کے باشندوں پر اس کا بہت اثر تھا کوئی بھی چھوٹا بڑا اس کے مشورے کے خلاف نہ جاتا تھا۔ چچ نے اس کے پاس قاصد بھیج کر اسے [قلعے کی] حکومت اور بادشاہت کی پیشکش کی، پھر [چچ کے] حکم سے پختہ قول و قرار کے ساتھ اس قلعہ کی بادشاہی کا [اس مضمون کا] پروانہ لکھا گیا کہ [وہ] جس وقت بھاٹیہ کے راجہ [چتر] کو قتل یا قید کرے گا تو [اس کی جگہ] وہ خود راجہ ہوگا اور یہ شہر بھاٹیہ سمیت اس کے قبضے میں دیا جائے گا [شجاع نے] بھی یہ پیشکش قبول کی اور اس مستحکم شرط کی امید پر اپنی ضمانت اور اپنا بیٹا چچ کے پاس بھیج کر وقت بے وقت اس حاکم [چتر] کی خدمت میں جانے لگا۔ یہاں تک کہ رات یا دن میں [کسی وقت بھی] اسے دربار میں جانے سے کوئی نہ روکتا تھا۔ [چنانچہ ایک دن موقع پا کر] آدھی رات کو [۴۴] اس نے راجہ چتر کو قتل کرکے اس کا سر چچ کے پاس بھیج دیا۔ راجہ چچ نے قاصد سے [بڑا] سلوک کیا اور خوشی ظاہر کرتے ہوئے انعام و اکرام دے کر اس

Marfat.com

قلعے کی خود مختار حکومت کا فرمان عطا کیا۔ شہر کے رؤسا اور امرا نے آکر [چچ] کو ہدیئے اور تحفے پیش کئے۔ چچ نے بھی شہر کے سربراہوں اور مشہور افراد کی عزت افزائی کی اور شجاع منیھ کی فرماں برداری کی تاکید کی تاکہ وہ ہمیشہ اس کی اطاعت گذاری کو لازم جانتے رہیں اور اس کے حکم سے انحراف نہ کریں۔

چچ کا سکہ اور ملتان کی طرف منزل انداز ہونا

راجہ چچ نے اسکلندہ کی مہم سے فارغ ہوکر سکہ اور ملتان کی جانب رخ کیا۔ شہر ملتان میں ساھسی رائے کے عزیزوں میں سے بجھرائے (۱) نامی ایک راجہ [حکومت کرتا] تھا اور وہ بڑے وسیع ملک اور کثیر سامان واسباب [جنگ] کا مالک تھا۔ جب اسے چچ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ خود دریائے راوی کے ساحل پر [مقابلے کے لئے] آڈٹا۔ اس کا بھتیجا سیہول (۲) ملتان کے سامنے مشرق کی طرف واقع قلعہ سکہ کا حکمران تھا [اس کے علاوہ] بھجرائے کا چچازاد بھائی اجسین بھی لشکر جرار لےکر [چچ کے مقابلے کے لئے] آگیا۔ دریائے بیاس کے گھاٹ کے قریب [باڑھ کی وجہ سے] [چچ اور اس کا لشکر] تین ماہ تک خیمہ زن رہا۔ پھر جب [دریا کا] پانی گھٹ گیا تو اسی گھاٹ پر اس نے ایک ایسی جگہ منتخب کی جہاں کوئی بھی مزاحمت کرنے والا نہیں تھا

(۱) اصل لفظ "بجھرا" ہے—[ن-ب]
(۲) نسخہ (م) میں "سھیول" ہے—[ن-ب]

Marfat.com

[چنانچہ اس مقام سے دریا کو عبور کرکے] سکہ کے شہر کے سامنے پہنچ کر اس نے سیہول سے جنگ شروع کر دی۔ کافی مدت تک قلعے کا محاصرہ رہا [آخر] جب اہل قلعہ کی حالت ابتر ہوئی، چچ کے کچھ نامور ساتھی شہید ہوئے اور دشمنوں کے لا تعداد آدمی برباد ہوئے تب [۳۰] سیہول وہاں سے بھاگ کر ملتان کے قلعے میں چلا گیا اور پھر [وہاں سے] سب اکٹھے ہو کر [فوج اور] ہتھیاروں سمیت راوی کے کنارے آکر ٹھہر گئے۔ راجہ چچ نے سکہ کے قلعے پر قبضہ کرکے اس میں جو پانچ ہزار جنگ جو سپاہی تھے ان سب کو قتل کر دیا۔ اور شہر کے باشندوں کو غلام اور مالِ غنیمت کے طور پر قید کرکے امیر عین الدین ریحان مدنی کو سکہ کے قلعے پر [حاکم] مقرر کیا اور خود ملتان کی طرف [دریا] عبور کرکے جا پہنچا جہاں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ راجہ بھجرائے کثیر فوج، جنگی ہاتھی اور بہادر مرد ساتھ لے کر [قلعے سے] باہر نکلا اور چچ کے مقابلے میں آکر خوفناک جنگ کی۔ دونوں طرف سے بے شمار آدمی قتل ہوئے [آخر] بھجرائے نے قلعہ بند ہو کر کشمیر کے بادشاہ کے پاس خط بھیجا اور اسے چچ کے بارے میں خبر دی کہ چچ بن سیلائج برہمن، تخت گاہِ اروڑ کا والی بن کر لشکر کثیر کے ساتھ حملہ آور ہوا ہے اور سارے چھوٹے بڑے قلعے فتح کرکے اپنے قبضے میں کئے ہیں۔ ہم میں اس کے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ مضبوط قلعے اس کے زیر فرمان آچکے ہیں۔ اب تک کوئی بھی راجہ مقابلے اور

Marfat.com

جنگ میں اس پر فتح حاصل نہیں کرسکا ہے اور [اب] وہ ملتان آپہنچا ہے [اس لئے] آپ ہماری امداد فرض سمجھتے ہوئے کوئی کمک روانہ فرمائیں۔

قاصد کا کشمیر سے خالی ہاتھ واپس ہونا

جب قاصد کشمیر پہنچا تو اس وقت وہاں کا راجہ مرچکا تھا اور اس کا چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا تھا۔ [اس خط پر] وزیروں، مشیروں، سربراہوں، حاجبوں، سرداروں اور ملک کے بہی خواہوں نے آپس میں مشورے کئے اور اس خط کا نہایت عمدگی کے ساتھ یہ جواب دیا کہ کشمیر کا راجہ دارالبقا کی جانب کوچ کرگیا ہے اور اس کا بیٹا ابھی نوعمر اور بچہ ہے۔ اس وقت اس کے امیر اپنی اپنی جاگیروں میں سرکشی اور بغاوت کر رہے ہیں [۳٦] جس کی وجہ سے ہمیں پہلے اپنے انتظامات درست کرنے ہیں اور چونکہ فی‌الحال ہم اپنے معاملات کی فکر میں مبتلا ہیں، اس وجہ سے ہم [آپ کی] کوئی مدد اور اعانت نہیں کرسکتے۔

جب قاصد نے واپس آکر بجھراے کو یہ خبر پہنچائی اور وہ کشمیر کے راجہ کی اعانت سے ناامید ہوگیا، تب اس نے پختہ عہد کے ساتھ راجہ چچ سے صلح کی درخواست کرکے امان نامہ کی التجا کی تاکہ وہ قلعہ چھوڑ کر سلامتی کے ساتھ باہر نکل جاے اور کوئی بھی اس سے اس وقت تک تعرض نہ کرسکے کہ جب تک وہ اپنے تابعداروں، متعلقین اور ملازمین سمیت کسی پُرامن مقام پر نہ پہنچ جاے۔ چچ نے اس کی یہ

Marfat.com

درخواست قبول کرلی اور اسے امان دی۔ [اس کے بعد] وہ قلعے سے نکل کر اپنے وفاداروں اور متعلقین کے ساتھ کشمیر کے پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور چچ قلعے میں داخل ہو کر ملک پر قابض ہو گیا۔

چچ کا ملتان کے قلعے میں اپنا نائب مقرر کر کے آگے بڑھنا

ملتان کے قلعے پر قبضہ ہوجانے کے بعد [چچ نے] ایک ٹھاکر کو ملتان میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود منروی کے بت خانے میں جا کر بت کو سجدہ کر کے اور خیرات کر کے [وہاں سے] آگے بڑھنے کا مصمم ارادہ کیا۔ [اثناء راہ میں] برھمپور، کروڑ اور اشہار(۱) کے راجاؤں نے خدمت و اطاعت کی شرطیں ادا کیں۔ وہاں سے [آگے بڑھ کر] وہ تاکیہ(۲) اور کشمیر کی سرحد پر جا پہنچا۔ راستے میں کسی بادشاہ نے بھی اس کے مقابل یا حائل ہونے کی جرأت نہ کی۔ مثال: اللہ تعالیٰ جب کسی کو عظمت دیتا ہے تو اس پر

---

(۱) (ن) "انبہار"۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "کنبہ" لکھا گیا ہے جو صرف خیالی لفظ ہے اور کسی بھی نسخے میں موجود نہیں ہے۔ اس جگہ پر نسخہ (ن) اور (ک) کی عبارت صاف طور پر "تاکیہ" ہے اور دوسرے نسخوں کی عبارت "تاکیہ" ہی کی غلط اور بگڑی ہوئی صورتیں ہیں۔ صحیح نام "تاکیہ" ہی سمجھنا چاہئے، کیونکہ ملتان سے آگے یا اس کے آس پاس والے علاقے کا نام "تکادیش" تھا۔—(ن-ب)

Marfat.com

ساری تکلیفیں آسان کرتا ہے اور اس کی ساری مرادیں پوری کرتا ہے [دیکھو چچ] جس جگہ پہنچتا تھا وہ ملک فتح ہوجاتا تھا۔ [۳۷] آخر کار [وہ] شاکلہار (۱) کے قلعے کے قریب پہنچا یہ مقام تاکیہ (۲) سے کچھ آگے بتایا جاتا ہے، جہاں کشمیر کی سرحد ہے۔ یہاں [آکر] منزل انداز ہوا اور یہاں کے قرب وجوار کے لوگوں میں سے کچھ کو مغلوب کیا، کچھ کو حکم اور اطاعت کے دائرے میں لایا اور اس علاقے کے امیروں اور بادشاہوں سے پختہ عہدنامے کرکے ملک [کا انتظام] مستحکم کیا۔ اس کے بعد [اس نے] دو پودے منگوائے، ایک بید کا اور دوسرا صنوبر کا [پھر انہیں] دریائے پنج ماہیات کے کنارے کشمیر کے اس پہاڑ کے دامن میں، جس کے چشموں سے یہ دریا بہتا ہے، لگا کر اس وقت تک وہاں مقیم رہا جب تک کہ دونوں درختوں کی شاخیں بڑھ کر ایک دوسرے سے مل نہ گئیں۔ پھر ان پر نشان لگا کر اس نے کہا کہ ہمارے اور کشمیر کے راجہ کے درمیان یہ سرحد ہے اس سے آگے ہمیں بڑھنا نہیں ہے۔

کشمیر کی سرحد مقرر کرکے چچ کا واپس ہونا

اس فتح کی حکایت بیان کرنے والے نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب کشمیر کی جانب سرحد مقرر ہوگئی تو چچ اپنے دارالحکومت اروڑ کو واپس ہوا اور ایک سال آرام کرکے سفر

(۱) فارسی ایڈیشن کا املا "شاکلھا" ہے، اور شاکلھار نسخہ (ن) کے مطابق ہے — [ن-ب]

(۲) مندرجہ گذشتہ نوٹ نمبر ۲-ص ۷ ۴ کے لحاظ سے

Marfat.com

کی تکلیف اور تھکاوٹ دور کی۔ [اس درمیان میں] اس کے [ماتحت] بادشاھوں نے [نئی مہم کے لئے] سامان جنگ اور اسلحہ جات فراھم کئے۔

پھر [ایک دن چچ نے] کہا کہ "اے وزیر! مشرق کی طرف سے تو ھمیں اطمینان ھوا۔ لیکن اب ھمیں مغرب اور جنوب کی طرف متوجہ ھونا چاھئے"۔ وزیر نے جواب دیا کہ "بادشاہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ھے کہ وہ ملک کے حالات سے واقفیت رکھتا ھو۔ یہ بھی ھو سکتا ھے کہ [ایک طرف پیشقدمی کرنے کے دوران میں غیر حاضری کی وجہ سے [دوسری طرف کے] امیروں اور بادشاھوں کے دماغ میں غرور پیدا [۳۸] ھوگیا ھو [اور وہ یہ خیال کرتے ھوں] کہ ساھسی رائے کے بعد ھم سے جو خزانے کے مال کے سلسلے میں کوئی تقاضہ نہیں ھوا تو [اس کی وجہ شاید یہی ھے کہ چچ] کمزور اور ضعیف ھے۔

چنانچہ نیک ساعت دیکھ کر [چچ] بدھیہ(۱) اور سیوستان کے قلعوں کی طرف روانہ ھوا۔ سوستان کے قلعے میں متو(۲) نامی ایک بادشاہ رھتا تھا۔ [چچ نے اس کی طرف جانے کا

(۱) اس تلفظ کا مدار فارسی ایڈیشن کے "بودھیہ" پر ھے جو غالباً صرف پرانے نسخے (پ) کا تلفظ ھے۔ اور نسخھائے (ن) (ب) (ج) (م) (س) کا تلفظ "بدھاپور" اور (ر) کا تلفظ "بدھاپور" ھے اس لحاظ سے "بدھیہ" کے بجائے "بدھاپور" پڑھنا بھی قابل غور ھے—(ن۔ب)

(۲) اس تلفظ کا مدار فارسی نسخے کے "متہ" پر ھے۔ (ب) (س) (ک) نسخوں کا تلفظ "مہتہ" ھے—(ن۔ب)

Marfat.com

مصمم ارادہ کیا اور اس مقام سے اس نے دریا پار کیا کہ جسے "دھتایت"(۱) کہتے ھیں اور جو سمّوں [کی قوم] اور اروڑ کی درمیانی سرحد ہے۔ وھاں سے پھر بدھیہ کی طرف روانہ ھوا۔ وھاں کا حاکم سرکوندہ بن بھنڈر بھکو(۲) تھا اور اس کی راجدھانی کاکاراج تھی۔ وھاں کے باشندوں کو "سیویس" کہتے تھے۔ چچ نے ان پر حملہ کرکے سیویس کا قلعہ فتح کیا۔ کاکہ کا بیٹا وکیہ(۳) اس کے سامنے حاضر ھوا اور اپنے باپ اور تابعداروں کے لئے امان کا طلبگار ھوا اور [خود پر] خراج مقرر کرکے مطیع ھوا۔

لشکر کا سیوستان جانا

پھر [چچ] نے وھاں سے سیوستان [کی طرف] رخ کیا۔ جب قریب پہونچا تو اس شہر کے حاکم [متو] نے بڑے دبدبے

(۱) فارسی نسخوں کا اختیار کردہ تلفظ "دھیایت" ھے اور "دھتایت" کا تلفظ (ن) (ب) (ج) نسخوں کے مطابق ھے—[ن-ب]

(۲) معتبر نسخوں میں (ن) (ب) (پ) کا تلفظ اسی طرح ھے۔ مثلاً (ن) (ب) "وعہد ایشاں را بسر کوند بن بھندرکو بھکوبود"۔ نسخہ (پ) میں ھے "و عہد ایشاں را بسر کوند بن بھندرکو رھکربود" چنانچہ برتقدیر "وعہد ایشان را بفلان بود"، "فلاں" کی جگہ پر "سرکوند بن بھندر کو بھکو" آئے گا جسے ھم نے اصل سندھی نام کے قالب میں ڈھال کر "سرکوندہ بن بھنڈرکو بھکو" لکھا ھے۔ فارسی ایڈیشن میں اس پورے جملے کی عبارت اس طرح مذکور ھے، "وعہد ایشان را بسر کول بن بھندرکو بھکو بود"—[ن-ب]

(۳) اصل عبارت "وکیہ بن کاکہ" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں "و" کو حرف جملہ سمجھ کر اس شخص کا نام "کیہ بن کاکہ" تصور کیا گیا ھے۔ (دیکھئے فارسی ایڈیشن صفحہ ۲۵ پر دیئے ھوئے صفحہ ۲۹ کا حاشیہ)۔

Marfat.com

اور پوری تیاریوں کے ساتھ مقابل ہو کر جنگ کی۔ چچ اس پر غالب آیا اور متو اپنے لشکر سمیت شکست کھا کر قلعے میں بھاگ گیا۔ چچ نے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اہل قلعے عاجز ہوگئے اور امان طلب کرکے پختہ اقرار کے ساتھ باہر نکلے اور قلعہ کی کنجیاں چچ کے امیروں کے حوالے کیں۔ چچ نے انھیں امان دے کر نوازا اور وہاں کی حکومت بھی [متو] کے حوالے کرکے اس پر ایک معتمد کو نگران مقرر کیا اور کچھ دنوں کے لئے وہاں ٹھیرا رہا یہاں تک کہ ملک اور شہر کا نظم و نسق بحال ہوگیا۔

چچ کا برہمن آباد کی طرف لوہانے کے بادشاہ اگھم (۱) کے پاس قاصد بھیجنا

جب سیوھن کی مہم ختم ہوئی تو [چچ نے] برہمن آباد والے لوہانے (۲) کے بادشاہ اگھم یعنی لاکھوں، سموں اور سہتوں کے حاکم کے پاس فرمان بھیج کر اس سے اپنی اطاعت کا طلبگار ہوا۔ کچھ دنوں بعد راستوں میں جو جاسوس مقرر کئے گئے تھے انھوں نے مکران سے ایک شخص کو اگھم کے خط کے ساتھ گرفتار کیا۔ یہ خط سیوستان کے بادشاہ متو کو لکھا گیا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں ہمیشہ تمھارا دوست اورخیرخواہ

(۱) اصل عبارت "اگھم لوھانہ" ہے جسے فارسی زیر اضافت سے "اگھمِ لوھانہ" سمجھنا چاہئے "لوھانہ ملک کا (حاکم) اگھم"۔ فارسی عبارت اس دلیل کی پوری تائید کرتی ہے۔[ن-ب]

(۲) اصل عبارت "لوھانہ برھمنا باد" ہے۔

Marfat.com

رها هوں اور نہ کبھی میں نے تمهاری مخالفت کی اور نہ [کبھی تم سے] جنگ کرنے کا خیال کیا ہے۔ تم نے جو دوستانہ خط لکھا تھا وہ موصول ہوا، جس سے میری عزت افزائی ہوئی۔ جب تک ہماری طاقت مضبوط رہے گی اس وقت تک کوئی بھی دشمن ہمارے قریب نہ آسکے گا۔ میں تمهاری درخواست کا پابند ہوں اور ہر [التماس] پوری کرونگا۔ تم بادشاہ اور بادشاہ زادے ہو۔ ہماری تمهاری دوستی ہے۔ یہ صعوبتیں بہتوں پر گذری ہیں اور وہ ان مصیبتوں سے پناہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔ میرے ملک میں برهمن آباد سے دیبل تک جس جگہ بھی تم رهنا مناسب سمجھو [۔۴] تمهیں وهاں رهنے کی اجازت ہے اور اگر [تم نے] کسی دوسری طرف جانے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے تب بھی [تمهیں] کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ جب تک تم کسی جگہ پر جاکر سکون سے نہ آباد ہوجاؤ اس وقت تک [میں] تمهارا مددگار رہوں گا۔ میرے پاس اتنے گھوڑے اور فوج مهیا ہوسکتی ہے کہ [میں] تمهاری مدد کر سکوں۔

آخر کار متو کو هند کے ریگستان کے بادشاہ(۱) کے پاس کہ جسے بھٹی بھی کہتے ہیں، جانا بہتر نظر آیا۔

---

(۱) اصل عبارت "ملک رمل" ہے۔

Marfat.com

چچ کا لوہانہ کے [حاکم] اگھم کو حاضر ہونے کے لئے فرمان بھیجنا

پھر چچ نے راجہ اگھم لوہانہ کے پاس حکم بھیجا کہ تم اپنے آپ کو شان و شوکت اور اصل و نسل کے لحاظ سے شاہان وقت میں سمجھتے ہو اور مجھے یہ ملک، بادشاہت، مال، دولت اور طاقت اپنے باپ دادا سے ورثے میں نہیں ملی ہے اور ہماری [موروثی] ملکیت نہیں ہے میرے لئے یہ آسان تر اسباب اور بہترین انتظامات خداوند تعالیٰ کے مہیا کئے ہوئے ہیں جو میرے لشکر کی وجہ سے نہیں بلکہ دنیا کے پیدا کرنے والے بے مثال، یگانہ خدا نے سیلائج کی دعا سے یہ ملک مجھے عطا کیا ہے اور ہر حال میں وہ میرا مدد گار ہے۔ مجھے کسی دوسرے سے مدد کی امید نہیں ہے۔ میری ساری مشکلوں کو آسان بنانے والا اور میری نقل و حرکت میں مدد کرنے والا وہی ہے اور وہی سارے دشمنوں اور مخالفوں پر [مجھے] فتح اور کامیابی بخشتا ہے۔ ہمیں دونوں جہانوں کی نعمتیں حاصل ہیں۔ اگر تمہیں اپنی شان و شوکت، دبدبے، سامان جنگ اور بڑائی پر اعتماد ہے تو پھر یقین جانو کہ تمہاری نعمت پر زوال آئے گا اور تم برباد ہوگے [۴۱]۔

چچ کا شہر برھمن آباد آنا اور لوہانہ کے [حاکم] اگھم سے جنگ کرنا

اس کے بعد راجہ چچ، لوہانہ کے [حاکم] اگھم کی طرف

Marfat.com

روانہ ہوا۔ اگھم [اس وقت] برھمن‌آباد سے باھر ملک [کے دورے] پر گیا ھوا تھا۔ [لیکن] چچ کی آمد کی خبر سن کر برھمن آباد واپس آیا اور آکر لڑائی کا سامان تیار کرنے لگا۔ [چنانچہ جب] راجہ چچ برھمن آباد کے نزدیک پہنچا تو اگھم اس کے مقابلے کے لئے تیار ھوکر آگیا۔ دونوں طرف سے نامور بہادروں کے قتل ھونے کے بعد [آخر] اگھم کا لشکر [شکست کھاکر] بھاگا اور قلعے میں جا چھپا۔ چچ نے اس کا محاصرہ کیا۔ ایک سال تک طرفین میں جنگ جاری رھی۔ ان دنوں ھندوستان یعنی قنوج کا راجہ ستبان بن راسل تھا (۱)۔ اگھم نے خط بھیج کر اس سے مدد طلب کی، لیکن جواب آنے سے پہلے ھی اگھم فوت ھوگیا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ھوا۔

اگھم کا ایک مربیء تھا جو کہ بدھ مت کا [مقتدر] شمنی راھب (۲) تھا اور ”بدھرکو“(۳) کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا ایک مندر تھا جسے ”بدھنووھار“(۴) کہتے تھے اور [اسی مندر میں] وہ ”کنوھار“(۵) نامی بت کی مجاوری کرتا

(۱) نسخہ (پ) میں ”سیار بن راسل“، (ر) میں ”شتبان بن راسل“ اور (ن) (ب) (خ) میں ”سیار بن رائے بدل“ تحریر ھے۔
(۲) اصل عبارت ”ناسک سمنی“ ھے (”شمنی“ کے لئے مزید دیکھئے حاشیہ صفحہ ۴۳)۔
(۳) اصل عبارت ”بدھرکو“ ھے۔
(۴) نسخہ (ر) اور (م) میں ”نوھار“ ھے۔
(۵) نسخہ (ر) میں ”ولھار“ ھے۔ (م) میں ”دلسھا“، (ن) میں ”وکسھا“ (پ) میں ”وکسا“ اور (ک) میں ”وکھا“ ھے۔ یہاں ص ۴۴ کے تلفظ کے مطابق ”کنوھار“ درج کیا گیا ھے۔

Marfat.com

تھا ۔ وہ اپنی بندگی اور بھگتی(۱) کی وجہ سے بہت مشہور تھا ۔ اس اطراف کے سارے لوگ اس کے مرید تھے ۔ اگھم خود بھی اس کے دھرم [کا پیرو] تھا اور اسے اپنا پیشوا سمجھتا تھا۔ [چنانچہ چچ کے مقابلے پر] اس کے قلعے بند ہونے میں اس پروہت نے اس کی حمایت کی تھی، لیکن خود جنگ میں حصے لینے کی بجائے مندر میں جاکر وہ اپنی [مقدس] کتابوں کی تلاوت میں مصروف ہوگیا تھا ۔ جب راجہ اگھم مرگیا اور اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا تو اس پروہت کو خوف ہوا کہ کہیں میری ملکیت، اسباب اور زمینیں ہاتھ سے نکل نہ جائیں [۴۲] چنانچہ اس نے اپنا اصطرلاب اٹھاکر اور حساب لگاکر قطعی فیصلہ کیا کہ یہ ملک [بالاخر] راجہ چچ کے قبضے میں جائے گا اور وہ مجھ پر مہربان ہوگا ۔

[چنانچہ آخرکار] جب [اگھم کا] بیٹا عاجز ہوگیا اور اس کی فوج نے جنگ جاری رکھنے سے انکار کردیا تو قلعہ چچ کے ضابطہ اور قبضے میں آگیا ۔

چچ کا فرمان

چچ کو یہ معلوم ہوا کہ اگھم اور اس کا بیٹا دونوں اسی پروہت کے مرید تھے اور اسی کے مکر، جادو، بہکانے اور تدبیروں کی وجہ سے جنگ نے ایک سال تک طول کھینچا ہے تو اس نے قسم کھائی کہ اگر یہ قلعہ فتح ہوگیا تو میں اس پروہت کو پکڑکر اس کی کھال کھچواؤں گا اور یہ کھال

(۱) اصل عبارت "ناسکی و بھگی ہے۔

Marfat.com

نقارچیوں کو دوں گا تاکہ وہ اپنے نقارے پر مڑھ کر اور کوٹ کوٹ کر پارہ پارہ کردیں۔ جب پروہت کو چچ کی اس قسم کی خبر ملی تو وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ چچ کی یہ مجال نہیں کہ وہ مجھے ہلاک کرسکے۔

[آخرکار] جب برھمن‌آباد کے قلعے پر ایک طویل عرصے تک جنگ اور مقابلہ ہوتا رہا اور بہت سے آدمی ہلاک اور برباد ہوچکے تو [اہل قلعہ نے] جنگ بند کرکے امان طلب کی اور صلح کے خواہشمند ہوئے۔ [چنانچہ] معتمدوں اور سربراہوں کے بیچ میں پڑنے سے طرفین میں صلح ہوگئی اور قلعہ چچ کے حوالے ہوا۔ قلعے میں داخل ہونے کے بعد چچ نے [اہل قلعہ سے] کہا کہ "اگر تم یہاں سے جاناچاہو تو بےشک چلے جاؤ تم سے کوئی تعرض نہ کرے گا [لیکن] اگر تم نے یہاں رہنے کا فیصلہ کیا ہے تو [اطمینان کے ساتھ بدستور] رہتے رہو"۔ اگھم کے بیٹے اور اس کے تابعداروں نے خود چچ کی مہربانیاں دیکھ کر رہ جانا ہی پسند کیا۔ [پھر] کچھ دنوں وہاں رہ کر چچ نے ان کی مزاجوں سے [کماحقہ] واقفیت حاصل کی [۴۳]۔

چچ کا اگھم کے بیوی سے شادی کرنا اور اپنی بھتیجی اس کے بیٹے سربند کی زوجیت میں دینا

پھر چچ نے سربند کی ماں کے پاس پیغام بھیج کر اس سے اپنی شادی کی اور اس کے بیٹے کو بلاکر اپنے چچازاد بھائی

Marfat.com

ڈھمی(۱) کی بیٹی سے اس کا نکاح کیا اور اسے رنگ برنگ کے کپڑے پہنائے۔ [پھر] ایک سال وہاں رہ کر مالیہ وصول کرنے کے لئے اپنے عمّال مقرر کئے اور آس پاس کے راجاؤں کو [پوری طرح] اپنا مطیع بنالیا۔

[اس کے بعد اس نے] دریافت کیا کہ "وہ پروہت جادوگر کہاں ہے کہ میں بھی اسے دیکھوں۔ [لوگوں نے] کہا کہ وہ بھگت ہے اور بھگتوں کے پاس ہوگا۔ وہ ہندوستان کے داناؤں اور کنوھار(۲) مجاوروں میں سے ہے۔ پروہت اس کی بڑی عزت کرتے ہیں اور اس کے کمال کے قائل ہیں۔ اس کے جادو اور شعبدوں کی یہ انتہا ہے کہ اس نے ایک دنیا کو اپنا مطیع اور مرید بنالیا ہے۔ اس کے سارے مقاصد طلسم کے زور سے حاصل ہوتے ہیں۔ سربند کی باپ کی دوستی کے خیال سے کچھ دنوں تک وہ سربند کا معاون رہا اور اسی کے سہارے برھمن آباد کے سپاھی جنگ میں ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔

چچ کا پروہت کے پاس جانا اور اس سے حال دریافت کرنا

پھر چچ سارے مسلح سپاھیوں اور محافظوں کے ساتھ سوار ہوکر پروہت کو قتل کرنے کے لئے بدھ [کے مندر]

---

(۱) اصل عبارت "دھمیہ" ہے۔

(۲) یہ تلفظ (پ) (م) (ح) (س) (ک) نسخوں کے مطابق ہے اور یہی تلفظ نیچے دو مقامات پر قایم رکھا گیا ہے۔ فارسی ایڈیشن میں "نووھار" دیا ہوا ہے(؟) (ر) میں "کنوھار" اور (ن) میں "کھنوھار" ہے۔[ن-ب]

Marfat.com

کنوھار(۱) کی جانب روانہ ھوا [راستے میں اس نے] مسلح سپاھیوں کو پکار کر حکم دیا کہ جب میں اس سے ملاقات اور باتیں کر کے چپ ھوجاؤں اور تمھاری طرف دیکھوں تو تم تلواریں نکال کر اس کا سر دھڑ سے جدا کردینا۔ اس کے بعد [چچ] بدھ کنوھار(۲) میں داخل ھوکر [جب پروھت کی جانب چلا تو اسے [ایک] کرسی پر بیٹھے ھوے اپنی عبادت میں مشغول دیکھا [۴۴] اس کے ھاتھ میں سخت [گندھی ھوئی] مٹی تھی جس کے بُت بنا کر ایک مہر جیسی چیز ان بُتوں میں لگاتا جارھا تھا۔ جس کی وجہ سے ان پر بدھ کی تصویر نقش ھوجاتی تھی اور وہ مکمل ھوجاتے تھے۔ اس کے بعد [وہ] انھیں ایک جگہ پر رکھتا جاتا تھا۔ چچ اس کے سامنے کھڑا رھا [مگر] اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ایک گھنٹہ گذرنے اور بتوں کی تکمیل سے فارغ ھونے کے بعد سر اٹھا کر اس نے کہا "سیلائج بھگت کا بیٹا آیا ھے"۔ [چچ نے] جواب دیا "ھاں اے عبادت گذار پروھت"۔ پھر اس نے کہا کہ "کس کام سے آے ھو"۔ وہ بولا "تم سے عقیدت تھی اس وجہ سے تمھیں دیکھنے آیا ھوں"۔ اس نے کہا "[اچھا] اترو"۔ چچ [گھوڑے سے] نیچے اترا اور پروھت نے گھاس کا ایک پولا بچھا کر چچ کو اس پر بٹھایا اور پوچھا کہ

(۱) نسخہ (پ) (ک) (م) (ر) کی عبارت "کینھار" ھے جو "کنبھار" یعنی "کنوھار" کی بگڑی ھوئی صورت ھے۔ پورا لفظ "بدھ کنوھار" ھے جس سے مراد "بت مت کا کنوھار ھے— [ن-ب]

(۲) (پ) (ن) (ب) (ک) کی عبارت اس جگہ پر بھی "بدھ کنوھار" ھے—[ن-ب]

Marfat.com

"اے چچ! کیا کام ہے"۔ چچ نے عرض کیا "میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ موافقت کرو اور برہمن آباد کے قلعے میں پھر واپس آجاؤ تو بڑے بڑے کام تمہارے سپرد کروں تاکہ تم سربند کے ساتھ ایک جگہ رہ کر اسے صلاح و مشورہ دیتے رہو" پروہت نے کہا کہ "مجھے تیری حکومت کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ میں دیوانی کے کام سے رغبت رکھتا ہوں اور نہ دنیاوی کام چاہتا ہوں"۔ چچ نے کہا کہ "[پھر برہمن آباد کے قلعے میں تم نے [میرا] مقابلہ کیوں کیا تھا؟" [اس نے] جواب دیا کہ "جب لوہانہ کا [حاکم] اگھم وفات پا گیا اور یہ لڑکا باپ کی مفارقت سے پریشان ہونے لگا تو میں [مجبوراً] اسے صبر کی تلقین کرتا رہا اور خدا کی بارگاہ میں طرفین کے مابین صلح اور اتحاد پیدا کرنے کی دعا کرتا رہا۔ اس کے علاوہ [میرے خیال میں] دنیوی سرداری اور سارے کاموں سے بدھ کی خدمت کرنا اور آخرت کی نجات طلب کرنا بہتر ہے۔ [اب چونکہ] تو اس ملک کا راجہ ہے اس لئے تیرے فرمان عالی کے مطابق میں سارے قبیلے سمیت قلعے کے متصل منتقل ہونے کے لئے تیار ہوں، مگر مجھے خوف ہے کہ قلعے والے بدھ [مندر] کی آبادی کو تکلیف [۹۰] اور نقصان پہنچائیں گے۔ [کیونکہ] چچ آج بڑی سلطنت کا مالک ہے"۔ چچ نے کہا کہ "بدھ کی بندگی زیادہ بہتر ہے اور اس کام کی ہمیشہ تعظیم کرنا ہی سب سے افضل ہے۔ اب اگر تجھے کوئی حاجت یا طلب ہو تو بیان کر کہ میں اس سعادت کو پورا کرنے اور اس عزت افزائی کو انجام دینے میں پیش قدمی کروں، پروہت نے کہا کہ "مجھے تجھ

Marfat.com

سے کوئی بھی دنیاوی طلب اور خواہش نہیں ہے ۔ کاش خدا تجھے عاقبت کے کاموں کی توفیق عطا کرے"۔ چچ نے کہا "میری بھی خواہش یہی ہے کیونکہ اسی کے بدلے ھی میں نجات اور بلندی کے درجے حاصل ھو سکیں گے، مجھے حکم دے تاکہ اس بارے میں مدد کرنا واجب سمجھ کر شریک ھوں"۔ بھگت پروھت نے جواب دیا"۔ جب تیرا مقصد صرف نیکی کے کام کرنا اور خیر کی جانب قدم بڑھانا ھے تو پھر نووھار کے مندر کی جوکہ قدیمی عبادت گاہ ھے اور زمانے کی گردشوں کی وجہ سے جسے [کافی] نقصان پہنچا ھے، اس کی [نئے سرے سے] عمارت بنوائی جائے اور اپنا مال اس کی تعمیر پر خرچ کر۔ میری مدد تو اس طرح سے کرسکتا ھے"۔ چچ نے جواب دیا کہ "میں شکر گذار ھوں"۔

چچ کا برھمنا باد واپس جانا

[اس کے بعد] چچ وھاں سے سوار ھوکر واپس ھوا۔ وزیر نے عرض کیا کہ "راجا! ایک عجیب واقعہ دیکھا ھے"۔ وہ بولا "کیا"؟ وزیر نے کہا"۔ راجہ اس پروہت کے قتل کے لئے آپ کا جلا"دوں کو حکم دینے کا پکا ارادہ تھا مگر اس کے سامنے آنے پر [آپ] اس کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگ گئے، اور اس کی درخواست قبول فرمائی"۔ چچ نے کہا "ھاں! میں نے اس میں ایسی چیز دیکھی جس میں کوئي جادو [۳٦] اور شعبدہ نہیں تھا ۔ [جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے کچھ خاص] نشان دکھائی دیئے۔ جب میں اس کے سامنے بیٹھا تو ایک بھیانک اور خوفناک شکل اس کے سر پر استادہ نظر آئی

Marfat.com

اس کی آنکھیں آگ جیسی اور خشمگین، ہونٹ موٹے اور لٹکے ہوئے اور دانت نیزوں جیسے تھے۔ اس کے ہاتھ میں الماس جیسے ڈنڈے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ کسی کو مارے گی۔ اس کو دیکھ کر میں ڈر گیا اور مجھ سے ممکن نہ ہوا کہ اس [پروہت] سے اس طرح کی بات کروں کہ جو تم مجھ سے سن چکے ہو، مجھے اپنی جان کی پڑی تھی اس لئے اسے رعایتیں دے کر اٹھ کھڑا ہوا"۔

چچ کا برہمن آباد میں ٹھہر کر وہاں کے باشندوں پر محصول مقرر کرنا

پھر چچ نے برہمن آباد کے قلعے میں ٹھہر کر ملک کے کاروبار آمدنی اور رعایا کی بہبود کے ذرایع درست کئے اور لوہانہ کے جتوں (۱) کو ذلیل کرکے، ان کے سربراہ کو سزا دے کر ان سے ضمانت لی اور قلعے میں بند کرکے ان سے یہ شرطیں قبول کرائیں کہ سوائے کچھ خاص مواقع کے کبھی تلوار نہ باندھیں گے، مخمل اور ریشم کے کپڑے نہ پہنیں گے۔ ان کے اوپر کی چادر خواہ سوتی ہو لیکن نیچے کی چادر [ضرور] اونی، سیاہ یا سرخ رنگ

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "جتان و لوہانہ" کی عبارت درج ہے۔ نسخہ (ب) کی عبارت "جتان لوہانہ" یعنی "(علاقہ) لوہانہ کے جت" ہے جو کہ زیادہ قرین قیاس ہے اسی لئے اسی کو درج کیا گیا ہے۔ صفحہ ۲۱۴ پر بھی صاف طور پر عبارت "جتانِ لوہانہ" لکھی ہے۔
(ن - ب)

Marfat.com

کي ھو گی، گھوڑوں پر زین [کاٹھی] نہ رکھیں گے، ننگے سر اور ننگے پیر رھیں گے، گھر سے باھر نکلیں گے تو کتے اپنے ساتھ رکھیں گے، برھمن آباد کے گورنر کے باورچی خانے کے لئے لکڑیاں فراھم کرتے رھیں گے۔ رھبری اور جاسوسی کے لئے بھی انھی کو بھیجا جائے گا۔ [اس طرح] جب وہ اپنے میں یہ صلاحیتیں پیدا کریں گے اور جب کوئی دشمن جنگ کے لئے [۴۷] اس ملک کی طرف رخ کرے گا تو وہ [سر بند] کي مدد کرنا خود پر فرض سمجھ کر اس کا دفاع کریں گے۔

پھر سارے کام ختم کرکے ملک کا انتظام درست کیا اور جس نے بھی مخالفت یا سرکشی کی [اسے سزا دے کر] دوسروں کے لئے مثال قائم کرتا گیا اور ضمانتیں لے کر قابو میں لاتا گیا جس کی وجہ سے [آخر کار] ملک کا سارا کاروبار ٹھیک ھو گیا۔

راجہ چچ کا کرمان جاکر مکران کی حد واضح کرنا

ضروری کاموں سے فارغ ھو جانے کے بعد چچ کے دل میں کرمان کی سرحد کا خیال پیدا ھوا۔ اس وجہ سے کہ یہ حصہ ھندوستان کی مملکتوں سے ملحق ھے اس لئے اس کے حدود کا تعین ضروری ھے۔ اس وقت رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی ھجرت کو دو سال گذر چکے تھے۔ [ادھر] ایران کے بادشاہ کسریٰ بن ھرمز کے مرنے کے بعد ملک پراگندہ ھو چکا تھا، کیونکہ [وھاں] عنانِ حکومت ایک عورت کے ھاتھ آگئی تھی

Marfat.com

[چنانچہ] چچ کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے بڑے جاہ و حشم کے ساتھ کرمان کا رخ کیا اور نجومیوں نے جو [نیک] ساعت بتائی اس پر ارمابیل کی طرف کوچ کیا۔ یہ علاقہ بدھمت کے اس شمنی (پروهت) کے زیر اقتدار تھا کہ جو هندوستان کے راجہ سیهرس رائے کے کورنروں کی اولاد میں سے تھا اور جسے [اس کی] دیانت اور صداقت کی خصوصیتوں کے پیش نظر [وهاں] مامور کیا گیا تھا لیکن زمانے کے تغیر و تبدل کی وجہ سے وہ خودسر هوگیا تھا اور خدمت سے سرکشی اختیار کرلی تھی۔

[وہ پروهت] چچ کے استقبال کے لئے آیا اور جب اسے [چچ کے] وعدے اور دل کی صفائی کا اطمینان هوا اور [باهمی] دوستی سے دونوں کے دلوں میں جگہ پیدا هوگئی تو پھر [چچ] وهاں سے مکران کی سرزمین کی طرف روانہ هوا۔ [راستے میں اس نے] دیکھا کہ [یہاں کا] هر آدمی اس کی اطاعت سے کترا رها هے۔ آخرکار [۴۸] مکران کے پہاڑ اور درّے(۱) سے گذر کر وہ دوسرے شہروں کی طرف جا پنہچا۔ وهاں پنج پور(۲) نام کا ایک پرانا قلعہ تھا جسے اس کے حکم سے نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور وهاں پنجتوری یعنی پانچ

---

(۱) اصل عبارت "عقبہ مکران و کوہ" هے۔

(۲) اصل عبارت جملہ نسخوں میں "کنزپور" یا اس کی بگڑی هوئی صورت هے۔ اس اصلاح کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص ۴۰۹ — (ن-ب)

Marfat.com

سازوں والی نوبت مقرر کی جو کہ ہندوؤں کی رسم کے مطابق شام اور پو پھٹنے کے اول وقت بجائی جاتی ہے۔ پھر اس اطراف کے سارے دھقانیوں کو بلا کر عمارت کے مکمل کرنے کا حکم دے کر وہاں سے کوچ کیا اور اس نہر کے کنارے جا کر خیمہ زن ہوا، جو مکران اور کرمان کے درمیان ہے۔ اس مقام کو اس نے مشرقی سرحد قرار دیا اور نہر کے کنارے کھجوروں کا ایک بڑا جھنڈ لگا کر [اعلان کیا کہ] مکران اور کرمان کی سرحد یہ کھجوروں کے درخت ہیں اور ان پر نشان لگادیا کہ یہ چچ بن سیلائج بن بساس کے زمانے میں مقرر ہوئی۔ یہی حد اس وقت تک قایم ہے(۱)۔

چچ بن سیلائج کا ارمابیل جانا اور وہاں محصول مقرر کرنا

اس کے بعد [چچ] ارمابیل کی طرف لوٹا اور ملک توران سے [گذرتا ہوا] پورالی [ندی](۲) کے قریب سے اوپر کی طرف گیا۔ [راہ میں] کسی نے بھی اس سے جنگ نہیں کی۔ [اور

---

(۱) اصل عبارت "و امروز هماں حد بمار سید" ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فقرہ مترجم علی کوفی کا ہے اور اس کا اشارہ مکران اور کرمان کی سرحد کے متعلق ہے جو ناصرالدین قباچہ کے عہد میں قایم تھی۔(ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن اغلاط نامہ ص ۲۹۰ کے مطابق صحیح عبارت اس مقام پر "بردست پورالی" ہونی چاہئے۔ (ن)۔ کی عبارت "بردست تورانی" ہے اور اسی لحاظ سے "بردشت تورانی" بھی بہترین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اس طرح وہ آخر قندابیل (یعنی قندھار) تک جا پہنچا ۔ اس کے بعد اسی بیابان کی وادی سے [اس نے] حصار کی طرف رخ کیا [لیکن] وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے اس لئے وہ نہر سیبی(۱) پار کرکے اس کے کنارے جم گیا یہاں تک کہ [محصور] لوگ تنگ آ گئے اور انہوں نے اپنے اوپر سو پہاڑی گھوڑے اور ایک لاکھ درم سالانہ خراج مقرر کیا ۔ [چنانچہ چچ نے] ایک سال کا خراج پیشگی لے کر مثال قایم کی اور پھر وہاں سے تخت گاہ اروڑ کو واپس آ گیا اور [جہاں وہ اس وقت تک مقیم رہا جب تک اس کی روح جسم سے علحدہ ہو کر جہنم کی جانب روانہ نہ ہو گئی۔ اس کا دور حکومت چالیس سال تھا ۔

دارالحکومت اروڑ میں چندر بن سیلائج کی تخت نشینی

چچ بن سیلائج کی وفات کے بعد اس کا بھائی چندر تخت نشین ہوا ۔ [یہ بڑا دین دار شخص تھا چنانچہ] اپنے مذہب کی طرف [پوری طرح] متوجہ ہوا ۔ اس کی بے حد تبلیغ کی(۲) بھکتوں اور پروھتوں کے دھرم کو تقویت پہنچا کر ترقی دی اور ہندوستان کے بادشاہوں کے ساتھ خط و کتابت جاری کی(۳) ۔

---

(۱) نسخہ (م) میں "سیسی"، (ن) میں "سینی"، (ب) (س) میں "سمنی" اور (ک) میں "رسنین" ہے ۔

(۲) نسخہ (ن) میں "تبلیغ" ہے ۔ فارسی ایڈیشن کی عبارت یوں ہے "و تیغ بسیار فراہم آورد"۔

(۳) اصل عبارت یہ ہے "و مکتوبات و مراسلات ازملوک ہند باز گرفت"۔ مندرجہ بالا ترجمہ اس فقرے کا صحیح مفہوم ادا کرنے کے لئے دیا گیا ہے ورنہ لفظی ترجمہ یہ ہوگا "ہندوستان کے بادشاہوں سے خطوط و مراسلات واپس لے لئے"۔ ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ کہنے ہوئے عہدنامے واپس لے لئے واللہ اعلم [ن-ب]

Marfat.com

سیوستان کے بادشاہ "متو" کا جانا

[یہ حال دیکھ کر] سیوستان کا راجہ "متو"، قنوج کے راجہ کے پاس گیا ۔ اس وقت ہندوستان کا بادشاہ بارانسی تھا اور قنوج پر سیہرس بن راسل کی حکومت تھی ۔ متو نے اس کی خدمت میں جاکر بیان کیا کہ چچ بن سیلائج وفات پاچکا ہے اور اب اس کا بھائی چندر تخت نشین ہوا ہے ۔ [چونکہ] وہ ایک بھگت ہے اور سارا دن بھگتوں کے ساتھ مندر میں درس و تدریس میں مشغول رہتا ہے [اس لئے اس سے بادشاہت چھین لینا آسان ہے ۔ [اب] اگر بادشاہ یہ ملک فتح کرکے میرے حوالے کرے تو اس کے معاوضے میں، میں اپنے اوپر خراج مقرر کرنے کے لئے تیار ہوں جو کہ [حسب وعدہ] خزانے میں پہنچاتا رہوں گا [۵۰]۔

سیہرس کا جواب

اس نے [اتفاق کرتے ہوئے] سیہرس نے متو سے کہا کہ "چچ ایک عظیم بادشاہ اور وسیع ملک کا مالک تھا [بےشک] اس کے مرجانے کے بعد اب اگر میں اس کی سلطنت فتح کرلوں گا تو میرے ملک کی بڑی شہرت ہوگی [پھر] تجھے بھی میں اس کے ایک حصے پر [حکمراں] مقرر کروں گا۔" [پھر] سیہرس نے اپنے بھائی برھاس بن کسائس کو روانہ کیا

Marfat.com

چچ اکبر(۱) کے پوتے(۲) نے جو کہ کشمیر اور رمل کا راجا تھا، اس کی اطاعت قبول کی [جس کے بعد دونوں] اپنے لشکر لے کر روانہ ہوئے اور دریائے ھامی کے قریب پہنچ کر منزل انداز ہوئے۔ قلعہ دیوہ پور(۳) میں چندر کے جو امیر رہتے تھے وہ روپوش ہوگئے۔ [چنانچہ ان کی جگہ] اپنے آدمی مقرر کر کے وہ آگے بڑھ گئے اور آخر آکر بندر کاھویہ کے قریب پہنچے۔ یہاں ایک مہینہ ٹھہر کر [انہوں نے] بدھ کی پوستش کی۔[پھر] چندر بن سیلائج کے پاس قاصد اور خط بھیجا کہ آکر فرمان برداری کی شرطیں پوری کرے اور امان کا طلب گار ہو۔ چندر نے یہ سن کر انکار کیا اور قلعہ بند ہوکر جنگ کی تیاری کرنے لگا اور دھرسینہ بن چچ کو برھمن آباد بھیج دیا جہاں لوھانہ کے آدمیوں نے اس کی خدمت میں سر جھکایا، اور خود داھر بن چچ کے ساتھ اروڑ کے قلعے میں استقلال کے ساتھ ڈٹا رہا۔ سیھرس کے لشکر نے طویل مدت تک قلعے کا محاصرہ جاری رکھتے ہوے جنگ کی مگر وہ قلعے والوں پر فتح نہ پاسکا تب اس نے صلح کا دروازا کھٹکھٹایا اور کسی ترکیب سے داھر کو باھر لاکر قید کرنا چاھا [انھوں نے سمجھا کہ اگر

(۱) یہاں معلوم ہوتا ہے کہ اس چچ سے پہلے بھی کوئی دوسرا چچ ھندوستان کا راجہ ھو گذرا ھے کہ جس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ھے (مترجم)۔

(۲) اس کا نام بھی راسل تھا جیسا کہ ص ۵۲ سے ظاھر ھے۔ (مترجم)

(۳) اصل فارسی متن میں "دیو دھنوز" ھے۔ (وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ صفحہ ۵۱)۔

Marfat.com

وہ اسے گرفتار کرلیں گے یا قتل کرڈالیں گے تو پھر قلعہ ان کے قبضے میں آجائے گا اور سلطنت [پر بھی] ان کا اقتدار ہوجائے گا [۵۱]۔

سیہرس کا داہر بن چچ کے پاس قاصد بھیجنا

[چنانچہ] پھر راسل اور پرہاس نے قاصد بھیجا کہ "ہمارا ارادہ واپس جانے کا ہے اس وجہ سے تمہارے ساتھ پختہ عہد نامہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ ملک تمہاری حکومت کے ساتھ قایم رہے۔ ملاقات کے بعد ہم داہر کو عزت و تکریم کے ساتھ واپس کریں گے۔ [اس پر] داہر پانچ سو مسلح نامور اور منتخب بہادر ٹھاکروں کو ساتھ لے کر طرفین کے مابین صلح کی شرطیں استوار کرنے کے لئے باہر نکلا۔ باہر آکر اس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ہمارا بھروسہ صرف تمہاری بہادری اور ہوشیاری پر ہے۔ [غرض اس طرح کی باتوں سے] سبھوں کے دلوں کو تقویت دیتا اور بہترین وعدوں سے سبھوں کی ہمتیں بڑھاتا ہوا راسل کی سرائے کے دروازے پر جا پہنچا۔ راسل نے انہیں دروازے پر رکنے کا حکم دیا اور اپنے ایک حاجب کو بلا کر کہا کہ نیچے جاکر داہر کے سپاہیوں سے کہو کہ تمہاری تلواریں جوہردار ہیں، اس لئے اپنے ہتھیار اوپر بھیج دو تاکہ میں تمہاری تلواروں میں سے ایک کو پسند کرکے اپنے پاس یادگار کے طور پر رکھوں۔ جب سب ہتھیار دے چکیں تو سب کو قید کرلینا اور دوسری صورت میں قتل کرڈالنا۔ وزیر اس بہانے سے نیچے آیا اور ایک محراب کے نیچے آکر کھڑا

Marfat.com

ھوگیا اور جوں ھی اُن سے ھتھیار دینے کا مطالبہ کیا [ابھی وہ ھتھیار دینے میں ھی تھے کہ] اچانک محراب گر پڑی اور حاجب اس کے نیچے دب کر رہ گیا - [یہ حال دیکھ کر] راجہ راسل خود نیچے آیا اور سب کو اپنے سامنے بلایا، ھر ایک سے ھتھیار لے کر دیکھتا، اور پھر اس کے سامنے ڈالتا چلا گیا، یہاں تک کہ داھر بن چچ کے قریب پہنچا [اور] داھر سے کہا کہ "اپنی تلوار مجھے دکھا" - داھر نے جواب دیا کہ "اے بادشاہ یہ خنجر میرے بھائی کا ھے جسے میں اپنے سے [۵۲] جدا نہیں کرسکتا [اگر دیکھنا ھے تو] میرے ھاتھ میں اچھی طرح دیکھ لے"۔ جب وہ قریب پہنچا تو داھر کے ایک بہادر نے آگے بڑھ کر کہا کہ "اے بادشاہ! ان ساری تلواروں سے میرا خنجر بہتر ھے"۔ راسل جوں ھی اس سے تلوار لینے کے لئے آگے بڑھا تو [اس] بہادر نے مست شیر کی طرح جست کرکے راسل کو اس کی داڑھی پکڑ کر زمین پر دے پٹکا، اور اس کے سینے پر چڑھ کر کہنے لگا کہ "کیا تو چاھتا ھے کہ میں تجھے فنا کردوں؟" [اسی اثنا میں] داھر اور [دوسرے] ٹھاکروں نے تلواریں سونت کر چاروں طرف سے آسے گھیر لیا - راسل نے بے بس ھوکر کہا "[آخر] تم کیا چاھتے ھو، میں تم سے پختہ عہدنامہ کرتا ھوں جو کہ بالکل سچا ھوگا اور اس کے خلاف پھر خلاف نہ ھوگا"۔ داھر نے کہا کہ ھمیں معلوم ھوچکا ھے کہ تو ھمارے ساتھ فریب کرنا چاھتا تھا۔ اس لئے ھمیں تیری بات پر کوئی بھروسہ نہیں - دھوکہ اور بے اعتقادی کی سزا پہلے تیرے حاجب کو ملی جو کہ محراب کے نیچے دب کر

Marfat.com

ہلاک ہوگیا، اور اب تو ہمارے ہاتھ گرفتار ہوا ہے۔ اب
ضمانت دے کر دیوہ پور کا قلعہ اور ہماری جو ضمانتیں تیرے
پاس ہیں وہ واپس کرے گا، اس کے بعد [ہی ہم] تیری ضمانت واپس
کریں گے" [پھر] راسل نے اپنے ضامن اروڑ بھیجے جن میں سے
پانچ مشہور سربراہ اروڑ کے قلعے میں روک لئے گئے۔ اس کے
بعد عہد لے کر [راسل کو] چھوڑا گیا۔ داہر نے ان [راسل
کے ضامنوں] کو پانچ سو بہادروں کے ساتھ برہمن آباد بھیجا
اور راسل، داہر کے معتمدوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور قلعہ ان کے
حوالے کیا اور جو آدمی اس کی قید میں تھے ان سب کو بھی
آزاد کردیا۔ جب قلعے سے [ان] معتمدوں کے خطوط داہر کو
موصول ہوگئے تب اس نے راسل کے ضامنوں کو با عزت طریقے
پر واپس بھیج دیا اور ان کے درمیاں صلح اور دوستی ہوگئی۔

چندر کا چچ بن سیلائج کے تخت پر بیٹھنا

اس طرح سلطنت پھر چندر کے حوالے ہوئی اور رعیت رعایا
اس کی خبرگیری کی وجہ سے آرام سے رہنے لگی اور کاروبار
مملکت پھر درست ہوگیا۔ چندر کی بادشاہی سات سال تک
رہی اور آٹھویں سال [۵۰] وہ انتقال کرگیا۔ [چنانچہ] داہر
اروڑ کے تخت پر بیٹھا اور چندر کا بیٹا راج برہمن آباد میں
جانشین ہوا۔ راج کی حکومت ایک سال سے زیادہ نہ رہی اور
اس کے بعد دھر سینہ بن چچ برہمن آباد کو اپنے قبضے میں
لایا اور اس کی بہن مابین نے بھی اس سے اتفاق کرکے اس کی
بیعت کی۔ اس کے بعد دھر سینہ نے اکھم کی بیٹی سے شادی

Marfat.com

کی اور پانچ سال وہاں رہا اور چاروں طرف پروانے جاری کئے جن پر سب نے اس کی اطاعت اختیار کی - [پھر] دھر سینہ کچھ دنوں راوڑ (۱) کے قلعے میں جاکر رہا - اس قلعے کی بنیاد چچ نے رکھی تھی اور وہ اس کے مکمل ہونے سے پہلے وفات پاگیا تھا - [دھر سینہ نے] اس قلعے کی تعمیر مکمل کرکے آس پاس کے دھقانیوں کو بلایا اور [ان میں سے] اچھے اچھے آدمیوں کو اس [قلعے] میں آباد کرکر اس کا نام راوڑ رکھا - پھر خود برھمن آباد کے قلعے میں واپس چلا آیا اور سلطنت کے کاروبار میں مصروف ھوگیا -

دھر سینہ کا اپنی بہن کو بھاٹیہ کے راے کے حوالے کرنے کے لئے اروڑ بھیجنا

[کچھ دنوں کے بعد] دھر سینہ نے محسوس کیا کہ اس کی بہن ماہین جوان ھوگئی ھے - چنانچہ وہ متفکر ھوگیا - ادھر نجومیوں نے ماہین کا زائچہ دیکھ کر بتایا کہ اس کا ستارہ اقبال اوج پر ھے (۲) دھر سینہ ابھی اسی فکر میں تھا کہ رمل کے

---

(۱) اصل تلفظ "راؤر" ھے -

(۲) اصل متن کی عبارت یہ ھے " و میلاد او را منجمان بر طالع سعد نہادند " جس کا لفظی ترجمہ یہ ھوگا کہ " نجومیوں نے اس کی ولادت خوش بخت ستارہ پر رکھی ھے " لیکن چونکہ یہ ترجمہ اپنا مفہوم ادا کرنے کے لئے واضح اور کافی نہیں ھے اس لئے آزاد ترجمہ کرکے مطلب واضح کیا گیا ھے -

Marfat.com

کے راجہ سوبھن رائے بھاٹیہ کا قاصد اس کے پاس ماہین کا رشتہ لے کر پہنچا۔ دھرسینہ اگرچہ اس کا بڑا بھائی تھا مگر پھر بھی بہن کا شاہانہ جہیز تیار کر کے سات سو گھوڑے اور پانچ سو ٹھاکر اس کے ساتھ روانہ کر کے اس نے داہر کو لکھا کہ ماہین کو بھاٹیہ کے راجہ کے حوالے کردے اس رشتہ کے سلسلے میں سوبھن رائے کی شرط یہ ہے کہ جہیز میں اسے ایک قلعہ دیا جائے جس کا وہ مالک رہے گا [۵۴]۔

پس جب قاصد اروڑ پہنچا اور [ماہین کو رخصت کرنے میں] صرف ایک ماہ کی مدت رہ گئی تھی کہ راجہ کے کسی خاص آدمی نے ایک دن ہندوستان کے ایک حکیم جسے کہ علم نجوم میں کمال مہارت حاصل تھی، کوئی سوال پوچھا جس کے متعلق اس کا بتایا ہوا جواب بالکل ٹھیک نکلا۔ وہ آدمی [جب] راجہ داہر کے پاس آیا تو راجہ نے اس سے پوچھا "ٹھاکر آج تم کس مہم میں مشغول تھے جو دیر سے آئے ہو۔ کیا وہ کام ہماری خدمت سے بھی زیادہ مقدم تھا۔ ٹھاکر نے کہا "راجہ سلامت رہے! مجھے ایک ایسا ہی ضروری کام پیش آ گیا تھا، جس کی وجہ سے میرا دل پریشان اور متفکر ہو گیا۔ برھمنوں میں ایک نجومی ہے جو کہ بڑا عالم اور نجوم میں یکتا ہے، [وہ] حکمی نتائج بتاتا ہے اور اس کی دلیلیں تجربے کے عین مطابق ہوتی ہیں۔ [پھر اس نے اپنا معاملہ] مفصل بیان کیا اور جو واقعہ تھا وہ من و عن پیش کیا۔ اس پر داہر نے فرمایا کہ "ہمارے سفر حضر، بادشاہی کی رونق اور حکومت

Marfat.com

کے انتظام کے متعلق اس سے جا کر پوچھو"۔ اس آدمی نے اٹھ کر عرض کیا "راجہ سلامت رہے! کامیابی کے وقت راجاؤں کو حکیموں کی صحبت اور عالموں، ادیبوں اور برھمنوں کی رفاقت سے عار نہ کرنا چاھئیے۔ کیونکہ وہ ھمارے امام ھیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونے اور ان کی تعظیم بجا لانے کی کوشش کرنا لازمی جاننا چاھئیے۔ کیونکہ ان کی خوشنودی، عزت اور مرتبے کی ترقی اور عظمت و حشمت کے لئے باعث دوام ھے۔ اس کے علاوہ فال وہ بہتر ھے جو کہ صاحب واقعہ خود روبرو حاضر ہوکر [معلوم کرے] اور نجومی جواب دیں"۔

داھر کا بہن کے متعلق حکم پوچھنے کے لئے نجومی کے پاس جانا

داھر کو یہ تقریر پسند آئی [اور اس نے] ھاتھی پر پالکی باندھنے کا حکم دیا اور [پھر اس میں] بیٹھ کر نجومی کے ٹھکانے پر پہنچا۔ نجومی نے راجا [۵۵] کو دیکھ کر استقبال کیا اور کہا "راجہ سلامت رہے! کس کام سے آنا ھوا ھے"۔ داھر نے جواب دیا میرا، لشکر کی مصلحت کے متعلق سوال ھے جس کی وجہ سے آیا ھوں۔ ساتھ ھی ساتھ ملک کی بہتری، سلطنت کے قاعدے قانون اور دوسرے سارے ضروری کدموں کے لئے بھی حساب کرنا چاھئیے تاکہ کاموں کے مآل ھمیں روشن ھوسکیں کہ نتیجہ کیا ھوگا۔ نجومی نے کہا "کہ خوش قسمتی کے سارے ستارے تیرے طالع کی طرف دیکھ رہے ھیں اور

Marfat.com

تربیع (۱) یا مقابلے کے بغیر نظر کوئی بھی نحس [ستارہ] خلاف نہیں ۔ یہ قلعہ اور بادشاہی سالہا سال کے لئے تیرے واسطے مقرر اور مستحکم ہے اور اگر راجہ کو سفر کا اتفاق ہوگا تو وہ بھی مبارک اور سعید ہوگا اور اپنی مسند عظمت و بزرگی پر سلامت واپس آئے گا"۔ پھر اس نے پوچھا "ہماری بہن "مایین" کا طالع کیسا ہے"؟۔

نجومی کے ارشادات

نجومی نے کہا کہ "حساب کا زائچہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اروڑ کے قلعے سے باہر نہ جائے گی، اور اس کا رشتہ وہ راجہ طلب کرے گا جس کے قبضے میں ہندوستان کی بادشاہت ہوگی اور یہ لڑکی اس کے عقد میں آئے گی"۔

نجومی نے اسے جب یہ حقیقت وضاحت کے ساتھ بتائی تو داھر فکر میں پڑ گیا کہ یہ کیسے ہوگا ۔ [اس نے] گھر واپس آکر یہ قصہ اپنے باپ کے وزیر بدھیمن سے مفصل بیان کیا۔

وزیر بدھیمن کا راجہ داھر کو مشورہ

وزیر نے کہا کہ بادشاہی کا معاملہ بڑا نازک ہے اور مختلف ملکوں، سرحدوں، فوجوں اور نوکروں چاکروں کے شہنشاہ کے لئے اپنی سلطنت سے ناتہ توڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

---

(۱) تربیع علم نجوم کا اصطلاحی لفظ ہے جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ چار ستارے چوکور شکل میں استادہ ہوں اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں (مترجم)۔

Marfat.com

(مثال) [۵۶] کیونکہ پانچ چیزیں اپنا مقام چھوڑ کر سرسبز نہیں ہوتی ہیں۔ ۱۔ بادشاہت سے بادشاہ ۲۔ وزارت سے وزیر ۳۔ عمل سے عالم ۴۔ جسم سے بال اور دانت ۵۔ اور عورت کے پستان۔ کہ یہ چیزیں جب اپنے مقام سے ہٹ جاتی ہیں تو زیب نہیں دیتیں۔ بادشاہ سلطنت کے لئے بھائیوں اور عزیزوں کی جان لیتے ہیں ورنہ ملک بدر تو ضرور کردیتے ہیں اور اپنے مقربوں اور تعلق داروں کی بھی ملک میں حصہ داری یا مداخلت روا نہیں رکھتے۔ بادشاہ اگر بادشاہی سے کنارہ کرلے تو پھر عام آدمیوں کے برابر ہے۔ [اب] جب کہ نجومی نے یہ حکم [ظاہر] کیا ہے تو بہن کو نکاح میں لا کر اور بیوی بنا کر تخت پر بٹھانا چاہئے۔ اگرچہ [تم] اس کی صحبت سے دامن بچائے رہوگے تاہم وہ بیوی کہلائے گی اور اس طرح تیری بادشاہی تیرے پاس رہے گی"۔

اس کے بعد راجہ داہر نے ان پانچ سو لشکروں کو بلوایا جو کہ اس کے خاص آدمی اور معتقد تھے اور ان سے کہا کہ "ہر حال میں مجھے تمہاری بہادری اور سمجھداری پر اعتقاد ہے تمہارے مشورے اور نصیحت کے سوا کوئی چارہ نہیں اور سارے ملک میں میرا فرمان تمہاری قوت پر جاری ہے۔ اس وقت نجومیوں نے اس طرح نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مسمات مائین اس قلعے سے دوسری جگہ نہ جائے گی اور اس کا شوہر وہ ہوگا جس کے قبضے میں اس سلطنت کا کثیر حصہ رہے گا۔ بادشاہی میرے قبضے سے نہ جانی چاہئے۔ اس کے لئے سوچنا

Marfat.com

ہے، [کیونکہ] بادشاہی سے رشتہ توڑنا مشکل بات ہے۔ وزیر بدھیمن نے ایک مشورہ دیا ہے مگر وہ بڑا شرمناک، ناخوشگوار [۷۰] اور برھمنوں کے خاندان کے لئے باعث بدنامی ہے، اور جب یہ بری بات بادشاہان وقت اور عوام کی زبان پر آئے گی تو وہ ہمیں اپنی برادری سے خارج کردیں گے جس کی وجہ سے میرے طریقے میں خلل پیدا ہوگا۔

وزیر بدھیمن کا طلسم

وزیر بدھیمن گھر آیا اور ایک دنبے کو لا کر اس کے بالوں پر ریت اور رائی چھڑک کر شبانہ روز اس پر پانی چھڑکتا رہا یہاں تک کہ وہ پھول گیا۔ پھر اسے باھر نکال دیا۔ چھوٹے، بڑے، شہری اور دیہاتی سب اسے بڑے تعجب سے دیکھنے لگے یہاں تک کہ تین دن گذر گئے۔ اس کے بعد وہ دنبہ سارے شہر میں گھومتا رہا مگر کسی نے اس پر توجہ نہ دی اور اسے بھول گئے۔ وزیر نے کہا "اے بادشاہ! جو بھلی بری بات ہوتی ہے، وہ لوگوں کی زبان پر تین دن تک رہتی ہے اس کے بعد کوئی بھی اس کی نیکی یا بدی کو یاد نہیں کرتا۔ تم کسی طرح بادشاہی سے قطع تعلق کرلینا نہیں گوارا کرسکتے اور اپنے دل میں اس کا [قطعی] فیصلہ کرچکے ہو۔ یہ جماعت تیرے حکم سے سرتابی کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے تجھے یہ کام ضرور کرنا چاھئے"۔ پھر داھر نے ان پانچ سو ٹھاکروں سے ان کی رائے پوچھی جن کے قول پر وہ ہمیشہ اعتماد رکھتا تھا اور وہ خود بھی اس کے حکم کے گرویدہ او[ر]

Marfat.com

اس کے جملہ اقوال و افعال سے متفق رہتے تھے۔ سب نے اتفاق کیا کہ راجا کا حکم ہماری جانوں پر جاری ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بادشاہوں کی طراوت بادشاہی سے ہے اور اگر یہ سلطنت چلی جائیے تو پھر بھائی کو پہنچے یا غیر کو، [کوئی بھی فرق نہیں ہے]۔ جب اس بات پر سب متفق ہوگئے اس وقت [داہر محل میں] گیا اور جا کر اپنی بہن کے سر پر چادر ڈالی اور اسے انگوٹھی اور دوسرے زیورات پہنا کر اپنی تلوار اس کے پہلو میں رکھی۔ [اس کے بعد] تلوار سمیت باہر آیا اور اس کی چادر کے پلّو کو اپنی چادر سے باندھ کر تخت حکومت پر اسے اپنے برابر چھتری کے نیچے لا بٹھایا اور یہ بات عوام اور خواص کی زبانوں پر آکر مشہور ہوگئی۔

داہر کا دھرسینہ کے پاس تعظیم کے ساتھ خط لکھ بھیجنا

پھر داہر نے اپنے بھائی دھرسینہ کے پاس بصد تعظیم خط بھیجا جس میں مابین کے ستارے کا حال درج کیا کہ "نجومیوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ لڑکی اورڑ کی ملکہ ہوگی اور اس کا شوہر راجہ ہوگا جس کے قبضے میں یہ ملک آئے گا۔ اس وجہ سے [سب کے] مشورے سے میں نے بادشاہی کے خاطر یہ لنگ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ معذرت کی جاتی ہے کہ یہ مصلحت خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اختیار کی گئی ہے۔ معاف فرمائیں۔

Marfat.com

داہر کا خط دھرسینہ کو پہنچنا

جب یہ خط دھرسینہ کو ملا تو اس نے جواب لکھا کہ یہ بات بری تھی اور یہ فعل ناپسندیدہ۔ خواہ ضرورت سے ہو یا بااختیار، تو کسی بھی حالت میں معذور نہیں تھا۔ اگر یہ ممنوع اور ناجائز فعل [صرف] بادشاہی کے لئے جائز سمجھا ہے، تاکہ تیری دنیاوی بادشاہت قایم رہے [تو] تیرے لئے کوئی چارہ نہیں۔ لیکن اگر شیطانی وسوسے کی وجہ سے [تونے] اس باب کو شروع کیا ہے [تو پھر] تجھے [فوراً] باز آنا، توبہ کرنا اور پشیمان ہونا چاہئے۔ تاکہ تو ہمارے دین سے خارج نہ ہوجائے اور ہمیں تجھ سے بیعت نہ توڑنی پڑے، اور اگر تو ان نصیحتوں پر بھی ان نامعقولیت سے باز نہ آئے گا تو باز پرس کا [۹۰] سزاوار ہوگا جس کی وجہ سے تجھے تکلیف پہنچے گی اور تجھے تیرے ناپسندیدہ کاموں کی جو بھی سزا ملے اسے تجھ کو اپنے ہی طرف سے سمجھنا چاہئے"۔ پس جب دھرسینہ کا خط داہر کو ملا تو [اس نے] دل میں اپنے بھائی دھرسینہ کے پاس جانے کا خیال کرکے وزیر سے مشورہ کیا کہ کیا میں "برھمن آباد جاؤں، تیرے نزدیک کیا مناسب ہے"؟۔

وزیر بدھیمن کا داہر کو روکنا

وزیر بدھیمن نے کہا "راجہ سلامت رہے! یہ واقعے قلقم کرنے میں آپ نے بڑی غلطی کی ہے جس کی کسی بھی تدبیر سے تلافی نہ ہوسکے گی اور جس کے نتیجے کو جس طرح بھی روکنا

Marfat.com

جائے گا وہ [بالآخر] جان کی ہلاکت کا سبب ہوگا ۔ اگر آپ بھائی کے سامنے ہوناہی چاہتے ہیں تو پھر [آپ کو اپنی] زندگی سے ہاتھ دھولینا چاہئے اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کا بھائی آپ کی مخالفت نہ کرے گا تو یہ ایک بڑا محال [امر] ہے، جسے آپ نے دل میں جگہ دی ہے، کیونکہ ملک، زمین اور زن کے معاملے میں شرکت اور حصہ داری نہیں ہوسکتی بلکہ [اس میں] جان کا خطرہ اس حد تک ہوتا ہے کہ بیٹا باپ پر اور باپ بیٹے پر اعتماد نہیں کرتا ۔ اگر آپ اس بات کا مصمم ارادہ کرچکے ہیں تو پھر [آپ کو] اپنی زندگی سے ہاتھ دھولینے چاہیں ۔ لیکن مجھے یہ کسی طرح بھی بہتر نہیں نظر آتا"۔ داہر نے کہا کہ "پھر ہماری بھلائی کس [بات] میں ہے"؟۔ وہ بولا "آپ کی بہتری اس بات میں ہے کہ آپ اپنے بھائی کے ساتھ ملنے جلنے اور بیٹھنے اٹھنے سے احتراز کریں، قلعہ بندی کو لازمی جانیں اور جیسا بھی نجومی [اور] ساحر کہیں اس پر عمل کریں اور ان کی نصیحتوں کے تابع رہیں ورنہ اس سلسلے میں کوئی دوسرا حیلہ کارگر نہ ہوگا۔

[چنانچہ] داہر اس مشورے پر مضبوطی سے جم گیا [۶۰] اور قلعہ بند ہوکر غلے، چارہ اور لکڑیوں وغیرہ کی فکر کرنے لگا اور ان کا ذخیرہ کرلیا اس کے علاوہ مزید سامان جنگ اور ہتھیار وغیرہ فراہم کرکے مستعد اور منتظر بیٹھ گیا ۔

داہر کا دھرسینہ کو خط بھیجنا

اس کے بعد داہر نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ

Marfat.com

دھر سینہ کے پاس ایک خط لکھا کہ اگرچہ مایین کو تمہارے باپ سے نسبت ہے لیکن [اصل میں] وہ جتوں کی بیٹی ہے (۱) جو کہ سرکش اور جرائم پیشہ ہیں۔ خصوصاً جتوں کی عورتیں۔ اگر حقایق پر غور کروگے تو [تمھیں معلوم ہوگا کہ] وہ [ھرگز] اعتماد اور بھروسے کے لایق نہیں ھیں اور امانت و پرھیزگاری سے [کوسوں] دور ھیں۔ [چنانچہ] ہندی میں مثل مشہور ہے کہ "جس نے بھی بھیڑ کی ٹانگ پکڑلی اس نے اسے دوہ لیا اور جس نے بھی جتنی عورت کا ھاتھ پکڑلیا، وہ اس پر سوار ھوا"۔ [بھر حال] چونکہ (مایین کا) مزاج اجنبی ہے اس لئے اس سے نکاح جائز تھا۔ [اب تم] یہ نصیحتیں کرنا چھوڑدو [لیکن] اگر تمھیں اس بارے میں [اب بھی] کوئی شک و شبہ ھو تو میں سخت قسم کھاکر عہد واثق کرتا ھوں کہ ھر حالت میں میں تمھارا فرمانبردار رھوں گا۔ اروڑ کے قلعے میں، میں تمھارے ایک گورنر کی حیثیت سے ھوں نہ [کبھی میں] تمھاری مخالفت کروں گا اور نہ [کبھی تم سے] مقابلہ کروں گا۔ زیادہ ادب۔

دھر سینہ کا داھر کو گرفت میں لانے کے لئے اروڑ جانا

جب داھر کا [یہ] خط اس کے بھائی دھر سینہ کو ملا

---

(۱) داھر کی یہ تاویل عجیب ہے کیونکہ اس سے پیشتر ص ۲۵ پر بیان کیا گیا ھے کہ رانی سونھن دیوی کے بطن سے دو بیٹے داھر اور دھر سینہ، اور ایک بیٹی مایین پیدا ھوئی تھی۔ (مترجم)

Marfat.com

اور اس نے محسوس کیا کہ داھر نے خود کو اس مکاری سے اپنے خوش کر کے، آنے سے انکار کیا ہے اور بھائی کی نصیحت نے اس پر کوئی [خاطر خواہ] اثر نہیں کیا تب اس نے سامان اور سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور [۹۱] پھر نیک ساعت دیکھ کر عجلت کے ساتھ روانہ ھوا۔ کتنے ھی دنوں [وہ] خطرناک بیابانوں اور نالوں میں سفر کرتا رھا۔ ھر منزل پر وہ کنویں کھدوا کر اپنی مشکیں اور دوسرے برتن پانی سے لبریز رکھتا تاکہ لشکر سیراب رہے اور پیاسا نہ مرے۔ اس طرح کافی دن انھوں نے راہ میں گذارے اور صبر اور نرمی سے کام لیتے رہے۔ [اپنی اس روش سے در اصل] انھوں نے داھر کو فریب دینا چاھا اور حکمت و ترکیب کو کام میں لاکر اسے اپنے قابو میں لانا چاھا۔ [چنانچہ] وہ جاسوس بھیج کر راستوں اور شکارگاھوں کی نگرانی کراتا رھا تاکہ وہ کہیں نکل نہ جائے۔

[اس طرف] داھر [اگرچہ بظاھر] سارے دن خود کو عیش و عشرت میں مشغول رکھتا تھا [لیکن در پردہ] وہ راستوں اور شکارگاھوں میں جاسوس بھیج کر خبریں حاصل کرتا رھتا تھا اور اس نے معتمد فوجی سرداروں کو پورے ھتھیاروں سے لیس کر کے چاروں طرف مامور کردیا تھا۔ [اس کے علاوہ] قلعے کے چاروں دروازوں پر ایماندار اور قابل اعتماد چوکیدار بھی بٹھائے تھے تاکہ وہ سختی کے ساتھ قلعے کے دروازوں کی حفاظت کریں اور چوکنا رھیں۔

[دوسری طرف] دھرسینہ یہ خیال کرتا رھا کہ داھر شاید

Marfat.com

اپنے کئے پر پشیمان ہوا ہے [چنانچہ] جب وہ تین دن کی مسافت پر آکر ٹھہرا تو اس کے جاسوسوں نے اسے آکر خبر دی کہ داہر بن چچ اور اس کا لشکر سارا دن عیش و عشرت اور لہو و لعب میں مشغول رہتا ہے اور دھرسینہ کی جانب سے انہیں کوئی بھی خدشہ نہیں ہے۔

دھرسینہ کی داہر کو قابو میں لانے کی کوشش کرنا

[یہ خبر سن کر] دھرسینہ کو طمع ہوئی کہ جب وہ غافل ہے تو شاید یہ قلعہ [آسانی سے] ہتھے چڑھ جائے گا۔ چنانچہ اس نے کوشش کی اور یلغار کرتے ہوئے ایک دن اور رات میں بیس فرسنگ کی مسافت طے کرکے صبح کے وقت [۶۲] اروڑ [جا] پہنچا۔ داہر اس وقت شکار پر جانے کے لئے تیار تھا۔ گھوڑا اس کے سامنے لایا گیا اسی وقت اچانک ایک سوار ظاہر ہوا جس کے ارد گرد اور بھی سوار تھے۔ [ان] سواروں کے قلعے کے دروازے پر پہنچتے ہی دروازے بند کردئے گئے اور لوگ ہتھیار لے کر فصیلوں پر چڑھ گئے۔ اس طرف دھرسینہ [بھی] قلعے کے دروازے پر آ کھڑا ہوا، اور دربان سے کہا کہ دروازہ کھولو، تاکہ میں اندر آؤں، لیکن قلعے والوں نے دروازہ نہ کھولا، اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ دھرسینہ نے داہر کے پاس پیغام بھیجا کہ "میں لڑائی جھگڑے کے لئے نہیں آیا [بلکہ] یہ قلعہ میرے باپ کی تختگاہ تھا اور اس سے مجھے ورثے میں ملا ہے اور تجھے میرے ہاتھ سے حکومت ملی ہے۔ بادشاہی میری ہے اور میری طرف سے تو اس کا گورنر ہو۔

Marfat.com

ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں ہوا کرتے [اس لئے] تجھے اس بادشاہت سے دستبردار ہو کر قلعہ میرے معتمدوں کے حوالے کردینا چاہئیے"۔ داہر نے کہلا بھیجا کہ "تم قریب نہ آؤ اور باہر جا کر خیمہ زن ہو اور اپنے بھروسے کے آدمی بھیجو تا کہ مجھے اعتماد ہو اور میں باہر نکل کر قلعہ تمہارے حوالے کردوں"۔ دھرسینہ نے جب دیکھا کہ وہ مقابلے کے لئے تیار ہے اور یہ حیلہ کارگر نہیں ہوا تو مہران کے پار جا کر اس نے پڑاؤ ڈالا اور پھر داہر کو گرفتار کرنے کی فکریں کرتا اور دل میں منصوبے تیار کرتا رہا۔ پہلے تو اس سے صلح اور نرمی اختیار کر کے برادری اور قرابت [ظاہر کر کے] تواضع کرتا رہا۔ [اس خیال سے کہ] شاید قلعے سے باہر نکل آئے اور دوسری طرف اروڑ کے سربراہوں اور سرداروں کے پاس آدمی بھیجتا رہا کہ شاید [ان کے ذریعے] وہ اس کی بیعت کرلے [لیکن کچھ بھی] حاصل نہ ہوا۔

داہر کا وزیر سے مشورہ کرنا

پھر داہر نے بدھیمن وزیر کو بلا کر کہا کہ "دھرسینہ خط و کتابت میں اتنی [۶۳] نرمی اور انکسار بجا لاتا ہے کہ مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں باہر جا کر اپنے بزرگ بھائی کی رضامندی حاصل کروں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ مجھ سے دغا نہیں کرے گا"۔ بدھیمن وزیر نے کہا "اے راجہ! اس کے قول پر اعتماد نہ کرنا چاہئیے اور اس مکر و فریب میں آ کر اس کا کہنا نہ کرنا چاہئیے۔ کیونکہ بادشاہوں کے پاس بہت سے حیلے ہوتے ہیں اور اقرار و قسم تو ان کے فریب کے وہ پھندے

Marfat.com

ہیں کہ جن سے وہ دشمن کو دام میں پھانستے ہیں اور اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی تواضع کے ساتھ وعدے کرتے ہیں تاکہ ان کی غرض حاصل ہو۔ اور "بادشاہی آداب میں تو کہا گیا ہے کہ دشمن پر مکر اور حیلے سے قابو حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کے ذریعے سے کام نکالنا چاہیے، اور جو مصیبت کے پھندے میں گرفتار ہوگا، کوئی حیلہ اس کے کام نہ آئے گا۔ مکر و دغا تو صرف بادشاہوں کے انتقام لینے کے لئے بنے ہیں۔ اس وجہ سے میں ڈرتا ہوں کہ [مبادا] دھرسینہ کے ہاتھوں آپ کو کوئی تکلیف پہنچے یا آپ مکر کے دام میں پھنس کر فریب کے پنجرے میں گرفتار ہوں، جس سے چھٹکارا حاصل کرنا آپ کے لئے مشکل ہو جائے۔
داہر نے کہا کہ "اگرچہ یہ خوف بجا ہے اور [اس سے] بےفکر نہیں ہوا جاسکتا، تاہم وہ میرا حقیقی بھائی ہے اور میں اس سے بھاگ نہیں سکتا چنانچہ [اس نے] جو فرمایا ہے میں اس سے گریز نہیں کرسکتا [اس لئے] میں اس کی خدمت میں حاضر ہوں گا [بشرطیکہ] مجھے یہ اعتماد ہوجائے کہ میں مامون لوٹ آؤں گا"۔ اس پر راجہ دھرسینہ نے پختہ اقرار کے ساتھ قسم نامہ لکھا اور کہا کہ "میں تمہارے اعتماد کی خاطر تنہا آؤں گا اور تم لشکر سمیت باہر آنا تاکہ میں تمہیں دیکھوں۔
اس وعدے پر دونوں نے متفق ہوکر وقت مقرر کیا۔ دوسرے دن جب آسمان کے سورج نے مشرق کے افق سے اپنا جلوہ دکھایا اور دنیا نے سرمئی چادر اپنے سر سے اتاری تو دھرسینہ ہاتھی پر سوار ہوکر اروڑ کے غربی دروازے پر آیا۔ قلعہ دار

Marfat.com

نے داھر کے پاس معتبر آدمی بھیج کر اطلاع دی کہ دھرسینہ قلعے کے دروازے پر آگیا ہے [اس بارے میں اب] کیا حکم ہے؟ [تب] داھر نے فرمایا کہ "دروازہ کھول کر اسے تنہا اندر لاؤ"۔ [پھر] دھرسینہ کو اندر لے جایا گیا۔ داھر نے بدھیمن وزیر کو بلا کر کہا کہ "دھرسینہ قلعے میں آگیا ہے اور اب چونکہ وہ [آگیا] ہے تو مجھے اس کی پیشوائی کے لئے ضرور اس کی طرف جانا چاہئے اور اگر وہ باہر چلنے کے لئے [مجھے] حکم دے گا تب بھی میں حکم عدولی نہ کروں گا۔ اس بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟" وزیر نے کہا کہ آپ کو اس کے قول پر اعتماد زیب نہیں دیتا۔ اس کے لشکر کی زبانی جو کچھ سننے میں آیا ہے [اس سے معلوم ہوتا ہے کہ] وہ دھوکہ دینے کی فکر کر رہا ہے۔ اول تو اس کو قلعے میں لانا مصلحت کے خلاف تھا مگر اب جب کہ وہ آگیا ہے اور وہ تنہا ہے تو میں اس کے قتل کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتا جب تک آپ کے درمیان قابل اعتماد و اطمینان عہدنامہ نہ ہوجائے اس وقت تک اسے قید رکھئے۔ دوسری صورت میں یہ سلطنت آپ کی مرضی کے مطابق [نہ] چلے گی۔ میری یہ نصیحت ذہن نشین کرلیجئے کیونکہ آپ کی رائے درست نہیں ہے"۔

[دھرسینہ کا ھاتھی پر بیٹھ کر اروڑ کے قلعے میں آنا

آخر کار داھر نے وزیر کا یہ مشورہ [نہ مانا] اور دھرسینہ ھاتھی پر سوار ہوکر اس کے محل کے دروازے تک آگیا۔

Marfat.com

داھر پا پیادہ اس کے استقبال کے لئے دوڑا اور خدمت بجا لا کر کہنے لگا کہ "محل میں اندر آؤ"۔ دھر سینہ نے جواب دیا کہ "میں نہ آترون گا" بلکہ "تم ہی ھاتھی پر سوار ھوجاؤ۔ تا کہ باھر چلیں اور کچھ دیر بیٹھ کر ایک دوسرے سے دکھ سکھ کی باتیں کریں تا کہ عوام و خواص کو یہ معلوم ھوجائے کہ ھمارے درمیان صلح ھوگئی ھے اور اب کوئی اختلاف یا تنازعہ باقی نہیں ھے۔ [یہ اس لئے اور بھی ضروری ھے کہ پھر] کوئی بھی دشمن اور چغل خور ھمارے درمیان نہ آ سکے، یہ بات ساری دنیا میں مشہور ھوجائے اور [اس طرح] ھمارے دشمن سرنگوں اور شرمندہ ھوں اور دوستوں کی مسرتوں میں اضافہ ھو۔ اس ملاقات اور گفت و شنید کے بعد تم بخیر و عافیت [۶۵] اپنی جگہ واپس آجانا"۔

داھر نے [تو] اس کا یہ حکم بسر و چشم قبول کیا [لیکن] دوسری طرف وزیر بدھمین کفِ افسوس ملتا ھوا اس مکر کے نتیجے کے متعلق فکرمند ھوگیا۔

[پھر] دھر سینہ نے فیلبان کو حکم دیا کہ ھاتھی آگے بڑھا تا کہ داھر سوار ھو [چنانچہ فیلبان نے تعمیل کی اور] داھر ھاتھی پر اس کے برابر بیٹھ گیا۔ [فیلبان] نے ھاتھی کو ھنکایا اور دونوں روانہ ھوگئے۔ وزیر بدھیمن گھوڑے پر سوار ھوکر ان کے پہلو میں چل رھا تھا۔ [یہاں تک کہ وہ] آخر کار دروازے کے قریب آ پہنچے۔ یہاں پہنچ کر داھر پشیمان اور خوف زدہ ھوا اور وزیر بدھیمن کی طرف منہ اٹھا کر

Marfat.com

بولا کہ "[اب] میرے لئے تمھاری کیا رائے ہے؟ کیونکہ باہر جانا مجھے بہتر نظر نہیں آتا"۔ وزیر نے جواب دیا کہ "رائے کو تو آپ نے مرائے ہی میں چھوڑ دیا (۱) یعنی گدھا تو قسطنطنیہ میں گنوایا ہے اور قنوج میں ڈھونڈ رہے ہو"۔[داہر نے پھر کہا کہ] آخر کچھ تو بتاؤ کہ [اس وقت] میرے لئے کیا تدبیر ہے؟ کیونکہ میرا جانے کو دل نہیں چاہتا۔ وزیر نے کہا کہ "اس کے سوا دوسری کوئی تدبیر نہیں ہے کہ جب ہاتھی دروازے کے قریب پہنچے تو دروازے کے سردرے (۲) کو پکڑ کر اب اس وقت تک لٹکتے رہیں کہ جس وقت تک ہاتھی باہر نکل جائے۔ پھر ہم دروازہ بند کرکے آپ کو نیچے آتار لیں گے"۔ داہر کو یہ مشورہ پسند آیا۔ [چنانچہ] جب دروازے پر پہنچا اور ہاتھی کا اگلا دھڑ دروازے کے باہر ہوا تو وہ سردرے میں چمٹ کر ہاتھی کی پشت سے جدا ہوگیا۔ ہاتھی کے باہر نکلتے ہی بدھیمن نے قلعہ کا دروازہ بند کرادیا اور آہستہ آہستہ داہر کو نیچے آتار لیا۔ [باہر نکل کر] جب دھر سینہ نے پشت کی طرف دیکھا اور داہر کو نہ پایا اور قلعے کے دروازے کو بند پایا تو اسے بڑا دکھ ہوا [اور اس صدمے سے] نڈھال ہوکر وہ اپنی چھاونی میں آیا۔ ہاتھی سے

---

(۱) یعنی مشورہ کو تو گھر سے نکل کر ہی ٹھکرادیا ہے۔

(۲) اصل متن یہ ہے "دست در پیشانی در زن" ہمارے خیال میں پیشانی سے یہاں مراد دروازے کی بالائی چوکھٹ یا سردرا ہے۔
(مترجم)

Marfat.com

آتوتے ھی [۶۶] [اس پر] گرمی کا اثر ھوا [اور] ذوشر سے اُن کے جسم پر چھالے نکل آئے اور آخر وہ چھوتھے دن وفات پاگیا اور اپنی جان ملک الموت کے سپرد کی۔ [اس حادثے سے] اس کا لشکر فکرمند اور پریشان ھوگیا۔

داھر کو دھرسینہ کی موت کی خبر ملنا

داھر کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کے لئے اس نے باھر جانا چاھا [لیکن اس پر] وزیر بدھیمن نے کہا کہ "راجہ سلامت رھے! آپ کو عجلت نہ کرنی چاھئے [کیونکہ اکثر] راجہ اس قسم کا مکر کرتے ھیں اور خود کو مُردہ ظاھر کرتے ھیں [ھوسکتا ھے کہ] جب آپ اس کے کریا کرم کے لئے جائیں تو وہ دغا کرے اور آپ مصیبت میں گرفتار ھوجائیں [اس لئے] آپ کو توقف کرنا چاھئے [کیونکہ] اس وقت افسوس اور پشیمانی سے کوئی فائدہ نہ ھوگا۔ [لوگ] مثال دیتے ھیں کہ لومڑی جب دوڑ دھوپ سے عاجز ھوجاتی ھے تو وہ مُردہ بن کر پڑہ رھتی ھے پھر جب مُردہ خور پرند چاروں طرف سے آکر اس کے ارد گرد اکٹھے ھوتے ھیں تب وہ [اچانک] جست کرکے انھیں پکڑ کر کھاجاتی ھے۔ چنانچہ بادشاہ کو دشمن کی جانب سے بے فکر نہ ھونا چاھئے [اور پہلے] کسی معتمد کو بھیج کر [صحیح] حال معلوم کرنا چاھئیے تاکہ یہ راز عیاں ھوجائے"۔

[اس مشورے کے مطابق ایک جاسوس دھرسینہ کے لشکر گاہ کی طرف بھیجا گیا] اس جاسوس نے [دور سے دھرسینہ کے

Marfat.com

امیروں اور سرداروں کو سوگوار اور عزاداری کے رسموں میں مشغول دیکھا۔ [اس نے] آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کہ "مجھے راجہ داھر نے دھرسینہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا ھے [مگر] میں تمھیں سوگوار دیکھتا ھوں [بتاؤ] کیا معاملہ ھے"۔ [یہ سن کر] ان معزز آدمیوں میں سے دو افراد اٹھے اور اسے دھرسینہ [کی لاش] کے پاس لے گئے [جہاں اس کی موت کی تصدیق ھونے پر وہ تعزیت بجا لایا۔ پھر اس خبر کی مزید تصدیق کے لئے ان لوگوں نے اس قاصد کو دھرسینہ کی انگشتری دے کر فوراً واپس کیا۔

قاصد نے جب یہ خبر داھر کو پہنچائی اور دھرسینہ کی انگشتری اس کے حوالے کی تو وہ بغیر کسی خدشے اور تاخیر کے اپنے سارے امیروں اور سرداروں کے ساتھ فوراً باھر آیا اور دریائے مہران کو عبور کرکے لشکرگاہ میں جاپہنچا اور پھر بھائی کے خیمے میں داخل ھوکر [اس کی میّت] دیکھتے ھی اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر سے پگڑی پھینک کر نوحہ و ماتم شروع کردیا۔

دھرسینہ کی لاش کو جلانا

پھر داھر نے صندل کی لکڑیاں فراھم کرنے کا حکم دیا اور دھرسینہ کی لاش کو جلاکر کریا کرم کی رسومات ادا کیں۔ پھر دوسرے دن بھائی کے خزانے پر قبضہ کرکے اس کے لشکر اور ملازموں کو اپنا مطیع و فرمان بردار بنایا اور ایک ماہ تک اروڑ میں قیام کرنے کے بعد اس کی بیوی کو جو کہ

Marfat.com

لوھانہ کے حاکم اگھم (۱) کی بیٹی تھی، اپنے نکاح میں لایا ۔ اس کے بعد برھمن آباد کے قلعے میں جاکر کچھ عرصہ وھاں رھا ۔ راجہ دھرسینہ کی عمر تیس سال تھی (۲) ۔

داھر کا برھمن آباد کے قلعے کی طرف جانا

داھر برھمن آباد کے قلعے میں ایک سال تک رھا اس عرصے میں قرب و جوار کے سب لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔ اس نے دھرسینہ کے بیٹے چچ کو بلا کر اس سے بیعت لی اور خود سیوستان کے قلعے کی طرف روانہ ھوا اور وھاں سے پھر راوڑ کے قلعے میں آیا ۔ اس قلعے کی بنیاد اس کے باپ چچ نے رکھی تھی اور اس کے تیار ھونے سے پہلے وفات پا گیا تھا ۔ داھر نے وھاں ٹھہر کر اس کی تعمیر مکمل کرائی (۳)۔ [ھرسال]

---

(۱) اصل عبارت "دختر اگھم لوھانہ" میں ترکیب اضافت شامل ھے، چنانچہ "اگھم لوھانہ" یا "لوھانہ کا اگھم" کے دو معنے ھوسکتے ھیں یعنی ایک "لوھانہ کا بیٹا اگھم" اور دوسرا "لوھانہ کا حاکم اگھم"۔ اس سے پہلے ص (۰-۴-۱-۴) پر بیان کردہ حقیقت اور تاریخی تسلسل کے لحاظ سے ھم نے ثانی الذکر معنی کو ترجیح دی ھے (ن-ب)۔

(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ھے "ملک دھرسینہ سی سال بود" جس کا لفظی ترجمہ یہ ھوگا کہ "دھرسینہ کی بادشاھت تیس سال تھی" لیکن چونکہ یہ صحیح نہ ھوگا اس لئے ھم نے یہ ترجمہ نسخہ (پ) کی عبارت کے مطابق کیا ھے جو یوں ھے کہ "ملک دھرسینہ سی سال بود" اور یہی زیادہ قرین قیاس ھے (ن-ب)۔

(۳) مصنف پہلے صفحہ ۵۴ میں کہہ چکا ھے کہ راوڑ کے قلعے کو دھرسینہ نے مکمل کرایا۔ مگر یہاں کہتا ھے کہ دھرسینہ کی وفات کے بعد اسی قلعہ کو داھر نے پورا کرایا۔ ممکن ھے کہ داھر (دیکھئے حاشیہ صفحہ ۹۱)

Marfat.com

وہ گرمی کے چار ماہ [٦٨] راوڑ میں ٹھہرتا تھا کیونکہ وہ خوشگوار جگہ تھی ۔ اس کی ہوا موافق اور پانی میٹھا تھا ۔ پھر سردیوں کے چار ماہ برھمن آباد میں گذارتا تھا اور بہار کے چار ماہ اروڑ میں رھتا تھا ۔ اس طرح آٹھ سال گذر گئے اور اس کی مملکت اور بادشاھت اس عروج پر جا پہنچی کہ اس کی سلطنت کی شہرت دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی اور اس کی حکومت کے خیمے کی طنابیں سندھ اور ھندوستان کے ممالک میں استحکام پذیر ھوئیں اور آس پاس کے شہنشاھوں [کو عموماً] اور رمل کے راجہ کو [خصوصاً] اس کی دولت و حشمت [مال و فیل] کا حال معلوم ھوا ۔

رمل کے بادشاہ کا چچ سے جنگ کرنے کے لئے آنا

رمل کا بادشاہ ایک بڑا لشکر جرار اور مست ھاتھی و سوار اور بہادر پیادے ساتھ لے کر [داھر سے] جنگ کرنے کے لئے روانہ ھوا اور بدھیہ کے جانب سے اروڑ(۱) کے نواح میں آ پہنچا اور اس کے بہت سے علاقے اپنے قبضے میں لا کر وھاں سے دریا پار کر کے اروڑ پر حملہ آور ھوا ۔ جب رمل کے بادشاہ [کے آنے] کی اطلاع داھر کو ملی تو اس نے وزیر بدھیمن کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰)

لے اس قلعے کی عمارت میں کوئی جلت یا ترمیم کی ھو یا کسی ایسے حصے کو مکمل کرایا ھو کہ جسے دھرسینہ نے غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا ھو ۔ (مترجم)

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس جگہ "راؤڑ" یعنی "راوڑ" دیا گیا ھے جو کہ آئندہ کے تسلسل کے اعتبار سے صحیح نہیں ھے (ن-ب)۔

Marfat.com

بلا کر کہا کہ "زبردست دشمن ہمارے ملک کی سرحدوں میں در آیا ہے [بتاؤ کہ اب کیا کیا جائے]"۔ بدھیمن وزیر نے عرض کیا "راجہ سلامت رہے! اگر قوت اور دبدبے کے ساتھ جنگ میں آپ اس کا مقابلہ کرسکتے ہیں تو لڑائی کی تیاری کر کے اس کا مقابلہ کیجئے اور اپنے نام و ننگ کی خاطر تلوار سے دشمن کو دفع کیجئے [تاکہ] آپ کا ملک بدستور آپ کے قبضے میں رہے۔ ورنہ [دوسری صورت میں] صلح اور اطاعت کے ساتھ اس کی بیعت کرنی چاہئے اور اگر مال دینا پڑے تو راجہ خزینے اور دفینے [۶۹] ایسے ہی وقت کے لئے جمع کر کے دفن کرتے ہیں چنانچہ مال کی مدد سے لشکر تیار کر کے دشمن کا مقابلہ کیجئے اور ملک کی خاطر نام اور نیکی پر جان قربان کردیجئے دوسری صورت میں مال [دے کر] دشمن کو دفع کیجئے۔ کیونکہ مال کی وجہ سے مرد کا ہر دنیاوی کاروبار سرسبز رہتا ہے اور ہر دشمن کو اس کے ذریعے دفع کیا جاسکتا ہے۔ اور آخرت کا سامان بھی اس کی مدد سے درست کیا جاسکتا ہے"۔ داھر نے کہا کہ میرے نزدیک دوسرے کی خدمت میں ذلت کے ساتھ سر جھکانے سے موت زیادہ پیاری ہے اور یہ ذلت میں برداشت نہ کرسکوں گا۔

عرب محمد علافی کا رمل کے بادشاہ سے جنگ کرنے کے لئے جانا

بنی سام میں سے ایک علافی عرب مرد جس نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو جنگ سے بھاگ جانے کی وجہ سے قتل کیا تھا

Marfat.com

اور [انتقام کے خوف سے] فرار ہوکر داھر سے آملا تھا اور پانچ سؤ عربوں کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کی تھی [وہ اس وقت "اروڑ" میں موجود تھا]۔ بدھیمن وزیر نے [داھر سے] کہا کہ جنگ کا طریقہ جیسا کہ عرب جانتے ھیں کوئی نہیں جانتا، اس لئے علافی کو بلاکر اس سے مشورہ کیجئے تاکہ وہ رھبری کرے"۔ داھر ھاتھی پر چڑھ کر اس کے پاس گیا اور جاکر کہا "اے عرب کے سردار! میں تجھ سے جو رعایتیں کرتا ھوں اور تجھے پیار کرتا ھوں تو اس لئے کہ ایسے وقت میں تو ھماری مدد کرے۔ اس وقت ایک زبردست دشمن [ھمارے مقابلے پر آیا ھے اس موقع پر]۔ تیری عقل صحیح کیا کہتی ھے مجھے بتا اور تو جو کچھ جانتا یا کرسکتا ھے وہ بھی بیان کر"۔ علافی نے کہا کہ "راجہ کو اس معاملے میں تسلی رکھنی چاھئے اور کسی اندیشہ [۷۰] کو اپنے دل میں جگہ نہ دینی چاھئے"۔ کیوں کہ میری موزوں تدبیر اس کے لئے کافی ھے۔ اپنے لشکر کے قلب کے خاص اور منتخب سوار میرے حوالے کیجئے۔ تاکہ میں ایک مرتبہ اُن کے چاروں طرف چکر لگا کر اُن کی ھوشیاری، ھمت [اور طریق جنگ] کا جائزہ لوں اور [اس طرف] تین میل کے فاصلے پر آپ خندق کھود کر [فوج سمیت] مستعد رھئے۔ داھر کو یہ تجویز پسند آئی اور وہ وھاں ٹھہر گیا۔ علافی نے دشمن کے چاروں طرف چکر لگا کر معلوم کیا کہ رات کے وقت وہ بالکل بےپروا رھتے ھیں، کوئی خوف محسوس نہیں کرتے اور نہ کسی پہرہ چوکی کا انتظام رکھتے ھیں۔ [چنانچہ اس حال سے باخبر

Marfat.com

ہو کر] علافی نے پانچ سو عرب اور ہندوستانی بہادر ساتھ لے کر ان پر شب خون مارا اور چاروں طرف سے نعرے لگاتے ہوئے رمل کے لشکر پر ٹوٹ پڑے جس کی وجہ سے ان میں دہشت اور سراسیمگی پھیل گئی اور وہ [آپس ہی میں[ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ [چنانچہ] قتل ہوجانے والوں کے علاوہ ان میں سے اسّی ہزار جنگجو سپاہی اور پچاس ہاتھی گرفتار ہوئے۔ گھوڑے اور ہتھیار تو اس کثرت سے ہاتھ آئے کہ ان کا شمار ہی مشکل تھا۔ جب دن ہوا تو [داہر نے] قیدیوں کو بلا کر قتل کرنے کا ارادہ کیا [لیکن اس پر] وزیر نے کہا کہ "خدا نے آپ کو فتح عطا کی ہے۔ اس کا احسان تسلیم کیجئے اور شکر بجا لائیے۔ جب بادشاہوں اور بزرگوں کو فتح حاصل ہو تو یہ لازم ہے کہ دشمنوں کی طرف کے جو امیر اور سردار ان کے ہاتھوں گرفتار ہوں، انہیں معافی عطا کریں۔ بہترین تدبیر آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ قیدیوں کی جان بخشی فرما کر انہیں آزاد کریں۔ [وزیر کے] اس مشورے پر راجہ داہر نے قیدیوں کو آزاد کردیا اور اس کے مشورے کو مبارک سمجھ کر فرمایا "اے نیک صلاح دینے والے وزیر اور مبارک مشیر! جو مانگنا ہو مجھ سے طلب کر"۔ وزیر نے عرض کیا "میری کوئی اولاد نہیں [۸۱] جیسے کہ جس سے میرا نام دنیا میں زندہ رہے [چنانچہ] آپ حکم دیں کہ آپ کے دارالضرب میں چاندی کے جو سکے ڈھالے جاتے ہیں اور بادشاہ کے نام کا شرف حاصل کرتے ہیں ان کے دونوں جانب بندے کا نام [بھی] منقوش کیا جائے تاکہ

Marfat.com

راجہ کے چاندی کے سکوں کے طفیل بندے کا نام باقی رہے اور ہند و سندھ کی حکومت کے قایم رہنے تک اس کی یاد نہ مٹ سکے"۔ راجہ داھر کے حکم سے جیسا کہ وزیر نے عرض کیا تھا، سکے تیار کئے گئے۔

اس طرح راجہ داھر کے قدم مضبوط ہوئے اور اس نے اتنی قوت اور شوکت حاصل کی کہ [آخر میں] دارالخلافہ [اسلامیہ] کا مال لوٹ کر تمرد اور سرکشی دکھائی۔

خلفاء راشدین سے ولید کے عہد تک کی تاریخ

ان خبروں کے راویوں اور ان روایتوں کے جاننے والوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ہند اور سندھ کے شہروں میں لشکر اسلام کی پہلی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پندرہ سال بعد امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ [حضرت عمر رض نے] پہلے عثمان بن ابی العاص ثقفی کو بحرین بھیجا۔ وہ لشکر لے کر عمان روانہ ہوئے اور مغیرہ بن ابی العاص کی سرداری میں دریا کی راہ سے بحری بیڑہ بحرین بھیجا تا کہ وہ اس راستے سے دیبل روانہ ہوں۔ اس وقت سندھ کا راجہ چچ بن سیلائج تھا اور اس کی حکومت کو ۳۵ سال گذر چکے تھے۔ دیبل کے باشندے تاجر تھے۔ [۲۷] راجہ چچ بن سیلائج کی جانب سے سامہ بن دیوائج یہاں کا حاکم تھا۔ جب [اسلامی] لشکر دیبل پہنچا تو اس نے قلعے سے باہر نکل کر جنگ کی۔ ثقفین میں سے ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے

Marfat.com

سامنے ہوئے تب مغیرہ بن ابی العاص تلوار کھینچ کر اور بسم اللہ و فی سبیل اللہ (اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں) کہتے ہوئے [جنگ کرتے] شہید ہوگئے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم تو جنگ کر رہے تھے تمھیں یہ خبر کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے جواب دیا کہ ہاتھوں سے جنگ کر رہا تھا اور دل اور کانوں سے یہ حال سن رہا تھا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت [کے زمانے] میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ عراق پر مقرر ہوئے تھے جنھوں نے ربیع بن زیاد حارثی کو اپنے آدمیوں کے ساتھ مکران اور کرمان میں مقرر کیا تھا۔ انھیں دنوں دارالخلافہ سے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا گیا کہ ہند، کرمان اور عراق کے حالات سے با خبر کرو۔ [چنانچہ] جب [انھیں] ابو العاص کے بیٹے [مغیرہ بن ابی العاص] کا حال معلوم ہوا [اور یہ بھی معلوم ہوا کہ] ہند اور سندھ میں ایک ایسے راجہ کا ظہور ہوا ہے کہ جو سرکشی اور لاپرواہی کرتا ہے اور دل میں نافرمانی کے بیج بوئے ہوئے ہے۔ تو ابو موسیٰ اشعری نے یہ حال امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ بھیجا۔ [آپ نے] انھیں ہند سے جنگ کرنے کے لئے سختی سے منع کیا۔

اسی وقت [حضرت] عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ عمل میں آیا اور خلافت امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ملی جنھوں نے ہند اور سندھ میں جنگ کرنے کے لئے لشکر بھیجنا چاہا۔ [اس وقت] لشکر قندابیل اور مکران میں تھا [۲۔ے] اور اس کے سردار عبداللہ بن عامر [بن کریز]

Marfat.com

بن ربیعہ تھے۔ [حضرت عثمان پہلے] سندھ کے شہروں کا [کچھ] حال معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے [حکم دیا] کہ کوئی صالح پاک دامن اور عقلمند آدمی مقرر کرو کہ جو سندھ اور ھند کا سارا حال صحیح اور تجربے میں آیا ھوا معلوم کرے اور وضاحت کے ساتھ آکر بیان کرے۔ اس پر عبداللہ بن عامر، حکیم بن جبلہ عبدی کو بھیجا گیا۔ (روایت) :-

عبداللہ بن عمر بن عبدالقیس سے روایت کرتے ھیں کہ حکیم سخن گو اور نظم و شعر کے فن میں کامل تھا۔ چنانچہ جیسا کہ اس نے ایک مرد جاھلی علی بن طفیل عنوی کی مدح میں کہا ھے۔

شعر

وَ أَهْلَكَنِي لَكُم فِي كُلِّ يَوْمٍ
تَعَوُّجُكُمْ عَلَيَّ وَ أَسْتَقِيمُ

رِقَابٌ كَالْمَوَاجِن خَاظِيَاتٌ
وَ أَسْتَاهٌ عَلَى الْأَكْوَارِ كُوْمٌ

[زندگی میں] مجھے ھر دن نے برباد کیا ھے۔ میں تمھارے خم [ٹیڑھے پن] کی طرح سیدھا ھوں۔ تمھاری گردنیں کھن کی طرح موٹی ھیں اور تمھارے کولھے پالان پر ایک بوجھ کی طرح دھرے رھتے ھیں۔]

[اس کے علاوہ] حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں آمد کے وقت ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے :-

Marfat.com

لَيْسَ الرَّزِيَّةُ بِالدِّينَارِ نَفْقِدُهُ ... [...]
إِنَّ الرَّزِيَّةَ فَقْدُ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ [۲۳] ... [...]
وَإِنَّ أَشْرَفَ مَنْ أَوْدَى الزَّمَانُ بِهِ [
أَهْلُ الْعَفَافِ وَأَهْلُ الْجُودِ وَالْكَرَمِ

(روپیہ پیسہ [دولت] کا گنوانا مصیبت نہیں ہے ۔ [بلکہ] اگر علم و حکمت ضائع ہوجائے تو مصیبت ہے ۔
مرنے والوں میں وہی افضل ہے [کہ] جو صاحب احسان و عفت ہو)۔

اس روایت کے راویوں اور اس داستان کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو لکھا کہ حکیم بن جبلہ کو سندھ اور ہند کی طرف بھیج کر [ان] ممالک کے حالات معلوم کرو۔ چنانچہ عبداللہ نے [حسب الحکم] اسے مامور کیا [اور جب وہ] حالات سمجھنے کے بعد عبداللہ بن عامر کے پاس واپس آیا اور اس ملک کے باشندوں کی جنگ، لشکر کشی اور سزاؤں کے حالات اسے تفصیل سے بتائے تو عبداللہ نے اسے امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا۔ جب وہ [وہاں] حاضر خدمت ہوا تو امیر نے اس سے پوچھا کہ "اے حکیم! ہندوستان دیکھ آئے؟۔ [اور] حالات معلوم کر آئے؟" اس نے جواب دیا۔ "نعم یا امیرالمومنین" (ہاں اے امیرالمومنین)۔ فرمایا: "بیان کرو"۔ اس نے کہا۔ "مَاؤُهَا وَشَلٌ وَثَمَرُهَا دَقَلٌ وَأَرْضُهَا جَبَلٌ وَأَهْلُهَا بَطَلٌ إِنْ قَلَّ الْجَيْشُ بِهَا ضَاعُوا وَإِنْ كَثُرُوا جَاعُوا"۔ یعنی وہاں کا پانی

Marfat.com

میلا پھل کسیلے اور کھٹے ہیں، زمین پتھریلی ہے، مٹی شورزیدہ ہے اور باشندے بہادر ہیں ۔ اگر تھوڑا لشکر جائے گا تو جلد تباہ ہوگا اگر زیادہ جائے گا تو بھوکوں مرجائے گا"۔ پھر امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ [لوگ] قول و قرار میں کیسے ہیں، وفادار ہیں یا بے وفا؟ حکیم نے جواب دیا کہ "خائن اور غدّار ہیں"۔ اس پر [امیرالمومنین نے] عبداللہ کو سندھ پر لشکرکشی سے منع کردیا اور کسی کو بھی نہ بھیجا۔

امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت

امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب کو سنہ ۳۸ ھجری کے آخر میں خلافت ملی ۔ مفسرانِ زمانہ و مشاطگانِ تفسیر کا بیان ہے کہ جب خلافت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو اہل شہر میں آپس میں نااتفاقی اور مخاصمت ہوگئی۔ عامر ابن الحارث بن عبدالقیس نے روایت کی ہے کہ جب اطراف کے لوگ مخالف ہوگئے تو [حضرت علی نے] ثاغر بن ذعر (۱) کو لشکر کا سردار بناکر اور فوج کے خاص اور بڑے جرنیلوں کی ایک جماعت کو اس کا ماتحت کرکے ہندوستان کی سرحد پر مقرر فرمایا اور وہ سنہ ھجری کے آخر میں بہرج اور کوہ پایہ کے راستے سے روانہ ہوئے۔ [وہ] جہاں بھی پہنچتے تھے فتح مند اور کامیاب ہوتے تھے اور مال غنیمت اور غلام کثرت سے ہاتھ آتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ کوہ کیکانان کے قریب

(۱) اصل عبارت "تاعر بن دعر" ہے۔ یہ اصلاح عربی اعلام کے پیش نظر کی گئی ہے۔[ن۔ب]

Marfat.com

جا پہنچے اور وہاں کے لوگ [ان سے] جنگ کرنے کے لئے مستعد ہوگئے۔

ان کی جنگ کے حالات

ھذلی نے بیان کیا ہے کہ اس لشکر میں حارث بن مرۃ نامی ایک بہادر سردار تھا جس کے لشکر میں ایک ہزار مسلح بہادر تھے اور تین دلیر اور ہتھیار بند غلام تھے۔ اس نے ان غلاموں میں سے ایک کو اپنا سلاح بردار مقرر کیا اور باقی دو کو لشکر کا محافظ بنا کر ہر ایک کو پانچ سو جوانوں کا سردار بنایا۔ [اس اہتمام سے] جب وہ مکران میں وارد ہوا تو یہ خبر کیکانان میں پھیل گئی اور کوہ پایہ اور کیکانان کے لوگ [مقابلے کے لئے] اکٹھے ہوگئے۔ [وہ] سنہ ۴۲ ہجری میں کیکانان پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے مستعد ہو کر جنگ شروع کی۔ اہل کیکانان تقریباً بیس ہزار پیادے تھے، جن سے لشکرِ اسلام کی جنگ ہوئی۔ جب کافروں نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو راستہ گھیر کر بیٹھ گئے۔ لشکر [اسلام] جب [میدانِ] جہاد سے واپس ہو کر کیکانان کے درہ کے قریب آترا تو انھوں نے راستہ روکنا چاہا [یہ حال دیکھ کر] لشکر عرب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس پر پہاڑ کے دائیں بائیں سے بھی نعرۂ تکبیر کی صدا گونج اٹھی، "اللہ اکبر"۔ یہ سن کر کیکانان کے کافروں کے دلوں میں ہراس پیدا ہوگیا، ان میں سے اکثر نے ہار مان کر اسلام قبول کرلیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ایامِ جنگ کی موسم میں اس پہاڑ

Marfat.com

سے تکبیر کی صدا بلند ہوا کرتی ہے - [ابھی] یہی فتح ہوئی تھی کہ [۷۷] امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی‌اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی [چنانچہ لشکر اسلام] وہاں سے واپس ہوا - جب یہ لشکر مکران پہنچا تو معلوم ہوا کہ معاویہ بن ابوسفیان خلیفہ ہوئے ہیں -

معاویہ بن ابوِ سفیان کی خلافت

معاویہ بن ابو سفیان کی خلافت [سنہ] چالیس (۱) [ہجری] کے مہینوں میں قائم ہوئی- تاریخ کے مصنفوں نے مہلّب سے اس طرح روایت کی ہے جس کو اس نے ہذلی سے سنا تھا اور ہذلی نے قاسم سے نقل کیا جس کا بیان تھا کہ میں نے نصر بن سُفیان سے سنا ہے کہ جب معاویہ خلافت پر مستقیم ہوئے تو انھوں نے عبداللہ بن سوّار [العبدی] کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ولایتِ سندھ پر مامور کیا اور اس ملک کی حکومت اس کے حوالے کی اور مزید کہا کہ ”سندھ میں ایک پہاڑ ہے جسے کیکانان کہتے ہیں، وہاں کے گھوڑے قدآور اور موزوں شکل و شباہت کے ہیں- تم سے پہلے وہاں کی غنیمتیں [اموال غنیمت یہاں] پہنچ چکے ہیں- وہاں کے لوگ غدّار ہیں اور اسی پہاڑ کی پناہ کے سبب چشمک اور سرکشی کرتے رہتے ہیں“- [پھر] عمر بن عبداللہ بن عمر کو ارمابیل کی فتح کے

(۱) اصل متن میں ”اربع و اربعین“ (چوالیس) ہے جو سہو ہے- کیونکہ امیر معاویہ نے سنہ ۴۰ ہجری میں حضرت علی رضہ کی شہادت کے بعد شہر ایلیا میں خلافت کی بیعت لی تھی - اس لئے یہاں اربعین ہوگا- دیکھئے تاریخ طبری سنہ ۴۰ ہجری کے ذیل میں ---[ن-ب]

Marfat.com

لئے روانہ کیا [اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ [کے محاذ] پر مامور کیا تاکہ قیس بن ھیشم السلمی (۱) کے پاس جا کر اس کے ساتھ عمان، آردبیل اور جرم کی لڑائیوں میں شامل ہو (۲) اور اپنے ساتھ ایک ہزار منتخب بہادر لے جائے۔

(روایت:-) ابوالحسن نے ھذلی سے روایت کی کہ اس لے مسلمہ (۳) بن محارب بن زیاد سے سنا ہے کہ جب امیر معاویہ نے عبداللہ بن سوار کو چار ہزار سوار دے کر بھیجا۔ [راستے میں] اس کے لشکر میں کوئی شخص آگ نہ جلاتا تھا کیونکہ پکا ہوا سفری کھانا ان کے ساتھ تھا۔ [۸۷] آخر ایک رات لشکر میں آگ کی روشنی دکھائی دی۔ دریافت کرنے

(۱) اصل میں "قیس بن ھاشم السلمی ہے۔ لیکن "ھاشم" صحیح نہیں بلکہ "ھیشم" صحیح ہے۔ دیکھئے یعقوبی ج ۲ ص ۱۹۳، دیوان فرزدق طبع پیرس ص ۱۱۹، طبع مصر ص ۶۱ ۷، اور ص ۶۷۷، تاریخ ابن خلدون بقیہ جز ثانی ص ۳۳-۳۴، نقائض جریر و فرزدق ص ۲۳ ۷، ص ۲۶ ۷ اور ص ۳۸ ۷، بخاری، تاریخ کبیر ج ۴ ص ۱۴۵ (ن-ب)

(۲) اصل فارسی ایڈیشن کی عبارت ہے "وبا اوبغز و عمان و اردبیل و جرم و کند" ظاہراً اس عبارت میں خلل ہے۔ (پ) (ن) (ب) (س) میں "جرم کند" ہے یعنی ان دونوں لفظوں کے درمیان واو عطف نہیں ہے۔ یہاں غالباً کوئی دوسرا لفظ رہ گیا ہے اور ہمارے خیال میں وہ موزون لفظ "شرکت" ہی ہے۔ اس لحاظ سے صحیح عبارت یوں ہوگی "با اوبغزو عمان و اردبیل و جرم شرکت کند" چنانچہ ترجمہ بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔(ن-پ)

(۳) اصل عبارت میں "مسلم" ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ مسلمہ بن محارب مشہور راوی ہے۔ دیکھئے بلاذری، انساب الاشراف ج ۴ ص ۳ ۷ اور ۸۱، نقائض جریر و فرزدق ص ۲۶ ۷، ۳۰ ۷ اور ۴۲ ۷، جاحظ: البیان ج ۲ ص ۲۰۹ اور بخاری، تاریخ کبیر ج ۴ ص ۹ ۷ ۳ اور ۳۸۷ (ن-ب)

Marfat.com

پر معلوم ہوا کہ ایک حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہوا تھا اسے آگ کی ضرورت تھی [جس کی وجہ سے] عبداللہ نے اسے اجازت دی ۔ اس عورت نے بڑی خوشیاں منائیں اور تین دن تک لشکر کو کھانا کھلایا ۔ پھر جب ملک کیکانان پہنچے تو دشمنوں نے غلبہ کیا لیکن لشکرِ اسلام نے انھیں شکست دے کر بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا ۔ اہل کیکانان نے اکٹھے ہو کر پہاڑ کے راستوں کو جا گھیرا اور چھاپہ مار جنگ شروع ہوگئی ۔ عبداللہ بن سوّار ہتھیار بند اور خاص آدمیوں کا ایک گروہ ساتھ لے کر جم گئے اور للکار کر [انھوں نے] کہا کہ "اے مہاجروں اور انصاروں کے فرزندو! کافروں سے منھ نہ موڑو تاکہ تمھارے ایمان میں خلل نہ آئے، آؤ اور درجۂ شہادت پر فائز ہو"۔ [یہ سن کر] اسلام کا [پراگندہ] لشکر عبداللہ کے جھنڈے کے چاروں طرف اکٹھا ہوگیا ۔ [پھر] بنی عبدالقیس میں سے ایک بہادر نے باہر نکل کر اپنا مقابل طلب کیا دشمنوں کا ایک سردار آکر اس کے مد مقابل ہوا ۔ یاسر بن سوّار بھی بنی عبدالقیس [کے آدمی] کے ساتھ چلا اور حملہ کرکے سردار کو ڈھیر کردیا ۔ [یہ دیکھ کر] اہل کیکانان کا سارا لشکر نکل آیا ۔ اور آخر کار اسلامی لشکر نے شکست کھائی ۔ سارا پہاڑ مقتول سپاہ کی لاشوں سے پٹ گیا اور مسلمان وہاں سے مکران لوٹ آئے ۔

(روایت) ابوالحسن نے روایت کی کہ میں نے حاتم بن [illegible] الباہلی(۱) سے سنا، اس نے بیان کیا کہ میں ان دنوں [اس]

(۱) اصل لفظ "البہلی" جو کہ درحقیقت "الباہلی" کی بگڑی ہوئی صورت ہے ۔(ن۔ب)

Marfat.com

لشکر میں تھا میں نے دیکھا کہ ابن سوّار نے ایک جوان سے مقابلہ کیا اور اس کے ساتھیوں نے حملے کر کے کتنے ہی دشمن قتل کئے اور مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے شہید ہوا۔ میں مقتولوں کی تلاشی لے رہا تھا [۹۷] مجھے مہروں سمیت سو انگوٹھیاں ملیں، عبداللہ بن عبدالرحمٰن العبدی نے کہا کہ میں نے ان کی جنگ کے شعر سنے ہیں، جو کہ امیر معاویہ کے سامنے کہے گئے تھے:۔

شعر

مَنْ کَابْنِ سَوَّارٍ اِنْ جَاشَتْ مَرَاجِلُہٗ
فِی الْحَرْبِ لَا اوقدت نَارُھَا بَعْدَہٗ

کَانَتْ مَرَاجِلُہٗ لِلرِّزْقِ ضَامِنَۃً
فَاِنَّھُنَّ بَنَاتُ الْحَرْبِ وَالْجُوْدِہٖ

[ابن سوّار کا کوئی ثانی نہیں [کہ] اگر اسے جوش آجائے [تو پھر] اس کے بعد رزمگاہ میں جنگ کی کوئی آگ نہ بھڑکے۔ بیشک اس کی دیگیں رزق کی ضامن تھیں جیسے کہ وہ جنگ اور احسان کی بیٹیاں تھیں]۔

اور اعورشنی نے یہ اشعار کہے۔

اَبْلِغْ رَبِیْعَۃَ اَعْلَاھَا وَاَسْفَلَھَا
اِنَّا وَجَدْنَا اِبْنَ سَوَّارٍ کَسَوَّار

لَا یُسْمِنُ الْخَیْلَ اِلَّا رَیْثَ یُسْمِلُھَا
وَمَا سِوَاہُ فَتُرْدِیْ طُوْلَ اَعْمَارٍ

[تو ربیعہ کے اعلیٰ و ادنیٰ سر جا کے کہہ دے کہ ابن سوّار بے شک شہسوار ہے۔ وہ گھوڑوں کو مہمیز نہیں کرتا مگر صرف تھوڑے سے وقت۔ ورنہ وہ انہیں ساری عمر دوڑاتا رہے]

Marfat.com

سرحد هند پر سنان بن سلمه بن المحبّق الهذلی کا تقرر

اس تاریخ کی تشریح کرنے والوں نے هذلی اور عیسیٰ بن موسیٰ سے سنا جس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ "عبداللہ بن سوّار نے شہید ہونے کے وقت [اپنی جگہ] سنان [٨٠] بن سلمہ کو [سردار لشکر] مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ کوئی ایسا آدمی کہ جو ہند کی سرحد کے لئے موزوں ہو، دیکھ کر وہاں کا گورنر مقرر کرے۔ یہ حکم پہنچتے ہی زیاد [نے اسے لکھ بھیجا کہ "میرے پاس دو آدمی ہیں جو اس کی اہلیت رکھتے ہیں] احنف بن قیس [اور سنان بن سلمہ الهذلی"۔ اس کے جواب میں امیر معاویہ نے] اسے لکھا کہ [احنف کو اس کے دو دنوں میں سے کس دن ¹] انعام دوں؟ اُمّ المومنین [سے بیوفائی کا یا صفّین کے دن ہمارے خلاف کوششیں کرنے کا؟ اس لئے سنان کو روانہ کر" اس پر زیاد نے جواب دیا کہ احنف شرف عقل اور رہبری کے اس درجہ پر پہنچ چکا ہے جہاں نہ حکومت اسے فائدہ پنچا سکتی ہے اور نہ برطرفی کوئی نقصان] [١] پھر [سنان] مکران جا کر دو سال وہاں رہا اور دو سال اور ایک ماہ کے بعد برطرف کیا گیا۔

سرحد ہند پر راشد بن عمرو الجدیدی کا تقرر

ابوالحسن نے هذلی سے سنا اور اس نے اسود سے روایت

---

(١) بریکیٹ میں دی ہوئی عبارتیں ابن قتیبہ کی کتاب "عیون الاخبار" (ج ١ ص ٢٢٠) کے مطابق درست کی گئی ہے فتحنامہ کی عبارت اس جگہ پر اس طرح ہے جو کہ ظاہر ہے کہ ناقص ہے:-
زیاد احنف بن قیس را فرمود کہ ہم او پسندہ است و ام مومنان است۔ (ن۔پ)

Marfat.com

کی ہے کہ "زیاد نے جب [سنانؓ] ابن سلمہ کو معزول کیا تو [اس جگہ] راشد بن عمرو کو ملک ہند [کی سرحد] کا گورنر بنا کر بھیجا۔

راشد ایک شریف اور بلند ہمت شخص تھا۔ امیر معاویہؓ نے اسے بلا کر [اپنے پاس] تخت پر بٹھایا اور بڑی دیر تک [وہ] آپس میں مشورے کرتے رہے۔ پھر [معاویہ نے فوج کے] خاص سرداروں سے کہا کہ "راشد ایک شریف آدمی اور سرداز ہے اسے راضی رکھنا اور اس کی اطاعت کرنا، جنگ میں اس کی مدد کرنا اور اسے اکیلا نہ چھوڑنا۔"

راشد مکران پہنچتے ہی عرب کے بزرگوں اور سربراہوں کو ساتھ لے کر سنان کے پاس گیا اور اسے صائب الرائے اور کامل پاکر کہنے لگا کہ "خدا کی قسم سنان عظیم انسان ہے اور وہ سرداری اور سپہ سالاری کے لائق اور بہادر ہے۔ [پھر] دونوں ساتھ بیٹھے۔ اسے امیر معاویہ نے جاتے وقت [ہدایت] کی تھی وہ ہمیشہ سندھ اور ہند کی خبریں دیتا رہے۔ [راشد نے] رازدارانہ بات چیت کے وقت اس سے سندھ کی خبریں معلوم کر کے فوج کشی کا عزم مصمم کیا۔

(روایت) عبدالرحمٰن بن عبد ربہ (۱) السّلیٹی سے اس طرح

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس جگہ پر "عبداللہ" ہے مگر (پ) اور (ر) کی عبارت "عبد ربہ" ہے جو کہ صحیح ہے کیونکہ فارسی ایڈیشن میں اسی نام کا املا ص ۴۳ پر نسخہ (پ) کے مطابق "عبد ربہ" تحریر ہے اور پہلی جگہ پر بھی نسخہ (ر) اور (م) کی عبارت "عبد ربہ" ہے۔ (ن - ب)

Marfat.com

روایت کرتے ھیں کہ اس نے کہا کہ میں نے عبدالرزاق بن سلمہ سے سنا کہ جب راشد بن عمرو ملک سندھ میں پہنچا [۸۱] یعنی کوہ پایہ کا خراج وصول کرکے کیکانان گیا اور وھاں جاکر اگلا پچھلا خراج وصول کرنے کے ساتھ ھی ساتھ اموال غنیمت اور نافرمان غلام کہ جو لٹ گئے تھے ان پر قبضہ کیا اور ایک سال [وھاں رھنے] کے بعد واپس ھوکر سیستان کی راہ سے ھوتا ھوا کوہ مُنذر (۱) اور بُھرج کے قریب جا پہنچا تب اس پہاڑ کے باشندوں نے لشکر اکٹھا کیا اور تقریباً پچاس ہزار آدمیوں نے جمع ھوکر اس کا راستہ روک لیا [چنانچہ] صبح سے لے کر ظہر کی نماز تک جنگ ھوتی رھی اور آخر راشد شہید ھوگیا ۔

[راشد کے شہید ھوجانے کے] (۲) بعد ملک پھر سنان بن سلمہ کے حوالے ھوا اور سنان بن سلمہ دوبارہ [گورنر کی حیثیت سے] مستحکم ھوا (۲)

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "کوہ مندر" کی عبارت اختیار کی گئی ھے۔ (پ) (ن) (ک) کی عبارت "کوہ منذر" ھے جو کہ زیادہ قرین قیاس ھے ۔ غالباً اس پہاڑ کا یہ نام عرب کے ایک دوسرے گورنر "منذر بن جارود" کے نام پر مشہور ھوا ھے ۔ (ن ۔ ب)

(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت "باز ولایت بہ سنان بن سلمہ دیگر بار مستحکم شد" ھے جو کہ شاید نسخہ (ب) کے مطابق ھے (ن) (ر) (م) میں "باز ولایت بہ سنان بن سلمہ دادند، سنان بن سلمہ دیگر بار مستحکم شد" ھے اور یہ عبارت زیادہ واضح ھے چنانچہ ترجمہ اسی عبارت کے مطابق کیا گیا ھے ۔ (ن ۔ پ)

Marfat.com

ولایت سنان بن سلمہ

یسار القرشی سے اس طرح روایت کی ہے کہ جب راشد بن عمرو شہید ہوئے تب ابن زیاد نے سنان بن سلمہ کو گورنر بنایا اور [اس پر] فخر کیا، کیونکہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوا تھا اور جب اس کے باپ کو [اس کی ولادت کی] خوشخبری ملی تھی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "یا سلمہ أبشر بابنیک" (اے سلمہ! اپنے بیٹے پر خوش ہو) جس پر اس نے عرض کیا کہ "اگر میں خود کو اور اس کو راہِ خدا میں قربان کروں تو [یقیناً] ایسے ہزار بیٹوں سے بہتر ہوگا کہ جو خدا کی راہ میں قربان نہ ہوں۔" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام سنان رکھا۔

جب وہ [گورنر] مقرر ہوا تو ایک آراستہ لشکر ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ [راستے میں] اس نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ "تیرا باپ تیری مردانگی پر ناز کرتا تھا، آج تیرا دن ہے۔ بہت سی ولایتیں تیرے قبضے میں آئیں گی اور ان کی اصلاح ہوگی۔" [۸۲] پھر [سنان] وہاں سے روانہ ہوا اور کچھ ممالک اپنے قبضے میں لا کر کیکانان پہنچا۔ پھر وہ جدھر کا بھی رخ کرتا وہاں اچھی نظیر قائم کرتا اور [اس طرح] وہ آخر بدھیہ تک جا پہنچا جہاں دھوکہ دے کر اسے شہید کردیا گیا اور جس پر ابن خلاص البکری نے یہ شعر کہے :-

Marfat.com

أَبْلِغْ سِنَانَ ابْنَ مَنْصُور وَ إِخْوَتَهُ
أَعْنِي هُدِيتَ (۱) كِرَاماً غَيْرَ أَغْمَار

إِنَّا عَتَبْنَا عَلَيْكُمْ فِي إِمَارَتِكُم
وَالدَّهْرُ ذَا قَاتِل فِي النَّاسِ دَوَّار

يُعْطِي الْجَزِيلَ وَ يَنْشُرُ غَيْرَ مُسْتَتِر
وَلَا يَزِيدُكَ شَرًّا (۱) بَعْدَ إِقْتَار

لَمْ يُنْزِلِ الْقَوْمَ إِذْ جُنَّتْ فَتَاتُهُمْ (۱)
كَابْنِ آلِ مُعَلَّى وَلَا مِثْلُ ابْنِ سَوَّار

وَلَا ابْنِ مُرَّةَ إِذْ أَوْدَى الزَّمَانُ بِهِ
كَمْ قَتَلَ الدَّهْرُ مِنْ نَابٍ وَ أَظْفَار

[سنان بن منصور اور اس کے بھائیوں سے کہنا، کہ جو بزرگ [بڑے] کریم اور تجربہ کار ہیں، تمھاری امارت میں ہم تم پر رنجیدہ ہوے، زمانہ بڑا بے رحم اور مکّار ہے۔ [کہ] جو دولت کی پرواہ نہیں کرتا اسے دولت دیتا ہے۔ [البتہ] وہ فقیر سے کبھی بے وفا نہیں ہوتا۔ جب قوم ذلیل ہوتی ہے تو کوئی پناہ نہیں دیتا۔ جیسی کہ ابن معلی نے دی اور جیسی ابن سوّار نے دی۔ یا جیسی ابن مُرّوہ نے دی تھی مگر تباہ ہوا تھا۔ زمانے نے کتنے ہی شیر دل مرد بے کار کردیئے۔]

(۱) فارسی ایڈیشن میں "هُدِيتَ" کی بجائے "هُدِيلًا"، "وَلَا يَزِيدُكَ شَرًّا" کی بجائے "وَلَا يَزِيدُ ثَرى" اور "إِذْ جُنَّتْ فَتَاتُهُمْ" کی بجائے "إِذْ حَنَّتْ قَنَاتُهُمْ" کے تلفظ اختیار کئے گئے ہیں لیکن یہاں جو الفاظ دیئے گئے ہیں وہ علامہ عبدالعزیز المیمنی سابق پروفیسر عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے فاضل ایڈیٹر (ڈاکٹر داؤد پوتہ مرحوم) کو لکھ کر بھیجے تھے۔ دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۶۱—(ن-ب)

Marfat.com

ولایت منذر بن جارود بن بشر عبدی

پھر [یہ] ملک منذر بن جارود بن بشر کے سپرد ہوا۔ جب خلیفہ کے حکم سے منذر خلعت گورنری پہن کر سنہ ٦١ ہجری میں جنگ پر روانہ ہوا تو اس کا جامہ ایک ابھری ہوئی لکڑی سے الجھ کر پھٹ گیا [اس پر] عبیداللہ بن زیاد [٨٣] نے غمگین ہو کر کہا کہ منذر کی فال اچھی نہیں ہوئی۔ جب وہ اسے وداع کر کے واپس آیا تو رو کر کہنے لگا کہ منذر اس سفر سے واپس نہ آئے گا اور ہلاک ہوجائے گا۔ [ایک دن] ابن زیاد سے عبدالعزیز نے کہا کہ "مال ضایع ہورہا ہے اور تم کسی کو مقرر نہیں کرتے؟" اس نے کہا کہ "منذر کو بھیجا ہے جس سے جنگ اور شجاعت میں کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو مقصد میں کامیابی حاصل کر کے واپس آئے گا۔

منذر کی حکمرانی (۱)

منذر جب وہاں سے روانہ ہوکر دشمنوں کے ملک میں پہنچا تو [اچانک دریائے] ہورالی کے قریب بیمار ہوا اور جان خدا کے حوالے کی۔ اس کا بیٹا حکم بن منذر کرمان میں تھا اس کے پاس [علالت کے دوران میں اس نے اپنی بیماری کا حال] لکھ بھیجا تھا۔ اس کے بعد [منذر کے] بھائی نے عبدالعزیز سے اس ملک کی [گورنری] کا مطالبہ کیا اور [عبدالعزیز نے جا کر حجاج سے بات کی]۔ حجاج دروازے کی

---

(۱) نسخہ (ن) میں یہ عبارت نہیں ہے۔

Marfat.com

طرف بڑھا ہی تھا کہ اذان کی آواز آئی ۔ حجاج نے عبدالعزیز کی طرف منہ کرکے کہا کہ "اگر اذان کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑتی تو اس کے [یعنی منذر کے] بھائی کو اس خط کی وجہ سے سزا دیتا ۔ ہمارے رؤسا اور امرا میں سے ایک بزرگ نے خدائے تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان فدا کی ہے اور اس کی جگہ اس کا بیٹا موجود ہے مگر تو [اس کے بھائی کے لئے] گورنری طلب کرتا ہے؟"۔

ولایت حکم بن منذر

بیان کرتے ہیں کہ جب حکم آیا اور عبیداللہ کو [اس المیہ کی] خبر دی گئی تو وہ رونے لگا اور بے حد غمگین ہوا۔ پھر اس کے [منذر کے] بیٹے [حکم] کو بلا کر تین لاکھ درہم اپنے بخشش میں دیئے ۔ اس کے بعد چھ مہینے تک ہند کی گورنری اس کے حوالے رہی ۔ پھر جب حکم نے جو کہ ایک بلند ہمت اور بہادر شخص تھا [باقاعدہ گورنری کی] خلعت زیب تن کی تو عبداللہ بن الاعور الحرمازی (۱) نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے :

یا حَکَمَ بنَ المُنذِرِ بنَ الجَارُودْ
وَأَنتَ الجَوَادُ وَ الجَوَادُ مَحمُودْ
سُرَادِقُ المَجدِ عَلَیکَ مَمدُودْ
نَبَتَّ فِی الجُودِ فِی أَصلِ الجُودْ

[اے حکم بن منذر بن جارود تو بیشک سخی اور سخی

(۱) اصل لفظ سارے نسخوں میں "الحواری" ہے لیکن تصحیح کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۸۳]۔ (ن ب)

Marfat.com

محمود ہے۔ تیرے چاروں طرف بزرگیوں کا حصار رہتا ہے۔ تو سخا میں پیدا ہوا اور تیری بنیاد جود ہے]۔

خلافت عبدالملک بن مروان

تاریخ کے راویوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک بن مروان کی باری آئی تو اس نے عراق، ہند اور سندھ حجاج بن یوسف کے سپرد کیا اور حجاج نے سعید بن اسلم کلابی کو مکران روانہ کیا۔ اس کے وہاں پہنچنے پر [ایک شخص] سفہوی بن لام الحمامی، آزد [قبیلہ کا] وہاں آیا۔ سعید نے اس سے تقاضہ کیا کہ "میں جہاں بھی منزل انداز ہوں، تو میرے ساتھ رہ اور میرا مددگار ہو"۔ اس نے جواب دیا کہ "میرے پاس فوج نہیں ہے"۔ اس پر وہ بولا کہ میں "دفترخلافت کی طرف سے حکم دیتا ہوں"۔ اس نے کہا "خدا کی قسم میں تیری ماتحتی اختیار نہ کروں گا کہ مجھے شرم آتی ہے"۔ [اس پر غضبناک ہوکر] سعید نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی کھال کھچوا کر اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود جا کر مکران میں مقیم ہوا۔ اور مالیہ وصول کرنے کےلئے لئے قابل اعتماد آدمی مقرر کرکے صلح اور نرمی کے ساتھ ہندوستان کا بہت سا محصول وصول کیا۔ آخر ایک دن جب کہ وہ خراج لے کر آرہا تھا مرج (۱) [کے مقام] پر علافیوں سے مقابلہ پیش آیا۔

---

(۱) سارے نسخوں میں یہ مقام "مرج" لکھا گیا ہے۔ مرج کے معنے ہیں گھاس کا میدان۔ مگر اس خطہ میں ایسی جگہ کا نام عربی (دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۱۳)

Marfat.com

علافی اور ان کی بغاوت کا حال

قتیبہ بن آشعث سے روایت کرتے ھیں کہ ایک دن کلیب بن خلف [۸۰] المغنی، عبداللہ بن عبدالرحیم العلافی اور محمد بن معاویہ العلافی نے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ سفہوی بن لام ھمارے ملک عمان کا باشندہ تھا اور اس کا ھم سے رشتہ بھی ھوتا ہے۔ [آخر] سعید کو ھمارے قرابت داروں کے قتل کرنے کا کیا حق ہے؟

چنانچہ جب وہ [سعید] خراج لئے ھوئے مرج (۱) میں ھو کر گذر رھا تھا [یہ لوگ اس کے] سامنے آئے۔ [پہلے تو] باتیں کرنی شروع کیں مگر آخرکار نوبت جنگ تک پہنچی اور علافیوں نے غلبہ حاصل کرکے سعید کو قتل کرڈالا اور خود مکران میں [حاکم] بن بیٹھے۔ جس پر فرزدق نے یہ شعر کہے:-

سَقَی اللہ قبراً یا سعیدُ تضمّنت
نَوَاحیہِ اکفانًا علیکَ ثیابُھا
[وَ حُفرۃُ بیتِ أنتَ فیھا مُوسّدٌ
وَ قدْ سُدّ من دون العوائد بابُھا]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲)
تاریخوں یا جغرافیہ کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ یہ لفظ غالباً "بھرج" کی بگڑی ھوئی شکل ہے۔ فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کی بھی یہی رائے ہے کہ یہ لفظ اصل میں "بھوج" ہے اور بھرج کرمان و مکران کی سرحد پر ایک شہر تھا جس کا ذکر اس سے پیشتر ص ۹۹ پر آچکا ہے۔ (ن ب)

(۱) غالباً = بھرج، دیکھئے حاشیہ ص ۱۱۲ - (ن ب)

Marfat.com

لَقَدْ ضَمَّنَتْ أَرْضٌ بِمَكرانَ سيّداً
كَرِيماً إِذا الْأَنْواءُ خَفَّ سَحَابُها

شَدِيداً عَلَى الْأَدْنَيْنَ مِنْكَ إِذا احْتَوى
عَلَيْكَ مِنَ التُّرْبِ الْتَهِيامِ حِجَابُها

[لِيَبْكِكَ سعيداً مَوْضِعٌ أَمّ خَمْسَةِ
يتامى وَ مِنْ صِرْفِ الْقراحِ شرابُها]

اذَا ذُكِرَتْ عَيْنِي سَعِيداً تَحَدَّرَتْ
عَلَى عبراتٍ يَسْتَهِيلُ انسكابُها (۱)

[۸۶]

---

(۱) جملہ نسخوں میں اصل صرف چار شعر دیئے گئے ہیں اور فارسی نسخوں میں ان کی عبارت اس طرح ہے:

سقی اللہ قبراً بن سعیدٍ فاصبحت
نواحیہ أرضٰی علیک ترابھا

لقد ضمنت ارض بمکران سیداً
کریماً جواداً لا یموا کف سحابُھا

شدیداً علی الادنین مثک احسنوا
علیک من الثوب المھام حجابھا (؟)

اذا ذکرت عینی سعیداً تجددت
لھا عبرات یستھل انسکابھا

ہماری دی ہوئی عبارت علامہ عبدالعزیز المیمنی، سابق پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کی ہوئی تصحیح کے مطابق ہے۔ دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۶۱) فرزدق کے یہ اشعار اس کے دیوان (طبع بیروت، طبع صاوی قاہرہ ص ۱۰۲ اور ہیل میونچ سنہ ۱۹۰۰ رقم ۳

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۱۵)

Marfat.com

[سعید! کاش خدا تیری قبر کو روشن رکھے، [کہ] جس کے شکم میں تیرے کفن کا لباس سمایا۔ وہ کوٹھی سلامت رہے کہ جس میں تو محو آرام ہے، حالانکہ آمدورفت کے لئے اس کے دروازے بند ہیں۔ مکران کی زمین میں وہ سردار آباد ہوا ہے، [کہ] جب بارش نہ ہوتی تھی تو اس کا کرم برستا تھا۔ تیرے غم میں تیرے سارے قرابت دار گرفتار ہوئے، کہ جب تیرے اوپر باریک مٹی کے پردے پڑ گئے۔ سعید کو وہ ماں رو رہی ہے جس کے پانچ بچے ہیں، ان یتیموں کے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں رہا۔ آنکھوں کو جب سعید یاد آتا ہے، تب ان سے اس طرح آنسو بہتے ہیں جیسے نالے بہہ رہے ہوں]

پھر حجاج نے سعید کے ساتھیوں سے غضبناک ہو کر ان سے پوچھا کہ تمھارا امیر کہاں ہے؟ مگر چونکہ انھوں نے اقرار نہیں کیا اس لئے [حجاج نے] ان میں سے بعضوں کو تلوار کا لقمہ بنایا یہاں تک کہ [انھوں نے] اقرار کیا کہ علافیوں نے بے وفائی کر کے اسے قتل کر ڈالا ہے۔ حجاج نے [مشتعل ہو کر] بنی کلاب کے ایک آدمی کو حکم دیا [چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر] سلیمان علافی کو قتل کیا اور اس کا سر سعید کے پس ماندوں کے گھر بھیج کر انھیں تشفی دی اور اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴)

و رقم ۵۰۰) میں موجود ہیں۔ مندرجہ بالا اشعار میں سے دو شعر (نمبر ۲ اور نمبر ۴) دیوان دیکھ کر درج کئے گئے ہیں۔ فتحنامہ کے تمام نسخوں میں یہ اشعار کم ہیں۔

Marfat.com

عزیزوں کو نوازا ۔ لیکن پھر بھی حجاج بن اسلم، بشر بن زیاد محمد بن عبدالرحمٰن، اسماعیل بن اسلم، سعید کے آزاد کئے ہوئے غلام اور اس کے ملازم نعرے لگاتے اور آہ و فغاں کرتے رہے، [جس سے متاثر ہو کر] صعصہ بن مَجْرِیَہ (۱) کلابی نے یہ اشعار کہے :-

أعَاذِلُ كَيْفَ لِي بِهُمُومِ نَفْسِي
بِذِكْرِي تابعاً فِيهَا سَعِيداً

وَإِخْوَاناً لَهُ سَلَفُوا جَمِيعاً
غَطَارِفَةً مِنَ الْأَدْنَيْنِ صِيداً

إِذَا مَا الدَّهْرُ حَلَّ فَلَمْ يَكُونُوا
بِمَا قَدْ حَلَّ مِنْ أَمْرٍ شُهُوداً

بِقَنْدَابِيلَ حَيْثُ تَرَى الْمَنَايَا
وَقَدْ لَاقَتْ بِهِمْ كَرَماً وَجُوداً

وَلَا تَشِيتُ بِنَا سُوقاً (۲) مُسْتَلِقِي
مِنَ الْآجَالِ مُطْرِقَةٌ حَدِيداً [۸۷]

[اے عاذل! بتا کہ میں غموں کو کیا کروں، کہ جنہوں نے سعید کی یاد میں مجھے بے کار کر دیا ہے ۔ اور اس کے بھائی بھی جو کہ فوت ہو گئے، [اور] اقارب بھی کہ جو سب سردار

---

(۱) فارسی ایڈیشن کا تلفظ "محربہ" ہے مگر استاد علامہ عبدالعزیز المیمنی کی رائے میں "محربہ" عربوں کا نام نہیں ہوتا بلکہ "مَجْرِیَہ" ہوتا ہے اس لحاظ سے یہ تلفظ اختیار کیا گیا۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں تلفظ "سُوقاً" ہے، کی ہوئی تصحیح علامہ المیمنی کی جانب سے ہے ۔ (ن - ب)

Marfat.com

تھے۔ زمانے کی طرف سے اگر کوئی مصیبت آئی تو وہ اسے دیکھ کر خاموش نہ رہے۔ اس قندابیل میں کہ جو موت کا گھر ہے۔ سخیوں کے وہ سردار جا کے موت سے بغل گیر ہو گئے۔ اے آھن! [ھم پر] لوگوں کو نہ ھنسانا کہ خبردار تجھے بھی اجل کے ھتھوڑے برداشت کرنے پڑیں گے]۔

ولایت مُجّاعہ بن سِعَر بن یزید بن حُذیفہ [التّمیمی]

اس تاریخ کے سنوارنے والے روایت کرتے ھیں کہ بشر بن عیسیٰ صاحب الخلاط نے (۱)، فَرقَند (۲) بن مغیرہ اور عَمرو بن محمد التّمیمی سے بیان کیا کہ جب حَجّاج نے مجّاعة بن سِعر کو مکران (۳) کی طرف بھیجا، [کیونکہ] سنہ پچاسی [ھجری] میں ھند اور قندابیل کے ممالک حجاج کے ذمے کئے گئے تھے، تو علافی، مُجّاعة کے پہنچنے سے پہلے ھی بھاگ گئے۔ مجّاعہ نے انھیں بہت تلاش کیا مگر وہ سندھ کے راجا داھر بن چچ کے پاس چلے گئے [اور اس کے ھاتھ نہ آئے]۔ مجاعہ ایک سال مکران میں اقامت پذیر رھا اور [وھیں] انتقال کر گیا۔

محمد بن ھارون بن ذِراع النمری کا تقرر

جب سنہ چھیاسی [ھجری] آیا [اور] خلافت ولید بن عبدالملک بن مروان کو ملی۔ تو اس نے ملک [ھند] محمد بن

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "صاحب الحاط" ھے الخاط کی جگہ الخلاط کی تصحیح علامہ عبدالعزیز المیمنی کی جانب سے ھے (ن۔ ب)۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "برقد" ھے، یہ تصحیح استاد المیمنی کی ھے (۔ب)

(۳ تمام نسخوں میں اس مقام پر "خراسان" ھے مگر یہ غلط ھے جیسا کہ آگے چل کر واضح ھوتا ھے۔(ن۔ب)

Marfat.com

ھارون کے حوالے کیا۔ تاریخ کے مصنف اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جب مسّجاعہ کی عمر پوری ہوئی تو حجاج بن یوسف نے محمد بن ھارون (۱) کو ھندوستان کی طرف مقرر کیا اور اسے اپنی مرضی کے مطابق حکومت چلانے کی پوری آزادی دے کر کر دیوانی مال وصول کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ "علافیوں کو تلاش کرنا اور کسی بھی طرح انھیں قبضہ میں کرکے سعید کا انتقام لینا" ۔ چنانچہ محمد نے سنہ چھیاسی کی ابتدا میں ایک علافی کو گرفتار کیا اور خلیفہ کے فرمان کے مطابق اسے قتل کرکے اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا اور اس کے متعلق حجاج کی خدمت میں ایک خط بھی لکھا [۸۸] جس میں ذکر کیا کہ ایک علافی کو تلوار کا لقمہ بنایا گیا، اگر عمر نے وفا اور بخت نے یاوری کی تو دوسروں کو بھی گرفتار کیا جائے گا ۔ محمد بن ھارونؒ نے پانچ سال وھاں رہ کر خشکی اور تری کے علاقے فتح کئے۔

ان تحفوں کا ذکر جو سرانديپ سے خلیفۂ وقت کے لئے بھیجے گئے تھے

کہتے ھیں کہ سرانديپ کے راجا نے جزیرہ یواقیت (۲) سے کشتیوں کے ذریعہ حجاج کے پاس [بہت سے] ھدیئے اور تحفے بھیجے [ساتھ ھی ساتھ] انواع و اقسام کے موتی و جواھر، حبشی غلام اور کنیزیں اور دیگر بےمثل اشیاء کے نادر تحائف

(۱) تحفۃ الکرام کی روایت کے مطابق یہ شخص بلوچوں اور جتوں کا مورث اعلیٰ ھے ۔ دیکھئے تحفۃ الکرام ص۲۸، ج ۳ (مترجم)

(۲) لفظی معنی کے لحاظ سے "یاقوتوں کا جزیرہ"

Marfat.com

دارالخلافہ کو بھی روانہ کئے۔ کچھ مسلمان عورتیں بھی کعبہ [شریف] کی زیارت اور دارالخلافہ کو دیکھنے کی غرض سے ان کے ساتھ ہولیں۔

جب [یہ بحری بیڑا] ملک قازرون [کے قریب] پہنچا تو ہوا [سخت] مخالف ہوگئی [جس کی وجہ سے] جہازوں کا رخ پھیر کر وہ دیبل کے کنارے جالگے [لیکن یہاں] قزاقوں کے ایک گروہ نے کہ جسے نکامرہ (۱) کہتے تھے اور [وہ] دیبل کے باشندے تھے، ان آٹھوں جہازوں کو گرفتار کرکے اس میں لدے ہوئے سامان پر قبضہ کرلیا۔ اور مردوں اور عورتوں کو گرفتار کرکے سارا سامان اور جواہرات [وغیرہ] سب لوٹ لئے۔ سراندیپ کے بادشاہ کے آدمیوں اور عورتوں نے بہتیرا کہا کہ یہ مال وہ لوگ خلیفۂ وقت کے لئے لےجارہے ہیں مگر انھوں نے توجہ نہ کی اور سب کو بند کرکے کہا کہ "اگر کوئی تمھاری داد رسی کرنے والا ہے [تو اس کے توسل سے] خود کو پھر سے خرید لو"۔ اس پر ایک عورت نے چیخ کر [۸۹] کہا کہ "یا حجّاج! یا حجّاج! آغِثْنِی آغِثْنِی (اے حجاج! اے حجاج! میری مدد کو پہنچ، میری مدد کو پہنچ) یہ عورت قبیلۂ بنی عزیز (۲) میں سے تھی۔ حجّاج نے یہ بات سن کر کہا "لبّیک لبّیک"۔ واسط اسعدی نے بیان کیا کہ "جب دیبل فتح ہوا تو میں نے اس عورت کو دیکھا، اس کا رنگ سفید اور قد لمبا تھا"۔

---

(۱) (ن) (ب) میں "ننکامرہ" (م) میں " تنکامرہ " اور (س) میں "ہکامرہ" ہے۔

(۲) نسخہ (پ) میں "بنی عزبر ہے"۔

Marfat.com

دیبل کے تاجر [جب دارالخلافہ میں] آئے [تو ان کے ساتھ] وہ لوگ [بھی آئے] کہ جو اس بیڑے سے بچ نکلے تھے [چنانچہ] انھوں نے آکر حجاج کو اس حال کی خبر دی کہ "مسلمان عورتیں دیبل میں قید ہیں اور یا حجّاج! یا حجّاج! آغِثنِی آغِثنِی دہ کر فریاد کر رہی ہیں"۔ یہ بات سن کر حجاج نے کہا "لبّیک لبّیک" (حاضر ہوں، حاضر ہوں)۔ یہ بھی روایت ہے کہ حجاج کو جب مسلمان عورتوں کی خبر ملی کہ [وہ پکار رہی ہیں کہ] "اے حجّاج ہماری مدد کر" تو اس نے کہا کہ [ان عورتوں] نے گویا مجھے نیند سے بیدار کیا ہے کہ ظالموں اور بے رحموں کے خلاف ہماری فریاد رسی کر ہم قید میں پڑے ہیں"۔

حجاج کا داہرؑ کافر کے پاس قاصد بھیجنا

پھر حجاج نے داہر بن چچ کی طرف ایک قاصد روانہ کیا اور محمد بن ہارون کو [بھی] خط لکھا کہ کوئی قابل اعتماد آدمی اس قاصد کے ساتھ داہر بن چچ کے پاس بھیج دے کہ جا کر اس سے کہے کہ مسلمان عورتوں کو چھوڑ دے اور دارالخلافہ کے تحفے واپس کر دے، اور عورتوں کی حالت بھی دریافت کرے۔ پھر ایک خط داہر کے پاس بھی لکھا جس پر اپنے دست مبارک سے دستخط کر کے قاصد کے حوالے کیا۔ اس میں [۹۰] سخت تاکید کے ساتھ تہدید و وعید درج کیں۔ جب یہ خط داہر بن چچ کو ملا تو خط پڑھ کر اور جو پیغامات بھیجے گئے تھے، وہ سن کر اس نے جواب دیا کہ "یہ لوگ قزاق

Marfat.com

ھیں، ان سے زیادہ کوئی طاقتور نہیں ہے، اور وہ ھماری اطاعت بھی نہیں کرتے"۔ [حالانکہ] میدوں کا دیبل بھی داھر بن چچ کی بادشاھت کے حدود میں تھا۔

حجّاج کا دارالخلافه سے اجازت طلب کرنا

جب یہ خبر حجاج کو ملی تو اس نے [خلیفہ] ولید بن عبدالملک کی خدمت میں اطلاع بھیجی اور اس سے سندھ و ھند کے جہاد کی اجازت طلب کی۔ [خلیفہ نے] حجاج کو اجازت نہ دی۔ پھر اس نے دوبارہ لکھا۔ آخر اجازت مل گئی۔ پھر حجاج نے عُبَیداللہ بن نبہان السَّلمی کو مکران پر مقرر کیا۔ [اور] بُدَیل [ابن طہفۃ البَجلی] کو حکم دیا کہ "محمد بن ھارون کے پاس جا اور مکران پہنچ کر اسے [دارالحکومت] کے لشکر بھیجنے کی خبر سنا تاکہ وہ [بھی] تین ھزار آدمی تیرے ساتھ روانہ کرے۔ بُدَیل تیس سو جنگ جُو جوانوں کے ساتھ روانہ ھوا اور اس کے ساتھ عبیداللہ بھی(١) عمان کا سمندر، [بحر عرب] پار کرکے دیبل (٢) کے قلعے کے پاس آ پہنچا۔ [طہفہ کے ھاتھوں] جب محمد بن ھارون کو حجاج کا خط ملا تو

---

(١) اصل متن میں اس مقام پر "باوی" ھے یعنی "اس کے ساتھ"۔ تاریخی تسلسل کے لحاظ سے یہ عبارت یہاں بے موقع ھے اور سارے مضمون کو غلط بنارھی ھے۔ بلاذری کے لکھنے کے مطابق عبیداللہ بن نبہان بدیل بن طہفہ سے پہلے دیبل میں جنگ کرتا ھوا شہید ھوگیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے بُدَیل بن طہفہ کو دیبل روانہ کیا۔ دیکھئے بلاذری ص٤٣٥-٣٦ —(ن-ب)

(٢) سارے نسخوں میں یہاں "نیرون" ہے جو کہ غلط ہے۔ دیبل ھی صحیح ھے۔ دیکھئے بلاذری ص٤٣٥ —(ن-ب)

Marfat.com

اس نے [بھی] ایک جماعت اس کے ساتھ روانہ کی اور وہ [بھی] دیبل پہنچی۔ دیبل کے باشندوں نے داہر کے پاس اروڑ آدمی بھیجا کہ اسے بُدَیل کے دیبل پہنچنے کی اطلاع دے۔ [قاصد] جیسینہ(۱) بن داہر کو بھی جو کہ نیرون میں تھا یہ خبر سناتا ہوا داہر کے پاس گیا۔[۹۱]

جیسینہ بن داہر کا نیرون سے پہنچنا

داہر نے جیسینہ کو چار ہزار سوار اور اونٹ و ہاتھی دے کر جلد [دیبل] روانہ کیا یہاں تک وہ آکر بُدیل کے مقابل ہوا۔ [اس عرصہ میں] بُدَیل، دیبل کے بہادروں کو شکست دے چکا تھا۔ جیسینہ چار ہاتھی اور دیگر ساز و سامان سے آراستہ لشکر ساتھ لایا اور آکر جنگ میں شریک ہوگیا۔

صبح سے شام تک طرفین میں نہایت [زور شور سے] جنگ جاری رہی۔ دوران جنگ میں سواروں کے غلبے اور ہاتھیوں [کی چنگھاڑ] سے بُدَیل کا گھوڑا بھڑکنے لگا۔ بُدَیل نے عمامے سے گھوڑے کی آنکھیں باندھ کر حملہ جاری رکھا یہاں تک کہ اسّی کافروں کو جہنم واصل کر کے خود شہید ہوگیا۔ پھر جیسینہ نے [دیبل میں] ایک ٹھاکر کو مقرر کیا اور ستّر ہاتھی اس کی نگرانی میں دے کر دیہہ بکری اسے جاگیر میں دیا۔

(۱) جملہ نسخوں میں اس نام کا تلفظ "جیسیہ" ہے جو کہ معنی کے لحاظ سے "جیسینہ" ہوگا۔ درحقیقت یہ لفظ "جیسینہ (یعنی فتحمند شیر ہے) - اس سے پہلے اسی طرح "دھر سینہ" کا نام آچکا ہے اور اسی لحاظ سے پوری کتاب میں اس نام کا تلفظ "جیسینہ" قایم رکھا گیا ہے -(ن-ب)

Marfat.com

بُدیل کے شہید ہونے کی خبر

روایت کی ہے کہ جب حجاج کو بُدیل کے شہید ہونے کی خبر ملی تو غمگین ہوکر اس نے کہا کہ "اے موذن!" جب بھی نماز کے لئے اذاں دو تو دعا میں مجھے بُدیل کا نام یاد دلاتے رہو تاکہ میں اس کا انتقام لوں۔

پھر اس لشکر کا ایک آدمی [۹۲] آیا اور حجاج کے سامنے جنگ کا حال بیان کرتے ہوئے بُدیل کی بہادری اور اس مردانگی کا ذکر کیا کہ جو اس نے اس جنگ میں دکھائی تھی یہاں تک کہ وہ قتل ہوگیا اور لشکر اسلام نے شکست کھائی۔ [اس نے کہا کہ] میں [اس جنگ میں] حاضر تھا اور اس کی ہمت و مردانگی دیکھ رہا تھا"۔ جب وہ یہ تمام واقعہ بیان کرچکا تو حجاج نے کہا کہ "اگر تو بہادر ہوتا تو تو بھی بُدیل کے ساتھ قتل ہو جاتا" [یہ کہکر] حجاج نے اسے سزا دینے کا حکم دیا۔

(بدیل کا شہید ہوتا) عبدالرحمٰن بن عبد ربہ (۱) سے روایت منسوب کرتے ہیں کہ جب بُدیل قتل ہوگیا تو نیرون کوٹ (۲) کے لوگ ڈرے کہ عرب کا لشکر ضرور اس ظلم کا بدلہ لینے کے لئے آئے گا اور ہم [چونکہ] ان کے راستے میں ہیں اس وجہ

(۱) فارسی ایڈیشن میں "عبداللہ" ہے نسخہ (ن) میں صاف طور پر "عبد ربہ" ہے اور (پ) (ر) (م) کی عبارتوں سے بھی یہی ظاہر ہے کہ اصل لفظ "عبد ربہ" ہے یہ راوی وہی "عبدالرحمان بن عبد ربہ السلیطی" ہے جس کا ذکر پہلے بھی ص ۱۰۶ پر آچکا ہے۔

(ن-ب)

(۲) اصل عبارت "حصن نیرون" ہے۔

Marfat.com

سے وہ اول ہم پر غصہ اتاریں گے اور ہم تباہ و برباد ہوجائیں گے اس وقت نیرون کا حاکم سندر نامی ایک شمنی تھا [اس نے] داھر کو بغیر اطلاع دیئے اپنے معتبر آدمی حجاج کی خدمت میں بھیج کر امان نامہ طلب کیا اور خود پر خراج مقرر کیا [اور وعدہ کیا کہ] وہ خراج وقت پر ادا کرتا رہے گا۔ امیر حجاج نے انھیں پروانۂ امن لکھ دیا اور پختہ وعدوں سے تشفی دی اور کہا کہ" ایسا طریقہ اختیار کرو کہ ہمارے قیدی رہا ہوں ورنہ چین کی حد تک کافروں کو نہ چھوڑوں گا اور اسلام کی تلوار سے [انھیں] ذلیل و خوار کروں گا۔

ادھر عامر بن عبداللہ نے [حجاج کے پاس] پیغام بھیجا کہ ملک ھند میرے حوالے فرما۔ "حجاج نے جواب دیا کہ تو طمع رکھتا ھے"۔ لیکن نجومیوں نے حساب کرکے یہ فیصلہ کیا ھے اور میں نے خود قرعہ ڈالکر دیکھا ھے کہ ملک ھند امیرعمادالدین محمد بن قاسم ثقفی کے ھاتھوں فتح ھوگا [۹۳]

عمادالدین محمد بن قاسم [بن محمد بن حکم] بن ابی عقیل ثقفی کا تقرر

خبروں میں تصرف کرنے والے اور روایتوں کی تفسیر کرنے والے یوں کہتے ھیں کہ جب دارالخلافہ کی جانب سے ملک سندھ حجاج بن یوسف ثقفی کے حوالے ھوا تو اس نے محمد بن قاسم کو، جو کہ اس کے چچا [کے بیٹے] کا بیٹا اور نواسہ بھی تھا اور حجاج کی بیٹی اس کے گھر میں تھی، ھند کا گورنر مقرر کیا۔ اس کی عمر سترہ سال تھی۔ اس امارت کی مبارکبادی

Marfat.com

میں حمزہ بن بیض الحنفی نے یہ اشعار کہے ۔

إنَّ الشَّجَاعَةَ وَ السَّمَاحَةَ وَ النُّهیٰ
لِمُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٖ

قَادَ الجُیُوْشَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً
یَا قُرْبَ ذَالِکَ سُؤْدداً مِنْ مَوْلِدٖ

[محمد بن قاسم کے ساتھ بے شک خاص سخاوت، عقل اور رعیت پروری ہے ۔ سترہ برس کی عمر میں [وہ] سپہ سالار ہوا۔ ولادت سے سروری کس قدر قریب ہے]۔

ابوالحسن مدائنی نے بیشر بن خالید سے روایت کی ہے کہ بُدَیل کے قتل ہوجانے کے بعد حجاج نے خلیفۂ وقت ولید کے پاس ایک خط بھیجا جس میں ہندوستان کے فتح کرنے کی اجازت طلب کی ۔ خلیفہ نے لکھا کہ وہ قوم جاھل اور ملک بہت دور ہے ۔ لشکر اور اسلحہ جات جنگ وغیرہ کی تیاری اور بندوبست پر بھی بڑی رقمیں خرچ ہوں گی اور [بیت المال پر] بڑا بوجھ پڑے گا جو کہ بڑی خراب بات ہے [چنانچہ اس معاملے میں] توقف کرنا چاھئیے ۔ کیونکہ جب بھی لشکر جاتا ہے، مسلمان ھلاک ھوجاتے ھیں ۔ اس کے لئے کوئی تدبیر سوچنی چاھئیے" [۹۴]۔

حجّاج کا خط

پھر حجّاج نے دوسری مرتبہ خط لکھ کر واضح کیا کہ اے امیرالمومنین! کتنی مدت گذر گئی ہے کہ مسلمان قیدی کافروں کے ھاتھوں میں گرفتار ھیں اور اسلام کا لشکر ایک مرتبہ

Marfat.com

شکست کھا چکا ہے جس کا بدلہ لینا اور مسلمانوں کو آزاد کرانا ضروری ہے ۔ اور خط میں جو ارشاد فرمایا ہے کہ [وہ] ولایت دور ہے اور لشکر کی تیاری اور انتظام پر بے فائدہ رقم خرچ ہوگی [اس کے لئے عرض ہے] کہ ہمارے پاس اسباب اور ہتھیار وغیرہ سب کچھ [پہلے ہی سے] موجود ہیں زیادہ فرق نہ پڑے گا اور اگر کوئی خرچ، بار یا تکلیف ہوئی بھی تو [اس کے لئے] میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ دارالخلافہ کے خزانہ سے اس اس لشکر پر جتنی رقم خرچ ہوگی تو اس سے دوگنی، سہ گنی رقم خزانے میں، کہ خدائے تعالیٰ اسے بھرپور رکھے، داخل کرائی جائے گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

دارالخلافہ میں خط کا پہنچنا اور لشکر کے لئے ہندوستان کے سفر کرنے کی اجازت ملنا

جب اس خط نے خلیفہ کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا تو اجازت کا فرمان جاری ہوگیا ۔

(حجاج کی دوسری عرضداشت)

اس پر حجاج نے پھر دوبارہ عرضداشت بھیجی کہ "جس صورت میں اجازت کے فرمان سے مشرف ہوا ہوں تو اب [مہربانی فرما کر] شام کے سرداروں میں سے چھ ہزار کو حکم فرمائیے کہ جنگ کے ہتھیاروں اور دوسرے سارے ساز و سامان کے ساتھ اِس لشکر کی طرف روانہ ہوں ۔ [یہ لوگ ایسے نامور ہوں] کہ جنگ کے وقت ان میں سے ہر ایک کا نام مجھے معلوم رہے ۔ اور وہ میری موافقت کریں اور لڑائی سے منھ نہ موڑیں ۔ [۹۵]

Marfat.com

حجّاج کا شام کی جانب خطوط لکھنا

ابوالحسن [مدائنی] نے اسحاق بن ایوب سے روایت کی اور کہا کہ حجّاج کی تحریر پر شام کے امیروں کے فرزندوں میں سے ایسے چھ ہزار جوان کہ جن کے ماں باپ زندہ تھے اور پوری تیاری کرسکتے تھے اور [وہ] نامور بہادر کہ جو اپنے ننگ و نام کی خاطر [میدان جنگ] میں جم کر محمد بن قاسم سے وفاداری دکھا سکتے تھے، آکر حاضر ہوئے۔

(روایت) ابوالحسن سے روایت ہے کہ چھ ہزار مشہور اور نامور دلیر [حجاج کے پاس] حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے حجّاج کے سامنے آکر کہا کہ میرے پاس سامان نہیں ہے۔ حجاج نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ "میرے سامنے سے چلا جا ورنہ قتل کر ڈالوں گا"۔ اس پر وہ شامی حجاج کے سامنے سے اٹھ کر بھاگا۔ راستے میں اسے کچھ سوار آتے ہوئے ملے جنھوں نے پوچھا کہ اتنی تیزی کے ساتھ کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا کہ میرے پاس پورا سامان نہیں تھا [جس کی وجہ سے] حجاج نے مجھے دھمکی دی ہے کہ سزا دوں گا۔ [لوگ] اسے واپس لے آئے اور فرصت کے وقت خوش اسلوبی سے [اسے حجاج کے سامنے] پیش کیا اور عرض کیا کہ جس وقت اسے حکم پہنچا تو [محض سامان نہ ہونے کی وجہ سے اسے] تاخیر کی مجال نہ تھی اور [جس حال میں ہوئی تھا] خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے [اسی حال میں] حاضر ہوگیا۔

جمعہ کے دن حجاج کا خطبہ دینا

پھر حجّاج نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور کہا

Marfat.com

"اِنّ الایّام ذاتُ دُوَلٍ وَ الحَربُ سِجَالٌ" (زمانہ بدلنے والا اور دو دھاری تلوار ہے) "یومٌ لَنَا وَ یومٌ عَلَینَا" (کسی دن ہمارے موافق ہے تو کسی دن ہمارے خلاف ہے) تو جس دن ہمارے موافق ہو اس دن [مخالف] لشکر کو قید کرنا چاھئیے اور جس دن ہمارے خلاف ہو اس دن تحمل کرنا چاھئیے تاکہ ہم پر جو نعمت ہے اس میں اضافہ ہو اور جو حادثہ پیش آیا ہو وہ دفع ہوجائے۔ [۹۶] ہم خداوند عز و جل و نعیم و کریم و بےھمتا کے احسان مند ہیں، اس کی تعریف ہماری زبانوں پر جاری ہے اور [ہم] اس کے کرم اور نعمت کے امیدوار ہیں کہ اپنی کامل نعمت ہمیشہ جاری رکھے اور کوئی بھی دروازہ ہم پر بند نہ کرے اور ہمیں اس کے شکر کا ثواب عنایت کرے۔ بُدَیل کے فراق میں دُکھ کی آواز ہر گھڑی میرے دل کے کانوں میں پہنچ رہی ہے اور میں لبّیک لبّیک کہہ رہا ہوں۔ خدا کی قسم اگر عراق اور [دوسرا] جو بھی [ملک] میرے قبضے میں ہے اس کا سارا مال اس کام پر خرچ ہوجائے تب بھی جب تک یہ داغ نہ مٹاؤں گا اور بدلہ نہ لوں گا تب تک میرے غضب کی آگ کی بھٹی سرد نہ ہوگی۔

محمد بن قاسم کو ہند اور سندھ کی طرف روانہ کرنا

پھر حجاج نے محمد کو سوار کر کے صدقات دیئے اور لشکر کو کثیر مال [و اسباب] سے مستحکم کر کے ہند اور سندھ کے جہاد کے لئے نامزد کیا اور یہ شعر پڑھے:

Marfat.com

دَعا الحَجّاجَ فارِسُهُ بُدَیلٌ
وَقَدْ مالَ العَدُوُّ عَلَی بُدَیلِ۔

وَ شَمَّرَ ذَیلَہُ الحَجّاجُ لَمّا
دَعاهُ اَنْ یُشَمِّرُهُ بِذَیلِ۔

فَدَیتُ المَالَ لِلْغَاراتِ حَثْوا
بِلاَ عَدٍّ یُعَدُّ وَلاَ بِکَیلِ۔

[بدیل سوار نے حجاج کو پکارا، جب دشمنوں نے بُدَیل کو گھیرا، حجاج نے اس کی آواز پر ہتھیار اٹھائے، اور مدد کے لئے باگ موڑی، جنگ کے لئے میں نے مٹھیاں بھر بھر کے مال لٹایا، نہ میں نے شمار کیا ہے اور نہ تولا ہے]۔

اس کے بعد حجاج نے [محمد بن قاسم سے] کہا کہ "شیراز کی جانب سے گذر کر آہستہ آہستہ منزلیں طے کرتے ہوئے روانہ ہو تاکہ سارا لشکر تم سے آملے - [۹۷]

لشکر کا شیراز پہنچنا

پھر محمد بن قاسم بختِ طالع کے ساتھ شیراز میں جا کر منزل انداز اور قیام پذیر ہوا - یہاں تک کہ عراقی اور شامی سب کے سب پہنچ گئے - [اس طرف حجاج نے] قلعے کی جنگ کا ضروری سامان مثلاً منجنیقیں، کدال، تیر اور چلمہتو(۱) [ریشمی رھیں] وغیرہ کشتیوں میں رکھ کر اور ابن مغیرہ اور خُرَیم کو کشتیوں کا نگران مقرر کر کے انھیں تاکید کی کہ

(۱) یہاں اصل لفظ "خفقان" ہے - یہ ایک ریشم کا جنگی لباس ہوتا ہے جسے تہہ در تہہ سیا جاتا ہے - اگلے زمانے میں سندھ میں اسے "چلتھو" (چہل تہہ) یعنی چالیس تہوں والا لباس کہتے تھے - (مترجم)

Marfat.com

اگر ان کشتیوں کو کچھ نقصان پہنچا تو اس کے لئے وہی ذمے دار ہوں گے اور معاملہ سزا تک پہنچے گا۔

حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملنا

پھر حجاج نے محمد بن قاسم کو ایک خط لکھا جس میں اسے بتایا کہ میں نے خریم اور ابن مغیرہ کو روانہ کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ وہ دیبل کے آس پاس آکر تم سے ملیں اس لئے تمھیں [اس] بیڑے کے پہنچنے تک انتظار کرنا چاہئے۔ اللہ کی حفظ و امان میں روانہ ہو۔ فی حفظ اللہ وعونہ۔

(روایت) اسحاق بن ایوب اور ھلواث (۱) کلبی نے روایت کی ہے کہ حجاج نے سارے لشکر کی ضروریات پوری طرح فراہم کردی تھیں بلکہ کوشش کر کے ضرورت سے زیادہ ہتھیار اور سامان ساتھ کیا تھا۔

اونٹوں کی کمک دینا

پھر [حجاج نے] کہا کہ "تمھاری تیاری مکمل ہوچکی۔ اب ہر چار سواروں کے پیچھے ایک اونٹ لو۔ میں تمھیں باربردار سانڈنیاں دیتا ہوں تاکہ تم محتاج نہ ہو اور اونٹوں پر زیادہ بار نہ رکھو۔ خدائے تعالیٰ سے ڈرو، صبر سے مزین رہو اور جب دشمن کے ملک میں پہنچو [۹۸] تو کشادہ میدان میں منزل کرنا تاکہ کھلے رہو اور جنگ کے وقت چھوٹی چھوٹی ٹولیوں

(۱) اصل میں "حلوان کلبی" ہے۔ عربوں میں زیادہ تر "حلوان" نام نہیں ہوتا۔ صحیح "ھلواث کلبی" ہے جو تاریخ طبری (یورپ ایڈیشن جلد ۲ ص ۱۲۷۵) میں بھی فتوحات سندھ کے سلسلے کا راوی ہے۔(ن۔ب)

Marfat.com

میں بٹ جانا۔ اور مختلف اور الگ الگ سمتوں سے آنا کیونکہ ہاتھیوں کی جنگ اہم ہے۔ اور جب وہ حملہ کریں تو ایک جگہ ٹھہر کر تیر برسانا اور برگستوان (۱) سامنے کر کے [ان کی] شکلیں پھاڑنے والے جانوروں اور ہاتھیوں جیسی دکھانا"۔ [پھر] اس نے درزیوں اور زرہ داروں کو حکم دیا جنھوں نے برگستوانوں کے سر شیر اور ہاتھیوں جیسے بنائے اور بھجوادئے۔ حجاج کے خطوط، چھ ہزار سواروں، چھ ہزار اونٹوں اور تین ہزار باربردار بُختی اونٹوں سمیت شیراز پہنچے۔ محمدبن‌قاسم نے یہ خطوط پڑھے۔ اس وقت ھجرت کو ۹۲ سال گذر چکے تھے (۲)۔

محمد بن قاسم کا مکران پہنچنا

خبروں کے مصنفوں اور تاریخ کے مؤلفوں نے عبدالرحمٰن بن عبدربه (۳) سے اس طرح روایت کی ہے اور اس نے عبدالملک بن قیس سے روایت کی، جس نے بیان کیا کہ: محمد بن قاسم نے جب مکران پہنچ کر محمد [بن] ھارون سے ملاقات کی

(۱) برگستوان ایک قسم کی زرہ ھوتی ہے جو کہ جنگ کے وقت گھوڑوں کو پہناتے ھیں جس کی وجہ سے وہ زخموں سے محفوظ رھتا ہے۔

(۲) غالباً مراد یہ ھے کہ "گذرنے والے تھے"۔ درحقیقت اس وقت ۹۲ ھجری کا نصف سال بھی مشکل سے گزرا تھا جیسا کہ آگےچل کر معلوم ھوگا کہ محمد بن قاسم ۹۳ ھجری کے محرم کے مہینے میں دیبل پہنچا تھا—(ن-ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں "عبداللہ" ھے۔ نسخہ (پ) کے تلفظ کے مطابق "عبدربه" ھی ھونا چاھئے تھا۔ اس لفظ کی تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص[۸۱]، اور ص[۹۳]—(ن-ب)

Marfat.com

آس وقت میں اس کے ساتھ تھا - محمد [بن] ہارون س کے همرکاب پیدل چلنے لگا تھا [مگر] محمد بن قاسم نے محمد [بن] ہارون کو سوار کیا اور پھر دونوں منزل گاہ تک آئے - وہاں پہنچ کر آس نے بہت سے تحفے، ہدئیے اور مہمانی کا سامان پیش کیا اور کہا کہ محمد بن قاسم نے اسی نرمی اور تواضع سے نام پیدا کیا ہے اور اسی تیاری، سامان، عقل، استقلال، ہنر اور دانائی سے سند اور ہند کے ممالک کو فتح کرے گا۔

محمد بن ہارون کا محمد بن قاسم کے ساتھ روانہ ہونا

ابن منظر بحری حکایت کرتا ہے کہ محمد بن قاسم وہاں سے ارمابیل کی جانب روانہ ہوا اور محمد [بن] ہارون نے بھی آس کے ساتھ [چلنے کا] مصمم ارادہ کیا - وہ حالانکہ [۹۹] بیمار تھا مگر پھر بھی اش نے محمد بن قاسم کی [سفر میں] رفاقت کی - راستے میں [سفر کی] سختی کی وجہ سے اس کی بیماری میں اضافہ ہوگیا اور اسے متواتر [دورے] پڑنے لگے - [آخرکار] جب ارمابیل کی منزل پر پہنچا تو اس کی عمر پوری ہوئی اور اس نے جان آفرین حق تعالیٰ کے سپرد کی - [چنانچہ] اُسے وہیں دفن کیا گیا -

لشکر کا ارمابیل سے آگے بڑھنا

اس کے بعد پھر محمد بن قاسم لشکر لے کر دیبل کی طرف روانہ ہوا - اس وقت جیسینہ بن داهر نیرون میں تھا، اس نے اپنے باپ کے پاس لکھا کہ محمد بن قاسم عربستان سے لشکر لے کر دیبل کے حدود میں آپہنچا ہے [مجھے اجازت دے] کہ

Marfat.com

میں اس سے جا کر جنگ کروں۔ داھر نے علافیوں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ علافیوں نے داھر سے کہا کہ "محمد بن قاسم حجاج کے چچا کا لڑکا ہے، بہادر لشکر اس کے ساتھ ہے [جس میں سب] نامور بہادر، شریف زادے اور جنگ جو سورما ھیں [جو] منتخب گھوڑوں اور مکمل ھتھیاروں کے ساتھ تجھ سے جنگ کرنے کے لئے متوجہ ھوئے ھیں۔ خبردار! ان سے مقابلہ نہ کرنا کیونکہ اس وقت شام سے ایک آدمی آیا ہے جس نے خبر دی ھے کہ عرب کے لشکر کا ایک ایک سوار داھر سے انتقام لینے کے لئے آیا ھے"۔ [چنانچہ] داھر نے اپنے بیٹے کو ان کے ساتھ لڑنے سے منع کردیا۔

ارمابیل کی منزل پر محمد بن قاسم کو حجاج بن یوسف کا خط پہنچنا

جب محمد بن قاسم نے ارمابیل فتح کیا تو اسے وھاں حجاج کا خط ملا جس میں اشارہ تھا کہ جب دیبل کی حد میں منزل کرو تو منزل پر ھوشیار رھنا اور جب قیام [کرنا] تو [اپنے چاروں طرف] خندق کھودلینا تاکہ تمھاری حفاظت اور پناہ رھے اور زیادہ تر بیدار رھنا۔ اور تم میں سے جو کوئی آدمی قرآن خواں (حافظ) ھو وہ ھمیشہ قرآن کی تلاوت میں مشغول رھے اور دوسرے دعا میں مشغول رھیں۔ ھرطرح سے ھوشیار رھنا۔ تحمل کو اپنا شعار بنانا، خدائے عزوجل کا ذکر زبان پر جاری رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مدد طلب کرتے رھنا تاکہ خدائے تعالیٰ تمھیں فتح مند کرے، زیادہ تر

Marfat.com

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (۱) (عظیم اور بزرگ اللہ تعالیٰ کی مدد کے سوا دوسری کوئی بھی پناہ اور قوت نہیں ہے) کے وظیفے کو اپنی مدد کے لئے کام میں لانا اور جب دیبل میں پہنچنا تو بارہ گز چوڑی چھ گز گہری اور چھ گز اونچی خندق کھودنا، جب دشمن سے مقابلہ کرنا تو خاموش رہنا، چاہے دشمن نعرے لگائیں اور بیہودہ بکواس کریں اور چاہے وہ تیار ہوجائیں، مگر جب تک میں حکم نہ دوں جنگ نہ چھیڑنا ۔ میرے خطوط سے حالات معلوم کرنا اور جو رائے میں دوں اسے بہتر سمجھ کر اس پر عمل کرنا ۔ انشاءاللہ تعالیٰ تمھاری مشکل حل ہوجائے گی۔

لشکر عرب کی تیاری اور حجاج کا خط پہنچنا

پھر جب [محمد بن قاسم] ارمابیل سے آگے روانہ ہوا تو اس نے [محمد بن] مُصْعَب (۱) بن عبدالرحمٰن کو لشکر کے مقدمہ پر مقرر کیا، جھم بن زحرالجعفی کو ساقہ پر، عطیہ بن سعدالعوفی کو میمنہ پر اور موسیٰ بن سنان [۱۰۱] بن سلمہ الهذلی کو میسرہ پر نامزد کیا ۔ اس کے بعد باقی ہوشیار، تلوار کے دھنی اور خاص آدمی قلب میں اپنے گردوپیش کرکے

(۱) یہ آیت اصل کتاب میں پوری نہیں صرف "لاقوۃالاباللہ" ہے۔
(۲) اصل متن میں "صاحب" ہے لیکن صحیح "مصعب" ہے یہی نام فتحنامہ میں ۱۳۶، ۱۵۵، ۱۷۳، اور ۱۸۰ صفحات پر آیا ہے اور ان جملہ صفحات پر "مصعب بن عبدالرحمان" تحریر ہے لیکن صحیح پورا نام محمد بن مصعب بن عبدالرحمان ہے جیسا کہ فتوح البلدان ص ۴۳۸ پر بلاذری کی روایت ہے کہ "بَعَثَ محمد بن القاسم، محمد بن مصعب بن عبدالرحمان الثقفی الٰی سدوسان۔" ن-ب)

Marfat.com

آگے بڑھا اور آخر جمعہ کے دن سنہ ۹۳ ھجری کے محرم کے مہینے میں [دیبل آ پہنچا] [بحری] بیڑا اور ھتھیار بھی اسی دن خریم بن عمرو اور ابن مغیرہ کی [زیر نگرانی] اسے وصول ہوئے۔ انھوں نے حجاج کا خط اسے دے کر خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ ان خطوط میں تحریر تھا کہ ”تمھاری خدمت میں خاص آدمی مقرر کئے گئے ھیں، ایک عبدالرحمٰن بن سُلیم (۱) الکلبی جس کی شجاعت کئی بار آزمائی جا چکی ھے اور کوئی بھی دشمن جنگ میں اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا، دوسرا سُفیان بن الابْرد ھے جو کہ دانائی میں یگانہ اور عقل میں امین اور پاکدامن ھے [تیسرا] قطن بن بُرک الکلابی ھے جس نے مشکلات میں ھماری مدد کی ھے اور قابل عزت اور راست گو ھے اور جس امر میں اسے مامور کیا جائے گا فرماں برداری کی شرط بجا لائے گا۔ ملامت سے پاک ھے اور حجاج کا ھمیشہ مددگار رھا ھے۔ [چوتھا شخص] جراح بن عبداللہ ھے کہ جو تجربہ کار لوگوں میں سے اور جنگ آزمودہ ھے اور اھل فضیلت میں ترجیح رکھتا ھے اور پانچواں مُجّاشع بن نُوْبَہ ازدی ھے یہ سب میرے معتمد مشیر ھیں اور میں ان سے زیادہ کوئی امین اور پاک دامن نہیں رکھتا۔ مجھے امید ھے کہ وہ تم سے مخالفت اور دشمن سے ساز باز نہ کریں گے۔ اس ساری جماعت میں جن کا تذکرہ خط کے شروع میں ھوا ھے،

---

(۱) فارسی متن میں ”مسلم“ ھے جو کہ صحیح نہیں ھے دیکھئے حاشیہ ص ۱۰۲ (ن - ب)

Marfat.com

مجھے کوئی بھی خریم بن عمرو سے زیادہ عزیز نہیں ہے کیونکہ وہ مرد دلیر اور شیر دل ہے، جنگ کے وقت بہادر [رہتا ہے] اور متفکر نہیں ہوتا وہ منتخب آدمیوں میں سے ہے اور قابل احترام ہے، اور اپنے آباء واجداد سے لےکر مخلص اور صادق ہے اور جب خریم تمھارے ہمراہ ہے تو پھر مجھے کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی عادتوں اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ ہے اور کسی بھی مخلوق کو تمھارے مخالف نہ ہونے دیگا۔ اسے اپنے سے جدا نہ کرنا اور اس خط کے پڑھنے کے بعد جب تک کہ اس وقت تک کے سارے حالات تفصیل و تشریح کے ساتھ [ہمارے پاس] نہ لکھ دو اس وقت تک کھانا پینا حرام سمجھنا"۔

حجاج، امیر محمد بن قاسم سے بڑی محبت کرتا تھا اور اس کی محبت کے جوش میں وہ [دن میں] کئی مرتبہ صدقات کیا کرتا تھا اور دعائیں مانگا کرتا تھا۔ یکر بن وائل۔ اور عدیل بن فرْخ (۱) محمد کے دوستوں میں سے تھے انھوں نے اس کے جانے کے بعد سانڈینان قربان کیں اور ان کی قیمتوں میں اپنی بیویوں اوز بیٹیوں کے زیورات دیئے تاکہ کوئی شبہ نہ رہے اور عدیل نے یہ اشعار کہے:۔

سَلَبْتُ بَنَاتِی حَلْیَهُنَّ فَلَمْ أَدَعْ
سِوَاراً وَلا طَوقاً و قُرْطاً مُذهّبا

---

(۱) اصل متن میں "فرح" ہے مگر صحیح "فرخ" ہے دیکھئے حاشیہ ص ۱۰۳ (ن۔ب)

Marfat.com

وَ ما غَرَّنی الاذان حَتّیٰ کَاَنَّما
تَعَطَّل بِالبیض (۱) الا وَانَب آرنبا
مِنَ الدُّرِ وَ الیاقوتِ مِن کُلِّ حُرَّۃٍ
تَریٰ سِمطها فَوقَ الخِمار مُشَقَّبا
دَعَونَ امیرَ المومنینَ فَلَم یُجِب
دُعاءً فَلَم یَسمَعنَ اُمّا وَلا اَبا

[میں نے اپنی بیٹیوں کے زیورات چھین لئے یہاں تک کہ ان کے کنگن، کنٹھمالے اور سونے کی بالیاں بھی چھوڑیں۔ مجھے کانوں کے [گوشواروں] نے بھی نہ بھکایا جیسے گوریوں کو گہنا زیور پہننا منع ہے۔ اور ہر لڑی میں پروئے ہوئے موتی اور یاقوت لے لئے، جو ان کی لڑیوں میں مڑھے ہوئے سر میں دوپٹے کے نیچے تھے۔ انھوں نے امیرالمؤمنین سے فریاد کی، لیکن جب آس نے نہ سنی تو پھر انھوں نے اپنے ماں باپ سے فغاں کی۔]

دور اندیش حکیموں اور خیر اندیش بزرگوں نے ابوالحسن سے روایت کی جس نے کہا کہ میں نے بنی تمیم کے آزاد کردہ غلام ابو محمد سے سنا کہ "محمد بن قاسم دیبل کے نواح میں آکر منزل انداز ہوا اور [لشکر نے] خندقیں کھود کر

(۱) فارسی ایڈیشن میں "البیض" اور "یستمعن" دیا گیا ہے۔ تصحیح علامہ استاذ عبدالعزیز المیمنی کی طرف سے ہے۔ مترجم نے ان جملہ اشعار میں پیچیدگیاں سمجھ کر ان کا ترجمہ مناسب نہیں سمجھا اور یہ ترجمہ میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق کیا ہے۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

علَم لہرایا اور نقارے بجائے۔ جو جیش جس مقام پر مامور کیا گیا تھا وہ وہیں جما رہا اور منجنیقیں باہر نکال کر سیدھی کی گئیں [۱۰۳] ۔ ایک منجنیق خاص امیرالمومنین کی تھی جس کا نام "عروسک" تھا [یہ اتنی بڑی تھی کہ] جب پانچ سو آدمی اس کے لنگر کو کھینچتے تھے تب اس میں سے پتھر چھوٹتا تھا۔

دیبل کے وسط میں ایک بلند و بالا بت خانہ تھا۔ اس کے اوپر ایک گنبد تھا جس پر ریشم کا سبز پرچم آویزاں تھا۔ بت خانے کی بلندی چالیس گز تھی اور اس کا گنبد بھی چالیس گز اونچا تھا۔ اس پرچم کی شکل اس طرح تھی کہ اس میں چار پیرقیں تھیں (۱) جن کے کھلنے پر ہر پیرق الگ الگ سمت میں پھیل جاتی تھی اور اس کے پھریرے برجوں کے آویزے کی طرح دکھائی دیتے تھے۔

جب اہلِ قلعہ نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو بت خانہ کا پرچم کھول کر وہ جنگ کے لئے مستعد ہوگئے۔ لیکن ہمیں [جنگ کی] اجازت نہ تھی۔

اس طرح سات دن گذر گئے ہر روز خط آتا تھا اور انتظار کرنے کا حکم ہوتا تھا۔ آخر آٹھویں دن اجازت کا پروانہ آیا۔ محمد بن قاسم نے لشکر درست کرکے حملہ کیا جس کی وجہ سے قلعہ والوں نے قلعہ کے اندر جا کر پناہ لی۔ اچانک ایک برہمن قلعہ کے اندر سے نکل کر آیا اور امان طلب کرکے کہنے

---

(۱) اصل عبارت "چہار زبانہ" ہے۔

Marfat.com

لگا کہ "امیر عادل سلامت رہے! ہمارے نجوم کی کتابوں میں اس طرح حکم ہے کہ ملک سندھ لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہوگا اور کافر شکست کھائیں گے۔ لیکن اس بت خانے کا پرچم [ایک] طلسم ہے اور جب تک یہ برقرار ہے یہ قلعہ ہاتھ آنا امکان سے باہر ہے۔ اس لئے اس بت خانے کی چوٹی مسمار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ اس کا جھنڈا پارہ پارہ ہوجائے اور فتح حاصل ہو۔ [۱۰۴]

جعونہ (۱) کا منجنیق سے بت‌خانہ کے جھنڈے کو گرانا

پھر محمد بن قاسم نے جَعونہ السُلمی منجنیقی کو بلا کر کہا کہ "[کیا تو] بت خانے کا یہ پرچم اور بیرقیں منجنیق کے پتھر سے گرا سکتا ہے؟ اگر گرائے گا تو تجھے دس ہزار درھم انعام دوں گا۔" جعونہ نے کہا "یہ دارالخلافہ کی خاص منجنیق [ہے] جسے "عروسک" کہتے ہیں اگر اسے دو گز کاٹ دیا جائے (یعنی چھوٹا کیا جائے) تو میں تین پتھروں سے جھنڈا اور بیرقیں گرا کر بت خانے کی چوٹی مسمار کردوں گا۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "اگر تو پتھر سے بت خانے کی چوٹی اور جھنڈے کو گرادے گا تو میں تجھے دس ہزار درھم

---

(۱) اصل متن میں اس جگہ پر اور آگے "جعوبہ" ہے جو نام کہ عربوں میں غیر معروف ہے یہ تصحیح علامہ استاذ عبدالعزیز المیمنی کی طرف سے ہے جس کے مطابق ہر جگہ "جعونہ" لکھا گیا ہے۔ (ن - ب)

Marfat.com

انعام دوں گا لیکن اگر تو منجنیق بھی برباد کردے اور بت خانہ بھی نہ ٹوٹے تو پھر کیا شرط ہے؟ "جعونہ نے کہا کہ" اگر [نشانہ] خطا کرجائے تو پھر جعونہ کے ہاتھ کاٹ دیجئے۔"

محمد بن قاسم نے مـلـک الامراء حجاج بن یوسف کے پاس خط لکھا جس میں جعونہ کی شرط درج کی۔" نویں دن کرمان سے جواب آیا۔ اور فرمان میں بھی وھی شرط درج کی گئی تھی [اور مزید] لکھا تھا کہ "جب جنگ کے لئے آگے بڑھو تو مناسب یہ ہے کہ سورج کی طرف پشت رکھو تاکہ دشمن کو اچھی طرح دیکھ سکو اور جنگ شروع کرنے کے پہلے ھی دن اللہ تعالیٰ سے امداد و اعانت طلب کرنا۔ سندھ کا جو بھی آدمی امان طلب کرے اسے امان دینا مگر دیبل کے کسی آدمی کو کسی صورت سے پناہ نہ دینا۔

پھر قلعہ کے کاھنوں میں سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ "ھم جب بھی اپنی کتابوں سے نتیجہ نکالتے تھے تو ھمیشہ [یہی] ظاھر ھوتا تھا کہ ھند کے بادشاہ کے حکمران [کی مدت] پوری ھو چکی ہے اور مسلمانوں کا دور آنے والا ہے [چنانچہ] مسلمان قیدیوں کو اسلامی لشکر کے آنے کی تسلی دی جاتی رھی۔ اب اگر امیر [۱۰۵] میرے اھل و عیال کو پناہ دیں اور ایسا پروانہ لکھ دیں تو میں ابھی واپس جاکر انھیں تسلی دوں۔ محمد بن قاسم نے اسے امان دے کر واپس بھیجا تاکہ وہ اپنے متبعین کو [مسلمان] قیدیوں کے قرب وجوار میں لاکر اکھٹا کردے۔ پھر اس برھمن نے قلعہ میں جاکر

Marfat.com

قیدیوں کو رھائی کا مژدہ سنایا [اور بتایا] کہ محمد بن قاسم حجاج کا عم زادہ (۱) [آیا] ہے اور اس کے [ھاتھوں] قلعہ فتح ھوگا اور تمھیں آزادی نصیب ھوگی۔

عمادالدین محمد بن قاسم کا جعونہ منجنیقی کو اپنے پاس بلانا

دوسرے دن، کہ جو دیبل میں قیام کا نواں دن تھا، جوں ھی سورج مشرق سے ابھرا، محمد بن قاسم نے جعونہ کو بلوایا۔ اور اس نے جہاں سے کہا منجنیق کو وھاں سے کٹوایا۔ پھر فوج کو تیار کرکے قلعہ کے چاروں طرف چکر لگا کر تیر برسائے اور پانچ سو رسہ کھینچنے والے آدمی بھی [منجنیق کے پاس] لا کھڑے کئے۔ جعونہ نے پہلا پتھر پھینکا اور مسلمانون نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پہلے ھی وار میں بیرق پھٹ گئی اور لکڑی کے سرے سے الگ ھوگئی۔ پھر اس نے دوسرا پتھر سیدھا جما کر دعوے کے ساتھ بت خانے کی چوٹی پر مارا اور چوٹی ٹوٹ گئی۔ جب چوٹی کا گنبد ٹوٹ گیا اور طلسمات منتشر ھوگئے تو اھل دیبل حیران ھوگئے۔ [اس طرف] خداوند عزوجل کے حکم سے قلعہ بھی فرش پر آرھا۔

محمد بن قاسم نے فوج کو ھوشیار کیا۔ پہلے تو اس نے جَہم بن زحر الجُعفی کو مشرق کی جانب مقرر کیا، عطاء بن مالک القیسی (۲) کو مغرب کی طرف کھڑا کیا، نباتہ

(۱) اصل متن میں "ابن عم حجاج ہے"۔

(۲) اصل متن میں "العشی" ہے جو صحیح نظر نہیں آتا غالباً یہ لفظ "القیسی" یا "القینی" کی بگڑی ھوئی شکل ہے جو قابلِ غور ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

(۱) بن حنظلہ کلابی کو شمال کی دیوار کی طرف سے جنگ کرنے کا حکم دیا، عون بن کلیب (۲) دمشقی کو جنوبی برج کی طرف کھڑا کیا اور ذکوان بن علوان البکری (۳) خریم اور ابن مغیرہ کو قلب میں رکھ کر بصرہ کے ایک ہزار جنگجو مرد اپنے زیر کمان رکھے ۔ پھر جنگ کا نقارہ بجایا۔ سب سے پہلے جو شخص قلعہ پر چڑھا وہ کوفہ کا صعدی بن خریمہ (۴) تھا اور اس کے بعد [دوسرا شخص] بصرہ کا عجل بن عبدالملک بن قیس الدّمسی [العبدی؟] (۵) جب لشکر اسلام

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "بنانہ" ہے۔ لیکن اس کا صحیح "تلفظ نباتہ" ہے ۔

(۲) یہ نام فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے مگر مشکوک ہے ۔ مختلف نسخوں میں مختلف بگڑے ہوئے تلفظ ہیں، مثلاً قلیت، تلیہ، تیسب اور قلبت (ن ـ ب) ۔

(۳) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "ذکوان بن حلوان بکوی" مندرج ہے جو کہ درست نہیں ہے کیونکہ "حلوان" نام عربوں میں غیر معروف ہے (ن) اور (ر) تک کا تلفظ "ذکوان بن علوان بن بکری" ہے جو کہ زیادہ صحیح ہے ۔ نسخہ (پ) میں آخری لفظ واضح طور پر "البکری" ہے ۔ انھیں عبارتوں کی بنا پر نام درست کیا گیا ہے ۔

(۴) یہ نام بہت مشکوک ہے ۔ دیکھئے آخر میں توضیحات حاشیہ ص ۱۰۷ ۔

(۵) فارسی ایڈیشن کے متن میں "الدمینی" تلفظ اختیار کیا گیا ہے۔ یہ نسبت فتحنامہ میں تین بار آئی ہے یعنی ص [۱۰۷] پر اور پھر [۱۲۳] اورص [۲۱۸] ۔ (دیکھئے بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۳ پر)

Marfat.com

قلعہ کے اوپر چڑھ گیا تب اهل دیبل نے دروازہ کھول کر امان طلب کی اس پر محمد بن قاسم نے فرمایا کہ "مجھے امان کا حکم نہیں ہے پھر ہتھیار بندوں کا قتل عام تین دن تک جاری رها۔

جاهین بن برساید راوت نے راتوں رات قلعہ کی دیوار پھاندی ۔ [ادهر] داهر بن چچ کے بھیجے ہوئے گھوڑے اور اونٹ [موجود] تھے (۱)۔ باهر آتے هی وہ سوار هوکر راهی هوا۔ [حتیٰ کہ] دریائے میران کے اس مقام پر پہنچا کہ جسے "کارستی" کہتے هیں [اور جو] میران کے مشرق میں ہے (۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲)

ص [۱۲۳] اور ص [۲۱۸] پر۔ فارسی ایڈیشن کے ص ۱۲۳ پر "الدلیقی" اور ص ۲۱۸ پر "الدمنی" تحریر ہے لیکن آخر میں دی هوئی توضیحات میں ایڈیٹر کی رائے میں یہ لفظ " شاید الدمنی یا الدهنی صحیح" ہے۔ (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۶۲) - یہ لفظ بے حد مشکوک ہے جس کی تصحیح مشکل نظر آتی ہے۔ مختلف نسخوں کے تلفظ پر غور کرنے سے اس لفظ کی شکل اس طرح قایم هوتی ہے "الدسی" جو کہ متن میں رکھی گئی ہے۔ اس مقام پر مختلف نسخوں کے تلفظ یوں هیں :- (ن) (ب) (ح) "الدبتی"، (ب) "الدبنی"، (ر) "الذینی"، (س) "الاستی" — "العبدی" کے لئے دیکھئے آخر میں توضیحات حاشیہ ص [۱۰۷] (ن - ب) ۔

(۱) — (۱) اصل عبارت یوں ہے " چوں بیرون آمد و سوار شدہ بود و میرفت، بجوے مہران رسید بموضع کہ آنرا کارستی گویند از جانب شرقی مہران"۔ مزید دیکھئے توضیحات حاشیہ ص [۱۰۷] (ن - ب)

Marfat.com

اور وھاں سے داھر کے پاس اطلاع دینے کے لئے [فیل سوار] روانہ کیا۔ داھر نے پوچھا کہ "جاھین بدھ کہاں پہنچا ھے؟" اس آدمی (فیل سوار) نے جواب دیا کہ "کارمتی" یعنی "کھاری مٹی" کے قریب۔ [اس پر] داھر نے کہا کہ "تیرے سر میں خاک! بادشاھوں کے حضور میں برے نام نہ لینے چاھئیں کیونکہ اس سے بری فال لیتے ھیں یہ کیوں نہیں کہتا کہ "ندمتی" یعنی گیل۔ سیمیں (چاندی جیسی مٹی) کے قریب پہنچا ھے۔

[اس طرف دیبل میں] محمد بن قاسم بت خانے میں آیا۔ کچھ لوگوں نے اس میں آکر پناہ لی تھی اور دروازے بند کرکے خود کو جلادینا چاھتے تھے۔ چنانچہ [۱۰۷] دروازے پر اسے جو بھی آدمی ملے اس نے انھیں باھر نکال کر قتل کیا اور سات سو خوبصورت کنیزوں (دیوداسیوں) کو جو کہ بت کی خدمت میں رھا کرتی تھیں، جڑاؤ زیوروں اور زرین لباسوں سمیت گرفتار کیا۔ اس کے بعد چار ھزار آدمیوں نے اور کچھ کہتے ھیں کہ چار سو آدمیوں نے اندر آکر اُن کے زیورات اُتارے۔

جس برھمن کو محمد بن قاسم نے امان دی تھی اُس کا آنا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے اس شخص کو حاضر کرنے کا حکم دیا کہ جسے اس نے امان دی تھی۔ جب وہ حاضر ھوا تو اس نشان دھی پر اس نے ان قیدی مسلمان عورتوں اور

Marfat.com

مردوں کو جو کہ سراندیپ کی کشتیوں سے گرفتار کئے گئے تھے یا بدیل کے لشکر میں سے قید ہوئے تھے ان سب کو باھر نکال کر آزاد کیا ۔ پھر جو لشکر دیبل کے قلعہ میں داخل ہو چکا تھا۔ اسے وھیں مامور کرکے وہ جماعت [بھی] اس کے ساتھ مقرر کردی تاکہ طویل قید و بند میں رھنے کی وجہ سے انھیں جو تکلیف پہنچی ہے اس کے ازالے میں انھیں کچھ عرصہ آرام ملے اور بے وفا زمانے کے ھاتھوں کچھ عرصہ آسودہ رھیں [ساتھ ھی یہ بھی ھدایت کی] کہ انھیں چاھئے کہ قلعہ کی حفاظت کرنے میں انتہائی کوشش کرتے رھیں ۔

قبلہ نامی جیلر کو حاضر کرنا

[داھر کی جانب سے] دیبل کے قیدیوں پر ایک شخص قبلہ (۱) بن سہترائج نامی مامور تھا۔ وہ بڑا دانا اور قابل تھا۔ سراندیپ کے قیدی اور بدیل کا لشکر اسی کی نگرانی میں تھا۔ [محمد بن قاسم نے اسے] بلا کر سزا دینے کے لئے حکم دیا۔ [اس پر] اس نے کہا کہ "اے امیر! اسلامی قیدیوں سے [۱۰۸] دریافت کیجئے کہ میں ان کے آرام اور [مصائب کی] تخفیف کے لئے کوشاں رھا ھوں ۔ جب حضور کے سامنے یہ حقیقت روشن ھوجائے تو پھر مجھے قتل کئے جانے سے معاف فرمائیں "۔

محمد بن قاسم کا ترجمان سے پوچھنا

محمد بن قاسم نے ترجمان سے دریافت کرکے کہا کہ اس

---

(۱) نسخہ (پ) میں " قلہ " ہے۔

Marfat.com

سے دریافت کر کہ "قیدیوں سے تم نے کیا مہربانی کی ہے؟"۔ اُس نے کہا کہ "[خود] قیدیوں سے پوچھئے تاکہ خود انہیں کی زبانی امیر کو اس حال کی کیفیت اور میری صداقت کا اندازہ ہو"۔

قیدیوں سے حال دریافت کرنا

محمد بن قاسم نے قیدیوں کو بلا کر اُن سے دریافت کیا کہ "یہ قبلہ جیاز تمہارے ساتھ کیا ھمدردی اور رعایت کرتا تھا؟" سب نے متفقہ طور پر کہا کہ "ھم اس کے شکر گذار ھیں۔ اس نے ھماری ھمدردی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ یہ ھمیشہ ھمیں لشکر اسلام کے پہنچنے کی خبر سے قوی دل کرتا تھا اور دیبل کے فتح ھونے کی امید دلاتا تھا"۔ محمد بن قاسم نے اسے اسلام پیش کرکے مشرف بہ اسلام کیا اور اس نے شہادت کا اقرار کیا (۱)، [اور] اسے اس نواب کے حوالہ کیا کہ جسے دیبل پر مقرر فرمایا تھا۔ اس لئے کہ ملک کی مصلحتوں اور آمدنی و خرچ کے کتاب کی دیکھ بھال میں اس کی حاضری قابل اعتماد سمجھی جائے۔ اور حُمید بن وداع النجدی کو وھاں کا گورنر مقرر کرکے اس ملک کی امارت کے چھوٹے بڑے حقوق اسے عطا کئے۔ [۱۰۹]

---

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدت اور رسول کریم کی رسالت کی گواھی دی (مترجم)۔

Marfat.com

دیبل کے اموالِ غنیمت، غلاموں اور نقد میں سے پانچواں حصہ وصول کرنا

تاریخ نویسوں نے حکم بن عمروہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ اس نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی کہ جس برھمن نے امان طلب کی تھی اس کا نام سودیو (۱) تھا، میرے دادا نے بیان کیا اور میں نے اس سے سنا کہ جب دیبل فتح ہوا اور مسلمان قیدی آزاد ہوئے اور غلام باھر نکالے گئے تو محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ غنیمت کا پانچواں حصہ خزانے میں داخل کیا جائے، جس کی وجہ سے دیبل کا پورا پانچواں حصہ حجاج کے خزانہ کے حوالے ہوا باقی ارمابیل (۲) کی فتح کی غنیمت [پوری] حقداری کے مدنظر، سوار کو دو حصے اور اونٹ اور پیادہ کو ایک حصہ کے حساب سے [تقسیم کی] باقی بچی ہوئی نقدی اور غنیمتیں اور غلام جمع رکھے گئے۔ [غنیمت میں] دیبل کے راجہ کی دو بیٹیاں بھی تھیں جو کہ حجاج کی خدمت میں بھیج دی گئیں۔

دیبل کے لٹنے کی خبر راجہ داھر کو پہنچنا

[اس] حکایت کے راوی نے حکم سے نقل کیا ہے کہ جب دیبل کے فتح کی خبر راجہ داھر [بن] چچ کو پہنچی کہ دیبل پر لشکر اسلام کا قبضہ ہوگیا ہے اور دیبل کا

---

(۱) (پ) (ن) (ب) (ح) میں "سود دیو" ہے۔

(۲) (پ) میں "ارمائیل" اور (ک) میں "ارمابیلہ" ہے۔

Marfat.com

حاکم (۱) بھاگ کر جیسینہ کے پاس نیرون کوٹ چلا گیا ہے اور پھر جب [اس خبر دینے والے نے] شامیوں اور عربوں کی بہادری اور دلیری کی خبریں اسے وضاحت کے ساتھ بتائیں تو داھر نے جیسینہ کے پاس نیرون کوٹ لکھا کہ یہ خط پڑھتے ھی وہ دریائے مہران پار کرکے برھمن آباد قدیم میں پہنچے اور نیرون کوٹ میں شمنی کو مقرر کرکے اسے قلعہ کی حفاظت کی سخت تاکید کرے۔ [۱۱۰]

محمد بن قاسم کا ارمابیل (۲) میں منزل کرنا

پھر محمد بن قاسم نے دیبل سے [چل کر] ارمابیل کی جنگ کا قصد کیا، کیونکہ اسے اسی راستہ سے نیرون کوٹ جانا تھا۔ جب وہ منزل پر پہنچا تو اسے راجہ داھر کا خط ملا، اس نے لکھا تھا۔ (۳)

راجہ داھر کا خط

بسم اللہ العظیم ذی الوحدانیۃ و رب سیلائج (وحدت والے عظیم اور سیلائج کے رب کے نام سے شروع) یہ خط ھے سندھ کے بادشاہ، ھندوستان کے راجہ، بر و بحر کے حاکم داھر بن چچ کی طرف سے مغرور اور فریب زدہ محمد بن قاسم

---

(۱) اصل فارسی متن میں "رائے دیبل" ھے (پ) (م) (س) (ک) میں "ملک دیبل" ھے۔

(۲) (ن) (ب) (س) میں "ارمن بیلہ"، (پ) میں "ارمائیل" اور (ک) میں "ارمابیلہ" ھے۔

(۳) یہ سارا عنوان اور بیان غیر صحتمند ھے جس کے لئے دیکھئے توضیحات حاشیہ ص [۱۱۱] (ن-ب)۔

Marfat.com

کی طرف کہ جو قتل عام اور جنگ کا اتنا شوقین اور بے رحم ہے کہ [خود] اپنے لشکر پر بھی رحم نہیں کرتا اور سب کو بربادی کے غار کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اس سے پہلے ایک دوسرے شخص کے سر میں بھی ایسا ہی غرور پیدا ہوا تھا اور سیاست کا تیر لے کر آیا تھا اور الحکم بن ابی العاص (۱) بھی اس کی بیعت میں تھا اور دماغ میں یہ سودا تھا کہ میں ہند اور سندھ کو فتح کرکے اپنے قبضہ میں لاؤں۔ ہمارا ہمارے دو ایک ادنیٰ درجے کے ٹھاکر [صرف] شکار کرنے کے انداز سے دیبل گئے اور وہاں اسے قتل کردیا اور اس کا سارا لشکر بھاگ گیا۔ اب بالکل وہی سودا محمد بن قاسم کے سر میں سما گیا ہے اور آخر کار وہ خود کو [۱۱۱] اور اپنے لشکر کو اسی خودسری کے خیال میں ختم کرے گا۔ اگر اس نے دیبل فتح کیا ہے تو وہ نہ مضبوط قلعہ ہے اور نہ وہاں کسی طاقتور لشکر سے مقابلہ کیا ہے۔ اس نے ایک ایسی جگہ فتح کی ہے کہ جہاں صرف تاجر اور کارخانہ دار رہتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی مشہور و معروف آدمی ہوتا تو تمہارا کوئی نشان نہ باقی چھوڑتا۔ اگر میں راجہ جیسینہ بن داہر کو — جو کہ روئے زمین کے بادشاہوں پر قہر کرنے والا، جابران زمانہ سے انتقام لینے والا، راہبوں اور کشمیر کے راجہ کا ہمسر و ثانی اور علم، نوبت اور تاج کا مالک ہے اور جس کے آستانہ دولت

---

(۱) اس جگہ پر جملہ نسخوں میں "ابوالعاص بن الحکم" ہے۔ اس تصحیح کے لئے دیکھئے توضیحات حاشیہ ص [۱۱۱] (ن-ب)

Marfat.com

پر ہندوستان کے راجہ سر رکھے ہوئے ہیں اور تمام ہند و سندھ اس کے حکم کے تابع ہیں توران و مکران کے ممالک کے لئے جس کا فرمان گلوں کا ہار ہے، جو سومست ہاتھیوں کا مالک اور سفید ہاتھی کا سوار ہے، جس کے مقابلہ میں نہ کوئی گھوڑا آسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کے سامنے ٹھر سکتا ہے۔ اگر میں اس کو اجازت دے دیتا تو تمہیں ایسا سبق دیتا کہ پھر قیامت تک کسی لشکر کو اس کے حدود کے نزدیک آنے کی مجال نہ ہوتی۔ [اس لئے] خود کو غرور کے خواب میں مبتلا نہ کر ورنہ تیرا حشر بھی وہی ہوگا کہ جو بُدیل کا ہوا۔ تم میں جنگ میں ہمارا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں اور نہ ہماری طاقت سے سلامت واپس جا سکتے ہو۔

پس داہر کا یہ خط جب محمد بن قاسم کے پاس پہنچا اس نے منشی کو اس کا ترجمہ کرکے پڑھ کر سنانے کا حکم دیا اور مضمون سے واقف ہوکر جواب لکھوایا [۱۱۲]۔

محمد بن قاسم کا خط راجہ داہر کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ محمد بن قاسم ثقفی کی طرف سے کہ جو سرکشوں اور مغروروں سے مسلمانوں کا انتقام لینے والا ہے، کافر، جاہل، منکر اور ضدی داہر بن چچ برہمن غدّار کے نام ہے، کہ جو بے وفا زمانہ کے رد و بدل اور ظالم وقت کے غرور پر مغرور ہوا ہے۔

اس کے بعد اسے معلوم ہو کہ انتہائی جہالت اور حماقت

Marfat.com

ے تو نے جو کچھ بھی لکھا اور اپنی رکیک رائے پر [جس طرح] مغرور اور مفتون ہوا، وہ پہنچا اور تو نے جو بیان کیا ہے اس کے مضمون سے واقفیت حاصل ہوئی اور طاقت، حشمت، ہتھیار، بندوبست، ہاتھی اور سوار اور لشکر کے متعلق تو نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ ہر ایک بات معلوم ہوئی اور سمجھی گئی۔ ہماری ساری قوت اور امداد [کا مدار] خدائے پاک کے کرم اور انتظام اور بندوبست بادشاہ کے فضل پر ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (۱)۔ فَيَكِيدُ وَالَكَ كَيْدًا (۲) ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ (۳) إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ رَبِّي وَ رَبِّكُمْ (۴) وَ مَكَرُوا وَ مَكَرَ اللهُ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (۵) وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (۶) كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۔ (زبردست اور عظیم اللہ کے سوا دوسری کوئی بھی طاقت اور امداد نہیں۔ وہ تیرے لئے منصوبے تیار کر رہے ہیں مگر انہیں مہلت نہ دی جائی گی۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہے جو کہ میرا اور تیرا رب ہے۔ انہوں نے

---

(۱) فارسی متن میں "فکیدوا" ہے۔ (ن) میں "فَيَكِيدُوا" ہے جو کہ صحیح ہے۔ اس عربی عبارت میں مختلف آیتیں ملا کر موزوں مضمون پیدا کیا گیا ہے۔ شروع والے جملہ میں آیت صرف "لا قوۃ الا باللہ" (کہف: ر - ۵) ہے۔ اس کے بعد (۱) آیت یوسف: ر - ۱، (۲) آیت کا حصہ الانعام: ر - ۱، (۳) آیت ھود: ر - ۵، (۴) آیت آل عمران ر - ۵، (۵) آیت فاطر: ر - ۵، (۶) آیت البقرۃ: ر - ۳۳ ہے۔
(بشکریہ محترم قاضی احمد میاں اختر مرحوم جوناگڑھی ن - ب)۔

Marfat.com

منصوبے بنائے اس طرف اللہ [پاک] نے بھی تجویز طے کی اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر منصوبے بنانے والا ہے۔ بری تجویز، بنانے والے ہی کو گھیرتی ہے۔ کتنی ہی قلیل جماعتیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے بڑی جماعتوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ اے عاجز! سوار، ہاتھی اور لشکر پر کیا ناز کرتا ہے؟۔ ہاتھی تو ایک ذلیل، ساري چیزوں سے عاجز ترین اور ساری تجویزوں اور مکاریوں میں کمترین چیز ہے جو کہ مچھر جیسے ایک ضعیف کیڑے کو بھی اپنے [جسم] سے نہیں بھگا سکتا اور تو جن گھوڑوں اور سواروں کو دیکھ کر ششدر ہو گیا ہے وہ اللہ کے سپاہی ہیں (قولہ تعالیٰ) (۱) فانّ حزب اللہ ہم الغالبون (۱) و خیل اللہ و فرسانها هم المنصورون (بے شک اللہ کا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے اور اللہ کے گھوڑے اور ان کے سوار ہی فتحیاب ہیں) [۱۱۳] تیری بدافعالی، بری عادتوں اور تکبر کی وجہ سے ہی ہمیں لشکر کشی کا خیال پیدا ہوا۔ کیونکہ تو نے سراندیپ کی کشتیاں روک کر مسلمانوں کو قید کیا، حالانکہ دنیا کے سارے ملکوں میں دارالخلافہ کا [جہاں کہ] نبوت کا نائب ہے، حکم جاری ہے، اور سب فرمان بجا لاتے ہیں صرف تو ہی سرکشی اور شوخی

---

(۱) آیت قرآن۔ المائدة: ر-۸۔ یہ آیت فارسی متن میں "آلاآن" سے شروع ہوتی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ "الاان حزب اللہ ھم المفلحون" المجادلة: ر-۳، ایک جدا آیت ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

اختیار کئے ہوئے ہے، اور بیت المال کے خزانہ کا وہ مال (خراج) جو کہ تجھ سے پہلے کے حاکم اور گذرے ہوئے بادشاہ خود پر لازم اور واجب سمجھ کر ادا کرتے رہے ہیں [وہ بھی] تو نے روک لیا ہے، اور جب تو نے اپنے آپ کو ان ناپسندیدہ حرکات سے ملوث کرکے خدمت سے انکار کیا اور ایسی بری باتوں کو جائز سمجھا تب دارالخلافہ کا فرمان [کہ جو خدا کرے] ہمیشہ جاری رہے، اس جانب پہنچا کہ میں ان کرتوتوں کا بدلہ لینے کے لئے تجھ سے جنگ کے لئے رخ کروں۔ [تو] جس جگہ بھی میرا مقابلہ کرے گا، وہاں خدائے تعالیٰ کی مدد سے جو ظالموں کو مغلوب کرنے والا ہے، تجھے مغلوب اور ذلیل کروں گا اور تیرا سر عراق بھیجوں گا یا اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کروں گا۔ اور یہ جہاد [اللہ تعالیٰ کے] حکم "جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ" (۱) (کافروں اور منافقوں سے جہاد کر) کے مطابق میں نے خود پر واجب سمجھ کر خدائے پاک کی رضامندی کے لئے قبول کیا ہے اور [اس کے] احسان عام کا امیدوار ہوں کہ ہمیں فتح اور کامیابی عطا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وَكَتَبَهُ فِيْ ثَلٰثٍ وَ تِسْعِيْنَ (سنہ ۹۳ ہجری میں تحریر کیا گیا)۔

دیبل فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم کا نیرون کی طرف جانا

حدیث کے راویوں اور تاریخ کے بیان کرنے والوں نے نباتہ بن

---

(۱) سورۃ التوبۃ : ر-۱۰-

Marfat.com

حنظلہ ۔ کلابی کے حوالے سے بیان کیا ہے، کہ دیبل فتح کرنے اور بے انداز غنیمتیں حاصل کرنے کے بعد، محمد بن قاسم کے حکم فرمانے پر منجنیقیں کشتیوں پر رکھ کر [لشکر] نیرون کے قلعہ کی جانب روانہ ہوا۔ کشتی اس آب رواں پر کہ جسے ساکرے کا نالہ (۱) کہتے ہیں لے جائی گئی اور خود محمدبن قاسم سیسیم (۲) کی راہ سے گیا جب [محمد بن قاسم] سیسم (۲) کی منزل کے قریب پہنچا تو وہاں [اسے] حجاج کی جانب سے اپنے اس خط کا جواب موصول ہوا کہ جو اس نے دیبل کی فتح کے متعلق اس کو لکھا تھا۔

محمد بن قاسم کو حجاج کا خط پہنچنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجاج بن یوسف کی طرف سے محمد بن قاسم کی جانب جاننا چاہئے کہ ہمارے دل کے ارادے اور ہمت کا یہی تقاضہ ہے کہ تمھیں ہر حال میں کامیابی حاصل ہو اور [انشاء اللہ تعالیٰ] تم کامیاب اور فتح مند ہوگے اور اللہ

---

(۱) فارسی متن کی اصل عبارت "نالہ ساکرہ" ہے۔ مختلف نسخوں کا تلفظ اس طرح ہے (ن) (ب) "نالہ سانکرہ"، (پ) "ساکر"، (م) (ر) "دھند ساکرہ" (س) "دھند سانکرہ" اور (ک) "ھند ساکرہ"۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "سمیم" دیا گیا ہے مگر اس صفحہ کے دونوں مقامات پر ہم نے معتبر نسخوں مثلاً (پ) (م) (ر) (ن) کی متفقہ عبارت "سیسم" ہی کو صحیح سمجھ کر ترجیح دی ہے۔

(ن ۔ ب)

Marfat.com

عزوجل کے احسان سے دشمن دنیا کی سزا اور عاقبت کے عذاب میں ھمیشہ گرفتار اور مغلوب رھیں گے اور ھرگز یہ بدگمانی نہ کرنا کہ دشمن کے یہ ھاتھی، گھوڑے اور سامان و اسباب تمھارے آڑے آئیں گے۔ تمھیں دوستوں کے ساتھ اچھی طرح وقت گذارنا اور ھر ایک کی عزت و احترام کا خیال رکھنا چاھئے اور ھر ایک کو تسلی دیتے رھنا چاھئے کیونکہ یہ ساری ولایت تمھاری ملکیت میں آئے گی۔ جو بھی قلعہ فتح ھو [اس میں سے] لشکر کی ضروریات کی جو بھی چیز ھاتھ آئے وہ [لشکر] پر خرچ اور تیاری میں صرف کرنا۔ کھانے پینے کی ضروری چیزوں سے جتنا ممکن ھو سکے [کسی کو] روک ٹوک نہ کرنا ارزانی اور فراوانی کے لئے سعیٔ بلیغ کرنا[۱۱۵] تاکہ لشکر میں غلّہ سستا رھے۔ دیبل میں جو کچھ بچایا گیا ھے اسے قلعہ میں ذخیرہ کرکے رکھنے کی بجائے لوگوں پر صرف کرنا بہتر ھے، کیونکہ ملک فتح ھونے اور قلعوں کے قبضہ میں آنے کے بعد رعایا کے آرام اور باشندوں کی دلجوئی کی کوشش کرنی ھے اور اگر کسان، صنعتکار، دستکار اور تاجر آسودہ ھوں گے تو ملک سرسبز اور آباد رھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کَتَبَهُ فِی الْعِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ سنة ثلاث و تِسْعِیْنَ: (۱) یعنی بیسویں رجب سنہ ۹۳ میں لکھا گیا۔ (۱)

دیبل کی خبر اور نیرون والوں کا حجاج بن یوسف سے پروانہ لینا

ابواللیث التمیمی سے اس طرح منسوب کرتے ھیں کہ

(۱) - (۱) یہ اضافہ (ن) اور (ب) میں سے ھے - (ن - ب)

Marfat.com

اس نے جعونہ (۱) بن عقبہ سلمی سے روایت کی کہ جب محمد، دیبل فتح کرکے نیرون کی جانب روانہ ہوا اس وقت ہم اس کے ساتھ تھے۔ انھوں (اہل نیرون) نے لشکر عرب کی شکست اور بدیل کے شہید ہونے کے وقت حجاج سے عہد کرکے اپنے اوپر خراج مقرر کرالیا تھا۔ محمد بن قاسم دیبل سے نیرون کوٹ (۲) کی جانب کوچ کرکے، کہ جو پچیس فرسنگ پر ہے، چھ دن سفر کرنے کے بعد ساتویں دن اس کے سامنے (نیرون کوٹ کے باہر) جا پہنچا۔ اور بروری (۳) کے میدان میں ایک سبزہ زار ہے جسے بلہار [یعنی ولہار یاوی] کہتے ہیں [وہاں آکر منزل انداز ہوا] (۳) — وہاں ابھی مہران کا پانی نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے لشکر تشنگی سے فریاد کرنے لگا۔ محمد

(۱) اصل متن میں "جعھبۃ" ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے اس سے پہلے کا حاشیہ ص ۱۳۹۔

(۲) اصل متن میں "حصار نیرون" ہے۔

(۳)۔ فارسی متن کی اصل عبارت یوں ہے "مرغزاریست کہ آن را بلہار گویند، بزمین بردی" اس جگہ پر اور دوبارہ ص ۱۱۷ پر "بردی" لفظ آیا ہے۔ اس جگہ پر (م) کا تلفظ "بروزي" اور (ن) کا "بروی" ہے۔ ص ۱۱۷ پر (پ) میں "بروري" اور (م) (ن) (ک) میں "بروزی" ہے۔ ان تلفظوں کے مطابق یہ لفظ "بروري" یا "بروزی" ہو سکتا ہے۔ مگر قدیم نسخہ (پ) کا تلفظ "بروری" ہے ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ سندھ میں اکثر دیہات اور گاؤں کے نام کے آخر میں "ری" یا "ڑی" کا لفظ ہوتا ہے مثلاً کلری، کوٹری، ہوسڑی اور ہٹڑی وغیرہ (ن۔ ب)۔

Marfat.com

بن قاسم نے دو رکعت نماز ادا کر کے جیسے ہی عرض کیا کہ "یا دَلِیلَ الْمُتَحَیِّرِینَ وَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیثِینَ آغِثْنِیْ بِحَقِّ" بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (ای پریشانیوں کے رہنما! اے فریادیوں کے مدد گار! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے واسطے سے میری مدد کر) ویسے ہی [ایک بار] اللہ پاک کے حکم سے رحمت کا مینھ برسنے لگا۔ اس شہر کے آس پاس جو بھی تالاب یا حوض تھے وہ سب بھر گئے۔ اہل نیرون نے قلعہ کے دروازے بند کرلئے۔ ان کا سردار اور حاکم شمنی(۱) داہر کے پاس گیا ہوا تھا۔ محمد بن قاسم گھاس کی کمی کی وجہ سے فوج کے لئے فکر مند ہو گیا۔ پانچ چھ دن کے بعد شمنی واپس آیا اور دو سردار حجاج کے پروانہ کے ساتھ بھیج کر ان کے ساتھ رسد اور گھاس بھی ہمراہ کیا اور پیغام بھیجا کہ "میں اور [میرا] یہ سارا لشکر اور رعیت [سب] دارالخلافہ کا ہے اور امیر حجاج کے فرمان کے مطابق ہم یہاں ٹھیرے [ہوئے ہیں] اور اسی کی تقویت، دلداری اور تربیت پر قائم ہیں۔ چونکہ میں [یہاں] موجود نہ تھا اس وجہ سے رعایا نے متردد ہوکر دروازے بند کرلئے تھے"۔ شمنی نے [آتے ہی] قلعہ کے دروازے کھلوادیئے اور [لوگ] لشکر سے خرید و فروخت کرنے لگے۔ بروری (۲) کی منزل سے

(۱) جسے داہر نے دیبل کی فتح کی خبر سن کر نیروں کا حاکم مقرر کرنے کا حکم دیا تھا۔ دیکھئے ص [۱۱۰] - (ن - ب)

(۲) فارسی متن میں "بردی" ہے یہاں دیئے گئے تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص ۱۵٦ (ن ب۔)

Marfat.com

محمد بن قاسم نے حجاج کو اس کا شکریہ لکھ کر اہل نیرون کی وفاداری اور فرمان برداری کی خبر دی۔ حجاج نے اس خط کے جواب میں انہیں تشفی دینے کی بڑی تلقین فرمائی اور لکھا کہ ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھو اور انہیں ہماری مہربانیوں کا امیدوار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ جہاں بھی تمہارا قدم مبارک پہنچے گا [وہاں] فتح اور کامیابی ہوگی۔ جو بھی تم سے امان طلب کرے اسے امان دینا، اور جو بھی بزرگ اور خاص آدمی تم سے ملنے آئیں انہیں قیمتی خلعتوں سے سرفراز کرکے اپنے احسان کا زیر بار کرو اور ہر ایک کی اہلیت کے مطابق ان کو انعام و اکرام دینا، واجب سمجھو اور عقل کو اپنا رہبر بناؤ تاکہ ملک کے امیر اور مشہور و معروف لوگ تمہارے قول اور فعل پر پورا اعتماد رکھیں۔

محمد بن قاسم کا اپنے معتمدوں کو نیرون بھیجنا

پھر محمد بن قاسم نے اپنے خاص اور معتمد لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو نیرون کے قلعہ میں بھیجا اور کہا کہ "ہم پر تمہارے قلعہ کے دروازے بند کرنے کا بڑا بُرا اثر ہوا لیکن جب ہم نے تمہاری غیر حاضری کا عذر سنا تو ہمارا غصہ سرد ہوگیا اور تمہارے ساتھ مہربانی اور عزت [افزائی] کا خیال کیا گیا۔ اس لئے مقدم الدولۃ بھنڈرکو شمنی (۱) کو

(۱) اس مقام پر سارے نسخوں میں "بھندرکن سمنی" ہے مگر ص [۱۳۱] پر یہی نام سارے نسخوں کے مطابق "سمنی بھندرکو" ہے۔ ہم نے ثانی الذکر عبارت کو ترجیح دی ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اطمینان اور سکونِ خاطر کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے۔ اس کے حق میں مہربانی اور تربیت کا کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھا جائے گا۔

شمنی کا زاد راہ اور تحفوں سمیت محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہونا

دوسرے دن جب صبح صادق تاریکی کے پردے سے اطلسی لباس پہن کر نمودار ہوئی تب شمنی بھی بے انداز تحفوں اور بے شمار نذرانوں کے ساتھ محمد بن قاسم کی خدمت حاضر ہوا اور رضامندی کا خلعت پہنا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور محمد بن قاسم کی دعوت کی، یہاں تک کہ لشکر کو فراخی کے ساتھ غلّہ ملنے لگا۔

محمد [بن قاسم] نے قلعہ پر ایک گورنر مقرر کیا اور بدھ کے بت خانے کی جگہ ایک مسجد تعمیر کرا کر موذن، اور امام مقرر کرکے نماز قایم کی۔ پھر چند دن کے بعد سیوستان کا ارادہ کیا۔ وہ قلعہ مہران کے مغربی کنارے پہاڑ پر ہے۔ محمد بن قاسم کو امید پیدا ہوئی کہ سارا ملک لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہوجائے گا۔ اور سیوسنان کا اندیشہ رفع کرنے کے بعد واپسی کے وقت داھر کی جانب [جانے کے لئے] دریا کو پار کرنے کا مشورہ کیا جائے گا۔ خداوند کریم عربوں کی امیدوں کو کامیاب اور فتح مندی کے امکانات میسر کرے۔

Marfat.com

سیوستان اور اس کے نواح کے فتح کرنے اور قلعہ حاصل کرنے کی خبر

محمد بن قاسم نے نیروز کا کاروبار درست کرکے اور تیار ہو کر شمنی کے ساتھ سیوستان کا رخ کیا اور منزلیں طے کرتا ہوا اس مقام پر جا پہنچا کہ جسے "موج" کہتے ہیں اور جو نیرون سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہاں ایک شمنی [پروہت] رہتا تھا جو کہ رعایا کا سربراہ تھا اور قلعہ کا بادشاہ داھر بن چچ کا چچا زاد بھائی بجھرائے (۱) بن چندر نامی تھا۔ سارے شمنیوں (پروہتوں) (۲) نے مل کر بجھرائے کے پاس پیغام بھیجا کہ "ہم زاھد (۳) لوگ ہیں ہمارا دین امن پسندی پرستش اور عافیت [پسندی ہے]۔[۱۱۸]۔ ہمارے طریقہ میں جنگ اور قتل جائز نہیں ہے اور ہم خون ریزی کے حق میں نہیں ہیں، تو بلند قلعہ میں بیٹھا ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ جب یہ [مسلمان] لوگ آئیں گے تو ہمیں تیرا تابعدار سمجھ کر لوٹیں گے اور ہماری جانیں اور مال چھین لیں گے، ہمیں [یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انھیں دارالخلافہ اور امیر حجاج کا حکم ہے کہ جو بھی آدمی امان طلب کرے اسے امان دی جائے۔ اگر [تم بھی ہم سے] متفق ہو جاؤ گے اور مصلحت قبول کرکے ہماری

---

(۱) اصل متن میں اس جگہ اور آئندہ ہر جگہ "بجھرا" ہے۔ ترجمہ میں ہر جگہ "بجھرائے" لکھا گیا ہے۔

(۲) اصل لفظ "سمنیان" ہے۔

(۳) اصل لفظ "ناسک" ہے۔

Marfat.com

نصیحت مانوگے تو ہم درمیان میں واسطہ بن کر تمہارے اور اپنے لئے پناہ طلب کریں گے اور ایک دوسرے سے پختہ عہدنامے اور مستحکم اقرار کریں گے۔ بجھرائے نے ان کی رائے پسند نہ کی، اور ان کے کہنے کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ پھر محمد بن قاسم نے ایک جاسوس بھیجا تاکہ وہ ان کا مزاج معلوم کرے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے موافق ھیں یا منافق۔ اس نے دیکھا کہ جنگ کرنے کے لئے تیار ھوکر کچھ سپاھی باھر نکل آئے ھیں۔ [اس پر] محمد بن قاسم آکر ریگستان والے دروازہ کی طرف اترا کہ لڑائی کے لئے دوسری کوئی [موزوں] جگہ نہیں تھی۔ کیونکہ برسات کا پانی ھر طرف پھیل گیا تھا اور شمال سے (۱) دریائے سندھ کا پانی "ارل" میں چڑھ آیا تھا۔ (۱)

لشکر کی [اھلِ] سیوستان سے جنگ

پھر محمد بن قاسم نے منجنیقیں استادہ کرنے اور جنگ شروع کرنے کا حکم دیا۔ شمنیوں نے اسے (بجھرائے کو) بہت روکا کہ اس لشکر سے نمٹنا تیرے بس سے باھر ھے تو ان کا مقابلہ نہ

---

(۱) — (۱)۔ فارسی ایڈیشن میں یہ عبارت اس طرح ھے "جوئے سند و راول روان شد" (پ) (ر) (ن) (ب) ،س) میں "و راول" کی جگہ پر "دراول) ھے۔ گمان غالب ھے کہ "دراول" میں کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے "ر" کو "و" بنادیا گیا ھے۔ صحیح تلفظ "درارل" ھونا چاھئے یعنی "ارل میں"۔ یہی قرین قیاس ھے کہ آج بھی دریائے سندھ کا پانی "ارل" یا "اڑل" میں چڑھ آتا ھے۔ (ن۔ ب)

Marfat.com

کر سکے گا اور تیری خودسری کی وجہ سے [سب کی] جان اور مال برباد نہ ہونا چاہئے"۔ [آخر] جب اس نے رعایا کی نصیحت نہ مانی تو [مجبور ہو کر] شمنیوں نے محمد بن قاسم کے پاس پیغام بھیجا کہ "ساری رعایا" [۱۱۹] جیسے کہ کسان، دستکار، تاجر اور عام آدمی بجھرائے سے منحرف ہو کر الگ ہو گئے ہیں اور اس کی بیعت نہیں کی ہے۔ بجھرائے کے پاس اتنا ساز و سامان اور انتظام بھی نہیں ہے کہ وہ تم سے مقابلہ کرے اور جنگ میں تم سے پنجہ لڑا سکے۔" یہ پیغام پا کر لشکر اسلام کا دل بڑھا اور محمد بن قاسم نے دن رات مسلسل جنگ جاری رکھی۔ تقریباً ایک ہفتہ کی مدت کے اندر اہل قلعہ جنگ سے دستکش ہو گئے۔ بجھرائے جب دیکھا کہ قلعہ والے [جنگ سے] تنگ آ چکے ہیں تو [رات کے وقت] جب دنیا تارکول جیسی سیاہی کے پردے میں چھپ گئی تھی، شمالی دروازہ سے دریا پار کر کے، چھپ کر بھاگ گیا یہاں تک بدھیہ (۱) کی حد میں داخل ہو گیا۔ اس وقت بدھیہ کا راجہ کاکا بن کوتل (۲) نامی شمنی بھکو تھا۔ اس کا قلعہ سیسم

---

(۱) اصل لفظ "بودھیہ" ہے۔

(۲) فارسی متن میں "کوتک" تلفظ اختیار کیا گیا ہے جو کہ شاید (پ) کے مطابق ہے۔ مگر (و) (م) (ن) کا تلفظ اس جگہ اور آگے "کوتل" ہے اور ہم نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ "کوتل" سنسکرت کے لفظ غالباً "کتُوہَل" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ "کتوہل" سنسکرت میں آدمیوں کے نام کے طور پر بھی آتا ہے اور لفظی معنوں میں "عجیب، نامور یا دلچسپ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

نہر کنبھ کے کنارے (۱) واقع تھا۔ بُدھیہ کے باشندے اور وہاں کے سربراہ اس کے استقبال کو آئے اور اسے قلعہ کے سامنے اتارا۔

سیوستان کا ہاتھ آنا اور بجھرائے کا چلا جانا

جب بجھرائے بھاگ گیا اور شمنیوں نے اطاعت قبول کی اس وقت محمد بن قاسم سیوستان کے قلعہ کے اندر آیا اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنے عامل اور نائب وہاں کا نظم و نسق چلانے پر مقرر کئے۔ نواحی علاقہ ان کے حوالے کیا۔ اس کے بعد شمنیوں کے علاوہ کہ جن کے ساتھ پختہ عہدنامہ کیا تھا، [دوسروں کے پاس] جہاں بھی سونا چاندی دیکھا اپنے قبضہ میں کیا اور سارا چاندی [سونا]، زیور اور نقد ضبط کرکے لشکر کا حق لشکر کو دے کر باقی پانچواں حصہ حجاج کے خزانچی حوالے کیا اور حجاج کے پاس فتح کا حال لکھا اور رائے زادوں (۲) کو نامزد کیا۔ غنیمت اور غلام بھیج دیئے اور خود وہیں ٹھہرا۔ [۱۲۰]

پھر دو تین دن کے بعد جب [سرکاری] پانچویں حصہ اور لشکر کے حصوں [کی تقیسم] سے فارغ ہوگیا تب سیسم کے قلعہ کی طرف رخ کیا۔ بدھیہ کا لشکر اور سیوستان کا بادشاہ بھی جنگ کے لئے تیار ہوگیا۔ محمد بن قاسم اس جماعت کے سوا،

---

(۱) اصل عبارت " بر لب آب کنبہ " ہے۔

(۲) اصل لفظ "راوتاں" ہے جس کا ترجمہ "رائے زادوں" کیا گیا ہے۔ (ن - ب)

Marfat.com

کہ جسے سیوستان کے گورنر کے ساتھ مقرر کیا تھا، سارا لشکر ساتھ لےکر [نہر] کنبھ کے کنارے بندھان (۱) نامی ایک منزل پر آکر ٹھرا ۔ آس پاس کے باشندے سب کافر تھے، اسلامی لشکر دیکھ کر انھوں نے آپس میں منصوبہ بنایا کہ شبخون مارکر اسے منتشر کردیں ۔

[مضافات کے] سُکھیوں کا کاکہ بن کوتل (۲) کے پاس آنا

[یہ مشورہ کرکے] بُدھ (۳) کے سربراہ کاکہ [بن] کوتل کے پاس آئے — (۴) کہ جو بدھیہ کے راناؤں کی اولاد میں سے تھا اور جس کا مورث اعلیٰ آکر گنگا کے اس گھاٹ سے کہ جسے اودند و ھار کہتے ہیں آیا تھا (۴) — اور اس سے مشورہ کیا کہ ہم نے اس لشکر عرب پر شبخون مارنے کا فیصلہ کیا ہے — (کاکہ کا جواب) :-

---

(۱) (ر) (م) میں "نیلھان"، (س) میں "بدھان" ہے۔

(۲) فارسی متن میں "کوتک" ہے۔ دیئے ہوئے تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ [۱۲۰]۔ (ن ۔ ب)

(۳) (ر) میں "بدھیہ" ہے ۔

(۴)— اصل متن میں یہ بڑی الجھی ہوئی اور ناقص عبارت ہے۔ ترجمہ فارسی متن کی عبارت کے مطابق دیا گیا ہے جو اس طرح ہے کہ "رانگان بودھیہ از نسل اوانند و اصل ایشان اگر از کداره کنک کہ اودندوھار گویند آمده بود"۔ (ن) (ب) (م) اور (ح) کا تلفظ "رانگان" کی بجائے "رازکان" ہے۔ "اکراز" (ر) اور (م) کے مطابق ہے مگر (پ) اور (ک) (م) میں "اکر راه" (ن) (ب) میں "اکرازه" ہے، اور (س) میں "اگرازه" ہے ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کاکہ نے کہا کہ "اگر تم سے ہو سکے تو [ایسا کرنا] بہتر ہوگا مگر بُدھ والوں اور راہبوں نے نجوم کی کتابوں سے ہمیں بتایا ہے کہ یہ خطّہ لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہوگا"۔ [یہ کہہ کر] بھیمن (۱) نامی ایک سُکھی کو ان پر سردار مقرر کرکے، چنّاؤں (۲) کو ان کی فوج میں شامل کیا [اور مزید] ایک ہزار تلوار کے دھنی اور دلاور مرد اس کی ماتحتی میں دیئے۔

پھر جب دن کا رومی لشکر رات کے حبشی لشکر کے حملہ سے شکست کھا کر فرار ہوگیا (۳)، [۱۲۱] تو وہ سب تلواریں ڈھالیں، نیزے، برچھیاں اور کٹاریاں لے کر شبخون مارنے کے لئے روانہ ہوئے [لیکن] عربوں کے لشکر کے قریب پہنچ کر راستہ بھول گئے اور ساری رات، شام سے صبح تک بھٹکتے رہے۔ وہ

---

(۱) (پ) میں "بھین"، (ر) میں "بیھن یا بھن"۔ (ن) (ب) (ح) میں "بھیسیہ" ہے۔ ہمارا تلفظ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جس کا مدار نسخہ (ک) پر ہے۔ (ن۔ب)

(۲) اس مقام پر اور پھر ص [۱۲۱] پر فارسی ایڈیشن میں "جتان" کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے لیکن ان دونوں مقامات پر نسخہ (ن) اور (ب) کا تلفظ صاف طور پر "چنان" ہے۔ (س) کا تلفظ "جنان" اور ص ۱۲۱ پر (م) کا تلفظ بھی "جنان" ہے اِن سے بھی "چنان" کا گمان ہوتا ہے۔ تحفةالکرام (ج ۳، ص ۱۵) میں بتایا گیا ہے کہ یہ کاکہ ذات کا "چنہ" تھا۔ اسی لحاظ سے ہم نے "جتان" کے تلفظ "چناں" کو ترجیح دی ہے۔ (ن۔ب)

(۳) یعنی دن گذرا اور رات ہوئی۔ (مترجم)

Marfat.com

چار حصوں میں تقسیم ہو کر صحرا میں چکر کھاتے رہے، مگر نہ [فوج کا] مقدمہ، ساقہ سے ملا اور نہ میمنہ نے میسرہ کو دیکھا۔ [آخر اِدھر اُدھر بھٹکنے کے بعد] پھر جب انھوں نے سامنے نظر اٹھائی تو خود کو سیسم کے قلعہ کے سامنے پایا۔

[چنانچہ] جب رات کا سُرمئی پردہ ستاروں کے بادشاہ [سورج] کی منور کرنوں سے چاک ہوا (۱) تب قلعہ میں آئے اور [آکے] کاکہ [بن] کوتل (۲) کو سارا حال بتایا کہ ہمارا یہ منصوبہ کامیاب نہیں ہوا۔ کاکہ نے جواب دیا کہ "تم جانتے ہو کہ میں بہادری، مردانگی، ہمت اور دانائی میں مشہور و نامور ہوں اور تمھارے پاس رہ کر کتنی ہی مشکلیں حل کی ہیں۔ لیکن بدھ مذہب والوں کی کتابوں اور نجوم کے حساب سے یہی حکم صادر ہوا ہے کہ ہندوستان لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہوگا، اس لئے اب میرا ارادا اُن کے استقبال کرنے کا ہے"۔

کاکہ [بن] کوتل(۲) نباتہ بن حنظلہ کے ساتھ محمد بن قاسم کی خدمت میں جانا اور بیعت کرنا

پھر کاکہ نے اپنے خاص اور معتمد آدمیوں کے ہمراہ لشکر عرب کا رخ کیا۔ [ابھی] کچھ [ہی] دور چلا تھا کہ نباتہ بن حنظلہ ملا، جسے محمد بن قاسم نے نگرانی کے لئے مقرر کیا

---

(۱) یعنی رات گذری اور دن ہوا۔ (مترجم)

(۲) فارسی متن میں "کوتک" ہے۔ یہاں دیئے ہوئے تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۲۰] (ن-ب)

Marfat.com

تھا، وہ اسے محمد بن قاسم کے پاس لے آیا۔ جب [کاکہ نے] خدمت کی سعادت حاصل کی تو محمد بن قاسم اس سے عزت کے ساتھ پیش آیا اور اس پر کمال مہربانی کی۔ کاکہ نے اسے چنتّوں (۱) کے شبخون کا منصوبہ اور اُن کی دغا بازیوں کا حال سنایا کہ کس طرح خدائے تعالیٰ نے انہیں بھٹکایا کہ وہ ساری رات پریشانی اور شرمندگی میں چکر کاٹتے رہے۔ یہ باتیں بیان کرکے اس نے کہا کہ ہمارے نجومیوں اور معتبر لوگوں نے علم نجوم سے نتائج اخذ کرکے یہ حکم صادر کیا ہے کہ [۱۲۲] یہ ملک اسلامی لشکر کے قبضہ میں آئے گا۔ [اس کے بعد] جب ہم نے (شبخون کی ناکامی] کا یہ معجزہ بھی دیکھا تو ہمیں یقین ہوگیا کہ [یہی] حکم الٰہی ہے اور کوئی بھی [تم سے] فریب اور دغابازی سے مقابلہ نہ کرسکے گا۔ [اب] اگر تم ثابت قدم رہے اور استقلال سے کام لیا تو [اپنے دشمن پر] فتح حاصل کروگے۔ میں نے تمہاری اطاعت قبول کی ہے تمہیں نصیحت کرتا رہوں گا اور جتنا بھی مجھ سے ممکن ہو سکا تمہاری مدد بھی کرتا رہوں گا اور دشمنوں اور بدخواہوں کی بیخ کنی کرنے اور انہیں مغلوب کرنے میں تمہاری رہبری کروں گا۔" محمد بن قاسم نے جب اس کی یہ گفتگو سنی اور حالات سے باخبر ہوا تو [اس نے] اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور سجدۂ شکر بجا لایا اور کاکہ کو اس کی

---

(۱) فارسی متن میں "جتان" یعنی جتوں ہے۔ کی ہوئی تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۲۱]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

جان اور ماننے والوں اور اس کے خاندان کی طرف سے مطمئن کیا، اور مسند فراغ وامن سے پیٹھ لگا کر اس نے کاکہ سے کہا کہ "اے ہند کے امیر! تمھاری خلعت کیا ہوتی ہے؟" کاکہ نے عرض کیا کہ ہماری نشست کرسی ہے اور جامہ ہندی ریشم و حریر ہے (۱) کہ جو دستار کی طرح سر پر ہم باندھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں اور شمنی (۲) [جاموں (نوابوں)] کی یہی رسم ہے۔ کاکہ نے جب یہ خلعت پہنی تو سارے مکھیوں اور آس پاس کے سرداروں نے اس کی بیعت کی طرف رغبت کی۔ جن لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کی انھیں [محمد بن قاسم نے] لشکر عرب کے خوف سے امان دی اور جس گروہ نے خودسری اور سرکشی اختیار کی ان کی طرف [اسلامی لشکر کی] رہبری کی۔ [محمد بن قاسم نے] عبدالملک بن قیس الدسی (۳) کو اپنا نائب مقرر کیا تاکہ ہر متمرد اور سرکش کو مقہور کرے۔ کاکہ نے مخالفوں پر حملہ کرکے کثیر نقد، کپڑا، مویشی، غلام اور غلہ غنیمت میں حاصل کیا جس کی وجہ سے لشکر میں گوشت اور چارے کی فراوانی ہوگئی۔

پھر محمد بن قاسم نے وہاں سے منزل برخاست کرکے سیسم کے قلعہ پر آیا۔ دو دن کی جنگ کے بعد خدائے تعالیٰ نے اسے فتح اور کافروں کو شکست دی۔ داہر کا چچا زاد بھائی

---

(۱) اصل عبارت "جامہ ہندوی ابریشم و حریر ہے۔

(۲) اصل متن میں "سمنی" ہے۔

(۳) یہ لفظ مبہم ہے۔ دیکھئے حاشیہ (۱) ص ۱۰۷۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بجھرائے بن چندر بن سیلائج، راوت اور ٹھاکر جو کہ اُس کے فرمانبردار تھے[١٢٣] بدھیہ سے آگے بھاگ گئے۔ بلکہ بہتوں نے تو اپنی پیاری جانیں اسی نافرمانی میں گنوائیں اور کچھ سالوج اور قندابیل (١) کے بیچ کے قلعہ بھطلور (٢) کی طرف چلے گئے اور وہاں جاکر امان نامہ کی استدعا کی، کیونکہ وہ داھر کے مخالف تھے اور چونکہ [اس نے] ان کے کچھ آدمیوں کو قتل کیا تھا اس لئے اُس کی اطاعت سے پھر گئے تھے۔ انھوں نے قاصد کو درمیان میں لاکر خود پر ایک ہزار درھم تول چاندی (٣) [خراج] مقرر کرکے اپنے ضامن سیوستان کی طرف بھیجے۔

حجاج بن یوسف کا دریا پار کرکے داھر سے جنگ کرنے کا حکم پہنچنا

محمد بن قاسم نے خراج مقرر کرکے ان کی بہبودی کے لئے نیا پروانہ جاری کیا اور [اس کے بعد] آل جارود میں سے دو قابل اعتماد اشخاص عبد [الملک بن] القیس (٤) اور حمید

---

(١) (ن) (ب) (ح) میں "قند ئیل"، (پ) (ک) میں "قندھائیل" اور (ر) (م) میں قندھالہ ہے۔

(٢) (ب) میں "بھلطور" اور (ک) میں "بھطور" ہے۔

(٣) اصل عبارت "یکہزار درم سنگ نقرہ" ہے۔

(٤) سارے نسخوں میں یہ نام "عبدالقیس" ہے مگر اسلام کے بعد ایک مسلمان کا یہ نام ہونا غیر ممکن ہے۔ البتہ "عبدالقیس" ایک قبیلہ کے نام کی حیثیت سے مشہور تھا۔ مگر اس جگہ پر یہ اس آدمی کا نام ہے کہ جو آل جارود (جارود کی اولاد) کے قبیلہ سے تھا اس وجہ سے اس نام میں غلطی ہے اور اس شخص کا صحیح نام غالباً عبد[الملک بن] القیس ہے جس کا ذکر پہلے ص [٩٩] اور ص [١٠٣] پر آچکا ہے جو کہ محمد بن قاسم کے لشکر میں موجود تھا۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بن وداع النجدی کو مامور کرکے یہ کام ان کے سپرد کیا۔ جب سیسم کے بندوبست سے فارغ ہوا تو حجاج کا حکم پہنچا کہ "دوسرے سب مقامات چھوڑ کر نیرون میں واپس آجاؤ اور مہران عبور کرنے کی تدبیر پر غور کرکے داھر سے جنگ کے لئے رخ کرو اور خدائے عزوجل سے مدد طلب کرو کہ تمھیں فتح اور کامیابی بخشے۔ اس قلعہ کے فتح ہونے پر [چھوٹے بڑے] قلعے اور سارا قرب و جوار تمھارے قبضہ میں آجائے گا اور کوئی بھی تمھیں روکنے والا نہ ہوگا"۔ جب محمد بن قاسم نے یہ حکم پڑھا اور اس کے مضمون سے واقف ہوا تو وہ [فوراً] نیرون کوٹ واپس آگیا اور آکر خط لکھا۔

لشکر عرب کا نیرون کوٹ واپس آنا

پھر [محمد بن قاسم لشکر کے ساتھ] منزلیں طے کرتا ہوا آکر [نیرون کے] قلعہ کے قریب کے آترا جو کہ نیرون پہاڑی(۱) پر ھے [۱۲۴] اس کے قریب ایک تالاب ھے جس کا پانی عاشقوں کی آنکھوں سے زیادہ صاف اور جس کی چراگاہ باغ ارم سے زیادہ خوشگوار ھے۔ اسی تالاب کے کنارے وہ منزل انداز ہوا اور حجاج بن یوسف کو یہ خط لکھا۔

محمد بن قاسم کا خط کے ذریعہ سے حجاج بن بن یوسف کو حالات سے آگاہ کرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بڑے امیر، زبردست عالم، دین کے تاج اور ھند و عجم کی

(۱) اصل میں "کوہ نیرون" ھے۔

Marfat.com

پناہ حجاج بن یوسف کی شاندار بارگاہ میں اس خدمت گار محمد بن قاسم کی طرف سے :-

بندگی اور خدمت گذاری کے بعد، عرض ہے کہ یہ مخلص سارے امیران عرب، لشکر، ملازموں اور اہل اسلام کی فوج کی ساری جماعتوں کے ساتھ بخیریت اور سلامت ہے۔ کاروبار کی استقامت اور دائمی خوشی و آرام حاصل ہے۔ [آپ کی] رائے انور پر روشن ہو کہ بیابانوں اور خطرناک منزلوں کو طے کرنے کے بعد ہم دریا کے کنارے کہ (۱) جسے مہران کہتے ہیں، آ پہنچے ہیں۔ اور بغرور (۲) کے قلعہ کے مقابل بدھیہ کی طرف جو علاقہ کہ مہران کے کنارے پر ہے، فتح ہو چکا ہے(۳) یہ قلعہ مملکت اروڑ کی حدود میں [ہے] جو کہ راجہ داھر کی ملکیت ہے (۳) سرکش لوگوں کو مطیع بنالیا گیا ہے اور باقیوں

---

(۱) اصل عبارت "بر لب سیحون ہے۔ ہم نے سیحون کے لغوی معنی لئے ہیں جو کہ (ساح، سَیْحاً اور سَیْحَانا) مصدر سے نکلے ہیں، جس کے معنی ہیں "پانی کا زمین پر بہاؤ" (ن-ب) ۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں اس جگہ پر "راور" ہے مگر ایڈیٹر نے حاشیہ میں ظاہر کیا ہے کہ یہ اس کا اپنا گمانی تلفظ ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۱۲۵ حاشیہ ۹)۔ مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ہیں۔ (ر) (م) "بغرور"، (ن) "اغرور" (ب) (ح) (س) (ک) "اعرور" اور (پ) "مرور"۔ ہم نے "بغرور" کے تلفظ کو ترجیح دی ہے جس کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۲۵]۔ (ن-ب) ۔

(۳)-(۳) فارسی متن کی عبارت اس طرح ہے " و آن حصار راور (دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۷۲)

Marfat.com

کو [جنھوں نے اطاعت قبول نہیں کی] حملہ کرکے بھگادیا گیا ہے۔ [پھر] چونکہ امیر حجاج کا [وہ] حکم پہنچا کہ جس میں واپس ھونے کا اشارہ ہے اس لئے نیرون پہاڑی (۱) والے قلعہ میں واپس آنا پڑا۔ یہ قلعہ دارالخلافہ سے زیادہ نزدیک ہے۔ امید کہ اللہ تعالیٰ کی مدد، بادشاہ کی اعانت اور امیر معظم کے بخت [کی یاوری] سے کافروں کے سارے مضبوط قلعے فتح ھو جائیں گے۔ [۱۲۵] اور شہر و خزانے ھاتھ آئیں گے۔ فی الحال سیوستان اور سیسم کے قلعے قبضہ میں آ چکے ھیں۔ داھر کا چچا زاد بھائی اور اس کے بہادر اور خاص ساتھی [باھر] نکال دیئے گئے باقی سارے کافر مغلوب ھوے ھیں۔ کافروں کی عبادت گاھوں کی جگہ مسجدیں تعمیر کرائی گئی ھیں اور اذان، نماز، خطبوں اور منبروں کی بنیاد رکھی گئی ہے، تاکہ لوگ وقت پر خدا کا فرض ادا کرتے رھیں اور صبح

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

(کہ) در تملیک داھر راے بود" اس عبارت میں "حصار راور" کی عبارت صرف نسخہ (پ) کے مطابق ہے، دوسرے سارے نسخوں (م) (ر) (ن) (ب) (س) (ک) میں "در الور" ہے اور اسی وجہ سے زیادہ معتبر سمجھنا چاھئے۔ اس تلفظ کے مطابق اصل عبارت اس طرح ھوگی۔ "و آن حصار، در الور، تملیک داھر راۓ بود"۔ یہ عبارت تاریخی سیاق و سباق اور جغرافیائی اعتبار سے بالکل صحیح ہے اور ترجمہ بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔ (ن-ب)

(۱) اصل میں "کوہ نیررن" ہے۔

Marfat.com

اور تمام خدائے تعالیٰ کا ذکر اور تکبیر بجا لاتے رہیں، جس طرح قرآن کی نص ناطق ہے کہ [قولہ تعالیٰ] اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ" الاٰیۃ (۱)، اور بتوں کے وہ نشانات، اللہ کی تائید اور "اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ (۲)۔" (اگر خدائے تعالیٰ تمھاری تائید کرے گا تو کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا)، کی تصدیق کے مطابق صاف کئے جائیں بچاریوں، شیطانوں اور ان کی جماعتوں کو مغلوب اور ذلیل و خوار کر کے جہنم اور سخت عذاب کے حوالے کیا جائے۔ [اس وقت] ہم ایک ایسے قلعہ کی پناہ میں اقامت گزیں ہیں کہ جو سکندر رومی کی تعمیر پر بھی فخر کرتا ہے لیکن ہمارا بھروسہ اور پناہ اللہ عزوجل پر ہے۔ آپ کی رائے عالی کہ ہمیشہ عالی رہے کے مطابق یہ خط پیش کر کے جواب کا منتظر ہوں کہ جیسا فرمان ناطق اور مطلق جاری ہو اس کے لئے خود کو تیار کروں اور توفیق الٰہی سے جو ارشاد ہوگا، اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ امیر کریم کو یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ داہر کے گورنروں میں سے ایک

---

(۱) ترجمہ: سورج نکلنے سے رات کی تاریکی پھیلنے تک نماز قائم کر اور فجر کے قرآن پڑھنے کا پابند رہ۔ (مترجم)۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸ (ن۔ب)۔

(۲) آل عمران رکوع۔ ۸ (ن۔ب)۔

Marfat.com

گورنر مہران کے مشرق کی طرف اس (۱) وادی میں جو کہ کشمہا (کچھ) کے سمندر کا جزیرہ ہے (۱) قلعہ "بیٹ" (۲) کا والی ہے اور جسے بسامی [ابن] راسل (۳) کہتے ہیں۔ اس کا بیٹا، داھر کے مقربانِ خاص میں سے ہے۔ ہند اور سندھ کے بہت سے بادشاہ اُس کے مطیع ہیں اور ان کے درمیان پختہ عہدنامے ہیں [۱۲۶] اور وہ اس کی رائے سے باھر نہ جائیں گے۔ دیبل کے جو لوگ ہم سے مل گئے ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے [اور سندھ کا] ہر امیر اور سردار اُس کی بیعت کی طرف راغب ہے۔ اُس نے ہم سے امید رکھ کر التجا کی ہے کہ ہم اس سے عہدنامہ مستحکم کریں۔ اگر خدائے تعالیٰ نے یہ تدبیر پوری کی اور [وہ سب] صداقت کے ساتھ ہمارے زیر فرمان آگئے تو دریائے مہران کو پار کرنے کی تدبیر ہمارے لئے آسان اور سہل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے [سب کچھ] درست اور مبارک ہو گا۔

---

(۱) — (۱) اصل عبارت ہے "در برجوے کہ جزیرہ بحر کنبھا است" فاضل ایڈیٹر نے "کنبھا" کا تلفظ اختیار کیا ہے جو کہ (ن) کا تلفظ ہے۔ مگر (پ) میں "کبھا" ہے اور (ر) (م) کا تلفظ "کشتیھا" ہے۔ ہم نے (ر) (م) کے تلفظ کی بنیاد پر "کشمہا" کو ترجیح دی ہے جس کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۱۲۶]۔ (ن۔ب)

(۲) اصل متن میں "بیت" ہے۔

(۳) اصل میں "بسامی راسل" ہے۔ نسخہ (پ) میں "بشامی راسل" ہے۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کے پاس حجاج کا خط پہنچنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے فرزند، کریم الدین، محمد بن قاسم، خدائے تعالیٰ اس کی عزت برقرار رکھے، انواع و اقسام کے تکلفات اور طرح طرح کی تعظیمات سے آراستہ خط پہنچا اور جو حالات اس میں تحریر تھے سب معلوم ہوئے۔ اے بیٹا! آخر ہے کیا؟ تجھے کیا ہوگیا ہے جو اپنی تدبیر، عقل اور سمجھ کام میں نہیں لاتا؟ اے کاش! تو جنگ میں مشرق کے سارے بادشاہوں کو مغلوب کرے اور کافروں کے شہروں کو برباد کرے! تو اس مہم پر غالب ہونے سے کیوں عاجز ہے؟ اور دشمن کے شر کا ازالہ کرکے ان پر کیوں مسلط نہیں ہوتا؟۔ امید ہے کہ آن کے منصوبے ناکام ہوں گے۔ وہ لشکر اسلام کے مدافعت کی تجویز مرتب کر رہا ہے، تو دل مضبوط کر اور جس قدر مال خرچ کر سکے، کر اور آس کے مخالفوں کے حق میں بخششوں اور انعامات کی بارش کر، [۱۲۷] جو بھی کوئی جاگیر یا ملک طلب کرے تو اسے نا امید نہ کر بلکہ اس کی عرض قبول کرکے اپنے فرمانوں اور امن ناموں سے تسلی دے۔ کیونکہ سلطنت حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں: پہلا صلح، ہمدردی چشم پوشی، اور رشتہ داری، دوسرا دولت خرچ کرنا اور انعام دینا، تیسرا دشمنوں کی مخالفت کو صحیح طور پر سمجھنا اور مخالفوں کا مزاج معلوم کرنا اور چوتھا رعب، ہیبت، دلیری، قوت اور دبدبہ۔

Marfat.com

[هر طرح سے] ان دشمنوں کو دفع کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ [چھوٹے چھوٹے] بادشاہ جو کچھ بھی عرض کریں [انھیں] موثق اقرارناموں سے تسلی دے۔ جب وہ تیری خدمت میں حاضر ہوکر خود پر خراج مقرر کریں تو پھر جو بھی نقد یا سامان خزانہ میں پہنچائیں اسے قبول کرتے رہو۔ اور سب کو تسلی دیتے رہو۔ اگر کسی کو قاصد بناکر بھیجنا چاہو تو پھر ضروری ہے کہ اس کی عقل، مذہب، دوراندیشی اور امانت پر تمھیں اعتماد ہو۔ ایسا نہ ہوکہ اس کے جانے کھنے کی وجہ سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ خود کو دشمنوں کے اچانک حملے، حیلوں، آفت، دھوکے اور مکر سے محفوظ رکھنا۔ ضروری کاموں کی تکمیل میں دوراندیشی اور ہوشیاری کے شرائط بجا لانا، اور داہر سے خبردار رهنا۔ اگر کوئی بھی [اپنا] معتمد یا معتقد [کہیں] روانہ کرو(۱) تو اسے وصیت کرنا کہ وہ اس کے [دشمن کے] میل جول اور همنشینی سے [کہیں] بدل نہ جائے۔ اور اسے خیر خواہی کی شرط وضاحت سے بتانا کہ اگر پیغام پہنچانے کے لئے راجہ کے سامنے جائے تو سارے سرداروں اور محفل کے بزرگوں کے سامنے بے خوفی سے پیغام دے۔ اس کا جواب اچھی طرح سننا چاہئیے

---

(۱) اصل متن میں اس مقام پر "بفرسند" ہے جو کہ واحد غائب کا صیغہ ہے اور اس کی ضمیر داہر کی طرف رجوع ہوتی ہے لیکن ایسا کرنے سے سارے جملہ کے معنی میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں "بفرستد" لفظ "بفرستی" کی بگڑی ہوئی صورت خطی ہے اور ہم نے اسی کا خیال رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

اور کوئی بھی نرمی اور چشم پوشی نہ کرنی چاہئے۔ قاصدوں کی ہمت دلکش وعدوں سے بڑھانا چاہئے۔ اور [انہیں بتانا چاہئے] کہ تم سارے اسلامی لشکر کے امام اور پیشوا ہو اور سب کی امیدیں تمہاری گفتگو سے وابستہ ہیں، اس لئے تمہیں چاہئے کہ پیغام پوری طرح ادا کرو۔ مسلمانوں کا قاصد پاک مذہب [والا] ہونا چاہئے [۱۲۸] تاکہ سخن کو شکوہ کے ساتھ بغیر کمی بیشی کے ادا کرے — اور ان کو توحید پر ایمان لانے کی دعوت دے۔ [اور انہیں بتائے] کہ جو اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرکے اطاعت کرے گا اسے مال، شہر، زمین اور کھیت عطا کئے جائیں گے اور جو اسلام کے سامنے سر نہ جھکائے تو اسے کوئی دھمکی دے تاکہ وہ فرماں بردار رہے۔ اور اگر [اس کے باوجود] اطاعت سے سرکشی کرے تو پھر اس سے [صاف] کہہ دے کہ جس صورت میں تم نے اطاعت سے منہ موڑا ہے، اس صورت میں جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ لیکن اسے [داھر کو] دریائے مہران عبور کرنے کا اختیار نہ دینا [بلکہ] کہنا کہ "اگر تم تیار ہو تو پھر [تمہارے لئے] کوئی رکاوٹ نہیں ہے، لیکن چونکہ ہم اتنا بڑا سفر طے کرکے آئے ہیں اس لئے ہمیں ہی مہران پار کرنا اور بغیر روک ٹوک کے مقابلے میں آنا ہے تاکہ طرفین کے درمیان شک و شبہ کی مجال اور یہ خار خار نہ رہے۔ جس جگہ بھی دشمن کا مقابلہ کرو وہ جگہ کشادہ میدان ہونی چاہئے تاکہ مرد مرد کو اور سوار سوار کو برابر جولان دے سکے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی جب جنگ شروع کرنا تو اللہ پاک کے کرم پر

Marfat.com

بھروسہ رکھنا اور اس کی رسی کو مضبوط پکڑنا [اور دیکھنا] کہ قضا اور تقدیر، پردۂ غیب سے کیا ظاھر کرتی ھے۔ اور وھاں کس فریق کی بادشاھی ختم ھونے کا حکم جاری ھوتا ھے۔ اور اگر وہ پیغام بھیجیں اور کہیں کہ آبِ مہران سے تم گذرتے ھو یا ھم گذریں؟ تو انھیں اختیار نہ دینا بلکہ کہنا کہ میں پار کرکے آتا ھوں تاکہ تیرا رعب اور ھیبت دشمن کے دل پر اثر کرے اور [وہ] کہیں کہ اگر لشکرِ اسلام میں قوت اور طاقت نہ ھوتی تو یوں ھمارے سامنے نہ آتا۔

اس کے علاوہ یہ کہ لشکر عرب کی جو جماعت تیری اطاعت میں ھے، امید ھے کہ [اس کے لوگ] پیٹھ نہ دکھائیں گے اور جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ بلکہ جی جان کی بازی لگائیں گے۔ خدائے تعالیٰ پر توکل کرکے شوق سے جنگ کریں گے اور ثابت قدم رھیں گے۔ ان کی نیت لڑائی میں اور تیری اطاعت میں سچی رھے گی تاکہ [وہ] خدائے عزوجل کی رضامندی حاصل کرسکیں۔ [۱۲۹] دریا عبور کرنے کے لئے ایسی جگہ اختیار کرنا جہاں تم مضبوطی کے ساتھ قدم جما سکو اور سیدھی سادی گذرگاھوں، [سے بھی] سمجھ بوجھ کر گذرنا اور دور اندیشی اور باخبری کو ھاتھ سے نہ چھوڑنا۔ گذرتے وقت لشکر کو ھوشیار رکھنا اور [اس کا] میمنہ، میسرہ، قلب، مقدمہ اور ساقہ سیدھا رکھنا، پیادوں اور اکیلوں کو پہلے بھیجنا اور کسی بھی برگستوانی (۱) کو درمیان میں نہ رکھنا"۔

---

(۱) معنیٰ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۹۹]۔

Marfat.com

حجاج کا یہ خط پہنچا تو محمد بن قاسم نے عزم مصمم کیا اور دریا پار کرنے کی تدبیر کرنے لگا۔

محمد بن قاسم کے نیرون کوٹ پہنچنے کی داہر کو اطلاع ہونا (۱)

ادھر راجہ داہر نے ہند کے داناؤں اور اپنے فلسفیوں اور نجومیوں سے کہا کہ "اس وقت خبر ملی ہے کہ محمد [بن] قاسم ظاہر ہوا ہے اور قلعہ نیرون کے نزدیک زبردست لشکر کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کھڑا ہے۔ [چنانچہ بیان کرو کہ] تاریخ و نجوم کی کتابوں سے تمھیں کیا معلوم ہوتا ہے؟ اور وقت کے ستارے اور سال کی تقویم سے کیا [نتیجہ] نکلتا ہے؟"۔ نجومیوں نے تعریف و توصیف اور ستائش و ثنا کے بعد عرض کیا کہ "راجہ سلامت رہے! تاریخ کی قدیم کتابوں اور حکیم جاماسپ کے نجوم سے یہ معلوم ہوا ہے کہ سنہ ۹۲ ھجری میں نیرون کا قلعہ لشکر اسلام کے قبضے میں آئے گا اور سنہ ۹۳ ھجری میں سارا ھندوستان اور یہ قلعے جو کہ سکندر کی تعمیر سے بھی زیادہ مضبوط ھیں مسلمانوں کی ملکیت ہوں گے اور یہ فتوحات

(۱) اس باب کے مضمون سے یہ گمان ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کے نیرون آنے کی اطلاع ھی داہر کو جب ہوئی ہے کہ جب وہ سیوستان اور بدھیہ کے علاقوں سے ہوکر نیرون کوٹ واپس آیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ مصنف نے یہاں اور اس کے بعد نئے عنوان کے تحت وھی ساری حقیقتیں دھرائی ھیں جو اس سے پیشتر ص [۱۱۶] سے [۱۱۸] تک آ چکی ھیں۔ دوبارہ لکھنے کا سبب صرف یہ ہے کہ مصنف داہر اور محمد بن قاسم کی جنگ کی یہاں سے تمہید باندھنا چاہتا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

محمد بن قاسم کے ھاتھوں ھوں گی۔ یہ پیشنگوئی [ضرور] پوری ھو گی"۔

پھر راجہ داھر نے [۱۳۰] بھنڈرکوشمنی (۱) کو کہ نیرون کا قلعہ اس کی نگرانی میں تھا روانہ کیا اور کہا کہ "تجھے نیرون کوٹ پہنچ کر ھمیں ان کے حالات سے مطلع کرنا چاھئے"۔ اس اشارہ پر شمنی نیرون کوٹ جا پہنچا اور پانچ سردار اور حجاج کا پروانہ ساتھ لے کر محمد بن قاسم کے پاس حاضر ھوا۔ نباتہ [بن] حنظلہ ان کے درمیان [واسطہ] ھوا۔ جب اس نے پروانہ اور نذرانہ پیش کیا تو محمد بن قاسم نے فرمایا کہ "اس پروانے کی تعمیل [توخیر] کرنی ھی ھے۔ لیکن تو نے لشکر کے پہنچنے پر جو دروازے بند کئے تھے اس کا ھم پر کافی [برا] اثر ھوا ھے۔

جب تم اطاعت گذار تھے تو پھر قلعے کے دروازے بند کرنا اور لشکر کو روکنا اچھا کام نہ تھا کہ اسی وجہ سے لشکر میں غلّے کی قلت ھو گئی تھی"۔ اس پر شمنی معذرت کرنے لگا کہ "چونکہ ھمارے کاروبار کی مصلحتیں راجہ داھر سے متعلق ھیں اور میں یہاں حاضر نہ تھا اس وجہ سے آپ کے پہنچنے پر رعایا متردد ھوئی اور ڈری کہ مبادا واپسی پر اھل قلعہ کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ [مگر] اب جب کہ میں خدمت میں حاضر ھوا ھوں تو فرمانبرداری اور خلوص کی رسم ادا کرتا رھوں گا اور جو بھی آپ کی مرضی ھو گی اسی کے

(۱) اصل متن میں "سمنی بھندرکو" ھے۔

Marfat.com

مطابق عمل کروں گا"۔

محمد بن قاسم کا نیرون کے شمنی کو خلعت پہنانا

پھر محمد بن قاسم نے خلعت پہنا کر [اس کی] عزت افزائی کی اور بڑی مہربانیوں سے پیش آنے کے بعد اسے واپس کیا۔ شمنی نے واپس جا کر قلعے کے دروازے کھولے اور تحفے اور نذرانے بھجے اور سپاھی خرید و فروخت کے لئے قلعے میں گئے۔ دوسرے دن جب ستاروں کے بادشاہ کا پرچم سقفِ لاجوردی پر برآمد ھوا (۱) تو محمد بن قاسم گھوڑے پر سوار ھوکر اور اپنے خاص اور برگزیدہ آدمیوں کے ساتھ قلعے میں آیا اور بتکدے کی جگہ پر مسجد تعمیر کرا کر اس میں دو رکعت نفلیں ادا کیں۔ (اس کے بعد) قبیلۂ ذھل اور اھل بصرہ میں سے ایک شخص کو وھاں اپنا [۱۳۱] نائب مقرر کیا (۲)۔

پھر وھاں سے کوچ کیا اور دریائے مہران پار کرنے کے لئے شمنی کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ [اسی اثنا میں] شمنی راسل رسنی (۳) کے بزرگوں اور بھٹیوں کے کچھ سربراھوں نے حاضر ھوکر امان طلب کی انھیں جیسا کہ حجاج نے حکم جاری

---

(۱) یعنی سورج طلوع ھوا۔ (مترجم)

(۲) اس مقام تک، اس عنوان اور اس سے پیوستہ عنوان کے تحت کم و بیش وھی بیان دیا گیا ھے جو اس سے پہلے ص [۱۱۶-۱۸] ھو آچکا ھے۔ اس کے بعد نیا بیان شروع ھوتا ھے (ن۔ ب)۔

(۳) نسخہ (ب) میں "راسل رسی"، (ر) (م) میں "راسد رسن" اور (س) میں "راھل رسی" ھے۔

Marfat.com

کیا تھا جواب دے کر اور اقرار مستحکم کرکے اشبہار کے قلعے کی طرف روانہ ہوا اور محرم سنہ ۹۳ هجری (۱) میں اس قلعے کے نواح میں جا کر فروکش ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ایک مضبوط قلعہ ہے، قلعہ والوں نے جنگ کے لئے تیار ہو کر اس کے [چاروں طرف] خندق کھود دی تھی اور قلعے کے مغرب میں رہنے والے جتوں اور دیہاتیوں کو بھی قلعہ میں لے آئے تھے۔ محمد بن قاسم نے جنگ شروع کی۔ محل وقوع سے [فائدہ اٹھائے ہوئے] انہوں نے ایک ہفتہ مقابلہ کیا مگر پھر امان طلب کرکے اطاعت قبول کی اور اپنی گردنوں میں بندگی کا طوق ڈالا۔ محمد بن قاسم نے حجاج کے پروانے کے مطابق انہیں امان دی چنانچہ جو لوگ متابعت میں آئے انہوں نے خراج قبول کرکے قلعے کے دروازے کھول دیئے۔ محمد بن قاسم اپنے امینوں کے ساتھ اندر گیا اور چابیاں اپنے صادق معتمدوں اور مخلص معتقدوں کے حوالے کیں۔ اس کے بعد اس قلعے پر ایک ایماندار آدمی [نائب] مقرر کرکے اس کی فتح کے متعلق حجاج کے پاس [خط] تحریر کیا۔ [جس میں یہ بھی لکھا] کہ ان بہادر جتوں کو امان دی گئی ہے۔ [ساتھ ہی ساتھ] اسے [اس جنگ کے] قتل اور خونریزی کی [بھی] اطلاع دی۔ اس قلعے میں کافی عرصہ

---

(۱) مصنف پہلے ص [۱۰۲] پر بیان کر آیا ہے کہ محمد بن قاسم محرم ۹۳ هجری میں دیبل پہنچا لیکن اس مہینہ اور سال میں دیبل، نیرون کوٹ اور سیوھن وغیرہ کے قلعے فتح کرکے اشبہار کے قلعہ پر حملہ آور ہونا ناممکن ہے اس لئے یہاں محرم سنہ ۹۴ هجری کے بجائے صرف ۹۳ هجری یا کوئی اور مہینہ ہونا چاہئے۔ (ن-ب)

Marfat.com

ٹھہر کر اور [اپنا] نائب مقرر کر کے خود مہران کے مغربی کنارے پر راوڑ کی حدود میں آکر منزل انداز ہوا۔ [۱۳۲]

مہران کی ساحلی منزل پر محمد بن قاسم کا جنگ کرنا

چنانچہ جب محمد بن قاسم ساحلِ مہران پر آکر اُترا (۱) تو بیٹ کے حاکم جاہین نے اس سے جنگ کی (۱)۔

روایت : (۲) تاریخ کے مصنفوں نے اس طرح روایت کی ہے کہ جب داہر کو محمد بن قاسم کے راوڑ اور جیور کی حدود میں پہنچنے کی خبر ملی اور اس نے پوچھا کہ "عرب کہاں پہنچے ہیں" اور اسے بتایا گیا کہ جیور کی حدود میں داخل

---

(۱)۔(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت اس طرح ہے "پس چون محمد قاسم بر معبر مہران نزول کرد، و با جاہین، ملک بیت جنگ پیوست"۔ یہ جملہ نا مکمل ہے۔ نسخہ (ر) میں اس جملے کا آخری حصہ یوں ہے، "با وے جاہین، ملک بہت جنگ پیوست" یہ ٹکڑا ایک تو جملے کے لحاظ سے مکمل ہے۔ دوسرے آیندہ آنے والے حقایق کے مطابق ہے جیسا کہ ص [۱۴۵] پر بیان کیا گیا ہے کہ داہر نے جاہین ہی کو محمد بن قاسم سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا " و (داہر) جاہین را فرمود کہ بر لب مہران بموضعی کہ آب را جائے عبرہ بود برابر حصار بیت باہست" (داہر نے جاہین کو قلعہ بیٹ کے سامنے جدھر گھاٹ تھا ادھر مہران کے کنارے پر استادہ ہونے کا حکم دیا ۔

(۲) یہ روایت معترضہ ہے کہ جس میں محمد بن قاسم اور جاہین کے مقابلے سے پہلے کے حالات بیان کئے گئے ہیں، اس لحاظ سے اسے ایک دوسرے مضمون کا عنوان سمجھنا چاہئے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

هوچکے ھیں، تو اس نے کہا کہ "عربوں کا خاصہ غلبہ ھوا ھے اور مقدر یقیناً ان کے ساتھ ھے"۔ [ادھر] پھر محمد بن قاسم نے موکو ابن وسایو(۱) کے پاس قاصد بھیجا کہ "(۲) قصبہ وجورتہ کا علاقہ (۲) تجھے بطور جاگیر دیا جاتا ھے، اس پر تیرا قبضہ تسلیم کیا جاتا ھے"۔

موکو ابن وسایو کے معاھدے کی خبر داھر کو ھونا

پھر کسی آدمی نے داھر کو جاکر خبر دی کہ موکو[ابن] وسایو نے محمد بن قاسم کی بیعت کی ھے اور قاصد بھیج کر [ایک دوسرے سے] عہدنامے کئے ھیں - اس نے قاصد کے ذریعے محمد بن قاسم کو جواب بھیجا ھے کہ "آپ نے جو فرمایا وہ صحیح معلوم ھوا اور ھم پر جو عنایت کی ھے اس کے لئے احسانمند ھیں - آپ نے جو وعدے فرمائے ھیں ھم دل و جان سے ان کے شایق ھیں اور دل آپ کی فرمان برداری کی طرف بے حد مائل ھے - آپ کی خوشی سارے کاموں پر مقدم رکھیں گے اور [اگر] کسی بہانے سے کوئی حادثہ پیش آیا تو پھر حکم کا تابع رھنا لازمی سمجھیں گے - لیکن جن بادشاھوں کے

---

(۱) فارسی متن میں "موکہ بن بسایہ" ھے، (ر) اور (م) میں "بسایہ" کی جگہ پر ھر مقام پر "پسایہ" ھے - (ن-ب)

(۲)-(۲) یہاں فارسی متن کی عبارت "ولایت قصہ و سورتہ" (یعنی کچھ اور سورٹھ کی ولایت) ھے جو کہ ایڈیٹر کی اپنی گمانی عبارت ھے - (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) میں "ولایت قصبہ وجورتہ" اور (پ) میں بھی "ولایت قصبہ و جورتہ" تحریر ھے - جنانچہ ھم نے اسی کو ترجیح دی ھے - مزید دیکھئے حاشیہ ص [۱۳۳] - (ن-ب)

Marfat.com

نمک کا حق [ھم جیسے] خدمتگاروں کی گردن پر لازم ھے ان سے عہد شکنی اور بیوفائی کرنا [۱۳۳] ایسا گناہ اور خیانت ھے کہ جو دور اندیشی اور امانت سے بعید ھے اور جب تک اس کی طاقت سے ایسا کوئی خوف پیدا نہ ھو کہ جو نفس اور جان کے لئے خطرہ بن جائے تب تک، امانت اور دوراندیشی سے کنارہ کش ھوجانا ناپسندیدہ طریقہ ھے۔

(مَلِک موکو [ابن] وسایو کی درخواست) :- مزید یہ کہ ملک سندھ ھمارا وطن اور ھمارے آباء و اجداد کا ورثہ اور حاصل کیا ھوا ھے۔ راجہ داھر سے ھماری قرابت ھے اور وہ ھندوستان کے راجاؤں کا راجہ ھے۔ وہ جتنے بھی بلند درجے پر فائز ھوگا تو اس سے ھم کو بھی [اتناھی] بڑا نصیب اور مکمل حصہ ملے گا [اس سے] بہرحال، رنج یا راحت میں موافقت کی شرطیں بجا لانا ھم پر لازم اور ثابت ھیں۔ [ھم اس کے] دُکھ سُکھ میں شریک اور ملک میں حصے دار ھیں۔ لیکن [اب] عقل کے طریقے سے ایسا معلوم ھوتا ھے اور حکمت کے دلیلوں سے یہ ظاھر ھوتا ھے کہ یہ حکومت ھمارے ھاتھ سے نکل کر دوسرے کے حوالے ھوگی۔

موکو [بن] وسایو کا [محمدبن قاسم سے] عہدنامہ کرنا

سندھ کے حکیموں اور ھندوستان کے فلسفیوں نے کہ جو اس ملک کے باشندے ھیں، اصطرلاب اور نجوم کے ذریعہ قدیم کتب سے یہ نتیجہ اخذ کیا ھے کہ اس سلطنت کو لشکر اسلام فتح کرکے اپنے قبضے میں لائے گا۔ جس شخص کا بخت یاوری

Marfat.com

کرتا ہے اور کامیابی ہمرکاب ہوتی ہے اور وہ دور اندیش اور باہمت ہوتا ہے تو جو واقعہ پیش آتا ہے اس سے تجربہ حاصل کرتا اور زیادہ ہوشیار ہوتا جاتا ہے تاکہ نجات کا راستہ اس سے پوشیدہ نہ رہے اور ایسا نہ ہو کہ جب موقع اور وقت نکل جائے تو اسے تکلیف پہنچے ۔ آپ نے جس صورت میں مجھے پیشکش کی ہے اور مجھ سے یہ رعایت کرنا واجب سمجھا ہے کہ، "[وہ علاقہ تمھارے] امانت ہے" تو اگر میں جواب باصواب نہ دوں گا تو مخالفت ہوگی اور اگر میں اپنی خوشی سے بغیر جنگ وجدل کئے خدمت میں آکر حاضر ہوں گا تو دشمنوں کی ملامت اور خاندان کی بدنامی [۱۳۴] کا باعث ہوگا ۔ [اب تجویز یہ ہے] کہ (۱) اس وقت میں ساکرے کے رانا سے بیٹی کی شادی کرانے کے بہانے جارہا ہوں (۱) امیر محمد بن قاسم کہ اس کا مرتبہ [ہمیشہ] بلند و قایم رہے، ہزار سواروں کو حکم دے کہ فلاں راستے پر آکر وہ مجھے گرفتار کرکے خدمت میں حاضر کریں، تاکہ مجھے بھی بہانہ مل جائے اور لوگوں کی زبانوں پر بھی یہ شکایت نہ ہو کہ اس نے بےوفائی کی۔ [اس طرح] داھر کو بھی بدگمانی نہ ہوگی کیونکہ [اسے معلوم ہوگا کہ] مجھے بے بس کرکے زبردستی لے گئے ہیں"۔

---

(۱)-(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ہے " اکنون به بہانه تزویج دختر رانه ساکرا رفته می شود"۔ "رانه ساکرا" کے مقام پر مختلف نسخوں کی عبارتیں یوں ہیں:- (پ) "رانه ساکراہ، (ر) "راو ساکرا"، (م) "راؤ ساکر"، (ن)، (ب)، (س)، "دخترانه ساکرا" اور (ک) "دختراله ساکران"۔

Marfat.com

موکو [ابن] وسایو کے کہنے پر نباتہ بن حنظلہ کو بھیجنا

چنانچہ محمد بن قاسم کو اس کے قول پر پورا اعتماد ہوا اور اس کی بات پر بھروسہ کرکے اس نے نباتہ بن حنظلہ کو ایک ہزار مسلح اور منتخب سواروں کے ساتھ موکو [ابن] وسایو کے طے کردہ مقام پر بھیج دیا اور خود بھی اس کے قریب آکر ٹھہر گیا۔ [اس طرف] موکو بھی سو نفر سوار ہمراہ لے کر نکلا اور اس [طے شدہ] مقام پر آ پہنچا۔

نباتہ بن حنظلہ کا جانا اور موکو [بن] وسایو کو ٹھاکروں سمیت گرفتار کرنا

پھر نباتہ بن حنظلہ نے اپنے سواروں اور ترجمان کے ساتھ آکر [اس کا] راستہ روکا اور موکو [بن] وسایو بیس نامور ٹھاکروں اور اپنے گروہ سمیت گرفتار ہوا۔ جب اسے محمد بن قاسم کے سامنے لایا گیا تو امیر اس کے ساتھ عزت اور تعظیم سے پیش آیا اور ملک بیٹ اس کے حوالے کیا اور اس کی درخواست پر ٹھاکروں کو دستخط کرکے پروانے عطا کئے۔ مزید ایک لاکھ درم انعام کے طور پر بخشش دے کر سبز طاؤسی تاج، کرسی اور خلعت عطا کی اور اس کے سارے ٹھاکروں کو خلعتوں، آراستہ گھوڑوں اور بہت سے انعامات سے سرفراز کیا۔

تاریخ کے مصنف اور جہاں پیما سیّاح اس طرح روایت کرتے ہیں کہ [محمد بن قاسم نے] امیری کا پہلا تاج موکو کو دیا

Marfat.com

تھا اور اس کی درخواست پر قصبہ [وجورتہ](۱) کی اراضی بھی بطور ملکیت پروانہ لکھ کر اسے اور اس کے فرزندوں کو تفویض کی اور بیٹ کا سارا علاقہ، مضافات اور آبادی سمیت حوالے کر کے عہدنامہ پختہ کیا اور اسے کشتیاں فراہم کرنے کی وصیت کی۔

محمدبن قاسم کا شامی قاصد اور مولائی اسلام(۲) کو بھیجنا

پھر محمد بن قاسم ساحل مہران پر منزل انداز ہوا۔ [اور اس نے] بزرگان شام میں سے ایک بزرگ اور مولائی دیبلی کو جو کہ محمد بن قاسم کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوا تھا، [داہر کے پاس] بھیجا تاکہ جو کچھ شامی کہے وہ داہر [بن] چچ کو اور جو داہر جواب دے وہ اسے سمجھائے اور جب وہ پیغام دینا شروع کرے تو دربار میں خاص آدمیوں کی مجلس میں ادا کرے اور جواب صاف لفظوں میں طلب کرے، جیسا کہ حجاج کے فرمان کی ابتدا میں تحریر ہے۔

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "زمین قصہ" (یعنی اراضی کچھ) ہے۔ مگر (پ) اور (ر) کی عبارت صاف طور "زمین قصبہ" ہے۔ اس تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۳۳]۔

(۲) اصل عبارت "مولانا اسلامی" ہے جو کہ غلط ہے۔ اس وقت "مولانا" کا خطاب اور "اسلامی" کا نام ناپید تھا۔ صحیح لفظ "مولائی اسلام" سمجھنا چاھئے کیونکہ اس کے نیچے "مولائی دیبلی" اور پھر آیندہ عنوانوں کے نیچے صاف طور پر "مولائی اسلام دیبل" آیا ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

شامی قاصد کا داھر کے پاس جانا

جب شامی قاصد اور مولائی دیبلی داھر کے پاس پہنچے تب مولائی دیبلی نے سر جھکا کر [شرط] خدمت ادا نہ کی۔ داھر انھیں پہچانتا تھا چنانچہ اس نے اُن سے کہا کہ "تم نے قانون کے مطابق خدمت کی شرط کس لئے پوری نہیں کی؟ شاید تجھے منع کیا گیا ھے؟" مولائی نے جواب دیا کہ "جب میں تمھارے طریقے پر تھا اُس وقت بندگی کی شرط بجا لانا مجھ پر واجب تھا لیکن اب جب کہ میں اسلام کے شرف سے مشرف ھوچکا ھوں اور میرا تعلق بادشاہِ اسلام سے قایم ھوچکا ھے تو مجھ پر کافر کے آگے سر جھکانا واجب نہیں"۔

داھر کا دھمکانا

(یہ سن کر) داھر نے کہا کہ "اگر تو قاصد نہ ھوتا تو میں تجھے قتل کرا دیتا"۔ مولائی دیبلی نے فرمایا کہ "اگر تو مجھے قتل کرا بھی دے تو اس سے عربوں کو کوئی نقصان نہ ھوگا اور [میرے] خون کا [انتقام] لینے کے لئے بدلہ لینے والے موجود ھیں جو تجھ تک پہنچ کر ھی دم لیں گے"۔

شامی کا پیغام ادا کرنا

پھر شامی نے زبان کھولی کہ "ھم امیر کی جانب سے تمھارے پاس قاصد ھوکر آئے ھیں اور ھمیں حکم دیا گیا ھے کہ وہ پیغام تمھارے حاکموں اور راناؤں کے سامنے پہنچائیں" داھر نے جواب دیا "کہو، کیونکہ قاصد اپنے مخدوم کا پیغام پہنچانے والا اور فرمان ادا کرنے والا ھوتا ھے"۔ اُس نے کہا "امیر

Marfat.com

محمد بن قاسم نے اس طرح فرمایا ہے کہ تو مختار ہے، اگر [دریا] پار کر کے آئے تو راستہ کھلا ہے کوئی بھی رکاوٹ نہ ہوگی ورنہ [دوسری صورت میں] راستہ کھلا رکھو تا کہ لشکرِ عرب دریا عبور کر کے تمہارے مقابلے کے لئے آئے"۔

داہر کا وزیر سیاکر سے مشورہ کرنا

پھر داہر نے وزیر سیاکر سے پوچھا کہ "اس بارے میں تیری کیا رائے ہے؟" وزیر سیاکر نے کہا "میں نے ہمیشہ جن باتوں میں رائے دینا مناسب سمجھا ہے [۱۳۷] ان میں راجہ کی خیر خواہی اور نصیحت کو پیش نظر رکھا ہے اور راجہ کو ان کا نتیجہ معلوم ہے۔ [پہلے] میں نے جو رائے نصیحت کے طور پر گھاٹ پار کرکے [دشمن کی] فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے دی تھی، اس پر [راجہ نے] نہ تو کوئی توجہ دی اور نہ قبول فرمائی۔ مگر اب جب کہ حالات نازک ہوگئے ہیں اور اس سے جنگ کرنے کے لئے مجبور [ہونا پڑا] ہے تو خیر اسے ہی اس طرف پار کر کے آنے دو تاکہ دونوں لشکر مقابل ہوں۔ اس طرف کا ملک آپ کے قبضے میں ہے اور شہر اور خزانے آپ کے تصرف میں ہیں۔ اناج، ہتھیار، سامان اور اسبابِ جنگ موجود ہیں۔ [دوسری طرف] اس کی مدد [کی راہ] کٹ جائے گی۔ چونکہ مہران کا پانی ان کے پیچھے ہوگا، اس لئے انہیں کوئی کمک نہ پہنچ سکے گی اور وہ قیدیوں کی طرح آپ کے ہاتھوں عاجز ہوجائیں گے اور ان پر حیلوں کے سارے دروازے بند رہیں گے، جس کی وجہ سے [ان کا] سارا

Marfat.com

سامان، گھوڑے، لشکر اور نوکر چاکر سب آپ کے ہاتھ آجائیں گے"۔

[پھر داہر نے] ایک علافی کو بلاکر جو کہ [پہلے] لشکرِ شام میں تھا اور سندھ میں لشکرِ عرب کے آنے کے بہت پہلے کسی خطا پر وہاں سے بھاگ کر داہر کے پاس آگیا تھا اور اس سے وابستہ ہوگیا تھا، اس سے اس تجویز کے متعلق مشورہ کیا اور کہا کہ "اے محمد! وزیر سیاکر نے یہ تقریر کی ہے، تجھے یہ [مشورہ] موزون نظر آتا ہے یا نہیں؟" محمد علافی نے کہا کہ:

لَا تَقِیْمَنْ بِدَارٍ لَا اِنْتِفَاعَ بِہَا
فَالْاَرْضُ وَاسِعَۃٌ وَالرِّزْقُ مَبْسُوطٌ

[جس گھر میں نفع نہ ہو تو وہاں قیام نہ کر۔ دنیا میں زمین بڑی وسیع اور رزق بہت وافر ہے]۔

"اس کی یہ رائے کہ اُن کے لشکر کو اس طرف پار کرکے آنے دیا جائے، مناسب نہیں ہے۔ میں اس سے متفق نہیں ہوں کیونکہ وہ زبردست لشکر رکھتا ہے۔ جنگجو سوار نامور [۱۳۸] بہادر اپنے نام و ناموس کی خاطر ڈٹ جائیں گے اور خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا نفس اور زندگی اس کی راہ میں قربان کریں گے۔ چونکہ انہیں خدائے عزوجل کے کرم کی امید ہوگی اور [یہ یقین ہوگا کہ] اس جہاد اور شہادت کی وجہ سے انہیں دنیائے خلد میں جگہ ملے گی اس لئے وہ اُس وقت تک قتل نہ ہوں گے کہ جب تک ہمارے دوگنے آدمیوں کو قتل نہ کر ڈالیں گے۔ جب وہ جنگ کی طرف رُخ

Marfat.com

کریں گے تو پھر اس وقت تک ان کا پلٹنا اور منہ موڑنا مشکل ہے کہ جب تک سب کے سب تلواروں کا لقمہ نہ بن جائیں ۔ اس طرف آکر اور ملک کے دامن میں ہاتھ مار کر اگر وہ بادشاہت کے حصےدار ہوگئے تو ان سے بڑا فتنہ پیدا ہوگا اور ان کی قوت اور دبدبے میں روز بروز اضافہ ہوگا۔ کیونکہ آپ کی بیشتر فوج اور رعایا ان کی لوٹ مار سے امان طلب کرے گی اور [لوگ] اپنی جان بچانے کے لئے ان کے طرفدار ہوجائیں گے اور انھیں جائے پناہ سمجھنے لگیں گے۔ اس لئے [یہی بہتر ہے کہ] انھیں مغربی کنارے پر روک دیا جائے ۔ ہمارے اور ان کے درمیان مہران [حائل] ہے ۔ ان کے اس طرف آجانے میں آپ کو اپنے لئے کوئی مصلحت نہ سمجھنی چاہئے۔ کشتیوں کے ملاحوں اور جنگل کے جتوں کو ہدایت کیجئے کہ گھاس، اناج، لکڑیوں اور بیلوں وغیرہ کا جو کہ [دشمن کی] فوج کے لئے ضروری ہیں، راستہ روکیں اور [ان چیزوں کو] ان تک نہ پہنچنے دیں، جو بھی [مجاھد] لشکر سے بچھڑ جائے اسے تکلیف پہنچائیں تاکہ تنگ ہوکر کچھ بھوک سے نابود ہوں اور کچھ بےسروسامانی سے [عاجز ہوکر] بھاگ جائیں اور گھوڑے گھاس کے بغیر اورسوار غذا کے بغیر پریشان ہوکر منتشر ہوجائیں اور اپ کے ملک میں کوئی مداخلت نہ کر سکیں ۔ اس طرح جب ان کا لشکر پریشان اور منتشر ہوجائے گا تو پھر آپ کے ملک میں کوئی بھی لوٹ مار نہ کر سکے گا اور آپ آسودہ رہیں گے"-[۱۳۹]-

علافی کا داھر کو نصیحت کرنا

(روایت) : اس حکایت کے راوی نے بیان کیا ہے کہ "اس

Marfat.com

مجلس میں جتنے لوگ استادہ تھے، میں بھی ان میں سے ایک تھا اور مجھے بیٹھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ علافی نے جو کچھ بیان کیا اور نصیحت کے طور پر داھر کو جو مشورے دیئے وہ میں نے [اچھی طرح] سنے اور سمجھے"۔

پھر داھر نے [علافی سے] کہا کہ تمھارا جو بھی مشورہ ھوتا ہے وہ بجز نصیحت اور خیرخواھی کے کچھ اور نہیں ھوتا لیکن میری رائے کا تقاضہ ہے کہ اسے [اِس پار آنے کا] اختیار دوں تاکہ وہ مجھے عاجز سمجھ کر یہ خیال نہ کرے کہ کمزور ھوگیا ھوں"۔

راجہ داھر کا پیغام

پھرشامی قاصد کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ "جاکر اپنے امیر سے کہو کہ [دریا] پار کرنے میں پس تجھے آزاد چھوڑا جاتا ہے۔ ھم تجھ سے جنگ کرنے کے لئے تیار بیٹھے ھیں۔ تو [اِس پار] آجا ورنہ ھم [اُدھر] آئے جاتے ھیں"۔

محمد بن قاسم کے قاصدوں کا داھر کے پاس سے واپس آنا

پھر قاصد، محمد بن قاسم کی خدمت میں واپس آئے اور راجہ داھر نے جو پیغام دیا تھا وہ ظاھر کیا۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ کہ درگاہِ ذوالجلال بےزوال کے طفیل میں، میں مہران کو پار کرنا اختیار کروں گا۔ پھر خدائے عزوجل کو یاد کرکے اور اس سے مدد طلب کرکے راھیِ منزل ھوا۔ آخر امیر سارے لشکر سمیت مہران کے مغربی کنارے پر راوڑ کے قلعے کے سامنے اتر کر خیمہ زن ھوا اور موکو [ابن] وسایو کو بلا کر

Marfat.com

قابل اعتماد آدمیوں کو اس کے ساتھ کیا [اور کہا] کہ "وہ دریا پار کرنے کا کوئی [موزوں] مقام تلاش کریں [۱۴۰] اور کشتیاں بھی فراہم کریں تا کہ ہم اس پار جا پہنچیں"۔ [لیکن پھر کہنے لگا] کہ ممکن ہے کہ یہ آبِ مہران عبور کرنے میں دشوار گذار [ثابت] ہو اور ہم گذر نہ سکیں۔ [دوسری جانب سے] دشمن کا بھی خوف ہے کہ جو دریا کے کنارے پر سامنے تیار کھڑا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک حجاج کے پاس سے خط کا جواب نہ آجائے اس وقت تک لشکر کو اس پار نہ لےجایا جائے۔

چنانچہ دو تین دن ٹہرکر اس نے ایک مفصل خط لکھا، جس کا عزت و تعظیم کے ساتھ جواب وصول ہوا۔

محمد بن قاسم ثقفی کو حجاج بن یوسف کا خط ملنا

حجاج بن یوسف کی جانب سے یہ مکرم و معظم خط امیرِ جلیل عمادالدین محمد بن قاسم کی طرف: بعد سلاموں کے واضح ہو کہ تم نے مہران پار کرنے اور راجہ داھر بن چچ سے جنگ کرنے کی بابت تحریر کیا تھا۔ بے شک تائیدِ الہٰی سے مجھے امید ہے کہ تم فتح مند اور کامیاب ہوگے اور تمھارا دشمن داھر ذلیل ہوگا۔ جس وقت وہ مقابل ہوں گے تو خدائے تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ ہے کہ آسمان کی گردش سے تمھیں کوئی بھی نقصان نہ پہنچے گا۔ کیونکہ نماز کے پانچوں وقتوں اور خلوت یا جلوت کا ایسا کوئی بھی وقت نہیں گذرتا کہ جس میں غائبانہ دعا کی امداد نہ کی جاتی ہو کہ خدائے

Marfat.com

تعالیٰ تمھیں کافروں پر فتح نصیب کرے اور وہ دشمن ذلیل اور خراب و خوار ہوں ازل میں جو حکم مقدر ہوچکا ہوتا ہے پردۂ مراد سے بھی وہی ظاہر ہوتا ہے اور جو موزوں اور مطلوب ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ میں اللہ پاک کی درگاہ میں عجز اور فغاں کے ساتھ ہمیشہ یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ "اے خداوندا! تو ایسا بادشاہ ہے کہ تیرے سوا دوسرا کوئی بھی خدا نہیں ہے، لشکرِ اسلام کو [اس کی حیثیت] سے زیادہ قوت دے اور کامیابی عطا کر"۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ تم مقصد حاصل کرکے ہم سے [۱۴۱] آملوگے۔ یہ ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو دریا عبور کرو اور تائید الٰہی کی التجا کرتے رہو اور اس کی رحمت کو اپنی پناہ جانتے رہو تاکہ وہ، اپنی عقلوں پر غرور کرنے والے صلاحکاروں سے [تمھیں] محفوظ رکھے۔ ایک دوسرے کے مدِ مقابل ہونے کے وقت رضائے الٰہی پر اعتماد رکھتے ہوئے اپنی پوری شجاعت اور ہمت کا مظاہرہ کرنا کیونکہ فتح اور تائید [الٰہی] تمھارے ہمرکاب اور قوت تمھارے ساتھ اور مددگار ہے اور فرشتوں کی امداد اور مسلمانوں کی تلوار تمھاری طرف سے ان [مخالفوں] پر مسلّط ہے۔ خدائے عزّوجل ان کی خبیث ذات کو مسلمانوں اور فرشتوں کی تلواروں اور نیزوں کی خوراک بنائے گا۔ غضبِ الٰہی [کا دروازہ] ان کے لئے کھلا ہوا ہے جس کی وجہ سے پورے انتقام اور عبرتناک انجام کے سزاوار ہوں گے۔

جس وقت دریائے مہران کو عبور کرنا چاہو تو اس وقت گھاٹ کے کنارے کو اچھی طرح دیکھ لینا اور دریا پار کرنے کا

Marfat.com

مکمل انتظام رکھنا۔ [پہلے] اس ملک کے ان باشندوں کو جو کہ کشتیوں پر ہوں پختہ اقراروں سے اپنا مطیع اور مخلص بنا لینا اور انہیں اچھی طرح پہچان لینا پھر [دریا] پار کرنا۔ چونکہ پانی تمھاری پشت پر ہوگا، اس لئے اس طرف سے دشمن کا کوئی خوف نہ ہوگا، تمھیں کوئی بھی دکھ نہ پہنچے گا، اس کے بعد جب تم ان کے گاؤں اور شہروں اور قلعوں میں داخل ہوگئے تو کوئی بھی شخص تم سے مقابلہ اور جنگ نہ کر سکے گا اور تمھارے مقابلے میں وہ کبھی بھی اپنی پیاری جان ہلاکت میں نہ ڈالیں گے۔ وہ جس قلعے کی بھی پناہ لے کر اسے اپنا سہارا بنائیں گے، اس پر جس وقت تمھاری نظر پڑے گی، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے [اس کے دروازے] کھل جائیں گے اور ان کے دلوں پر تمھاری تلواروں کی ہیبت کا ایسا رعب اور خوف غالب ہوجائے گا کہ کوئی بھی ہتھیار ان کے کام نہ آئے گا اور [یہ رعب] تمھیں فتح یاب اور کامیاب کرے گا۔ [١٤٢]۔ جب وہ بھاگیں تو [فوراً] اسباب اور خزانے پر قبضہ کرنا لیکن خود کو ان کے دھوکے اور فریب سے بچانا۔ پھر ہر ایک کو اسلام کے کی طرف بلانا اور جو اسلام کی عزت سے مشرف ہو اس کی تربیت کرنا۔ مطلب یہ کہ دین کا کوئی بھی دشمن وہاں باقی نہ بچے۔ ان کا خون تمھاری تلواروں کے لئے مباح ہے۔ یہ دعا کہ جو میرا وظیفہ ہے ہر وقت پڑھتے رہنا۔ وہ مقبول دعا یہ ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ ذٰالِکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا

Marfat.com

نَوْمٌ ـ لَکَ مَافِی السَّمٰوٰاتِ وَمَافِی الْاَرْضِ ـ مَنْ ذَاالَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَکَ اِلاَّ بِاِذْنِکَ ـ تَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا ـ وَلاَ یُحِیْطُ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِکَ اِلاَّ بِمَا شِئْتَ ـ وَسِعَ کُرْسِیُّکَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ ـ وَلاَ یَؤُدُکُ حِفْظُهُمَا وَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ـ وَبِاَنَّکَ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَهُ کُفُواً اَحَدٌ ـ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ رَبِّ الْوُجُوْهِ وَخَالِقَ الْوُجُوْهِ وَقَاهِرَ الْوُجُوْهِ وَالْقَادِرِ عَلَی الْوُجُوْهِ ـ لَکَ الْخَیْرُ وَالْکَرَمُ وَالْکَلِمَاتُ التَّامَاتُ ـ فَارْزُقْنَا مَعَ ذَالِکَ شُکْراً لِنِعْمَتِکَ وَمَعْرِفَةً لِحَقِّکَ وَعَمَلاً بِرِضْوَانِکَ ـ وَالسَّلاَمُ عَلَیْکَ وَ رَحمةاللّٰه وَ برکاتهٗ :

و کتبه حمران (۱) فی سنه ثلث و تسعین ـ [۱۴۳]۔

(اے همارے الله! هم تجھ سے یہ اسی وجہ سے طلب کرتے هیں کہ تو همیشه زنده اور همیشہ قائم (رهنے والا) الله هے جس پر کوئی غفلت یا نیند طاری نہیں هوتی۔ آسمان اور زمین پر جو کچھ بھی هے وه سب تیرا هے ـ ایسا کون هے کہ جو تیری اجازت کے بغیر تیرے پاس سفارش کرے؟۔ جو بھی همارے آگے یا پیچھے هے وه تو جانتا هے اور تیرے مرضی کے بغیر هم تیرے علم میں سے کسی چیز کو بھی سمجھ نہیں

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "حمزان" تحریر هے ـ قدیم نسخہ (پ) کی عبادت صاف طور پر "حمران" هے جو کہ صحیح هے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۱۴۳] ـ (ن-ب)

Marfat.com

سکتے۔ تیری حکومت آسمانوں اور زمینوں میں پھیلی ہوئی ہے، اور اس کی حفاظت تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاتی اور تو غالب اور عظیم ہے۔ اور اس وجہ سے [طلب کرتے ہیں] کہ تو واحد اور بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ کسی سے تولد ہوا ہے اور نہ جس کا کوئی ثانی ہے۔ [ہم تجھ سے طلب کرتے ہیں] تیری مقدس ذات کے طفیل، جو ساری ذاتوں کا رب اور ساری ذاتوں پر غالب، ساری ذاتوں کا خالق اور ہر ذات پر قادر ہے۔ بھلائی، احسان اور مکمل کلمے تیرے بس میں ہیں [ان کے ساتھ] ہمیں اپنی نعمت کا شکر، اپنے حق کی معرفت اور اپنی رضامندی پر عمل [کرنے کی توفیق] عطا کر۔ تجھے خدائے پاک کی رحمت، سلامتی اور برکت حاصل ہو۔ نوشتہ حمران سنہ ۹۳ ہجری)۔

حجاج کا خط پڑھ کر محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو خطاب کرنا

پھر محمد بن قاسم نے یہ خط پڑھ کر ساتھیوں میں تقریر کی اور پھر دریا پار کر کے داہر سے جنگ کرنے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں [یہ] دوسرا خط ملا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط درگاہِ عالی سے محمد بن قاسم کی طرف ہے۔ دعا کے بعد معلوم ہو کہ تمہارے دشمنوں کے سر میں غرور ہے، تم خوف نہ کرو، کیونکہ فتح تمہاری ہوگی اور اگر صلح کی راہ پر آئے اور پختہ اقرار کر کے صلح کرے اور خراج دارالخلافہ

Marfat.com

کے خزانے میں پہنچائے تو ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ اور تم نے جو مہران عبور کرنے اور داہر سے جنگ کرنے کی بابت اجازت طلب کی ہے، [اس سلسلے میں حکم دیا جاتا ہے کہ ایسے مقام سے [دریا] پار کیا جائے کہ جہاں دلدل یا کیچڑ نہ ہو اور لشکر کو تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ اوپر سے نیچے بارہ میل تک کی دریا کی لمبائی اور چوڑائی کا نقشہ کاغذ پر بنا کر اور گھاٹ اور کناروں کی نشان دھی کر کے [میرے پاس بھیج دو] پھر جو مقام میں پسند کروں وہاں سے پار کرو تاکہ سپاہیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

محمد بن قاسم نے [ابن] وسایو کو بلا کر کہا کہ دریا کرنے کی تدبیر کرنی چاہئے۔

مہران کے کنارے پر داہر کا سامنے آنا

دانایان ہند نے کہ جنھوں نے اس داستان کی تصویر کشی کی ہے، اس طرح روایت کی ہے کہ [ادھر] جب حجاج کا حکم محمد بن قاسم کو پہنچا اور اسے [مہران] پار کرنے کی اجازت مل گئی تو [اس کے بارے میں] ایک برھمن سے روایت ہے جس نے مرداس بن ھُدبہ تمیمی سے سنا [۱۴۴] جس نے بیان کیا کہ "میں راوڑ میں داہر کی فوج میں تھا۔ جب داہر کو خبر ملی کہ محمد بن قاسم جیور کے سامنے اپنے سارے لشکر کے ساتھ منزل انداز ہوا ہے تو اس نے ھاتھی پر پالکی باندھنے کا حکم دیا اور پھر اس پر سوار ہو کر کنارے کی طرف روانہ ہوا اور اسلامی لشکر کے سامنے جا پہنچا۔ دریائے مہران درمیان

Marfat.com

میں تھا۔ [اس وقت] محمد بن قاسم اپنے لشکر کو تیار کر رہا تھا۔

شامی کا شہید ہونا

اس وقت ایک شامی نے، کہ جو تیر اندازی میں ماہر اور چابک دست تھا، چاہا کہ گھوڑے کو پانی میں ڈال کر تیر برسائے لیکن اس کا گھوڑا پانی سے بھڑک رہا تھا اور نیچے نہ اترتا تھا۔ اس پر راجہ داہر نے اپنی کمان طلب کی۔ اس کی کمان بڑی اور مضبوط تھی جس کا اس کے سوا دوسرا کوئی چلہ نہ چڑھا سکتا تھا۔ چلہ چڑھا کر اس نے تیر جوڑا اور جتنا کھینچ سکتا تھا اتنا کھینچ کر اور شست لے کر تیر چھوڑ دیا۔ تیر اس سوار کے تالو پر لگا اور سر سے گذرتا ہوا ناف میں آکر پیوست ہو گیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔

[اس کے بعد] داہر واپس ہو گیا۔ اور جاہین کو حکم دیا کہ "قلعہ بیٹ کے سامنے جو گھاٹ ہے اس پر پہرہ رکھے تاکہ [عرب] نہ گذر سکیں، اور دیکھتا رہے تاکہ وہ ایسی جگہ سے پار کریں کہ جہاں دلدل اور پانی گہرا ہو۔ اس کے علاوہ تو کشتیاں بھی تیار رکھ تاکہ پار کرتے وقت مزاحمت کر کے انہیں نقصان پہنچا سکے۔ اس اشارے پر [عربوں] کا منصوبہ ناکام بنانے کے لئے جاہین مہران کے کنارے پر ڈٹ گیا۔

اسی اثناء میں اسلامی لشکر کے کچھ سوار جو سیوستان میں متعین تھے پہنچے [اور انہوں نے بتایا] کہ چندرام ہالہ نے کہ جو سیوستان کا حاکم تھا کچھ ٹھاکروں اور افسروں

Marfat.com

کو [۴۰ ۱ ب] ورغلاکر قلعے پر قبضہ کرلیا ہے اور عرب کے سپاہیوں کو باہر نکال دیا ہے۔ یہ خبر محمد بن قاسم کو سنائی گئی۔

[محمد بن] (۱) مصعب کا سیوستان جانا

[یہ خبر سن کر محمد بن قاسم نے]، ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ [محمد بن] مصعب کو اس طرف کے لئے مقرر کیا۔ جب وہ سیوستان پہنچا تو چندرام نے باہر نکل کر جنگ کی لیکن اسلامی لشکر کے حملے سے شکست کھاکر اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ چندرام نے چاہا کہ قلعے میں جائے مگر اہل قلعہ نے دروازے بند کرلئے اور اسے اندر نہ آنے دیا اور آخر وہ جھم کی طرف چلا گیا [محمد بن] مصعب دوسرے دن شہر میں آیا۔ [اہل قلعہ نے] پروھتوں، تاجروں، دستکاروں اور معززین کو درمیان میں لاکر عذر پیش کیا کہ ہماری جانب سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا، ایک چور اچانک آکر خود قلعہ دار بن بیٹھا۔ اُن کی بے گناہی معلوم ہونے پر [محمد بن] مصعب نے اُن کے ساتھ صلح کی اور انہوں نے دروازے کھول کر قلعہ ان کے حوالے کیا۔ اس فتح اور کامیابی کی خبر سن کر محمد بن قاسم بہت خوش ہوا اور (محمد بن مصعب نے) اہل سیوستان کو امان دینے کی بابت جو اطلاع دی تھی اس پر اس نے کہا کہ "مصلحت کا اقتضا

---

(۱) اصل متن میں "مصعبہ" ہے مگر صحیح "محمد ابن مصعب" ہے۔ دیکھئے حاشیہ ص ۱۳۴۔ (ن-ب)

Marfat.com

تو یہ تھا کہ ان کو کم معافی نہ دیتا۔ [بہر حال] اب تجھے قابلِ اعتماد امین مقرر کرکے دن رات قلعے کی حفاظت کی کوشش کرنی چاہئے اور شمنیوں اور تاجروں سے مناسب ضمانتیں لےکر سیوستان سے چار ہزار مردانِ جنگ جو اپنے ساتھ لانے چاہیں۔ پھر [محمد بن] مصعب بن عبدالرحمٰن نے اس اشارے کے مطابق افسر اور امین مقرر کرکے چار ہزار مسلح سپاہی اپنے ساتھ لئے اور آکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی دن موکو [ابن] وسایو بھی قلعہ بیٹ کے قریب آکر محمد بن قاسم سے ملا [۱۳۶]۔

جیسینہ بن داہر کا محمد بن قاسم کے مقابلے کے لئے قلعۂ بیٹ میں آنا

پھر جب داہر کو موکو [ابن] وسایو کی محمد بن قاسم کے ہاتھوں بیعت کرنے کی مصدقہ خبر مل گئی تو اس نے اپنے بیٹے جیسینہ کو لشکرِ اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعہ بیٹ روانہ کیا تاکہ وہ پانی سے نہ گذر سکیں۔ جیسینہ پورے اسباب اور آلاتِ حرب سے لیس ہوکر دریائے کوتکہ (۱) کی راہ سے کنارے پر جا پہنچا۔ [اس طرف] محمد بن قاسم جہیم اور کرھل (۲) کے علاقوں میں [داہر کی] فوج کے سامنے آکر

---

(۱) یہ املا نسخہ (پ) کے مطابق ہے۔ (ب) میں "کوتک"، (را اور (م) میں "کوتلہ" اور (س) میں "گونگ" ہے۔

(۲) نسخہ (پ) میں "کوھہ" اور (ن)، (ب) اور (ح) میں "کوھل" ہے۔

Marfat.com

اُترا۔ اسے تقریباً پچاس دن وہاں رہنا پڑا۔ آخر غلہ اور چارہ ختم ہونے لگا اور غلے کی کمیابی کی وجہ سے لشکر متردد اور پریشان ہوگیا اور خلافِ [مزاج] چاروں کے چرنے کی وجہ سے گھوڑوں میں بیماری پھیلنے لگی۔ جو بھی گھوڑا بیمار ہو جاتا تھا [عرب] اسے ذبح کرکے کھا جاتے تھے۔ [دوسری طرف] دشمن ہر قسم کے منصوبے بنا رہے تھے۔ [جب] یہ خبر داہر کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اور محمد بن قاسم کے پاس قاصد بھیج کر نصیحت کی کہ [خواہ‌مخواہ] بات کے پیچھے نہ پڑے۔

محمد بن قاسم ثقفی کے پاس رائے داہر کافر کا پیغام

"پس معلوم ہو کہ [کسی] کام کی انتہا کے پیچھے پڑنا بدبختی اور ذلالت ہے۔ تو نے اپنے اور ہمارے لئے تنگی پیدا کی ہے۔ اگر صلح کرکے واپس چلا جائے تو تیرے پاس رسد بھیجوں تاکہ تیرے ساتھی بھوک اور بے سروسامانی میں مبتلا ہوکر تباہ نہ ہوں۔ تو [خود ہی غور کر] کہ تیرے پاس ایسا کون سا مرد ہے جو ہمارے سامنے ہوکر جنگ کرے گا۔ ورنہ [دوسری صورت میں] جنگ کے لئے ہتھیار سنبھال"۔

محمد بن قاسم نے جواب دیا کہ "میں ان امیروں میں سے نہیں کہ جو اتنی [ذرا] سی بات سے [گھبرا کر] واپس چلے جائیں۔ تو نے اتنے سال جو سرکشی اور بے التفاتی کی ہے، وہ سارا مال [۱۴۷] اگر تو دارالخلافہ کے خزانے میں جمع کرائے گا تب تو میرے اور تیرے درمیان صلح ہوگی ورنہ خدائے تعالیٰ

Marfat.com

کی مدد سے تیرا سر میں عراق لے جاؤں گا"۔

پھر محمد بن قاسم نے حجاج کے پاس یہ حالات لکھ کر اسے گھوڑوں کے مرنے، گھاس کی تنگی اور کشتیوں کے دستیاب نہ ہونے کی اطلاع دی۔ [اس طرف] حجاج نے طیار نامی ایک شخص کو لشکر کی خبر لینے کے لئے روانہ کیا [اور اس سے کہا] کہ "محمد بن قاسم سے خفیہ طور پر خبریں دریافت کر کے مجھے مطلع کرنا"۔ طیار روانہ ہو کر مکران پہنچا، اس نے ایک شخص کو [سامنے سے] آتا دیکھ کر اس سے پوچھا کہ "کہاں سے آ رہے ہو" اس نے کہا کہ "محمد بن قاسم کے لشکر سے"۔ طیار نے کہا کہ لشکر کے "حالات بتاؤ اس نے غلے اور چارے کی کمیابی کے سبب لشکر کی تکلیف اور بد حالی اور گھوڑوں میں بیماری کے پھیلنے اور ان کے مرنے کی ساری خبریں وضاحت کے ساتھ سنائیں [اور بتایا] کہ ان وجوہ سے عرب کا لشکر پریشان ہو گیا ہے۔

طیار کا واپس جانا

طیار اس راوی قاصد کو اپنے ساتھ لے گیا اور جا کر یہ خبر حجاج کو پہنچائی۔ [یہ خبر سن کر] حجاج بن یوسف تنگدل ہوا اور تاسف کرتا ہوا اپنی مجلس میں واپس آیا اور عالموں، بزرگوں، صالحوں، محققوں، مستحقوں اور خاص آدمیوں سے دعا کی التجا کی۔ [پھر] وہاں سے واپس آ کر طیار سے کہا کہ اس سندھ کے قاصد کو حاضر کرتا کہ اس نے جو کچھ دیکھا اور سمجھا ہے بیان کرے۔ طیار نے حجاج کی فرصت کے موقع پر اس

Marfat.com

قاصد کو پیش کیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا "کہاں سے آیا ہے"۔ قاصد نے جواب دیا کہ سندھ سے"۔ حجاج نے پوچھا کہ "محمد بن قاسم کے حالات کی [تجھے] کیا خبر ہے؟"۔ اس نے جواب دیا "سب سلامت اور اچھے حال میں ہیں البتہ گھوڑوں میں جذام کا مرض پیدا ہوگیا تھا اور اسی مرض میں بہت سے گھوڑے مر گئے۔ اب غلہ سستا ہوگیا ہے، اور باقی ماندہ گھوڑوں میں کوئی بیماری نہیں ہے۔ میں اس واقعہ کے بعد چلا ہوں۔ [۱۴۸] اس ملک کے تاجر غلہ فروخت کرنے کے لئے لاتے ہیں اور قلعۂ بیٹ کا حاکم موکو [ابن] وسایو اس سلسلے میں مردانہ وار ساتھ دے رہا ہے"۔ اس پر حجاج نے کہا "مگر میرے معتمد اور قاصد نے تو کچھ اور ہی طرح بیان کیا ہے"۔ قاصد نے جواب دیا کہ "اس نے یہ بات مجھ سے سن کر بیان کی ہے، لیکن پوری نہیں سنی تھی"۔ حجاج نے کہا "[تو] یہ بات تونے پوری کیوں نہیں کہی تھی؟"۔ اس نے کہا "اس وجہ سے کہ [میں نہیں چاہتا تھا] کہ یہ کمزوری ہر ایک کی زبان پر آئے اور ہر دوست اور دشمن اس مصیبت سے واقف ہوں"۔ پھر حجاج نے اس آدمی کو خط دے کر دارالخلافہ روانہ کیا تاکہ وہ وہاں جاکر جو کچھ دیکھا ہے، مفصل بیان کرے۔

حجاج کا خط کے ساتھ محمد بن قاسم کے پاس دو ہزار گھوڑے بھیجنا

[دوسری طرف] ان حقایق سے باخبر ہوتے ہی حجاج نے اپنے خاص دو ہزار گھوڑے روانہ کئے اور لکھا۔ (خط):۔

یہ خط حجاج بن یوسف کی طرف سے محمد بن قاسم کے نام:

Marfat.com

خط اور قاصد کی زبانی حالات معلوم ہوئے کہ کچھ گھوڑے مرگئے ہیں اور باقی ماندہ سلامت ہیں۔ اس وجہ سے دوسرے دو ہزار گھوڑے بھیجے جاتے ہیں تاکہ قابلِ اعتماد بہادروں، فوج کے مستحق سرداروں اور تمہارے لئے پشت پناہ ہوسکیں۔ یہ ایسے لوگوں کے حوالے کئے جائیں کہ جو سواری کے مستحق ہوں اور اپنی سواری کو چاہے وہ پرانی کیوں نہ ہو، خاص اپنی ہی سمجھیں۔ لشکر کو ہمیشہ منظم اور آراستہ رکھنا تاکہ قوت اور دبدبے سے دشمن کے لشکر کو دفع کرسکو۔ لیکن کافروں کے دفعیہ کے سلسلے میں یہ نصیحت یاد رکھنا کہ: کسی کی تمنا اس کی مرضی کے مطابق پوری نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی: فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی (۱) (کیا انسان جو کچھ چاہتا ہے اسے میسر ہے؟ بلکہ آخرت اور دنیا اللہ کی ہے)۔ یہ فیصلہ میں نے کوئی اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ مجھے خدائے تعالیٰ [۱۴۹] نے اس پر مائل کیا ہے۔ کیونکہ [میں سمجھتا ہوں کہ] ان (کافروں کا) وقت پورا ہوچکا ہے اور دولت نے ان سے منہ پھیر لیا ہے اور طریقت، شریعت اور حقیقت نے غلبہ حاصل کیا ہے اور دین کی عزت کا پرچم بلند ہوچکا ہے۔ کافروں کو [یہ بات] چاہے ناپسند ہو پھر بھی تمہیں کسی بھی طرح کشتیاں حاصل کر کے ان کا پُل بنانا چاہئے تاکہ آسانی سے اس پر سے گذر جاؤ خواہ کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے، اور ان کو بھی حقیقت معلوم ہو۔ والسلام۔

---

(۱) سورة النجم: رکوع - ۱ -

Marfat.com

محمد بن قاسم کا حجاج کا خط پڑھنا

جب محمد بن قاسم نے خط پڑھا اور [اسے] گھوڑے [بھی] ملے تو اس خط کے جواب میں اس نے جو حالات لکھے اس کے ضمن میں ترشی کا بھی مطالبہ کیا۔ [اس نے لکھا کہ] خلاف مزاج غذاؤں اور بےوقت کھانے پینے کی وجہ سے، رطوبت اور طبیعت میں خرابی پیدا ہوئی ہے۔ اس وجہ سے جیسے بھی ہوسکے خاص شراب خانے سے کچھ سرکہ عنایت کیا جائے، کہ لشکر کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

حجاج بن یوسف کا سرکہ بھیجنا

چنانچہ حجاج کے حکم سے دھنکی ہوئی روئی کو سرکے میں بھگوکر خشک کیا گیا۔ [روئی نے] کئی مرتبہ سرکہ جذب کیا۔ پھر اس روئی کی گٹھڑیاں باندھ کر لشکرگاہ میں لے آئے اور [حجاج نے] خط لکھا کہ "محمد بن قاسم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم نِعْمَ الادام الخلّ (سرکہ بہترین سالن ہے) کے مطابق سرکہ طلب کیا ہے جو کہ دھنکی ہوئی روئی میں جذب کیا گیا ہے۔ جب یہ پہنچے تو اسے پانی میں تر کیا جائے تو اس میں سے سرکہ نکل آئے گا"۔ [۱۵۰]۔

مہران کے مغربی کنارے پر حجاج کا خط پہنچنا

اس داستان کے مصنف خواجہ امام ابراھیم نے روایت کی ہے کہ جب محمد بن قاسم کو بہت عرصے تک مہران کے مغربی کنارے پر ٹھہرنا پڑا تو حجاج نے ایک خط لکھا جس میں نیابت (گورنری) کا پروانہ شامل کرکے اسے آزادی کے ساتھ

Marfat.com

حکومت کرنے کا اختیار دیا ۔ [مزید] لکھا کہ "تمھاری روش مجھے ناپسند ہے اور تمھاری حکومت [کے اس طریقے] سے میں حیرت میں ہوں کہ تم امان دینے کے بڑے شایق ہو ۔ امتحان اور آزمائش کے بعد جس دشمن سے بھی عداوت یا مخالفت ظاہر ہو اسے امان نہ دینی چاہئے کہ رذیل و شریف ایک سے سلوک کے مستحق نہیں ۔ ایسا کرنے سے کم عقلی ثابت ہوگی اور دشمن اسے کمزوری پر محمول کرے گا ۔ مجھے قسم ہے اپنے سر اور جان کی کہ اللہ عزوجل نے تمھیں نصیحت کی ہے اور قابلِ فکر عقل دی ہے ۔ [لیکن تم اس سے کام نہیں لیتے] اور تمھاری ساری توجہ [صرف] اس پر صرف ہو رہی ہے کہ سب کو امان دی جائے ۔ [یہ بات] اپنے ان ساتھیوں کو بھی سنانا جو تمھارے مشیر اور ہمراہ ہیں ۔ تم [صرف] امان دینے میں مصروف ہو اور ادھر کتنا وقت گذر چکا ہے کہ تم دشمن کے سامنے [بیکار] پڑے ہوئے ہو اور اگر یوں ہی بے دھڑک امان دیتے رہے اور جنگ میں دھوکے کا خیال ہی [دل سے] نکال دیا تو پھر جنگ کے اخراجات [پورے کرنے] کے لئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا جائے گا اور یہ طویل کم عقلی ختم کردی جائے گی (۱) ۔ جب [داہر کو] تمھاری کمزوری اور

---

(۱) یہاں اصل متن کی عبارت میں بڑا خلل ہے ۔ ترجمہ اندازے سے کیا گیا ہے ۔ ہمارے خیال میں حجاج کی طرف سے محمد بن قاسم کو دھمکی دی گئی ہے کہ اگر تم اپنی رحمدلی اور ہر ایک کو امان دینے کی روش (دیکھئے حاشیہ ص ۲۰۹)

Marfat.com

[نا]دانی کی خبر ہوگی تم وہ مغرور ہوجائے گا اور [دوسری طر]ف] لوگوں کو خیال ہوگا کہ تم صلح کی کوشش کر رہے ہو جسے وہ تمہاری سستی اور خامی تصور کریں گے اور کوئی بھی مطلب حاصل [۱۰۱] نہ ہوگا۔ تمہیں حکومت اور سیاست کے طریقے ہاتھ سے نہ جانے دینے چاہیں اور تلوار اور عقل [دونوں] کو دھیان میں رکھنا چاہئے۔ تمہیں عزم مصمم کرکے لشکر کو بہادری اور دوراندیشی کے لئے حوصلہ دلانا چاہئے۔ راست گو اور ثابت العقل رہو، غفلت نہ کرو اور خدائے تعالیٰ کے ذکر میں دل، جان اور زبان کو مشغول رکھو۔

اس وقت جب کہ [ہمیں] مہران کے بہاؤ سے واقفیت حاصل ہوچکی ہے تو [ہماری رائے ہے کہ] تمہیں مہران کو بیٹ سے عبور کرنا چاہئے، کیونکہ مہران کا پانی وہاں تنگ ہے اور کنارہ بھی عبور کرنے کے لئے زیادہ آسان ہے۔ [دوسرے یہ کہ] چونکہ بیٹ دوآبے میں ہے اس وجہ سے سہولت سے عبور

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰۸)

سے' (جیسے حجاج بے وقوفی اور کم عقلی سمجھتا ہے) باز نہ آؤگے تو ہم جنگ کو جاری رکھنے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کریں گے اور تمہیں مواوف کرکے یہ کم عقلی ہمیشہ کے لئے ختم کردیں گے۔ متن کی اصل عبارت یہ ہے: "و نیز اگر امان بے گمان خواهند و غدر از میان بردارلد از حرب، در اخراجات را وجوهی رائج گردد و ابن هدری' مطول کوتاہ شود"۔ ہمارے خیال میں "ہدری" لفظ کاتب کی تصحیف ہے یہ لفظ دراصل "ہدرانی" (بےوقوفی، کم عقلی) کے معنی میں ہے کیونکہ فارسی لغت میں لفظ "ہدری" کے کوئی معنی نہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

کرسکو گے اور عافیت اور حفاظت میں رہو گے، پل کشتیوں کا بنانا اور جنگ میں اللہ کی مدد اور خدائے قادر و جلیل کی فتح کو اپنے ہمرکاب سمجھنا ۔ جب تم طاقت اور دبدبے سے کام کرنے لگو گے تو پھر [دشمن کی] فوج اور رعایا اپنی جان بچانے اور ذریعۂ معاش حاصل کرنے کی خاطر تمھاری بیعت کرے گی اور مطیع ہو کر خود کو تمھارے دربار سے وابستہ کرے گی ۔

محمد بن قاسم کے دریائے مہران پار کرنے کی خبر

تاریخ کے مصنفین اور اس داستان کے آراستہ کرنے والوں نے روایت کی ہے کہ جب حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملا تو فرمان کے حکم کے مطابق وہ فوراً وہاں سے کوچ کرکے جھم کے علاقے میں ساکرے کے مقام پرجا پہنچا اور دریا کو پار کرنے کے لئے کشتیاں حاصل کرنے اور تختے تیار کرنے کا حکم دیا۔

[ادھر] راجہ داھر خود کو غافل [اور بے فکر] ظاھر کرنے کے لئے دن رات عیش و عشرت اور سیر و شکار میں مشغول رہتا تھا تاکہ [عرب] سمجھیں [۱۵۲] کہ اسے ہماری طرف سے کوئی فکر نہیں ہے ۔ ایک دن بھنڈویرشمنی (۱) نے داھر کے پاس آکر کہا کہ "اے بادشاہ! عرب کا لشکر آپ کے دروازے

---

(۱) یہ نام یہاں فارسی ایڈیشن کی عبارت کے مطابق "بھندویرسمنی" دیا گیا ہے ۔ نسخہ (ن) میں "بھندویر" ہے اور آخیر کا لفظ "سمنی" نہیں ہے۔ (پ) میں "بھندر"، (م) میں "بھندرکو"، (ر) میں "بھندرکز" اور (ک) میں "مھندروزیر" ہے ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

پر آپہنچا ہے مگر میں آپ کو سارے دن سیر و شکار میں مشغول اور شطرنج و چوسر میں گرفتار دیکھتا ہوں"۔ داھر نے کہا "[تو] تیری کیا تجویز ہے؟ اور تو کیا مناسب خیال کرتا ہے؟" شمنی نے جواب دیا "میرے ذھن میں تین تدبیریں آتی ھیں۔ ان میں سے کسی ایک پر عمل کیجئے۔ [ایک تو یہ کہ] اگر آپ اتفاق کریں تو فرزندوں اور متعلقین کو ھندوستان بھیج کر خود تنہا اس سے جنگ میں مقابلہ کیجئے۔ کیونکہ پھر برگستوان، مست ھاتھی، بہادر مرد اور جنگجو سورما ساتھ لے کر آپ جس جگہ بھی چاھیں گے، اس سے اس جگہ جا کر جنگ کرسکیں گے۔ [دشمن کے] سارے راستے بند کردیجئے تا کہ انھیں غلہ اور گھاس نہ پہنچ سکے۔ [دوسرے یہ کہ] اگر آپ پسند کریں تو اپنی حفاظت کے لئے اپنی تمام مطیع فوجوں کو اکٹھا کر کے ان کا مقدمہ اور ساقہ ترتیب دیجئے تا کہ دشمن کے لشکر سے آپ کا بچاؤ ھوسکے [بلکہ یہاں سے کوچ کر کے قصبہ (۱) کی طرف چلے جائیے، تا کہ وہ ریگستان آپ کے لئے قلعہ اور پناہ رہے اور وھاں کے لوگ آپ کی مدد کریں۔ وھاں جا کر ان سے کہئے کہ میں "تمھارے اور عرب کے لشکر کے درمیان میں دیوار ھوں۔ اگر مجھے لوٹا گیا تو پھر تم بھی برباد ھوجاؤ گے

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "قصہ" (یعنی کچھ) کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے۔ یہ وھی نام ھے کہ جس کا ذکر پہلے (ص) [۱۳۳] پر آچکا ھے۔ اس مقام پر مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ھیں۔ (م) "اصبہ"، (پ) "قصیہ"، (ن) قصب"، (ب) (س) "عقب"۔ ھمارے اختیارکردہ تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۳۳]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اس لئے آکر میری اطاعت کرو اور جنگ میں میرے مدد گار رہو"۔ [تیسرے یہ] کہ اولاد اور فرمان برداروں کو ساتھ لے کر جسوم رائے (۱) کے ملک میں جائیے، وہ بادشاہ آپ کا قدردان ہے اور ہر طرح آپ کے کام آئے گا۔ [اگر آپ] اس سے امداد طلب کریں تو کمک لے کر پھر اپنے ملک میں واپس آکر دشمن سے بدلہ لے سکیں گے اور عرب کا لشکر اس ملک سے کوئی نفع حاصل نہ کر سکے گا۔ [کیونکہ] جب تک راجہ کی زندگی ہے تب تک کوئی بھی دشمن آپ کی قوت سے [بچ کر] چین سے نہ بیٹھ سکے گا۔ [ان تجویزوں پر عمل نہ کرنے کی صورت میں] اگر خدانخواستہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچی اور دشمن نے غالب آکر آپ کو قتل کر ڈالا تو [۱۰۳] پھر ہندوستان کے بادشاہوں میں سے کوئی بھی بادشاہ اس [دشمن] کو دفع نہ کرسکے گا اور وہ اس ملک میں قدم جما لے گا اور سارا ملک آپ کے تصرف سے نکل کر علحدہ ہوجائے گا۔

داہر کا وزیر کو جواب دینا

داہر نے کہا کہ "اے ہوشیار وزیر! تو جو بہتر سمجھتا ہے وہ عین مصلحت ہو سکتا ہے، لیکن اس وقت متعلقین کو ہندوستان بھیج دینا مجھے [قرین مصلحت] نظر نہیں آتا کیونکہ رعایا متردد ہوگی اور ٹھاکر اور امیر دل شکستہ ہوکر جنگ نہ کریں گے اور منتشر ہوجائیں گے اور مجھے اس بات پر شرم بھی آتی ہے کہ کسی دوسرے سے التجا کروں یا کسی کے دروازے پر جاکر انتظار کروں کہ اندر آنے کا حکم ہے؟ یہ عار

(۱) نسخہ (ر) میں "جیوم رائے" ہے۔

Marfat.com

میں ھرگز برداشت نہ کرسکوں گا"۔ وزیر نے کہا کہ "[پھر] آپ کی کیا تجویز ھے؟ بندے کو آگاہ کیجئے تا کہ خیر خواھی اور اصلاح کے طور پر ھم خیال خدمتگاروں کو بتائی جائے"۔

راجہ داھر کا وزیر سے مشورہ

راجہ داھر نے کہا کہ "میری رائے کا تقاضہ ھے کہ اس کا مقابلہ کروں اور [پوری] قوت اور شدت سے جنگ کروں۔ اگر میں ان پر غالب ھوا تو پھر وہ سب ذلیل ھوں گے اور میری بادشاھت مستحکم ھوگی اور اگر ننگ و ناموس کے لئے قتل ھوگیا تب بھی یہ بات عرب اور ھندوستان کی کتابوں میں لکھی جائے گی کہ راجہ نے اپنے ملک کی خاطر دشمن کے مقابلے میں اپنی پیاری جان فدا کردی"۔ شمنی نے جواب دیا کہ "میری ساری نصیحت کا دارومدار [اسی پر] ھے کہ راجہ کی ذات باقی اور یہ بادشاھت قایم رھے۔ ورنہ دوسری صورت میں ھم بندوں کے لئے [سب کچھ] آسان ھے [ھمارے لئے تو] ستّو کی ایک مٹھی، پانی کا ایک گھونٹ اور کپڑے کی ایک چندی ھی کافی ھے۔ کاش راجہ کی رائے افضل رھے!" [۱۰۴]۔

اسلامی لشکر کے ساتھ محمد بن قاسم کے مشرقی کنارے کی طرف پار کر کے آنے کی خبر

جب محمد بن قاسم نے [دریا] عبور کرنے کا مصمم ارادہ کیا تو فکر کرنے لگا کہ ایسا نہ ھو کہ راجہ داھر لشکر لے کر مہران کے کنارے پر آکر ھمارا راستہ روکے اور مزاحمت کرے

Marfat.com

اس لئیے اُس کے حالات معلوم کرنا ضروری ہیں۔

سلیمان کا جنگ پر جانا

پھر محمد بن قاسم سلیمان بن نبہان قشیری کو حکم دیا کہ "تمھیں اپنی فوج لے کر راوڑ کے قلعے کے سامنے جنگ کرنے کے لئیے جانا چاہئیے تاکہ داہر کا بیٹا گوپی (۱) اپنے باپ کی مدد کو نہ آسکے۔ سلیمان چھ سو سپاہی ساتھ لے کر جنگ کے لئیے روانہ ہوا۔ اس کے بعد عطیہ تغلبی (۲) کو پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ اگھم کے راستے پر مقرر کیا تاکہ کندراہ (۳) والے علاقہ پر پہرہ رکھے [دوسری طرف] قلعہ نیرون کے سردار شمنی میگھدھنیہ (۴) کو

---

(۱) اس نام کے اصل تلفظ اس طرح ہیں۔ (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) میں "قوتی" اور (پ) میں "فوقی" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں "قوفی" کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے جو ہمارے خیال میں نہ صرف قرین قیاس ہے بلکہ صحیح ہے۔ علم اللغت کے مطابق معرب اور دخیل لفظوں کی صورت خطی کے لحاظ "قوفی" صاف طور پر "گوپی" معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ میں اسی لئیے ہم نے اسے ترجیح دی ہے (بشکریہ قاضی احمد میاں اختر صاحب ن-ب)۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "عطیہ ثعلبی" ہے۔ (ر) کا تلفظ "تغلی" ہے جو کہ خود نسخہ (م) کی عبارت ہے۔ ان عبارتوں کے پیش نظر لفظ "تغلبی" صحیح معلوم ہوتا ہے اور "ثعلبی" اس کی تصحیف ہے اس کے علاوہ انساب میں بھی "ثعلبی" کی نسبت عام نہیں ہے۔ (ن-ب)

(۳) یہ لفظ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے نسخہ (ن) میں بھی یہی لفظ ہے۔ (پ) اور (ک) میں "کندراھہ"، (ر) اور (م) میں "کنداد همه" ہے۔

(۴) مختلف نسخوں کی اصل عبارتیں یہ ہیں :- (پ) "مندینہ" (ر) (دیکھئیے حاشیہ ص ۲۱۵)

Marfat.com

فرمایا کہ راستے میں اناج اور گھاس موجود رکھے مبادا لشکر کو اُن کی احتیاج ہو۔ اور [محمد بن] مصعب بن عبدالرحمٰن(۱) کو لشکر کے مقدمہ پر مقرر کیا تاکہ آگے جاکر راستوں کی حفاظت کرے۔ نباتہ بن حنظلہ کلابی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ قلب میں رکھا۔ [اسی اثناء میں] ذکوان بن علوان البکری پندرہ سو سواروں، بیٹ کے حاکم موکو [ابن] وسایو، بھٹی ٹھاکروں، اور [مہران کے] مغربی کنارے والے مطیع جتوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۴)

"مقدمنیہ" (م)، (س) "مقدونیہ"، (ن) "مقدیتہ"، (ک) "مقدیفہ"۔ صرف نسخہ (پ) کے تلفظ کی شکل علیحدہ ہے اور اس کے مطابق اصل نام "مندھین" یا "ماڈن" ہو سکتا ہے، مگر دوسرے سارے نسخوں کے تلفظوں میں اس نام کی ابتدا میں "مق" ہے اور اسی لحاظ سے (پ) کا املا بھی "مقدینہ" یا "مقدنیہ" کی بگڑی ہوئی صورت ہو سکتی ہے۔ فارسی ایڈیشن میں "مقدنیہ" کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ دوسری شکل (م) اور (س) کی قرأت ہے جس میں "و" زائد ہے اور تیسری شکل (ن) کی قرأت ہے جس کے آخری حصے میں "ت" ہے اور یہ لفظ "مقدتید" بھی ہو سکتا ہے۔ (م) اور (س) کی قرأت میں بھی اگر "ن" کی جگہ "ت" پڑھا جائے تو یہ لفظ "مقدوتیہ" ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے "مقدنیہ" "مقدوتیہ" اور "مقدتیہ" کے الفاظ ہو سکتے ہیں جو کہ "میگھدھنیہ"، "میگھدوتیہ" اور "میگھدتیہ" جیسے اصلی ناموں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور چونکہ سندھ میں دھنی اور دھن اور دھنو وغیرہ عام ہیں، اس لئے ہم نے متن میں "میگھدھنیہ" کو ترجیح دی ہے۔

(۱) اصل متن میں "مصعب بن عبدالرحمٰن" ہے۔ اس تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص ۱۳۴۔ (ن-ب)

Marfat.com

کو ساتھ لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹ کے علاقے (۱) میں سا کرے کے سربراہ بھی مستعد ہوگئے۔

محمد بن قاسم کا دریا پار کرنے کے لئے مقام تلاش کرنا

جب محمد بن قاسم کو اطلاع ملی کہ لشکر کام مقدمہ جھم کے گھاٹ کے قریب پہنچ گیا ہے [جھم بن] زحر جعفی (۲) مقدمہ کے ساتھ جا کر دیکھ آیا ہے کہ کس مقام پر پاٹ تنگ اور کنارا موزوں ہے تب اس نے بیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر مہران کا معائنہ کرکے حکم دیا جس کے مطابق پل بنانے کے لئے کشتیاں فراہم کرکے انہیں پتھروں اور ریت سے بھر کر اور میخیں گاڑ کر مستحکم کیا گیا۔

داھر کو موکو [ابنؑ] وسایو کے کشتیاں مہیا کرنے کی خبر ملنا

پھر جب داھر کو خبر ملی کہ موکو ابن وسایو نے کشتیاں لا کر محمد بن قاسم کے حوالے کی ہیں اور وہ دریا پار کرنے کے لئے گھاٹ پر آئے ہیں تو داھر نے جے سینہ کو بیٹ کے قلعے کی حفاظت کے لئے روانہ کیا اور کہا کہ "وسایو ابن سربند پر اعتماد نہ کرنا، ممکن ہے اس نے بھی بیٹے کے ساتھ [محمد بن قاسم کی] بیعت کرلی ہو۔ جے سینہ قلعہ بیٹ میں آیا۔ موکو کا بھائی راسل [اپنے] بھائی کا مخالف تھا اس نے داھر

(۱) علاقہ بیٹ کے مقام پر اصل عبارت "جزیرہ بیت" ہے۔ (ن۔ب)

(۲) اصل متن میں "زحر جعفی" ہے لیکن در حقیقت محمد بن قاسم کے لشکر میں "زحر" نہیں بلکہ اس کا بیٹا جھم بن زحر الجعفی شامل تھا۔ دیکھئے حاشیہ ص [۱۰۱ - اور- ۱۰٦]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ "راجہ ہمیشہ سلامت رہے! راجہ فتحمند ہو! بندے کی فرمانبرداری اور وفاداری کے بارے میں [آپ کو] اچھی طرح معلوم ہے کہ [کس طرح] بندگی کی شرطیں بجالانے میں دور اندیشی اور احتیاط قایم رکھتا آیا ہوں اگر بندے کو حکم ہو تو قلعۂ بیٹ کی حفاظت کے لئے جاؤں میں عرب کے لشکر کو کبھی دریا پار نہ کرنے دوں گا"۔ [۱۰۶]

راسل کو حکومت دینا

چنانچہ راجہ داہر نے بیٹ کی حکمرانی راسل کے حوالے کر کے بیٹ کے سرداروں اور سربراہوں کو اس کی ماتحتی میں دیا اور جیسینہ بن داہر وہاں سے واپس آگیا [جس پر] داہر کے [مطیع] دیہاتیوں نے خیال کیا کہ لشکر اسلام فتح یاب ہو کر قلعہ بیٹ میں اترا ہے۔

داہر کے گمان کے خلاف بغاوت کی خبر آنا

ابوالحسن مدائنی سے روایت ہے کہ وسایو اور اس کا بیٹا راسل ہمیشہ سے موکو [ابن] وسایو کے خلاف تھے اور ان کی مخالفت ظاہر تھی۔ چنانچہ موکو [ابن] وسایو نے داہر سے نافرمانی کر کے محمد بن قاسم کی بیعت کی تھی اور راسل اسی مخالفت کی وجہ سے موکو اور محمد بن قاسم کے مقابلے پر آیا تھا۔ ادھر جب سے موکو کو یہ عقل آئی تھی اسی وقت سے اس نے داہر کی اطاعت میں سر نہ جھکایا تھا اور اسلام کا خیرخواہ ہو کر صداقت اور اعتقاد کے ساتھ داہر کے لشکر کے

Marfat.com

خلاف تجویزیں اور تدبیریں کرتا رہا اور ان کی شکست کے لئے کوششیں کرتا رہا ۔

جس جماعت نے یہ حال دیکھا تھا، اس سے اس طرح روایت کی گئی ہے کہ جب محمد بن قاسم کشتیاں فراہم کر کے انھیں ایک دوسرے سے جوڑنے لگا تو راسل نے ملک کے سرداروں اور نامور لوگوں کے ساتھ مل کر اسے پل بنانے اور مہران کو پار کرنے سے روکنے کے لئے اس پر حملہ کیا اس پر محمد بن قاسم نے مہران کے پاٹ کے اندازے کے مطابق ساری کشتیوں کو مغربی کنارے پر ایک دوسرے سے جوڑنے کا حکم دیا ۔ پھر تو جنگجو بہادر ہتھیاروں سے لیس ہو کر کشتیوں میں آ بیٹھے اور کنارے کی اس جگہ سے، جو کہ ان کے قبضے میں آچکی تھی، [۱۰۷]شروع والی کشتی چھوڑدی۔ یہ سرے والی کشتی [نشیبی دھارے کی وجہ سے] مشرقی کنارے پر جالگی ۔ اسلامی لشکر نے تیر برسا کر کافروں کو کنارے سے دور کیا اور فوراً میخیں گاڑ کر پُل استادہ کیا ۔ [پھر تو] سواروں اور پیادوں نے یلغار کردی اور ٹولیوں ٹولیوں میں ہو کر(۱) مشرقی کنارے کی طرف پار ہو کر صف بستہ ہو گئے اور کافر بھاگ گئے۔ لشکر عرب نے غالب ہو کر انھیں جھم [کی حدود] سے باہر بھگا دیا ۔ کافروں میں جو باھمت اور اچھے گھوڑوں پر سوار تھے انھوں نے گھوڑوں کو مہمیز کیا اور ساری رات چلتے رہے آخر جب رات کے تاریک پردے سے صبح

(۱) یہ عبارت نسخہ (ر) سے بڑھائی گئی ہے ۔ اصل میں پورا فقرہ اس طرح ہے : "و از آب مہران بتفاریق می گذشتند"۔ (ن-ب)

Marfat.com

صادق ظاہر ہوئی تو داہر کی لشکر گاہ میں پہنچے۔ داہر خواب گاہ محو خواب تھا اور دربانوں کو اس کے بیدار کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ آخر کار اس کے خاص آدمیوں میں سے ایک اس کی خلوت گاہ میں گیا اور اسے جگا کر لشکر اسلام کے پہنچنے اور کافروں کے شکست کھا کر بھاگنے کے حالات تفصیل سے سنائے۔ داہر بستر راحت سے جست لگا کر اٹھا۔

داہر کا نیند سے بیدار ہونا اور دربان کو کافروں کے فرار اور اسلام کی فتح کی خبر لانے پر سزا دینا

اور کہنے لگا "تونے بری خبر دی ہے" [یہ کہہ کر] اسے قریب بلا کر غصے میں اس کی پیٹھ پر ایک مکہ رسید کیا۔ داہر کا ہاتھ وزنی تھا جس کی وجہ سے وہ آدمی اسی مکے سے مر گیا۔

(روایت) : تاریخ کے مصنفوں نے اس طرح روایت کی ہے کہ جب محمد بن قاسم دریا کو پار کر گیا تو اس نے اعلان کیا کہ "اے لشکر اسلام! اب مہران کا پانی تمہاری پشت پر ہے [۱۰۸] اور کافروں کا لشکر تم سے مقابلے کے لئے آئے گا۔ جس کے دل میں واپس جانے کا خیال ہو وہ یہیں سے واپس چلا جائے کیونکہ [جس وقت] دشمن سامنے آئے گا اور جنگ شروع ہو گی اگر اس وقت کسی شخص نے منہ موڑا تو لشکر دل شکستہ ہو کر فرار اختیار کرے گا جس کی وجہ سے دشمن ہم پر غالب ہو جائے گا [اور یہ ہمارے لئے] بڑا ننگ ہو گا۔ بھاگنے والا حرام موت مرے گا اور پھر آخرت کے عذاب میں گرفتار [ہو گا]۔ [اس اعلان کے بعد] تین آدمیوں کے علاوہ کوئی بھی واپس

Marfat.com

نہ گیا۔ [ان میں سے] ایک نے کہا کہ میری ایک بیٹی ہے جس کا میرے سوا کوئی کفیل نہیں ہے، دوسرے نے کہا کہ میری ایک ماں ہے جس کا کوئی بھی قریبی عزیز نہیں ہے کہ اس کی تیمارداری کرے یا [مرنے کے بعد] اسے دفن کرے اور تیسرے نے کہا کہ مجھ پر بہت زیادہ قرض ہے اور ایسا کوئی بھی شخص زندہ نہیں ہے کہ جو [یہ بوجھ] میری گردن سے اتارے۔ امیر محمد بن قاسم نے انہیں اجازت دے دی باقی سب متفق ہوکر ڈٹ گئے۔

عبور کرنے کے لئے پُل بنانا(۱)

پھر جب پُل تیار ہوگیا، تو فوج گذرنے لگی اور بنی حنظلہ کے ایک شخص تراب نامی کے سوا کہ جو گذرتے وقت پُل سے گرکر ڈوب گیا تھا، دوسرے کسی شخص کو بھی کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

لشکرِ عرب کا گذرنا

اس کے بعد لشکر اسلام [آگے] روانہ ہوا اور جا کر قلعہ بیٹ کے قریب پہنچا۔ سارے سوار لوہے [کی زرہوں] میں غرق ہوکر نکلے تھے۔ [محمد بن قاسم نے] چاروں طرف طلایہ دستے مقرر کرکے لشکر کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور

---

(۱) اس عنوان کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ پُل دوبارہ بنایا گیا بلکہ پُل باندھنے او لشکر کے گذرنے کے بارے میں کچھ واقعات بیان کئے گئے ہیں اور غالباً اسی وجہ سے یہ عنوان اور اس کے بعد کا دوسرا عنوان دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اس کے اندر سامان اور اسباب رکھوا کر [۱۰۹] وہ قلعہ بیٹ سے راوڑ کی جانب روانہ ہوا اور آخر جا کر اس مقام پر پہنچا کہ جسے جیور(۱) کہتے تھے۔ راوڑ اور جیور کے درمیان میں ایک خلیج تھی، داھر نے اس آبنائے کے گھاٹ پر حفاظت کی غرض سے کچھ مسلح سپاھی اور خاص آدمی متعین کردیئے تھے تاکہ نگرانی کرتے رھیں۔

داھر کو پار ھونے کی خبر ملنا

محمد بن قاسم نے خیال کیا کہ شاید ان کا لشکر دھوکہ دے رھا ھے اور وہ [موقع پاکر] ھمارے سامنے ھوں گے۔

(۱) فارسی ایڈیشن کے متن میں "جیپور" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے جو کہ نسخہ (س) جیسے غیر معتبر نسخہ کی عبارت ھے۔ معتبر نسخوں میں سے (ر) (ن) (ب) کی متفقہ عبارت "جیور" ھے۔ (پ) کا تلفظ "چیور" ھے کہ جو "جیور" کے مماثل ھے۔ یہ نام پہلے بھی ص [۱۳۳] پر آچکا ھے اور وھاں سارے نسخوں میں "جیور" ھے اس کے بعد پھر یہی نام ص [۱٦۷] پر آیا ھے جہاں اس کے لفظی معنی "موضع ظفر" بتائے گئے ھیں۔ فاضل ایڈیٹر (ڈاکٹر داؤد پوتہ مرحوم نے) آخر میں ص [۱۳۳] کا حاشیہ لکھتے ھوئے لفظ "جیور" کی اس معنی سے اس طرح تطبیق دی ھے: جے=ظفر+ور (مشتق از ورو) محیط بہ، یعنی موضع محیط بہ ظفر (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲٦۳)۔ صفحہ [۱٦۷] پر بھی (پ) اور (ر) جیسے قدیمی نسخوں کی عبارت "جیور" ھے اس وجہ سے اس صفحہ پر اور پھر ص [۱٦۷] پر بھی ھم نے "جیور" اختیار کیا ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

چنانچہ اس نے محرز بن ثابت قیسی (۱) کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اور محمد بن زیاد العبدی کو ایک ہزار سوار دے کر دریا کے پار بھیج دیا جو جا کر ان کے سامنے جم گئے۔

داھر کا محمد بن علافی کو بلانا

پھر داھر کے حکم سے محمد بن حارث علافی کو بلایا گیا۔ علافی آیا اور داھر نے [اس سے] کہا "تجھ پر ہماری مہربانیاں خاص ایسے ہی وقت کے لئے تھیں۔ جاسوسی کا عہدہ ہمیشہ تیرے حوالے رہا ہے اس وقت خاص طور پر [یہ کام] تیرے سپرد کیا جاتا ہے۔ چونکہ عرب کے لشکر کے طور طریق سے تو زیادہ واقف ہو اس لئے اس لشکر کی جاسوسی بھی تیرے حوالے کرنا زیادہ مناسب ہوگی"۔ اس پر علافی نے جواب دیا "اے راجہ! آپ کی خیر خواہی ہم پر واجب ہے کیونکہ آپ کی نعمتوں کا حق ہم پر لازم ہے۔ لیکن ہم مسلمان ہیں، لشکر اسلام کے مقابلے پر نہ جنگ کریں گے اور نہ تلوار اٹھائیں گے کیونکہ اگر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوگئے تو حرام موت مریں گے اور اگر انہیں قتل کیا تو ان کا خون ہماری گردن پر رہے گا اور اس کا بدلہ [۱۶۰] جہنم کی آگ ہے۔ بے شک آپ کی نعمت اور نمک کا حق ہماری گردن پر ہے اور ایسا کوئی بھی آدمی دکھائی نہیں دیتا کہ جو آپ کا خیر خواہ ہو۔ مگر میں اس [عرب کے] لشکر کی قوت سے بے خوف نہیں رہ

(۲) سارے نسخوں میں اس مقام پر لفظ "قیسی" ہے لیکن ص[۱۷۱] پر "الدمشقی" ہے۔

Marfat.com

سکتا، میں اگرچہ آپ کی نعمت کا زیر بار ہوں [تاہم] مجھے [یہاں سے نکل جانے کی] اجازت دیجئے"۔(۱)۔

محمد علافی کی درخواست اور داہر کا اس کو جواب دینا

ان بوڑھوں کے مالی نے اس طرح ظاہر کیا ہے کہ علافی نے جب اپنا یہ حال اس کے سامنے پیش کیا تو داہر نے کہا "میں نے تو تجھے ایسے ہی دن کے لئے رکھا تھا، لیکن جس صورت میں کہ تو اس حادثہ میں میری مدد نہیں کرسکتا اور میرا حکم تجھے تکلیف دہ معلوم ہوتا ہے تو پھر [بہتر ہے کہ] ہماری خدمت اور صحبت سے نکل جا"۔

محمد علافی کا چلاجانا

اس کے بعد محمد علافی اس سے رخصت ہوکر بیلمان کی حکومت (۲) کی طرف چلا گیا کہ [بیلمان] اس ملک کا والی تھا اور وہ ملک اس کے دادا ہتابر (یا نیابر)

---

(۱) علافی کے وہ اشعار "لاتُقیمَنّ بِدار -الخ" جو کہ ص [۱۳۸] میں دیئے گئے ہیں شاید اس موقع پر کہے گئے تھے کیونکہ وہ اشعار اس موقع پر ھی مناسب ہوسکتے ہیں اور پہلے جس مقام پر تحریر کئے گئے ہیں وہاں موزون نظر نہیں آتے۔ (مترجم)

(۲) اصل متن کی عبارت "ممالک بیلمان" ہے۔ بیلمان راجہ کے نام کے طور پر آیا ہے۔ اس مقام پر نسخہ (پ) کا تلفظ "چلمان" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

بن بجر(۱) کے نام سے مشہور تھا اور وہ داہر کے قتل ہونے تک وہیں مقیم رہا۔

[محمد بن قاسم کا](۲) محمد علافی کو امان دینا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے امان دے کر ملک کی وزارت کا پروانہ لکھ دیا۔ وہ ہندوستان میں جا کر وہاں کے بادشاہوں کو اسلام سے مشرف ہونے یا جزیہ ادا کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور انہیں اچھے وعدوں کا امیدوار بناتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی [محمد بن قاسم کی] اطاعت اور بیعت میں آجاتے تھے۔ پھر وہ جیسے پروانہ طلب کرتے وہ اس کے لئے خدمت میں عرض کرتا جس کی وجہ سے وہ سب کے سب اس کے مطیع ہو گئے۔ سب سے پہلے خاطرس بن بجر بیلمان

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "بجر بن نحر" تحریر کیا گیا ہے جو کہ (ب)، (ن)، (ب) اور (م) نسخوں کے مطابق ہے۔ (ر) کی عبارت "بجر بن نحر" ہے لیکن ص ۲۲۶ پر "خاطرس بن بجر بیلمان" کا نام آیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہاں بھی "نحر" کی بجائے "بجر" صحیح ہے۔ (ن ب)

(۲) یہ عنوان یہاں صرف علافی کے سلسلے میں آیا ہے اور "پھر محمد بن قاسم۔الخ" کے لفظ "پھر" سے مراد یہ ہے کہ "اس واقعہ کے بعد" یہ نہیں ہے کہ "اس کے فوراً بعد"۔ علافی اس واقعہ کے بعد بھی جےسینہ کے ساتھ رہا اور غالباً اس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے امان دی اور پروانہ دیا کہ ہندوستان کے بادشاہوں کے پاس اس کے ایلچی کی حیثیت سے جائے۔ چنانچہ وہ کشمیر کے راجہ کے پاس گیا۔ دیکھئے آئندہ ص ۲۹۶۔ (ن ب)

Marfat.com

کیرج (۱) کا راجہ سربند (۲) کنبہ یا کشہ (۳) کا مالک کوکو بن موکو(۴) اور گیان بن تھاہر(۵) مشرف بہ اسلام ہوکر خراج گذار ہوئے -

پھر جب محمد بن قاسم ملتان کی طرف گیا اس وقت [محمد علافی نے] انتقال کیا -

داہر کا علافی سے صلح کرنا

محمد [بن] حسن سے روایت کی گئی ہے جس نے بیان کیا کہ پہلے دن جب علافی نے معذرت طلب کی اور مسلمانوں سے

---

(۱) (ر)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) کی عبارت "کیوج" ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً "کیرج" ہی صحیح لفظ ہے جس کا ذکر اس کے بعد فارسی نسخے کے ص [۲۱۸] اور [۲۲۸] پر آتا ہے- (پ) اور (م) کا تلفظ "کنوج" ہے جو مناسب نظر نہیں آتا - (ن-ب)

(۲) نسخہ (پ) میں "سوبند" اور (ک) میں "سونیذ" ہے -

(۳) فارسی ایڈیشن میں لفظ "کنبہ" ہے جو کہ غالباً (پ) کا تلفظ ہے مگر (ر)، (ن)، (ب) اور (س) میں لفظ "کتہ" ہے جس سے "کشہ" کا گمان پیدا ہوتا ہے - مزید توضیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۶۲] - (ن-ب)

(۴) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "کھوکہ بن موکہ" ہے جو غالباً نسخہ (م) کے مطابق ہے دوسرے نسخوں میں یہ پورا نام نہیں ہے - (پ) میں صرف "کہ" اور (ن) میں "بن موکہ" ہے - (ن-ب)

(۵) فارسی ایڈیشن کا تلفظ "قبایض بن طاہر" ہے جو غالباً (ب) کے مطابق ہے- (ن) کا بھی یہی تلفظ ہے مگر (ر) اور (م) کا تلفظ "قیان بن طاہر" ہے اور ہم نے اسی بنیاد پر "گیان بن تھاہر" اخذ کیا ہے - (ن-ب)

Marfat.com

جنگ کرنے سے احتراز کیا تو داھر نے اس سے کہا کہ "اگر تو عربوں سے جنگ کرنے سے معافی طلب کرتا ھے تو ھمارے ساتھ رہ کر جاسوسی کرتا رہ اور ان کی تجویزوں سے سے ھمیں آگاہ کرتا رہ اور ان کی ترکیبوں کے دفع کرنے کے مشورے دیتا رہ"۔ چنانچہ علافی داھر کے ساتھ جاسوسی کے لئے گیا تاکہ ان کا حال معلوم کرے لیکن جب عربوں کے لشکر کے قریب پہنچا تو انھوں نے اسے طعنے دیئے جس پر وہ بھاگ کر واپس آگیا۔

محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس خط بھیجنا

پھر محمد بن قاسم نے سارا حال خط میں لکھ کر حجاج کے پاس بھیجا اور اسے مطلع کیا کہ لشکر اسلام نے مہران کو عبور کرلیا ھے اور ھمارا ایک مرتبہ داھر کافر سے مقابلہ ھوا ھے جس میں کافروں نے شکست کھائی۔ والسلام [۱۶۲]

حجاج کا خط محمد قاسم کو ملنا

پیارے فرزند عمادالدین محمد بن قاسم! تم نے جو کچھ لکھا ھے وہ معلوم ھوا۔ تم نے [دشمنوں کا] جو انداز بیان کیا ھے وہ سراسر فریب ھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور توفیق الٰھی کے مطابق یہ کام موافق نظر آتا ھے، خدائے عزوجل کی بے مثال بارگاہ میں پنج وقتہ نماز ادا کرنا سارے ضروری کاموں سے مقدم رکھو، تکبیر، قیام، قرات، رکوع، سجود اور قعود کے وقت عجز و نیاز سے مدد طلب کرو اور زبان کو ذکر الٰھی سے تر رکھو تاکہ تمھارے سارے کام منظم رھیں۔ کیونکہ خدائے

Marfat.com

تعالیٰ کی عنایت کے سوا کسی بھی شخص کو طاقت اور دبدبہ حاصل نہیں ہوتا۔ جب تم بادشاہِ عزوجل کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ اور اعتقاد کروگے تو تمھاری ساری امیدیں پوری ہوں گی اور فتح و نصرت تمھارے ہمراہ اور مددگار ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ "نوشتہ حمران"۔

داھر کا مقدمہ کے طور پر جیسینہ کو جنگ پر بھیجنا

خبروں کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ "جب محمد علافی طلایہ سے واپس ہوا تو داھر نے اپنے بیٹے جیسینہ کو کچھ فوج اور ھاتھی دے کر روانہ کیا۔ جیسینہ ھاتھی پر بیٹھ کر لشکرِ اسلام کے مقابلے کے لئے آیا اور جنگ شروع کی۔ طویل جنگ کے بعد، جس میں کافر قتل اور فرار ہوئے، جیسینہ کو اسلحہ برداروں اور محافظوں سمیت گھیر لیا گیا اور اس پر [چاروں طرف سے] یلغار ہوئی۔ جب عربوں نے جیسینہ پر حملہ کرکے اس کے لشکر کے بڑے حصے کو جہنم واصل کردیا تب فیلبان نے جیسینہ کے دل کا حال معلوم کرنا چاھا کہ وہ اب بھی جنگ پر [۱۶۳] آمادہ ھے یا اس مصیبت سے نکل جانا چاھتا ھے۔ (فیلبان کا اشارہ) : فیلبان نے ھاتھی سے کہا "اے ھاتھی! مرنا چاھتا ھے کہ چھٹکارا؟ کیونکہ راجہ داھر تو جیسینہ کی زندگی چاھتا ھے، تیرا کیا خیال ھے؟ واپس ہو تو نجات ملے"۔ (جیسینہ کا فیلبان کو جواب) : جیسینہ نے کہا "ہم کیسے نجات حاصل کرسکتے ہیں؟ کیونکہ ہم دشمن کے سامنے اور نرغے میں ھیں اور جانے کا راستہ ہمارے لئے مشکل اور چاروں طرف سے بند ھے"۔ فیلبان نے سمجھ لیا کہ جیسینہ کا

Marfat.com

جنگ سے فرار ہونے کا پختہ ارادہ ہے، وہ زندگی چاہتا ہے اور جنگ سے پشیمان ہے۔ چنانچہ اس نے ہاتھی کو ریل کر حملہ کیا، عرب سوار اور پیادے ہاتھی کے حملے کا مقابلہ نہ کرسکے اور منتشر ہوگئے جس کی وجہ سے جیسینہ کے لئے بھاگنے کا راستہ خالی ہوگیا۔ اس نے منہ پھیر کر راہِ فرار اختیار کی اور آکر باپ کے پاس پہنچا اور اس کا سارا لشکر قتل ہوگیا۔ راجہ داہر اسی آبنائے کے مشرقی ساحل پر خیمہ زن تھا، جیسینہ کو دیکھ کر اس نے شکر کیا، اپنے معبود کا سجدہ واجب جانا اور اپنے بیٹے کے سلامت واپس آجانے پر [اس کی] حمد و ثنا کرنے لگا لڑکا سلامت لوٹ آیا۔

[محمد بن قاسم کے پاس] اسی دن حجاج کا خط پہنچا جس میں حکم تھا کہ جہاں داہر ہے وہاں جاکر اس کا مقابلہ کرو کیونکہ فتح تمہاری ہوگی اور کافر ذلیل و خوار ہوکر بھاگ جائیں گے۔

داہر لعین سے پہلے دن جنگ [اور راسل کا بیعت کرنا]

محمد بن ابی الحسن مدنی(۱) سے روایت کی ہے کہ جب جیسینہ بن داہر شکست کھا کر واپس ہوا اور اس کا لشکر قتل ہوگیا

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "محمد بن ابی الحسن المدائنی" درج ہے مگر (پ)، (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) وغیرہ جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت "مدنی" ہے اسی وجہ سے ہم نے یہاں یہ لفظ اختیار کیا ہے۔ (ر) اور (م) میں یہ نام "محمد بن الحسن مدنی" ہے۔ مزید توضیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۶۴] ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

تب راسل [۱٦۴] نے محمد بن قاسم کے پاس بیعت کرنے کے لئے قاصد بھیجا ۔ وزیر نے اس سے کہا کہ "راجہ داھر کو تیری رفاقت پر پورا بھروسہ ھے اور اسے تجھ پر پورا اعتماد ھے اگر اس وقت تو اس کی مخالفت کرے گا تو یہ تیری اولاد کے لئے عار ھوگا ۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ عربوں کو فتح بھی ھوگی یا نہیں؟ تیرا بھائی موکو [پہلے ھی] داھر کے خلاف تھا اسی وجہ سے وہ لشکر اسلام سے مل گیا لیکن تجھے کسی بہانے کی مجال نہیں ھے"۔ [لیکن] راسل نے وزیر کی لاعلمی میں قاصد بھیج کر پیغام دیا کہ "یہ قول میری زبان سے ادا ھوا ھے اور محمد کی خدمت کا طعنہ بھی لگ چکا ھے، لیکن میں اپنی عزت بھی چاھتا ھوں تاکہ مخالفوں کے تشنوں سے محفوظ رھوں ۔ [اس لئے میں نے فیصلہ کیا ھے کہ] میں کہوں گا کہ فلاں راستے سے راجہ داھر کی خدمت میں جارھا ھوں ۔ تم اپنے سواروں کی ایک فوج روانہ کرو جو راستہ روک کر مجھے گرفتار کرلے تاکہ میں ھدف طعن بھی نہ بنوں اور ھمارا مقصد بھی حاصل ھوجائے"۔ اسی وعدے کے مطابق راسل قلعہ بیٹ سے باھر نکلا اور اپنی جگہ پر وسایو کو مقرر کرکے ھدایت کی کہ "اگر عربوں کا لشکر آئے تو اس سے جنگ نہ کرنا اور ان کی خدمت میں حاضر ھوکر انہیں راضی کرنے کی حد سے زیادہ کوشش کرنا کیونکہ ایسا معلوم ھوتا ھے کہ یہ ملک لشکر عرب کے حوالے ھوگا"۔ آخر راسل یہ ارادہ کرکے وھاں سے روانہ ھوا۔ اس طرف محمد بن قاسم نے پانچ سو شہسواروں دو متعین کرکے اس طے شدہ مقام کی طرف بھیج دیا۔ یہاں تک راسل کہ بھی وھاں جا پہنچا

Marfat.com

اور اپنے وعدے کے مطابق ٹھہر گیا - اس کے لشکر نے سمجھا کہ وہ جنگ کرنے کے لئے رکا ہے چنانچہ انھوں نے جنگ شروع کردی - [یہ واقعہ] کنبہ (۱) کے قلعے سے پانچ فرسنگ کے فاصلے پر اس مقام پر [پیش آیا] جسے نہر نیطری (۲) کہتے ہیں - راسل کو بھاگنے میں شرم محسوس ہو رہی تھی اور جنگ سے بھی احتراز کر رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا کافی لشکر قتل ہوگیا - [۱٦٥] چونکہ محمد بن قاسم نے اس کے گرفتار کئے جانے کی ہدایت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ اسے قتل نہ کرنا اسی وجہ سے [عربوں نے اسے کوئی بھی زخم نہیں لگایا] اور اسے اس کی باقی ماندہ فوج کے ساتھ گرفتار کر کے محمد بن قاسم کے پاس لے آئے - محمد بن قاسم نے اسے بلا کر کہا "اے راسل! تو چاہتا ہے کہ میں تجھے تیرے بھائی موکو کے طفیل میں بخش دوں؟- میں نے اس سے پہلے بھی تجھ سے استدعا کی تھی [مگر تو نہ مانا] اور آخر ہم سے مقابلہ کرنے کا خیال کیا اور گرفتار ہوکر آیا - اب تو اس عار سے آزاد ہے کہ جس کا تجھے فکر تھا اس لئے اب ہماری موافقت کر تاکہ تجھ پر سچی مہربانیاں کروں اور تو جو ولایت طلب کرے وہ تجھے عطا کروں"- راسل خدمت بجا لایا اور رضامندی سے مشرف ہوا -

راسل کا محمد بن قاسم سے معاہدہ کرنا

پھر پختہ اقرار کرنے اور شرطِ خدمت بجا لانے کے بعد راسل

---

(۱) (ب) میں "کھنبہ"، (س) میں "کینہ" اور (ک) میں "کنبھہ" ہے-

(۲) فارسی متن میں "جونے نیطری" ہے- (پ) میں "بیطری"، (م) اور (س) میں "نبطری" اور (ر) میں "نبطزی" ہے -

Marfat.com

نے کہا "خدائے تعالیٰ کے حکم کو کوئی بھی روکنے یا دفع کرنے والا نہیں ہے جب کہ آپ نے مجھے اپنے احسان کا گرویدہ بنالیا ہے تو پھر اس کے بعد میں آپ ھی کی خدمت میں رھوں گا، آپ کی رضا سے باھر نہ جاؤں گا اور جو آپ کا حکم ھوگا اس کی اطاعت کروں گا"۔ اس کے کچھ عرصے بعد راسل مر گیا اور ولایت کا سارا کاروبار موکو کی تحویل میں رہا۔

جب راسل اور موکو نے اتفاق رائے سے محمد بن قاسم کو وھاں سے کوچ کرنے کی ترغیب دی تو وھاں سے روانہ ھوکر وہ اس مقام پر جا کر ٹھہرے کہ جسے نارائی (۱) کہتے ھیں۔ داھر قاجیجاق (۲) میں مقیم تھا۔ وھاں پہنچ کر انھوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام اور داھر کے درمیان ایک بڑی آبنائے (۳) حائل ہے اور جسے عبور کرنا دشوار ہے۔ [لیکن] راسل نے زور دے کر کہا کہ "امیر عمادالدین سلامت رہے! [ھمیں] یہ آبنائے [ضرور] پار کرنی چاھئے"۔ آخر کار راسل نے کشتیاں فراھم کرکے تیس تیس سپاھیوں کو اس آبنائے کے پار اتارا اور اس طرح سارا لشکر [۱۶۶] عبور کر گیا۔ اب اس کے بعد درمیان میں صرف ایک کھاڑی رہ گئی۔ [اس موقع پر] راسل نے محمد بن قاسم سے] کہا کہ آپ کو [یہاں سے] ایک منزل آگے جا کر جیور (۴)

---

(۱) (ر) اور (م) میں "نارانی" اور (ک) میں "نارامنی" ھے۔

(۲) (ر) اور (م) میں "قاجیجات" ھے۔

(۳) اصل عبارت "آبگیری بزرگ" ھے۔

(۴) فارسی ایڈیشن میں "جیپور" ھے۔ کی ھوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۶۰]۔

Marfat.com

میں، ددھاواہ (۱) پر جو کہ راوڑ کے مضافات میں سے ہے، خیمہ زن ہونا چاہئے تا کہ [حسب موقع] وہاں سے [داہر کے] آگے یا پیچھے جاسکیں اور جنگ میں [اس پر قابو پا کر] اسے شکست دے سکیں اور فتحمند ہو کر اس کے سارے سازوسامان پر قبضہ کرسکیں"۔ اس تجویز پر اعتماد اور اتفاق کر کے محمدبن قاسم جا کر جیور میں ددھا واہ نہر کے کنارے منزل انداز ہوا۔

محمد بن قاسم کا جیور کی منزل پر ٹھہرنا

پھر راجہ داہر کو خبر ملی کہ محمد بن قاسم عرب کے لشکر کے ساتھ آ کر جیور میں خیمہ زن ہوا ہے۔ وزیر سیاکر نے یہ خبر سنی تو کہنے لگا کہ ہائے! کتنا بُرا [شگون] ہے۔ اس مقام کو "جےور" کہتے ہیں یعنی "فتح کی جگہ" (۲) اور جب [عرب کا] لشکر اس مقام پر آ پہنچا ہے تو فتح اور کامیابی اس کے ساتھ ہوگی۔ راجہ داہر اس کی یہ بات سن کر برہم ہوگیا اور غیرت کی آگ اس کے دماغ میں بھڑک اٹھی اور اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ وہ [جیور میں نہیں بلکہ] ھڈباری (۳) میں آترا ہے کہ جہاں صرف ھڈیاں پہنچتی ہیں۔ [پھر] داہر نے وہاں سے کوچ کیا اور بھاگ کر اپنے آپ کو راوڑ کے قلعے میں پہنچایا۔ اس کے ہمراہی اور سازوسامان بھی اس قلعے میں منتقل ہو گئے۔

---

(۱) یہ لفظ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جو کہ شاید نسخہ (م) سے اخذ کیا گیا ہے۔ (پ) میں "دھاؤر"، (ن) میں "ودھاواہ" (ب) میں "دھاداہ" اور (س) میں "ڈھاوہ" ہے۔ (ن۔ب)

(۲) اصل عبارت "موضعِ ظفر" ہے۔

(۳) اصل عبارت "ھدباری" ہے۔

Marfat.com

[پھر وہ] ایسی جگہ پر آکر ٹھہرا جہاں سے عربوں کے اور اس کے لشکر کے درمیان صرف تین میل [کا فاصلہ] تھا۔ وہاں داھر نے ایک نجومی سے پوچھا کہ "آج مجھے جنگ کرنی چاھئیے یا نہیں؟ زھرہ کس طرف ہے؟ دونوں لشکروں کے غالب اور مغلوب ہونے کے متعلق حساب لگا کر نتیجہ معلوم کرو کہ آخر کیا ہوگا"۔ (نجومی کے فیصلے): نجومی نے نجوم سے نتیجہ نکالنے کے بعد [۱٦۷] جواب دیا کہ "حساب کے مطابق غلبہ عربوں کے لشکر کا ہے کیونکہ زھرہ ان کے پیچھے اور آپ کے سامنے ہے"۔ نجومی کی یہ بات سن کر راجہ داھر کو غصہ آیا۔ نجومی نے کہا "راجہ کو غصہ نہ کرنا چاھئیے۔ حکم دیجئیے کہ زھرہ کی سونے کی تصویر بنائی جائی تا کہ وہ آپ کے پیچھے رہے اور فتح آپ کو حاصل ہو"۔ چنانچہ [زھرہ کی] شکل بنا کر اس کے فتراک میں آویزاں کر دی گئی۔ محمد بن قاسم [اور بھی] قریب آیا اور دونوں فوجوں کے درمیان [صرف] نصف فرسنگ کا فاصلہ رہ گیا۔

دوسرے دن جنگ کرنا

[داھر] دوسرے دن وھاں سے بھي کوچ کر کے دو آوازوں کے فاصلے پر آکر ٹھہرا۔ پھر جب عربوں کا لشکر بھی قریب آیا تب داھر نے اپنے راناؤں میں سے ایک ٹھاکر کو بلایا جسے "چنندھاسردار" (۱) کہہ کر پکارتے تھے، اور اس سے کہا

(۱) اصل الفاظ "دہیر کور" ھے جس کے معنی ھے "اندھے دہیر" مگر نیچے چل کر اسے "دہیرہ اھور" یعنی "کانا دہیر" کہا گیا ھے، (دیکھئیے حاشیہ ص ۲۳۴)

Marfat.com

کہ "تجھے محمد بن قاسم کے مقابلے پر جانا چاہئے"۔ حکم کے اشارے پر چنّدھا سردار اپنا لشکر لے کر باھر نکلا اور لشکرِ اسلام کے سامنے جا کر جنگ شروع کی۔ صبح سویرے سے لے کر شام تک دلیر بہادروں اور نامور مردوں نے دونوں طرف سے زبردست مقابلہ کیا اور آخر تھک گئے تو واپس ھو گئے۔

داھر کا تیسرے دن عربوں سے جنگ کرنا

دوسرے دن داھر لعین نے جاھین کو [مقابلے کے لئے] حکم دیا کہ وہ بہادر مرد تھا، اس نے باھر نکل کر جنگ شروع کی یہاں تک کہ وہ قتل ھو گیا۔ آخر جب [یہ حالت ھوئی کہ] جو بھی فوج [۱۶۸] بھیجی جاتی وہ لشکرِ اسلام کی خونخوار تلواروں کی خوراک بن جاتی تب سیاکر وزیر نے سامنے آ کر اور شرطِ خدمت بجا لا کر عرض کیا "اے راجہ! آپ جس روش سے جنگ کر رھے ھیں وہ غلط ھے۔ آپ سے کئی بار غلطیاں ھوئی ھیں، مگر اب بھی آپ نے اس تجربے سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اگرچہ انسانی تدبیر خدائی تدبیر کے برابر نہیں ھوسکتی، تاھم وقت کے بادشاھوں کی اعلیٰ رائے کے مقابلے میں کوئی چھٹکارہ پانے کا راستہ نکالئے۔ اول تو جب عربوں کا یہ لشکر مہران عبور کر رھا تھا اور ٹولیوں میں ھو کر

(بقیہ حاشیہ ص ۲۳۳)

جس کے یہ معنی ھوئے کہ وہ الدھا نہیں بلکہ "چنّدھا" تھا۔ "دبیر" کے عام معنی ھیں منشی یا سیکریٹری مگر یہ درجہ وزیر یا مشیر کے برابر تھا یہاں اس بیان کے سلسلے میں عام مفہوم کے پیش نظر اس لفظ کا ترجمہ "سردار" کیا ھے۔ (ن-ب)

Marfat.com

گذر رہا تھا اسی وقت آپ کو ان کا سامنا کرنا تھا تا کہ انہیں دوسری جنگ سے خوف ہوتا - [لیکن] اب جب کہ وہ اکٹھے ہو کر مقابلے کے لئے آئے ہیں اور جس ٹھاکر کو بھی آپ بھیجتے ہیں وہ مارا جاتا ہے، تو یہ صورت اچھی نہیں ہے - [اپ] آپ کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ ساری فوج، ملازموں، پیادوں اور سواروں کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو کر ان پر حملہ کیجئے - اگر آپ کو فتح حاصل ہو تو آپ کا مقصد پورا ہوجائے گا اور آپ کا دشمن دفع ہوجائے گا [ورنہ] دوسری صورت میں وہ غالب ہوں گے اور آپ پڑوسی بادشاہوں کے طنز سے محفوظ رہیں گے اور آپ کے بیٹوں اور پسماندگان کو کوئی بھی طعنہ نہ دے گا"۔ داھر نے یہ بات قبول کی -

چوتھے دن کی جنگ

دوسرے دن اس کے حکم سے نقارہٗ جنگ بجا کر پرچم بلند کیا گیا اور تقریباً پانچ ہزار نامور سوار اور چالاک جنگجو جوان، شہزادے اور ساٹھ [۱۶۹] مست ہاتھی اس کے ساتھ تھے، بعض کہتے ہیں کہ جنگجو ہاتھی ایک سو تھے، اور بیس ہزار زرہ پوش اور سپر انداز پیادے جنگ کے لئے اس کے آگے روانہ ہوئے - [داھر نے] اپنے لئے ایک مست ہاتھی پر پالکی بندھوائی، [اس پر] لوہے کا برگستوان ڈلوایا [اور پھر] زرہ پہن کر اور کمان کا چلہ چڑھا کر اس پر سوار ہوا - اس کے ساتھ پالکی پر دو کنیزیں تھیں، ایک اسے یکے بعد دیگرے تیر دیتی تھی اور دوسری پان پیش کرتی تھی -

Marfat.com

داھر کا محمد علافی کو اپنے بیٹے جیسینہ کے ساتھ بھیجنا

پھر [ایک طرف] خود لشکر لے کر چلا اور [دوسری طرف] اپنے بیٹے کو مقرر کر کے کہا "میں محمد علافی کو تیرے ساتھ بھیجتا ھوں ۔ عربوں کی جنگ کو وہ بہتر طور پر سمجھتا ھے ۔ وہ جس طرح بھی آگے بڑھنے یا پیچھے ھٹنے کا حکم دے تو اس کے حکم اور اشارے کا پابند رھنا"۔ وہ دن نو رمضان سنہ ترانوے ھجری کا تھا ۔

جب داھر [میدان جنگ میں] پہنچا، اس وقت محمد بن قاسم مسلمانوں کے دلوں کو تقویت اور جنگ کی ترغیب دے رھا تھا اور کہہ رھا تھا کہ "اے عربو! آج کوشش کا دن ھے۔ اسلام کی کامیابی کے لئے کوشش کرو، جدوجہد بجا لاؤ اور خدا پر بھروسہ اور سہارا رکھو تا کہ مشرکوں کو دفع کرسکو اور ان کا ملک اور ملکیت تمھارے ورثے میں آئے اور ملک و مال پر تمھارا قبضہ ھو۔ لیکن اگر تم مضبوط نہ ھوگے اور پریشان اور دل شکستہ ھوگے اور عجز و ضعف کو اپنے قریب راہ دوگے تو پھر وہ [تم پر] غالب ھوں گے اور سب کو قتل کر ڈالیں گے۔میدان ان کے ھاتھ رھے گا تمھیں اپنا سامان دینا پڑے گا اور وہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اگر کافروں سے منہ موڑو گے تو پھر تمھاری جگہ جہنم ھوگی اور تمھارے بزرگوں کو داغ لگے گا ۔

پھر اس نے محرز بن ثابت الدمشقی (۱) اور اویس بن قیس

---

(۱) یہاں سارے نسخوں کے مطابق "الدمشقی" یا "دمشقی" ھے مگر اس سے پیشتر ص [۱۶۰] ارجملہ نسخوں کے مطابق "قیسی" ھے-(د-ب)

Marfat.com

کو چھ ھزار سواروں کے ساتھ مقدمہ پر مامور کرکے آبنائے کو پار کرنے کا حکم دیا - وہ اس کھاڑی کو عبور کرگئے کہ جو داھر اور لشکر اسلام کے درمیان تھی- پھر عطاء بن مالک القیسی اور ذکوان بن علوان البکری کو بھی لشکر کے مقدمہ کی مدد کرنے کی اجازت دی، [چنانچہ] یہ بھی گذر گئے - [اس پر] محمد علافی نے داھر سے کہا "اے ھند و سندھ کے راجہ! یہ دستے [اس وقت] آپ کے سامنے آئے ھیں یھی [اسلامی] لشکر کی جان اور بہادر شیر ھیں اور یھی [سب میں] چالاک جانباز، بہادر، کارگذار اور ھوشیار شہسوار ھیں - اگر [آپ کے سپاھی] ان جیوش کو دفع کرسکے تو پھر آپ کا مقصد پورا ھوجائے گا اور اگر [آپ] انھیں دفع نہ کرسکے تو یہ آپ کو شکست دے دیں گے [آگے جو] آپ کی رائے ھو افضل ھے"-

داھر کا چوتھے دن عربوں کے لشکر سے جنگ کرنا

[علافی کی] یہ بات سن کر داھر نے پورے لشکر کے ساتھ یلغار کی - کچھ ھاتھی مقدمہ کے ساتھ روانہ کرکے قلب کو اپنے چاروں طرف جمایا- ھتھیار برداروں، پیادوں، تیر اندازوں، نیزے بازوں، نیمچے برداروں اور آھنی دستوں کو، جنھیں [فارسی میں] سیل بھی کہتے ھیں، آگے بڑھایا - [تیز دست] تیر اندازوں کو داھنے اور مسلح شہسواروں کو بائیں [استادہ کیا] اس نظم و نسق کے ساتھ جنگ شروع کی تو [۱۰۱] عبید بن عتاب نے، جو کہ اس دن محمد علافی سے منحرف ھو کر محمد بن قاسم کے پاس آیا تھا، خبر دی کہ محمد علافی نے داھر سے کہا ھے کہ عربی فوج کے یہ دستے جو کہ پانی سے گذر کر آئے ھیں

Marfat.com

اسلامی لشکر کے قائد اور ہوشیار سوار ہیں جس کی وجہ سے داہر نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس کے سارے ہتھیار بندوں اور شمشیر زنوں نے ان پر یلغار کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ [یہ سن کر] محمد بن قاسم نے منتخب لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، جس پر سارے جنگجو سواروں اور بہادروں نے [گھوڑوں کو] آگے مہمیز کیا اور محمد بن قاسم کے پاس صرف قلب لشکر اور کچھ خاص آدمی رہ گئے۔ پھر موکو [ابن] وسایو کو بھی اپنے لشکر میں رکھ کر [اس نے] میدان جنگ کی طرف رخ کیا۔ اب سارے پانی سے گذرجانے والوں نے جنگ شروع کردی۔ محمد بن قاسم محرز بن ثابت کے ساتھ قلب لشکر میں جا ڈٹا اور جھم بن زحرالجعفی کو میمنہ پر، ذکوان بن علوان البکری کو میسرہ پر، عطاء بن مالک القیسی کو مقدمہ پر مامور کر کے نُباتہ بن حنظلہ کو ساقہ پر مقرر کیا۔ اس کے بعد محمد بن قاسم نے کہا "اے عربو! اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو تمھارا امیر محرز بن ثابت ہے اور اگر وہ بھی شہید ہوجائے تو پھر تمھارا امیر سعید ہوگا"۔

جمعرات کے دن جنگ کرنا

پہلے محرز نے حملہ کیا اور ڈٹ کر جنگ کی، یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ پھر سعید نے لشکر کو ہمت دلا کر جنگ چھیڑدی۔ حسن بن محبة (۱) البکری کا انگوٹھا جنگ کے دوران میں تلوار کے گھاؤ سے کٹ گیا۔ جب مست ہاتھی بڑھے

(۱) فارسی ایڈیشن کا تلفظ "محبة" ہے، نسخہ (پ) میں "محبتہ" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

تب مسلمانوں نے ٹولیوں میں بٹ کر انھیں گھیر لیا اور نو ھاتھیوں کو [۱۷۲] واپس پلٹا دیا۔ اسلامی لشکر نے حملہ کرکے کافروں کو وھاں تک بھگادیا کہ جہاں ان کی صفیں تھیں۔ [پھر] دن ختم ھوگیا اور دونوں فوجیں واپس ھوگئیں۔

دسویں تاریخ ماہِ رمضان سنہ ترانوے ھجری

ان کنواریوں (حکایتوں) کی آرائش کرنے والوں نے اس طرح روایت کی ھے کہ دوسرے دن جب صبح نے مشرق کی جانب سے اپنا جہاں آرا اور دلکش جمال دنیا کو دکھایا تو وہ جمعرات کا دن تھا۔

اس وقت راجہ داھر اپنے بیٹے جیسینہ کو دس ھزار لوھے میں غرق (زرہ پوش) سواروں کے ساتھ کہ جن میں کچھ کے بال کھلے ھوئے اور تلواریں برھنہ تھیں اور کچھ کے بال بندھے ھوئے اور وہ تلواریں اور ڈھالیں لئے ھوئے تھے، قلبِ لشکر پر مامور کرکے باھر نکلا اور آکر مسلمانوں کی صفوں کے سامنے استادہ ھوا۔ اس کے پیچھے چاروں طرف دوسرے ھاتھی [کھڑے تھے]۔ دائیں جانب جیسینہ، ابی ابن ارجن (۱) چھوٹے کوار کا دادا بڑا کوار اور داھر کا عم زاد جیبن (۲) اور بائیں جانب

(۱) (ر) اور (م) "ارجن" ھے مگر (پ)، (ن)، (ب)، (ج) اور (س) کا تلفظ "احسن" ھے جو کہ غالبا "اجسن" کی غلط صورت خطی ھے۔ (ن-ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "جیبن" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے اور (ر) اور (ن) کا بھی یہی تلفظ ھے۔ (پ) میں "حسین" (جسین؟) اور (ک) میں "جیسی" ھے۔ (ن-ب)

Marfat.com

بشر بن ڈھول (۱) گیھ (۲) ابن بشر، دھرسینہ بن داھر، کنبہ کے حاکم کا بیٹا بیل (یا بیان (۳) ناڈلو (۴) جونو (۵) اور

---

(۱) فارسی نسخه میں غالباً (پ) کے مطابق "ھول" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے، (ن) کا بھی یھی تلفظ ھے - (ر) اور (م) کی عبارت "ھول" کی بجائے "دھول" ھے جو شاید سندھی کے قدیمی نام "ڈھول" کی عربی شکل ھے اور ھم نے اسی کو زیادہ قرین قیاس سمجھ کر اختیار کیا ھے - (ن-ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "قتیبه بن بشر" ھے مگر "اتیبه" ایک تو خالص عربی نام ھے دوسرے یہ تلفظ کسی بھی معتبر نسخه میں نہیں دیا گیا اور غالبا ایڈیٹر کا اپنا قیاس کردہ ھے - (ر)، (م)، (ن) اور (ح) کی متفقہ عبارت "قیه" ھے اور (پ) کی عبارت بھی "قبه" ھے جو کہ اصل میں غالبا لفظ "قیه" ھے - معرّب اور دخیل لفظوں کے لحاظ سے "قیه" صاف طور پر "گیھہ" کی عربی صورت ھے جس کی وجہ سے ترجمہ میں ھم نے "گیھہ" ھی کو منتخب کیا ھے - (ن-پ)

(۳) فارسی ایڈیشن کے مطابق "بیل صاحبِ کنبه کا ترجمه ھوگا "کنبہ کا حاکم بیل" مگر اس سے پہلے کہیں بھی کنبہ کے حاکم کا نام "بیل" نہیں دیا گیا - ص [۱۶۲] پر کنبہ کے حاکم کا نام "کوکہ ابن موکہ" دیا گیا ھے جو کہ داھر کا حامی تھا، اسی لحاظ سے قدیمی نسخوں (ب) اور (ر) کی عبارتیں زیادہ تر قرینِ قیاس ھیں - (پ) میں "بیان بن صاحبِ کنبه" اور (ر) میں "بیل بن صاحبِ کنبه" ھے یعنی کنبه کے حاکم کا بیٹا بیل یا بیان - (ن-ب)

(۴) (ک) میں "نابل" ھے مگر دوسرے سارے نسخوں میں "نائله" یا "نابله" ھے یہ نام سندھی تلفظ کے مطابق "ناڈلو" لکھا گیا ھے - (ن-ب)

(۵) جمله نسخوں میں "جونہ" ھے - یہاں سندھی تلفظ کے مطابق "جونو" دیا گیا ھے - (ن-ب)

Marfat.com

مشبد (یا مشیبد) (۱) [استادہ تھے] اور سندھ کے سارے چیدہ آدمی جیسے کہ بجھاری (۲)، اسرہیل (۳)، سنج (۴)،

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "جتھل" لکھا گیا ہے جس کے لئے ایڈیٹر کے قول کے مطابق کوئی بھی سند موجود نہیں - (دیکھئے فارسی ایڈیشن حاشیہ ۴۱، ص ۱۷۳)- مختلف نسخوں کی عبارتیں یہاں اس طرح ہیں : (پ)، (ک) "مشید"، (ن)، (ح) "مشیبد"، (م) "مستھل"، (ر) "مستھیل"- ہم نے (پ)، (ک)، (ن) اور (ح) کو ترجیح دی ہے- (ن) کی عبارت صاف طور پر "مشیبد" ہے- لفظ "بد" ہندوستان کے معرب ناموں کے آخیر میں اکثر آیا ہے مثلاً "باربد" اور "ارجبد" وغیرہ - نسخہ (پ) کی عبارت بھی اصل میں، غالباً "مشبد" ہے- اسی وجہ سے ہم نے یہاں اس نام کی دونوں صورتیں یعنی "مشبد" اور "مشیبد" دی ھیں - "بد" غالبا "بھٹ" کی عربی شکل ہے- (ن-ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں یہ عبارت غالباً نسخہ (م) کے مطابق ہے اور زیادہ قرین قیاس ہے- (پ) میں "بحباری"، (ر) میں "بخھباری"، (ن)، (ب)، (ح) میں "بخیاری" اور (س)، (ک) میں "بختیاری" ہے - یہ جملہ عبارتیں لفظ "بجھاری" کی بگڑی ہوئی صورت خطی معلوم ہوتی ھیں - (ن - ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں "استیراھل" کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے جو شاید نسخہ (م) کے مطابق ہے - دوسرے نسخوں کی عبارتیں اس طرح ھیں : (پ) "اسرھیل"، (ن)، (ب)، (ح) "اسراھیل"، (س)، (ک) "سراھیل" اور (ر) میں "استراھیل" ہے - چونکہ نام کی اصلیت کا پتہ نہیں معلوم ھوسکا اس لئے ہم نے قدیمی نسخہ (پ) کی عبارت کو ترجیح دی ہے - (ن-ب)

(۴) (ن)، (ب)، (ح)، (س)، اور (ک) کی متفقہ عبارت بھی ہے اور فارسی ایڈیشن میں بھی یہی عبارت ہے - (پ) میں "سنح" اور (ر)، (م) "سہنج" کے تلفظ بعید از قیاس ھیں - (ن-ب)

Marfat.com

اسیتار (۱) لقیاامار (۲) اور مشرق کی طرف کے سارے جت اکٹھے کر کے [داھر نے] اپنی پشت پر کھڑے کئے اور تلوار کے دھنی اور بے خوف بہادر قلب [لشکر] کے آگے رکھے - پھر جنگجو ھاتھیوں کو بھی میمنہ اور میسرہ میں متعین کر کے باقی دوسرے سوار اور ھاتھی جاھین کے حوالے کر کے اسے اسلامی لشکر کے مقابلے پر روانہ کیا -

اسلامی لشکر کے میمنہ، میسرہ اور قلب کو ترتیب دینا

محمد بن قاسم بھی انھیں دیکھ کر باھر نکلا اور [نباتہ بن] حنظلہ کلابی (۳) کو میمنہ پر اور ذکوان بن علوان البکری کو میسرہ پر مامور کر کے ابو صابر ھمدانی کو علمبردار مقرر کر کے ھاتھیوں کے سامنے استادہ کیا - اس کے بعد ھذیل بن سلیمان ازدی، زیاد بن حواری ازدی (۴)

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "اشیار" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے جو کہ غالباً (م) اور (ک) کے مطابق ھے - (ر) کی عبارت "اسیتار" ھے اور ھم نے اسی کو ترجیح دی ھے - (ن)، (ب)، (ح) میں "اسبار" اور (پ) میں "اسباب) ھے - (ن-ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں یھی عبارت اختیار کی گئی ھے جو کہ غالباً (م) کے مطابق ھے، (ر) کی بھی یھی عبارت ھے - (پ)، (ن) میں "لقیالبا"، (ب)، (ج) میں "تعیالبا" اور (ک) میں "لقیالھا" ھے -(ن-ب)

(۳) اصل متن میں "حنظلہ کلابی" ھے جو کہ صحیح نھیں ھے دراصل محمد بن قاسم کے لشکر میں حنظلہ نھیں بلکہ اس کا بیٹا نباتہ بن حنظلہ کلابی شامل تھا جس کا اس سے پھلے متعدد بار ذکر آچکا ھے - (ن - ب)

(۴) فارسی ایڈیشن میں "زیاد بن جلیدی ازدی" درج کیا گیا ھے - (ن) اور (ر) میں "زیاد بن جلیدي و ازدی" ھے - "جلیدی" نام عربوں (دیکھئے حاشیہ ص ۲۴۳)

Marfat.com

اور دوسرے بہادر شہ سواروں جیسے کہ نمیلہ، مسعود بن الشعری الکلبی اور مخارق بن کعب الراسی (۱) قلب کے سامنے کھڑا کیا - اب مقدمہ نے جنگ شروع کی اور ایک طرف سے اپنے ساتھیوں سمیت محمد بن زیاد العبدی اور بشر بن عطیہ اور دوسری طرف سے [محمد بن مصعب] بن عبدالرحمان الثقفی اور خریم بن عروہ مدنی، داہر کے مقابل ہوئے -

جب سارے گھوڑے اور لشکر کے سپاہی اکٹھے ہوئے، تب محمد بن قاسم نے اپنے منتخب سواروں کے تین حصے کرکے ایک حصے کو قلب میں، ایک کو میمنہ میں اور ایک حصے کو میسرہ میں [شامل کرکے] باقی دوسروں کو لشکر کے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۲)

میں غیر معروف ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ "جلیدی" "الحواری" کی بگڑی ہوئی صورت خطی ہو اسی وجہ سے اس نام کو "زیاد بن الحواری ازدی" پڑھنا زیادہ قرین قیاس ہے۔ غالباً یہ شخص وہی "زیاد بن الحواری عتکی" ہے کہ جس کا ذکر ص ۲۰۷/[۱۸۷] پر آیا ہے اور چونکہ "العتکی" کی نسبت "بنو العتیک بن الازد" سے ہے اسی وجہ سے "عتکی" نسبت رکھنے والے شخص کو "ازدی بھی کہا جاسکتا ہے لیکن جیسا کہ ہم نے آگے چل کر ص ۲۰۷-[۱۸۷] کے نوٹ میں واضح کیا ہے کہ یہ شخص زیاد نہیں بلکہ اس کا بیٹا "الحواری بن زیاد" ہونا چاہئے - (ن۔ب)

(۱) جملہ نسخوں کے مطابق اس مقام پر یہ نام "مخارق بن کعب" ہے - فارسی ایڈیشن میں بھی یہی نام اختیار کیا گیا ہے مگر صحیح نام غالباً "کعب بن مخارق الراسی یا الراسبی" ہے جس کا ذکر فارسی ایڈیشن کے آیندہ صفحات [۱۸۸، ۱۹۲، ۱۹۳ اور ۱۹۵] پر آیا ہے-(ن۔ب)

Marfat.com

پیچھے جمایا۔ نفط اندازوں (۱) کو حکم دیا کہ اپنا سامان اور اپنی مشعلیں جلا کر آگ تیار کریں۔ [پھر] ان نو سو نفط اندازوں کو بھی تین حصوں میں تقسیم کیا اور تین سو آدمی قلب میں، تین سو میمنہ میں اور تین سو کو میسرہ [میں مقرر کیا]۔ سبھوں نے نفط کے تیر کمانوں پر چڑھائے۔ پھر جب فجر کی نماز پڑھ کر صفیں سیدھی کیں تب پانچ صفوں میں ہو کر پرچم ہاتھوں میں لے کر اور [۱۷۴] گھوڑوں پر سوار ہو کر فرض ادا کیا۔ قبیلہ عالیہ کے لوگ ایک صف میں، بنوتمیم دوسری صف میں، بکر [بن] وائل [کے قبیلہ والے] تیسری صف میں، عبدالقیس والے اپنے قبیلہ سمیت چوتھی صف میں اور ازد [قبیلہ کے لوگ] پانچویں صف میں ہوئے۔ پانچوں قبیلوں نے صفیں باندھ کر محمد بن قاسم سے رجوع کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے۔

محمد بن قاسم کا خطاب کرنا

پھر محمد بن قاسم نے کہا "اے عرب والو! کافروں کی اس فوج نے جنگ کے لئے ہماری طرف رخ کیا ہے۔ تم ہمت سے کام لینا کیونکہ وہ اپنے اہل و عیال، مال و اسباب اور گھر زمین کی خاطر خطرناک جنگ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ان پر حملہ کرو۔ [ہم] قوت الٰہی کے سہارے سب کو خونخوار تلواروں کی خوراک بنا کر ذلیل و خوار کریں گے

---

(۱) نفط انداز کے معنی "Steingass" نے اپنی انگریزی فارسی لغت میں "Maker of Fire Works" لکھے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اور ان کے مال اور عیال پر قبضہ کرکے کافی غنیمتیں حاصل کریں گے ۔ تمھیں ثابت قدم رہنا چاہئیے، پریشان نہ ہونا، خاموشی کو اپنا زیور بنانا اور اپنی جگہ پر جم کر اس کی حفاظت کرنا ۔ کوئی بھی آدمی قلب سے میمنہ اور میمنہ سے میسرہ کی طرف [جاکر] کسی کی مدد میں مصروف نہ ہو، ہر یک اپنی جگہ اور مرکز پر ڈٹا رہے ۔ کیونکہ خداوند عزوجل [ہمیشہ] متقیوں کی عاقبت بخیر کرتا ہے ۔ ہر وقت زبان پر کلام مجید [کی تلاوت] جاری رکھنا اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا ورد کرتے رہنا"۔ پھر سقّون کو بلاکر حکم دیا کہ "مشکیں پانی سے بھر کر ہر صف میں گشت کرتے رہیں اور پانی دیتے رہیں تاکہ کوئی بھی آدمی پانی کی طلب میں اپنی جگہ سے [۱۷۰] حرکت نہ کرے۔ اتنے میں قبیلۂ بکر بن اوائل اور بنوتمیم کے لوگوں نے آکر کہا کہ "کافروں کا لشکر بھی ایک بڑی بلا ہے۔ وہ اپنے ہتھیار اور سامان جنگ درست کرکے خوشیاں منا رہے ہیں اور مقابلہ کرنے اور توجہ دینے کے لئے عجلت ظاہر کر رہے ہیں"۔

محمد بن قاسم کی جنگجو جوانوں کو تاکید

محمد بن قاسم نے ان کی طرف منہ کرکے کہا کہ "اے بنی تمیم! اے عزیزو (۱)! دشمن تمہارے سامنے آکر ظاہر

(۱) فارسی ایڈیشن میں "اے بنی عزیز" دیا گیا ہے جو کہ شاید نسخہ (م) کی عبارت ہے مگر اس وقت تک بنو عزیز قبیلہ غیر معلوم ہے (دیکھئے حاشیہ صفحہ ۲۴۶)

Marfat.com

ہوا ہے اور جنگ کے لئے مستعد ہوکر آرہا ہے۔ تمھیں بھی پوری طاقت اور سختی سے جدوجہد کرنی چاہئے تا کہ تمھارے کاروبار کا نظام درست رہے"۔ پھر اس نے سب کو حوصلہ دلایا اور سب [جنگ کے لئے] آمادہ اور مستعد ہوگئے۔ دلاوروں اور جنگجو پہلوانوں کی پانچ صفوں نے ہر طرف سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو للکارا اور پھر میدانِ جنگ کی طرف بڑھیں۔

محمد بن قاسم کا یاروں کو خطاب کرنا

خبروں کے مصنفوں نے فرقد سے اس طرح روایت کی ہے کہ محمد بن قاسم نے اس دن ساتھیوں سے خطاب کیا کہ "اے مسلمانو! استغفار زیادہ کرو۔ خداوند عزوجل نے امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو چیزیں بھیجیں ہیں۔ ایک مصطفیٰ صل اللہ علیہ السلام پر صلواۃ، دوسری گناہوں سے استغفار۔ تمھیں دلوں کو مضبوط کرنا چاہئے تا کہ خدائے عزوجل تمھیں اس پر (دشمن پر) غالب کرے۔ [۱۷۶]

روایتوں میں آیا ہے کہ جب محمد بن قاسم نے جنگ شروع کی تو [سلیمان بن] نبہان اور ابو فضۃ قشیری(؟)، [قبیلہ] کِندِی

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۵)

ہے۔ (ر) کی عبارت "اے بنی عزیر" (عزیر؟) ہے۔ مگر (پ) جیسے قدیمی نسخہ اور (ن)، (ب) میں "اے عزیز" یعنی "اے عزیزو" ہے چونکہ قبیلۂ بنو تمیم کے لوگ واقعی محمد بن قاسم کے عزیز تھے اور اس کی شادی بھی اسی قبیلہ میں ہوئی تھی اس لئے ترجمہ میں ہم نے "اےعزیزو" کو ترجیح دی ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کے آزاد کئے ہوئے غلام کو دو سو منتخب سوار دے کر لشکر
کے مقدمہ پر مقرر کیا اور [وہ جا کر] داہر، اس کے ٹھاکروں
اور جنگجو سورماؤں کے مقابل ہوئے اور کافروں کی ایک فوج
سے جو کہ ان سے جنگ کرنے کے لئے باہر نکلی تھی، [جا کر]
جنگ چھیڑی۔ آخر ان میں سے بہتوں کو دوزخ روانہ کیا اور
باقی فرار ہو کر داہر سے جا ملے۔ پھر داہر نے ان کے مقابلے پر
دوسری فوج بھیجی۔ ابو فضہؓ نے خدا کا نام لے کر حملہ کیا
اور انہیں بھی ذلیل اور خوار کیا۔ [داہر نے] تیسری مرتبہ
کچھ ٹھاکر بھیجے ابو فضہؓ نے استغفار پڑھ کر جنگ شروع
کی اور انہیں بھی داہر کے لشکر گاہ تک مارتا کاٹتا چلا گیا۔

کچھ لوگوں کا امان طلب کرنے کے لئے آنا

خبروں کے راوی بیان کرتے ہیں کہ [جب] محمد بن قاسم
صفوں کے سامنے آیا تو اچانک مشرکوں میں سے کچھ لوگوں
نے آ کر امان طلب کی۔ محمد بن قاسم نے انہیں امان دی
[پھر انہوں نے کہا] "اے عادل امیر! ہم اپنے طریقے سے
منحرف ہو کر اسلام کی باعزت پناہ میں آئے ہیں۔ اپنے منتخب
سواروں کی ایک فوج ہمارے ساتھ کر تا کہ ان کی غفلت سے
فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم جا کر ان کی پشت پر حملہ کریں اور
اس طرف سے بھی ان کا دل پریشان ہو۔ پھر جب وہ دونوں جانب
متوجہ اور پریشان ہوں تو پھر اسلامی لشکر کو چاروں طرف
سے حملہ کرنے کا حکم دے۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ
تیری تلوار سے ان کافروں پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑے گی اور وہ
برباد ہوجائیں گے۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا ہمراہیوں کو منتخب کرنا

چنانچہ محمد بن قاسم نے بہادر سواروں کی ایک فوج منتخب کر کے مروان بن اشحم یمنی اور تمیم بن زید قینی(۱) کو دو جھنڈے دے کر ان پر مامور کیا جو [دشمن کے] عقب میں جا پہنچے۔ مشرک اس حال سے بے خبر تھے کہ [اچانک] نعرۂ تکبیر بلند کر کے اسلامی لشکر نے حملہ اور جہاد شروع کردیا۔ [یہ حال دیکھ کر] کچھ کافروں کے دل اپنے متعلقین کو یاد کرنے لگے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ داھر کے لشکر میں غلغلہ اور کہرام مچ گیا جس کی وجہ سے [سب دشمن] پریشان ہوگئے اور ان پر خوف غالب آگیا۔

لشکرِ عرب کا کافروں پر حملہ کرنا

پھر محمد بن قاسم نے للکار کر کہا کہ "اے لشکرِ عرب! ہوشیار! کافر دو حصوں میں تقسیم ہوچکے ہیں۔ تم حملہ کرو"۔ لشکرِ اسلام اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جمع ہوگیا۔ محمد بن قاسم انھیں جوش دلانے کے لئے کہتا رہا "آج تمہاری کوششوں کا دن ہے"۔ آخر کافروں کے کُشتوں کے پُشتے لگ گئے۔ [یہ رنگ دیکھ کر] داھر ڈھال لے کر سفید ہاتھی پر جا بیٹھا، اور چار سو مرد لوہے اور ہتھیاروں میں ڈوبے ہوئے، گلے میں تلواریں لٹکائے، اور ہاتھوں میں(۲) نیم نیزے اور لوہے کے دستے (۲) جنھیں ہندو "سیل" کہتے ہیں، لے کر

---

(۱) یہاں اصل متن میں "قیسی" ہے۔ کی ہوئی تصحیح کے لئے دیکھئیے حاشیہ ص [۱۸۷]۔ (ن۔ب)

(۲) اس جگہ پر متن میں "نیم نیزہ و دستہ آھن ہے۔ یہاں "و" غلط ہے کیونکہ "دستہ آھن۔الخ" نیم نیزہ کی شرح ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

آگے بڑھے اور [اس شدت سے] جنگ کرنے لگے کہ ان کی ھاتھوں کی کھالیں اتر گئیں۔ داھر کے ھاتھ میں آئینے جیسی، تیز چھریوں کا ایک گول چکر تھا۔ جب بھی وہ ھاتھی [ریل کر] حملہ کرتا اور جو بھی اس کے نزدیک آتا وہ اس چکر کو کمند کی طرح پھینک کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور پیادے یا سوار کا سر گردن سے الگ کردیتا تھا۔ دو کنیزیں جو کہ اس کے ساتھ [۱۷۸] عماری میں بیٹھی ھوئی تھیں ان میں سے ایک اسے پان دیتی تھی اور دوسری تیر۔ اس طرح جنگ مسلسل جاری رھی اور شام کی نماز تک بہت سے مشرک قتل ھوگئے۔

شجاع حبشی کا قتل ھونا

حکایت کے راویوں نے رام رسیہ برھمن سے اس طرح روایت کی ھے کہ مسلمانوں میں ایک شخص تھا جسے شجاع حبشی کھ کر پکارتے تھے وہ ھمت اور شجاعت کی حد سے گذر گیا اور بڑے کارنامے دکھائے۔ [اس نے] محمد بن قاسم کے سامنے سخت قسم کھائی کہ "جب تک داھر کے سامنے ھوکر اس کے ھاتھی کو زخم نہ پہنچاؤں گا تب تک کھانا پینا حرام سمجھوں گا اور جب تک میرے جسم میں جان رھے گی لڑتا رھوں گا ورنہ شہید ھوجاؤں گا"۔

(داھر کا [شجاع] حبشی سے جنگ کرنا)

جمعرات کا دن، رمضان کی دس تاریخ اور سنہ ترانوے ھجری تھا۔ داھر سفید ھاتھی پر چڑھ کر باھر نکلا۔ حبشی مشکی گھوڑے پر سوار تھا۔ [دونوں نے] آگے بڑھ کر جنگ

Marfat.com

شروع کی۔ داھر کو [لوگوں نے] بتایا کہ یہ تجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے آتا ھے۔ چنانچہ راجہ داھر اس کے سامنے ھوا اور اس پر ھاتھی ریلا۔ حبشی بھی گھوڑے کو ایڑ لگاکر ھاتھی کے سامنے لایا۔ لیکن اس کا گھوڑا ھاتھی سے بھڑک کر ھٹ رھا تھا [چنانچہ اس نے] فوراً سر سے عمامہ اتارکر گھوڑے کی آنکھیں باندھیں اور ھاتھی پر حملہ کرکے اس کی سونڈ کو زخمی کردیا [ادھر] راجہ داھر نے بھی قینچی جیسا دوشاخہ تیر کمان سے جوڑکر اپنی مخصوص حکمت اور ھوشیاری سے اس پر کھینچ مارا اور اس کا سر گردن سے اڑادیا، صرف اس کا دھڑ گھوڑے پر رہ گیا۔ اس پر داھر نے کہا کہ "یہ وار کارگر ھوا۔ دیکھو کہ [میں نے] اس حبشی کو کیسے قتل کیا ھے"۔ بہادروں نے آگے بڑھ کر [دیکھا تو صرف] اس کا دھڑ زین پر [۱۷۹] رہ گیا تھا۔ اس پر [جوش میں آکر] مشرکوں نے [سخت] حملہ کیا اور قدم جماکر جنگ کی [یہ دیکھ کر بھاگے ھوئے لوگ بھی] اطراف سے پلٹ آئے جس کی وجہ سے اسلامی لشکر متردد ھوگیا اور [اُن کی] صفیں درھم برھم ھوگئیں اس پر کافروں نے یہ سمجھا کہ اسلامی لشکر فرار ھو رھا ھے اور [واقعی عرب] دھشت زدہ اور حیران ھوگئے تھے۔ محمد بن قاسم تو اتنا مدھوش ھوگیا کہ ساقی غلام کو بولا "اَطعِمنی الماءَ" (یعنی مجھے پانی کھلا) لیکن پھر پانی پی کر اور دم لے کر اس نے منادی کرائی کہ "اے عربو! تمھارا امیر محمد بن قاسم میں [موجود] ھوں۔ کدھر بھاگتے ھو؟ ڈھالیں سنبھالو اورصبر کرو کیونکہ کافر شکست

Marfat.com

کھاچکے ھیں، فتح ھماری ہے"۔ اس پر سارا لشکر [اس کے گرد] آکر جمع ھوگیا۔ موکو [ابن] وسایو بھی سامنے آکر اپنی ساری فوج سمیت پیادہ ھوگیا۔

محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو پکارنا

پھر محمد بن قاسم نے پکارا کہ "خریم [بن] عمرو مدنی کہاں ہے؟ کحلی ذھلیؒ، [محمد بن] مصعب بن عبدالرحمٰن اور نباتہ بن حنظلہ کلابی کہاں ھیں، دارس بن ایوب کہاں گیا؟ ابو فضہؒ، محمد زیاد العبدی (۱) اور تمیم بن زید قینی (۲) کہاں ھیں؟ دوستو! قرابت دارو! اسلحہ بردارو! شمشیر زنو! پھرہ دارو اور نیزہ بازو! اسلام کا سہارا تم ھو۔ سارے لشکر کی ترتیب درست کرکے اپنی جگھوں پر قدم جماؤ، پریشان نہ ھو بلکہ اپنی فوج کی ھمت افزائی کرو [۱۸۰]۔

محمد بن قاسم کا حملہ کرنا

پھر خدا کا نام لےکر محمد بن قاسم نے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ کافر بھی جم گئے اور خوفناک جنگ شروع ھوگئی۔ تلواروں کے ٹکرانے سے ھوا میں آگ کے شعلے اڑنے لگے، نیزے اور حربے ایک دوسرے پر برستے رہے، آخر ھتھیار ٹوٹ گئے اور [جوان] ایک دوسرے سے کشتی میں گتھ گئے۔ صبح صادق

(۱) اصل متن میں "عبدی" ہے مگر جیسا کہ پہلے ص [۱۶۰] اور [۱۷۳] پر بھی نسبت "ال" کے ساتھ "العبدی" کی حیثیت سے آچکی ہے اس لئے یہاں بھی ھم نے اسی صورت کو قائم رکھا ہے۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن اور دوسرے سارے نسخوں میں یہ نسبت "قیسی" ظاھر کی گئی ہے۔ کی ھوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۷۸]۔(ن۔ب)

Marfat.com

طلوع ہونے سے شام کے گذر جانے تک بہت سے کافر قتل ہو گئے [صرف] راجہ داہر راجکماروں کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ بچ رہا تھا کہ سورج زرد ہو گیا۔

داہر لعین کے قتل ہونے کی خبر

ان غنچوں کے باغبانوں اور ان قیمتی ذخیروں کے مصنفوں نے راویوں سے اس طرح روایت کی ہے کہ راجہ داہر دسویں رمضان المبارک سنہ ترانوے ہجری کو جمعرات کے دن سورج غروب ہونے کے وقت قتل ہوا۔ ابوالحسن نے ابواللیث ہندی سے روایت کی جس نے اپنے باپ سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ جب اسلامی لشکر نے حملہ کیا اور بہت سے کافر قتل ہو گئے تب اچانک بائیں جانب شور اور غوغا بلند ہوا۔ داہر نے انھیں اپنے سپاہی سمجھ کر (۱) نعرہ لگایا کہ "نسی من نسی من" یعنی "میں ادھر ہوں، میرے پاس آؤ!" (۱)

عورتوں کا آواز دینا

پھر ادھر سے [عورتوں نے] آواز دی کہ "اے رائے! ہم تمھاری بیویاں ہیں اور عربی لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قید ہو گئی ہیں"۔ داہر نے للکارا "ابھی تو میں زندہ ہوں، تمھیں

---

(۱)-(۱) فارسی ایڈیشن کے متن میں یہاں یہ عبارت ہے "نعرہ بزد کہ سوی من آئید ۔ن اینجا ام"، مگر (پ) اور (ن) کی عبارتوں میں داہر کے اصل لفظوں کا اضافہ شامل ہے مثلاً (پ) نعرہ بزد نسی من نسی من یعنی من اینجا ام" (ن) "نعرہ بزد کہ نسی من نسی من آیند من اینجا ام" ہم نے (ن) کے مطابق یہاں داہر کے اپنے الفاظ یعنی "نسی من نسی من" دیئے ہیں"۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کس نے گرفتار کیا ہے"؟ [یہ کہہ کر] داہر نے ہاتھی کو اسلامی لشکر پر ریلا۔ [اس طرف] محمد بن قاسم نے نفط اندازوں کو للکارا کہ "[ہاں] اب یہ وقت تمہارا ہے"۔ [اس پر] ایک نشانہ باز نفط انداز نے شرط لگا کر نفط کا تیر راجہ داہر کی عماری پر مارا اور عماری میں آگ لگ گئی۔

داہر کا پیچھے پلٹنا

اس پر داہر نے فیلبان کو کہا کہ ہاتھی واپس کر کیونکہ پیاس لگی ہے"۔ اس طرف عماری کو بھی آگ لگ چکی تھی اس لئے ہاتھی فیلبان کے قابو میں نہ آیا اور جا کر خود کو پانی میں ڈبو دیا۔ فیلبان نے بڑی کوشش کی مگر اس کا بس نہ چل سکا اور [ہاتھی] اسے اور داہر کو گہرے پانی میں لے گیا۔ کافروں میں سے کچھ اس کے ساتھ پانی میں داخل ہوگئے اور کچھ کنارے پر کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں عرب سوار بھی آ پہنچے جس سے کافر بھاگ گئے۔ پانی پی کر ہاتھی نے قلعے کی طرف واپس جانا چاہا۔ [ادھر] مسلمان تیراندازوں نے چلّے چڑھائے اور بارش کی طرح تیر برسنے لگے۔ ایک عرب [تیرانداز] جس کا نشانہ بہت ٹھیک تھا، اس نے داہر کی دل پر تیر کھینچ مارا جس [کے لگنے] سے وہ ہاتھی کے اوپر عماری میں منہ کے بل گر پڑا۔ پانی سے نکل کر ہاتھی نے حملہ کیا اور باقی بچے ہوئے کافروں کو پیروں تلے روندنے لگا جس کی وجہ سے وہ سب منتشر ہوگئے۔ داہر نے ہاتھی سے اتر کر ایک عرب کا مقابلہ کیا۔ بہادر عرب نے اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کے سر کو شانوں تک دو ٹکڑے کر دیا۔ اس طرف اسلامی

Marfat.com

لشکر کافروں پر ٹوٹ پڑا [۱۸۲] اور انھیں مارتا ہوا راوڑ کے قلعے تک جا پہنچا ۔ اس طرف جو برھمن پانی میں جا چھپے تھے [انھوں نے جب دیکھا] کہ جہاں داھر کو قتل کیا گیا تھا وھاں کوئی نہیں ھے تو پانی سے باھر نکلے اور داھر [کی لاش] کو کیچڑ کے نیچے چھپا دیا ۔ [اتنے میں] سفید ھاتھی نے کافروں کے لشکر کی طرف رخ کیا اور [وہ اس طرح بھاگے کہ] ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ۔

کہتے ھیں کہ قایل بن ھاشم کو(۱) داھر لعین اور کافروں کے قتل ھونے والے دن سولہ زخم آئے اور حملہ کرتے وقت وہ یہ [رجز] پڑھتا تھا :

آلاَ فَاصْبَحَانِی قَبْلَ وَقْعَةُ دَاھِرٍ
وَقَبلُ مَنَایا (۲) قدغَیَدَوْنَ بَوَاکِرِ

وَقَبْلَ غَدٍ یَا لَهْفَ نَفْسِی عَلیٰ غَدٍ
اِذَا مَا غَدَا صَحبِی وَلَسْتُ بِبَاکِرِ

[دوستو! داھر سے جنگ کرنے کے پیشتر مجھے جام بھر کر دو ۔ پیالہ موت سے پہلے دو کہ جو آج منتظر نظر آرھی ھے ۔ کل

---

(۱) یہ نام نسخہ (پ) کے مطابق ھے ۔ فارسی ایڈیشن میں دوسرے نسخوں کے مطابق "قابل بن ھاشم" کی عبارت اختیار کی گئی ھے ۔ لیکن عربوں میں "قابل" کے مقابلے پر "قایل" نام زیادہ قرین قیاس ھے ۔ ھوسکتا ھے کہ اصل میں صحیح عبارت شاید "قایل من بنی ھاشم" ھو ۔ واللہ اعلم ۔ (ن ۔ ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "قبل المنایا" ھے مگر وزن کے لحاظ سے "قبل منایا صحیح ھے ۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

بزم۔ مے میں سارے احباب موجود ہوں گے ۔ لیکن بھائیو! کل میرا انتظار نہ کرنا ۔]

کہتے ہیں کہ جب [داہر] قتل ہوگیا تو کافروں نے اس کے جسم سے ہتھیار اتارنے چاہے مگر نہ اتار سکے اور اسے وہیں خلیج میں دفن کردیا ۔

محمد بن قاسم کا منادی کرانا

پھر محمد بن قاسم نے نگاہ اٹھائی تو حُبیش بن اخی عامر بن عبدالقیس [دکھائی دیا جو کہ] اس کے سامنے کھڑا تھا [اسے پکار کر] اس نے کہا کہ "اے اخی عامر بن عبدالقیس کے بیٹے! عامرین کو(۱) منادی [۱۸۳] کرکے کہو کہ راجہ داہر غائب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی گوشہ سے نکل کر حملہ کرے [اس لئے] ہوشیار رہنا"۔ حُبیش نے کہا کہ "امیر! میرا دل شہادت دیتا ہے کہ داہر قتل ہوگیا"۔ محمد بن قاسم فکرمند رہا اور ہر ایک سے پوچھتا رہا کہ "داہر کی کوئی خبر ہے کہ وہ دکھائی نہیں دیتا۔ آخر ایک برہمن آیا اور امان طلب کرکے کہنے لگا کہ "اے امیر عادل! مجھے، میرے تابعداروں اور فرزندوں کو امان دے تو تجھے داہر [کی لاش] دکھاؤں کہ وہ قتل ہوگیا ہے"۔ [اس پر] معتمد ساتھی گئے اور جا کر کیچڑ کے نیچے سے اسے (لاش کو) نکالا ۔ اس وقت تک اس میں سے عطر اور مشک کی خوشبو آرہی تھی ۔ پھر اس کا سر کاٹ کر اور جسم سے ہتھیار الگ کرکے محمد بن قاسم

---

(۱) اصل عبارت "عامریان را" ہے مراد قبیلہ بنو عامر سے ہے ۔ (ر) اور (م) کی عبارت "یاران را" (یعنی یاروں کو) ہے۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

کے پاس لائے۔ محمد بن قاسم نے کہا "کوئی ایسا آدمی ہے کہ جو اسے پہچانے؟" آخر اس کے حکم پر ان دونوں کنیزوں کو لایا گیا کہ جو پالکی میں اس کے ساتھ تھیں اور گرفتار ہوئیں تھیں، انھوں نے سر کی شناخت کی [جس پر] اس نے اس برھمن کے بزرگوں، تابعداروں اور متعلقین میں سے تین سو آدمیوں کو آزاد کیا۔ داھر کا سر دیکھ کر محمد بن قاسم نے خدائے تعالیٰ عزّ اسمہٗ کی تعریف کی اور شکرانہ ادا کرنے کی خاطر دو رکعتیں نفل کی پڑھیں۔ جنگ میں جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان سب کو خونخوار تلواروں کا لقمہ بنانے کا حکم دیا۔ البتہ دستکاروں اور تاجروں کے گروہ کو امان دے کر انھیں اپنے سابقہ مقامات پر رہنے دیا۔

(روایت): عمرو بن مغیرہ کلابی سے روایت کرتے ھیں کہ [سندھ پر فوج کشی کے لئے] جب لشکر تیار کرکے حجاج کے سامنے صف بستہ کیا گیا تھا تو ھر صف میں جا کر ھر ایک کی ھمت افزائی کرتے ھوئے جب حجاج بن یوسف عمرو بن خالد کے قریب پہنچا تو اس سے کہا کہ "اے عمرو! محمد بن قاسم اور [اس کے] ساتھیوں کو گواہ کرکے بتا کہ تو کافروں سے کیا سلوک کرے گا؟ [پھر] کہا کہ "تجھ سے کوئی نیک کام بھی ھوگا یا نہیں؟ (۱)" [۱۸۴] چنانچہ راوی کہتا ھے

(۱) اس مقام پر اصل متن کی عبارت میں بڑا الجھاؤ ھے۔ اصل فارسی عبارت اس طرح ھے: "گفت اے عمرو! من محمد قاسم و یاران راہ گواہ میکنم تابکفار چہ کار خواھی کرد؟" گفت: "از تو عمل درست آیدیانہ؟" (دیکھئے حاشیہ ص ۲۵۷)

Marfat.com

کہ (عمرو) جس دن داہر کے مقابل ہوا [اس دن] اس نے محمد بن قاسم کو گواہ کر کے [داہر کے] ہاتھی کو زخمی کیا اور داہر کا سر بھی اس نے دو ٹکڑے کیا ۔ [اس کے بعد] جب وہ عراق واپس گیا اور داہر کا سر حجاج کی خدمت میں پیش کیا، اس وقت اس نے کہا "امیر عادل ہمیشہ قائم رہے! اس کی حکومت ہمیشہ غالب رہے! [آپ نے] محمد بن قاسم کو مجھ پر گواہ کیا تھا؟" [حجاج نے] کہا "[ہاں] ظاہر کر کہ تونے کیا کیا ہوگا؟" اس پر عمرو نے یہ اشعار کہے:

اَلْخَيْلُ تَشْهَدُ يَوْمَ دَاهَرَ وَالْقَنَا
وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ
اِنِّي فَرَجْتُ الْجَمْعَ غَيْرَ مُعَرِّدٍ
حَتّٰى عَلَوْتُ عَظِيْمَهُمْ بِمُهَنَّدٍ
فَتَرَكْتُهُ تَحْتَ الْعَجَاجِ مُجَدَّلاً
مُتَعَفِّرَ الْخَدَّيْنِ غَيْرَ مُوَسَّدٍ

[محمد بن قاسم بن محمد اور گھوڑے اور نیزے بھی گواہ ہیں کہ داہر کی جنگ میں میں نے شجاعت دکھائی ہے ۔ میں نے کافروں کو بے دھڑک منتشر کیا ہے۔ اور میں نے ہی راجہ

(بقیہ حاشیہ ص ۲۵۶)
ہمارے خیال میں یہاں "گفت" سے پہلے "دیگر" کا لفظ بھی ہونا چاہئے تھا جو کہ شاید کاتب کی غلطی سے حذف ہوگیا ہے ۔ "دیگر" کا لفظ نہ ہونے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے "گفت" کے بعد کی عبارت عمرو کا جواب ہے ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور یہ فقرہ بھی حجاج ہی کا کہا ہوا ہے ۔ (مترجم)

Marfat.com

کے سر کو قلم کیا ہے - میں نے ہی پچھاڑ کر اسے دھول میں گرایا تھا - اور اس کے سر اور چہرے کو خاک آلود کیا تھا۔]

ابو محمد ہندی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو مسہر عابی (۱) سے سنا جس نے اہل ہند سے روایت کی ہے کہ : جب داہر کے قتل کے بعد اس کی بیوی لاڈی (۲) گرفتار ہوئی تو محمد بن قاسم نے ان [قیدیوں] میں سے لاڈی کو خریدنا چاہا اور اس بارے میں حجاج کو خط لکھ کر اس سے اجازت طلب کی۔ حجاج نے یہ معاملہ خلیفہ ولید کی خدمت میں پیش کر کے فرمان جاری کرنے کی خواہش ظاہر کی - دارالخلافہ سے لاڈی کو خریدنے کی اجازت دی گئی جس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنایا (۳)۔ [۱۸۵]

داہر کی بیوی لاڈی کا اپنے اسیر ہونے کا واقعہ بیان کرنا کہ وہ کیسے گرفتار ہوئی

کہتے ہیں کہ : عقیل بن عمرو نے روایت کی ہے کہ جب

---

(۱) (پ) میں "تسقر عابی"، (ن) میں "اے شتعی عابی"، (ب) میں "شتعی عابی"، (ر) اور (م) میں "تسقر عالی"، (س) میں "مشتعرعالی" اور (ک) میں "مشعفر عابی" ہے، دیا ہوا نام فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے اور محض قیاسی ہے - شاید "عابی"، "غسانی" کی تصحیف ہو۔ فلیتامل - (ن-ب)

(۲) اس مقام پر اور آیندہ ہر جگہ یہ لفظ "لادی" ہے جسے اصل سندھی نام کی حیثیت سے ہم نے "لاڈی" لکھا ہے - (ن-ب)

(۳) یہ روایت نہایت مشکوک اور ضعیف ہے۔ دیکھئے آخیر میں حاشیہ ص [۱۸۵] - (ن - ب)

Marfat.com

لاڈی "اُمِ ولد" ہوئی (۱) تب محمد بن قاسم نے اس سے دریافت کیا کہ تو داہر کے حامیوں کے ساتھ کس طرح گرفتار ہوئی؟ اور داہر سے کس طرح جدا ہوئی؟" لاڈی نے جواب دیا کہ "جب اسلامی لشکر راجہ داہر کے سامنے ہوا تب [اس نے اپنی] ہر بیوی پر سخت نگران مقرر کرکے ہدایت کی تھی کہ اگر اسلامی لشکر غالب ہوجائے اور کافروں کو شکست ہو تو ان سب کو قتل کردینا مبادا مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوں۔ پھر وہ (نگران) چوبدار میری طرف دیکھ کر کہا کرتا تھا کہ "تیرے بشرے سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ تیرا دل عرب کے بادشاہ کی طرف مائل ہے اور تو ضرور اُس کی رانی بنے گی"۔ آخر جب لشکرِ اسلام نے حملہ کیا اور مشرک بھاگ گئے تب ہر ایک نگران نے اپنے ذمے کی ہوئی رانی کو قتل کیا۔ [یہ حال دیکھ کر] میں نے خود کو اونٹ کے نیچے گرایا اور [میدانِ] جنگ کے وسط میں جا پہنچی۔ میرا نگران میرے قتل کرنے کا خیال ترک کرکے بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں نے آکر مجھے گرفتار کرلیا اور پھر امیر محمد بن قاسم مجھے خرید کر اپنے نکاح میں لایا۔

(آسمانی فتح اور کافروں کے مغلوب ہونے کی خبر)

سندھ کے مشائخ خبر دیتے ہیں کہ جب آسمانی مدد اور خدائی تائید نے عربوں کی موافقت کی اور کافر بھاگ گئے تب محمد بن قاسم نے اس فتح کے حالات حجاج بن یوسف کے پاس لکھ بھیجے۔ [۱۸۶]

(۱) شرعی اصطلاح میں "اُم ولد" اس کنیز کو کہتے ہیں کہ جس سے سردار کو کوئی اولاد پیدا ہو۔ یہاں "اُم ولد" سے مراد یہ ہے کہ "محمد بن قاسم کے نکاح میں آئی۔ (مترجم)

Marfat.com

محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس داھر کے قتل ہونے اور حکومت پر قبضہ کرنے کا فتح نامہ لکھنا

عراق اور ہند کے امیر حجاج بن یوسف کے حضور میں محمد بن قاسم پیہم خدمات اور بہت بہت تسلیمات کے بعد عرض کرتا ہے کہ بادشاہ (اللہ) سُبحَانَہُ وَ تَعالیٰ وَ تَقَدَّسَت اَسمَائُہٗ (جو پاک اور سر بلند ہے اور جس کا نام پاک ہے) نے اپنے فضل عمیم اور لطف کریم سے دونوں طرف کے بہادر جنگجو جوانوں اور دلیر پہلوانوں کے ایک دوسرے کو اپنی آبدار تلواروں سے تہ تیغ کرنے کے بعد لشکر اسلام کو فتح اور کامیابی عطا کی اور داھر اور اس کے لشکر کو جس میں کہ مست ھاتھی اور ھتھیاروں میں ڈوبے ہوئے سوار تھے، شکست خوردہ اور ذلیل کیا۔ ان کے ھاتھی، گھوڑے، سامان، کپڑے، غلام اور مویشی سب ھمارے قبضے میں آئے جس کا پانچواں حصہ دارالخلافہ کے خزانے میں داخل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ھے کہ جس طرح سے اس کام کی ابتدا ٹھیک ہوئی ھے اسی طرح ہند اور سندھ کے سارے ممالک ھمارے زیر اقتدار اور زیر حکومت آجائیں گے۔ انشاءاللہ العزیز۔

داھر کا سر عراق بھیجنا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] داھر کا سر صارم بن ابی صارم کے حوالے کرکے بنی قیس کے قبیلے میں سے ابوقیس کو اس کا رفیق مقرر کیا۔ [اس کے علاوہ] ذکوان بن علوان البکری

Marfat.com

یزید بن مجالد (۱) همدانی، زیاد بن الحواری العتکی (۲) اور کچھ دوسروں کو بھی ایک دوسرے کا ساتھی بنا کر روانہ کیا [۱۸۷]۔ [خط میں] ان کی مفصل توصیف کی اور لکھا کہ "یہ فتح ان کی قوت، دبدبے، تعاون اور رفاقت سے ہوئی ہے"۔ [اس کے علاوہ] ہند (یعنی سندھ) کے جن رئیسوں نے جنگ میں شوخی دکھائی تھی، ان کے سر بھی عراق بھیجے اور خط میں ان کا نام بنام حوالہ دیا۔

امیر حجاج کی کعب سے گفتگو

پھر جب داھر اور اس کے داناؤں کے سر اور اس کے حکمرانوں کے تاج اور عَلَم جو کہ [محمد بن قاسم] نے تفصل وار لکھے تھے، حجاج بن یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ تمہارے لشکر کے میمنہ کا سردار کون ہے؟" کعب بن مُخارق الراسبی نے کہا کہ "میں ہوں"۔ اس پر حجاج نے کہا کہ "محمد بن قاسم نے اپنے ساتھیوں کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک کو جس طرح دیکھا، آزمایا یا پرکھا ہے وہ تحریر کیا ہے لیکن تیرے بارے میں نہ تو کوئی ذکر ہے اور نہ تجھے یاد کیا ہے۔ [بتا کہ] تیری آزمائش کے بارے میں کیا ذکر ہے؟" کعب نے

---

(۱) (پ) میں "مخالف" ہے اور دوسرے سارے نسخوں میں "مخالد" لفظ اختیار کیا گیا ہے اور فارسی ایڈیشن کا بھی یہی تلفظ ہے۔ مگر "مخالد" درحقیقت "مجالد" کی تصحیف ہے جس کی وجہ سے ہم نے متن میں "مجالد" ہی دیا ہے۔ بشکریہ استاذ عبدالعزیز المیمنی۔(ن-ب)

(۲) اصل متن میں "العبدی" ہے جو کہ غالباً صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۱۸۷] - (ن-ب)

Marfat.com

کہا کہ "جس وقت کافروں کا رعب، دبدبہ، خوف اور ہراس دلوں پر حاوی اور طاری ہوگیا تھا اس وقت میں امیر محمد بن قاسم کا ترکش لئے کھڑا تھا اور وہ میری گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے مجھ سے مشورہ کررہا تھا ۔ اس کے علاوہ جس وقت تک داھر نے جان گنوائی میں [اس وقت تک برابر لڑتا رہا"۔ پھر حجاج نے پوچھا کہ "محمد بن قاسم دشمن سے جنگ کرتے وقت متردد اور متغیر حال ہوا تھا یا نہیں؟ اور فتح کے وقت خوشیاں منائیں یا جنگ کی سختی اور دشمن کی مکاری کے موقع پر اس میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی تھی یا نہیں؟" کعب نے کہا کہ جب اس نے حملہ کیا اور سوار نے سوار سے اور پیادے نے پیادے سے باگیں اور نیزے ٹکرائے اور نیزوں کی نوکوں اور دھاروں سے آگ کی چنگاریاں ہوا میں اڑنے لگیں تھیں، تب محمد بن قاسم نے کہا تھا کہ "اَطْعِمْنِی الْمَاءَ" (یعنی مجھے پانی کھلاؤ) ۔ حجاج نے کہا کہ یہ غلط نہیں ہے [۱۸۸] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں خبر دی ہے کہ (قولہ تعالیٰ) : اِنَّ اللّٰہَ مُبْتَلِیْکُمْ بِنَھَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ (۱) (اللہ تعالیٰ تمھیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے ۔ پھر جو اس

---

(۱) اس آیت کریمہ میں پانی پینے کے لئے "طعم" کا صیغہ آیا ہے جو عام طور پر "کھانے" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور محمد بن قاسم پر بھی یہی اعتراض تھا کہ اس نے پریشانی کی حالت میں "اَسْقِنِی الْمَاءَ" کی بجائے "اَطْعِمْنِی الْمَاءَ" کہا تھا ۔ (مترجم)
آیۃ سورۃ البقر: رکوع-۳۲ - (ن۔ب)

Marfat.com

میں سے پٹے گا تو وہ میرے دوستوں میں سے نہیں ہے اور جو اس میں سے نہ پٹے گا وہ بے شک میرا دوست ہے)۔

(خبر) : پھر جب داہر کا سر حجاج کے سامنے رکھ کر اس کے تاج اور علم کو اوندھا کیا گیا اور قیدیوں کو جوتوں کے پاس بٹھایا گیا تب بنی ثقیف کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر راوڑ کی فتح اور داہر کے قتل کی خوشی میں یہ اشعار کہے :

فَتَحَتْ بِلَادُ السِّنْدِ بَعْدَ صُعُوْبَةٍ
وَ مَهَابَةٍ لِمُحَمَّدٍ بْنِ الْقَاسِمِ،
سَاسَ الْاُمُوْرَ سِيَاسَةً ثَقَفِيَّةً
بِشَهَامَةٍ مِنْهُ وَ رَائِيِ حَازِمٍ،
اَذِنَ الْاَمِيْرُ لَهُ غَدَاةَ وَدَانِهٖ*
كَانَ الْاَمِيْرُ مُؤَدِّباً فِي الْعَالَمِ،
مَاغَابَ عَنْهُ مِنَ الْاُمُوْرِ رَزَانَةً
فِيْهِ الْيَقِيْنُ لَهُ عِيَانَ* الْعَالِمِ،
فَبِرُمْحِهٖ نَصَرَ الْاِلٰهَ مُحَمَّدٌ
وَ بِسَيْفِهٖ قَامَتْ نِسَاءٌ مَاتِمٍ*
وَ بِكَيْدِهٖ سَارَتْ بِهَامَةِ دَاهَرٍ*
دُهْمُ الْبِغَالِ* اِلٰى اَغَرَّ قُمَاقِمٍ*

---

*فارسی ایڈیشن میں ان مقامات پر بالترتیب یہ الفاظ ہیں جو کہ صحیح نہیں ہیں : وِداعہٖ، عمانُ، الماتم، داہرِ، النعالِ، اغرقُماقم۔ کی ہوئی تصحیح استاذ علامہ عبدالعزیز المیمنی کی طرف سے ہے۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

اَلْمَالُ یَسْبِقُهُمْ* وَکُلُّ خَرِیْدَةٍ
بَیْضَاءَ آنِسَةٍ کَظَبْیٍ نَاعِمِ،
لَا رَاسَ اِلَّا رَاسَ دَاهِرَ* فَوْقَهُ
عِنْدَ الْمُلُوْکِ بِخَطْبِهِ الْمُتَفَاقِمِ،
وَنِسَائُهُ یَبْدِیْنَ نَوْحَةَ حُرَّةٍ
وَخُیُوْلُهُ تَبْکِیْ بِدَمْعٍ سَاجِمِ،

[صعوبتوں کے بعد سندھ کا ملک فتح ہوا۔ یہ سہرا محمد بن قاسم کے سر بندھا۔ اس نے ثقفی سیاست اور رعب و داب سے کام لیا۔ اور عقل و دوراندیشی سے سارے کام انجام دیئے۔ رخصت ہونے کے وقت امیر (حجاج) نے اسے نصیحت کی۔ بے شک امیر مودب اور رہنما ہے۔ اس نے کسی وقت بھی وقار کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس کا یقین ایسا ہے کہ جیسے برملا آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اس نے اپنے نیزے سے دین کی مدد کی۔ اور اس کی تلوار سے [کافروں میں] ماتم کی صفیں بچھ گئیں۔ داھر کا سر اس کی عقلمندی سے خوبصورت اور سخی امیر کے سامنے پہنچایا جو کہ باوفا ہے۔ اس کے سامنے دولت کے ڈھیر تھے اور ایسی کنواریں نازنینیں تھیں کہ جو ہرنیوں کی طرح شوخ اور بڑی گداز اور نازک تھیں۔ اور داھر کا سر کہ جو سارے سروں سے ممتاز تھا اور بادشاہ جسے اپنا شہنشاہ تسلیم کرتے تھے۔ اس کی عورتیں اس طرح روئیں کہ جس طرح پارسائیں روتی ہیں اور ان کے گھوڑے بھی زاروقطار روئے۔]

* ان مقامات پر فارسی متن میں یہ الفاظ ہیں جو غلط ہیں۔ مَثْبَتَهُمْ، دَاهِرَ تصحیح علامہ استاذالمیمنی کی طرف سے ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

حجاج بن یوسف، محمد بن قاسم سے بڑی محبت کرتا تھا اور اس کی [۱۸۹] کی محبت وجہ سے بیقرار رہا کرتا تھا۔ [ان اشعار کے سننے کے] بعد دلشاد ہو کر اس نے یہ شعر پڑھا:

إنَّ المَنَايَا لَا يُبَالِي حَيْفُهَا
مَالَمْ يَنَلْنَ مُحَمَّدَ بْنَ الْقَاسِمِ،

[اب مجھے موت کے مظالم سے کوئی خوف نہیں رہا کہ اس وقت تک کہ وہ محمد بن قاسم کے سر تک نہ پہنچ سکے]۔ پھر اس نے کہا کہ "محمد بن قاسم کے پاس ہر روز خط لکھ کر روانہ کرنا ہم پر واجب ہے تا کہ اس اشارے اور طریقے سے اس کا دل قوی اور مضبوط ہوتا رہے۔ [چنانچہ] وہ مسلسل خطوط لکھتا رہا اور وہ بھی حجاج کے احکامات پر عمل کرتا رہا۔

حجاج کا اپنی بیٹی محمد بن قاسم کو دینے کی حکایت

بنی تمیم کے ایک شخص نے یزید [بن] کنانہ سے روایت کی ہے، [جس نے بیان کیا] کہ میں نے اپنے باپ سے سنا [جس نے بیان کیا] کہ میں ایک دن حجاج کے پاس تھا کہ اس نے [محمد بن قاسم سے] کہا کہ "اے ابن عم! میں تجھے بڑے مرتبے پر پہنچانا چاہتا ہوں، اگر تو کوئی حاجت مجھ سے رکھتا ہے تو مانگ"۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "مجھے بادشاہ بنا اور اپنی بیٹی مجھے دے"۔ حجاج کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ اس نے اس کے سر پر مار کر اس کا عمامہ گرادیا اور دوسری مرتبہ کہا "جو کچھ مانگنا ہے وہ مانگ" اس نے دوبارہ

Marfat.com

وھی بات دُھرائی - حجاج نے پھر وھی چھڑی دوبارہ محمد بن قاسم کے سر پر ماری۔ اور [اسی طرح] تیسری مرتبہ کہا "جو کچھ مانگنا ھے وہ مانگ اور جو کچھ دل میں ھے وہ کہ"۔ محمد بن قاسم نے پھر اس کی بیٹی کے لئے درخواست کی۔ حجاج نے کہا کہ "میں تجھے اپنی بیٹی اس شرط پر دوں گا کہ تو جب بڑا ھوگا اور بادشاہ بنے گا، تو لشکر کے ساتھ فارس یا ھند پر چڑھائی کرے گا، اور وھاں کا مال حاصل کرے گا اور ان ملکوں کو فتح کر کے قبضے میں لائے گا" [۱۹۰]۔

حجاج کا کوفہ کے جامع مسجد میں خطبہ دینا

اس فتح کے مفسروں نے اس طرح بیان کیا ھے کہ ایک گروہ جب نشان، علم، نقارہ اور داھر اور دوسرے ٹھاکروں کا سر لے کر آیا تب حجاج کے حکم سے شہر کوفہ میں منادی کرائی گئی - اس کے بعد [حجاج نے] ممبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ کی تعریف کی، پیغمبر علیہ السلام پر درود بھیجا، دولتِ محمدی کے خدمتگاروں کی بہت تعریف کی اور پھر کہا کہ "اھلِ شام و عرب کو (۱) سندھ اور اور ھند کے علاقوں (۱) کا فتح کرنا، کثیر مال، مہران کا میٹھا پانی اور بے انتہا نعمتیں کہ جو خدائے عزوجل نے انھیں عطا کی ھیں، مبارک ھوں!" پھر انھیں فتحنامہ پڑھ کر سنایا اور خوشیاں منائیں اور جن لوگوں نے جنگ کے موقع پر شاندار کارنامے دکھائے تھے

---

(۱)-(۱) یہ عبارت نسخہ (پ) کے مطابق ھے - یعنی "گرفتن بلاد سند و ھند" - فارسی ایڈیشن میں صرف "گرفتن ھند" ھے - (ن-ب)

Marfat.com

انھیں اعلیٰ مرتبوں، قیمتی خلعتوں اور کثیر انعامات سے سرفراز کیا اور [پھر] انھیں رنگا رنگ کے مرصع پیراھن پھنا کر خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس روانہ کیا اور انھیں خاص آدمیوں کی فھرست میں [داخل] فرمایا۔ (ان میں سے) کچھ (اس کی) خدمت میں رہے اور کچھ کو واپس بھیج دیا۔

محمد بن قاسم کے فتحنامے کے جواب میں خط لکھنا

پھر حجاج نے محمد بن قاسم کے خط کا جواب دیا اور اس کی تعریف کرنے کے بعد اس میں لکھا کہ "تم نے ثقیف کے آزادکردہ غلام مصعب کی اتنی [۱۹۱] تعریف کی ہے تو کیا ایک فاسق کی تعریف مناسب ہے؟۔ (باوجودیکہ) تمھارے لشکر میں اتنے بزرگ موجود ھیں جیسے کہ بنو سُلَیم، بنو تمیم، خود تمھاری والدہ حبیبۃالعظمیٰ، تمھارا حقیقی بھائی صلب بن قاسم، تمھارے چچا اور والد بھی کچھ کم نہیں ھیں خود تم میں کوئی کمی یا تساھل دیکھنے میں نہیں آتا اور میں انھیں تمھارا بدل نہیں سمجھتا۔ کیا داھر کی فتح میں ایک منافق کی تعریف واجب تھی؟ جس جگہ پر عراقیوں اور شامیوں میں سے خریم بن عمرو، دارس بن ایوب، نباتہ بن حنظلہ، ھذیل بن سلمان(۱) [محمدبن] مصعب بن عبدالرحمٰن، جھم بن زحرالجعفی، ذکوان بن علوان البکری، کعب بن مخارق اور دوسرے جانے پھچانے بھادر مجاھد موجود ھوں وھاں ایسوں

(۱) یھاں سارے نسخوں میں "ھذیل بن سلیم" ظاھر کیا گیا ھے لیکن صحیح غالباً "ھذیل بن سلمان" ھے جس کا ذکر اس سے پھلے ص [۱۴۳] اور پھر ص [۲۱۸] پر آیا ھے۔ (ن - ب)

Marfat.com

کو کون پوچھتا ہے! سب کی تربیت کرتے رہو اور نفسانی خواہش اور رجحان سے [احتراز] اور چشم پوشی اور جھوٹوں سے پرہیز کرتے رہو۔ والسلام"۔

راؤڑ کے غلاموں کی خبر جن میں سے کچھ داہر بن چچ کے عزیز تھے

ابو ایوب ہاشمی نے روایت کی کہ علی بن عبداللہ بن عباس کے آزاد کئے ہوئے غلام جعفر بن سلیمان کے بیٹوں میں سے ایک شخص خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس گیا، اسی دن کعب بن مخارق الراسبی (۱) [بھی وہاں آیا تھا](۲) اس نے کہا کہ داہر بن چچ کا سر پیش کرکے [۱۹۲] راجاؤں کی بیٹیوں اور راناؤں جیسے غلاموں کو جوتوں کی قطار کے پاس لاکر بٹھایا گیا۔ کعب انہیں پہچانتا تھا۔ آخر جب داہر کی بھانجی کو پیش کیا گیا تو خلیفۂ وقت اس کی حالت اور صورت پر تعجب کرنے لگا۔ پھر خلیفہ نے کہا "اے کعب! یہ راجہ کی بیٹی ہے اور پاکیزہ شکل کی ہے۔

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "الراستی" ہے۔ (پ) میں "الرائی" اور (ر) میں "الراسنی" ہے۔

(۲) اصل متن میں "[بھی وہاں آیا تھا]" کے برابر فارسی عبارت کم ہے جس کی وجہ سے "اور کہا" کی ضمیر بھی "کعب" کی طرف پلٹتی ہے۔ درحقیقت "اور کہا" کا فقرہ جعفر بن سلیمان کے بیٹے سے متعلق ہے کہ جو خلیفہ کے پاس گیا تھا۔ ہم نے "[بھی وہاں آیا تھا]" کے الفاظ ص [۱۹۵] پر دی ہوئی عبارت "کعب بن مخارق با خمس و زنان بجانب خلیفہ فرستادہ شد" کی بنیاد پر بڑھائے ہے۔ (ن۔ ب)

Marfat.com

اسے تو لے جا اور جا کر [اپنی] بیوی بنا"۔ (کعب نے کہا کہ) اس وقت میں جوان تھا۔ میں نے اسے گھر لے جا کر زوجہ بنایا۔ زیادہ تر عورتیں آ کر اس سے دانائی کی باتیں اور نصیحتیں سنایا کرتیں تھیں لیکن اس سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی"۔

جیسینہ بن داہر کا غرور کے ساتھ راوڑ کے قلعے میں مقیم ہونا اور [اس کے] جنگ کرنے کی خبر

خبروں کے راویوں نے اپنے معتبروں سے روایت کی ہے کہ "داہر کے قتل ہوجانے کے بعد اس کا بیٹا اور رانی مایین (۱) جو کہ اس کی [داہر کی] بہن تھی اور جسے [اس نے] خواہ مخواہ بیوی بنا کر اپنے چتر کے نیچے بٹھایا تھا، شہزادوں کے اشکر سمیت جا کر راوڑ میں قلعہ بند ہوئے۔ جیسینہ اپنی مردانگی، طاقت اور دبدبے میں مست تھا اور پورا بھروسہ رکھتا تھا، وہ جنگ کے لئے اڑ گیا۔ محمد علافی اس کے ساتھ تھا۔ جب داہر کے مارے جانے اور سفید ہاتھی کے زخمی ہونے کی خبر پہنچی تب داہر کے بیٹے جیسینہ نے کہا کہ "[اب] ہم دشمن کے سامنے ہو کر ننگ و ناموس کی خاطر [آخر وقت تک] تلوار چلائیں گے پھر اگر قتل بھی ہوگئے تو ضایع نہ ہوں گے"۔ وزیر سیاکر نے کہا "شہزادے کی رائے غلط ہے۔ ہمارا راجہ

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس مقام پر یہ نام "بائی" لکھا گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے صفحات [۵۴، ۵۶، ۵۷، ۵۹ اور ۶۱] پر ہر جگہ "مایین" دیا گیا ہے۔ یہاں مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ہیں: (پ)، (ر)، (ک) "مائی"، (م) "مائین" اور (ن)، (ب) "بائی"۔(ن-ب)

Marfat.com

قتل ہوگیا ہے، لشکر شکست کھا کر منتشر ہوگیا ہے اور ہمارے دل دشمن کی تلوار کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے نفرت کر رہے ہیں [ایسی حالت میں] تم عربوں سے کیسے جنگ کروگے؟ ابھی ولایت قائم ہے [۱۹۳] پختہ قلعے جنگجو بہادروں اور رعایا سمیت مضبوط ہیں [اس لئے] بہتر رائے یہ ہے کہ برہمن آباد کے قلعے میں چلیں - وہ قلعہ راجہ کے باپ دادوں کی میراث اور راجہ داہر کا رہائشی مقام ہے [وہاں] خزانے اور دفینے موجود ہیں اور وہاں کے باشندے راجہ چچ کے خاندان کے حامی اور خیرخواہ ہیں - دشمن سے لڑنے میں وہ سب تیرے مددگار ہوں گے"- [پھر] اس نے علافی سے پوچھا اس نے کہا کہ "میری رائے میں بھی یہی بہتر ہے"- جیسینہ نے اس سے متفق ہوکر اپنے تابعداروں، متعلقین اور معتمدوں سمیت برہمن آباد کی طرف کوچ کیا - داہر کی بیوی ماین(۱) دوسرے سرداروں (۲) کے ساتھ راوڑ کے قلعے میں جنگ کے لئے تیار ہو بیٹھی - جائزہ لینے پر پندرہ ہزار جنگجو جوان شمار میں آئے جو سب مرنے کے لئے مستعد ہوگئے - صبح کو جب انہیں معلوم ہوا کہ راجہ داہر دریائے مہران کے درمیان ددھاواہ کے قریب قتل ہوگیا ہے، تو یہ خبر سن کر جن راوتوں نے رانی ماین (۳) سے عہد کیا تھا وہ سب قلعہ بند ہوگئے - یہ خبر

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس مقام پر بھی یہ نام "بائی" دیا گیا ہے- کی ہوئی ترمیم کے لئے دیکھئے گذشتہ حاشیہ ص [۲۶۹] - (ن-ب)

(۲) اصل لفظ "ملوک" ہے جس کے لفظی معنی ہوں گے "بادشاہوں" - (ن-ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں "بائی" ہے -

Marfat.com

سن کر محمد بن قاسم نے راوڑ کے قلعے کی طرف رخ کیا اور آخر آکر قلعے کے نیچے پہنچا ۔ [یہ دیکھ کر دشمنوں نے] قلعے اور برجیوں پر ڈھول اور شہنائیاں بجا کر منجنیقوں اور آلات سے پتھر، تیر اور نیزے برسانے شروع کر دئیے ۔

راوڑ کا قلعہ فتح ہونا اور داھر کی بیوی مایین(۱) کا ستی ہونا

پھر محمد بن قاسم نے لشکر کو ترتیب سے جمایا اور نقب زنوں کو قلعے کے برجوں میں نقب لگانے کے لئے متعیّن کر کے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ۔ ایک حصہ دن کو منجنیق، تیروں اور نیزوں سے جنگ کرتا اور دوسرا رات کو نفط اور زرنیخ سے ۔ [اس طرح رات دن] پتھر مارتے رہے، یہاں تک کہ قلعے برج زمین پر آرہے ۔ داھر کی بہن مایین (۱) نے عورتوں کو اکٹھا کر کے [۱۹۳] کہا "جیسینہ ہم سے جدا

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "بائی" ہے ۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "فرداغ" ہے جو کہ اکثر نسخوں کی عبارت ہے سوائے (م) کے جس کی قرائت "اردج" ہے ۔ "فرداخ" لفظ بے معنے ہے اور کسی بھی لغت میں نہیں ملتا غالباً یہ لفظ "زرنیخ" کی بگڑی ہوئی صورت ہے کہ علم کیمیا میں "نفط اور زرنیخ" کے نام ساتھ ساتھ ملتے ہیں (دیکھئے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام زیر عنوان "الکیمیا" بہ شکریہ محترم قاضی احمد میاں اختر) ۔ زرنیخ، زرنیق یا زرنی یعنی ھڑتال کہ جو آگ کے شعلے بھڑکانے کے لئے استعمال ہوتی ہے ۔ زنیخ احمر (Redarsenic)، زرنیخ اصفر (Yellowarsenic)، زرنیخ قرمز (Realgar) ۔ ن۔ب)

Marfat.com

ہوگیا اور محمد بن قاسم آ پہنچا۔ بے شک ہمیں ان گائے خور چنڈالوں سے چھٹکارا نہ ملے گا، ہماری عزت برباد ہوچکی اور مہلت پوری ہوئی۔ اب جب کہ بچنے کی کوئی امید نہیں ہے تو لکڑیاں، روئی اور تیل اکٹھا کرنا چاہئے۔ میری رائے کا تقاضا ہے کہ خود کو آگ کی نذر کرکے اپنے شوہروں سے جا ملیں۔ جس کو بھی جاکر امان لینی ہو وہ بخوشی جائے، ممکن ہے کہ اُسے مل جائے"۔ [پھر سب] گھر میں اندر گئیں اور آگ جلاکر خود کو جلا ڈالا۔ محمد بن قاسم قلعے کو اپنے قبضے میں لاکر تین دن وہاں رہا اور ان چھ ہزار جنگجو مردوں کو، جو کہ قلعہ میں تھے، موت کے گھاٹ اتارا اور کچھ کو تیروں کا نشانہ بنایا۔ اس کے بعد (باقی) جو بھی دوسرے ملازم اور متعلقین، جیسے کہ عورتیں اور بچے [وغیرہ] بچے انہیں قید کیا۔

بردوں، پارچہ جات اور نقدی کے اعداد کا شمار

روایتوں میں بیان کرتے ہیں کہ جب راوڑ کا قلعہ فتح ہوا اور جیسینہ جو کچھ اپنے ساتھ لے گیا اس کے علاوہ باقی ماندہ خزانے اور مال و ہتھیار آئے تو وہ سب محمد بن قاسم کے سامنے پیش کئے گئے۔ جب بُردوں (غلاموں اور کنیزوں) کو شمار کیا گیا [تو معلوم ہوا کہ] تیس ہزار بُردے ہاتھ آئے تھے جن میں سے تیس راجاؤں کی بیٹیاں تھیں۔

"حسنہ" (۱) نامی راجہ داھر کی بھانجی بھی ان میں تھی۔

(۱) یعنی حسین، خوبصورت۔ یہ غالباً اصلی نام کا عربی ترجمہ ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

ان سب کو حجاج کے پاس روانہ کیا۔ پھر داھر کا سر اور بردوں کا پانچواں حصہ کعب بن مخارق الراسبی (۱) کے ھاتھوں عراق کے لئے روانہ کیا۔ جب داھر کا سر، عورتوں اور مال حجاج کے پاس پہنچا تب حجاج نے سر بسجدہ ھوکر شکرانے کی دو رکعتیں ادا کیں اور حمد بے حد کرنے کے بعد کہنے لگا کہ "بے شک سارے خزانے، دفینے، مال اور دنیا کا ملک مجھے مل چکا"۔

حجاج کا داھر کے سر اور اس کے جھنڈوں کو دارالخلافہ بھیجنا

پھر حجاج نے داھر کا سر، تاج، غلام اور مال خلیفۂ وقت ولید کے پاس بھیج دیا۔ [اس نے بھی] خط پڑھتے ھی خدائے تعالیٰ عزوجل کی حمد و ثنا کی۔ اور پھر ان کنیز شہزادیوں کو فروخت کرنا شروع کیا اور بعضوں کو انعام کے طور پر عنایت کیا۔ راجہ داھر کی بھانجی "حسنہ" کو دیکھ کر متعجب ھوا اور اس کے حسن و جمال پر ششدر ھوگیا۔ پھر جب عبداللہ [بن] عباس نے اسے طلب کیا تو اس نے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ "اے عم زاد! اس کنیز کو بے حد حسین اور کامل دیکھتا ھوں اور اتنا فریفتہ ھوگیا ھوں کہ [سوچتا ھوں کہ] اس کو اپنے لئے رکھوں لیکن لائق ترین وہ ھے کہ تو اسے اپنی اُم‌ولد (بیوی) بنائے جو کہ تیرے لئے زیادہ مناسب ھے"۔ پھر اجازت کے مطابق عبداللہ اسے اپنے نکاح میں لایا اور ایک

---

(۱) اصل متن میں "الراستی" ھے۔

Marfat.com

مدت تک وہ اس کے عقد میں رهی لیکن اس سے کوئی اولاد نہ پیدا ہوئی ۔

راؤڑ کی فتح کی خبر ملنے کے بعد حجاج کا خط

راویانِ حکایت کہتے ہیں کہ : جب راؤڑ کی فتح حاصل ہوئی اور [محمد بن قاسم] عام لوگوں کے کاروبار سے فارغ ہوا اور حجاج کو اس کا فتحنامہ ملا تو اس نے اس کا یہ جواب دیا ۔ (جواب): [۱۹٦] "اے عمزاد! تمھارا جان افزا مکتوب ملا اورا س کے ملنے سےخوشیاور مسرتمیں اضافہ ہوا اور اس پر کمال و جمال فخر حاصل ہوا ۔ تم نے جو اساس اور قاعدہ اختیار کیا ہے وہ شرع کے طریقے پر ہے ۔ سوائے اس ایک، امان دینے کے دستور کے ۔ تم خاص و عام کو امان دیتے ہو اور دوست و دشمن کا امتیاز نہیں کرتے ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (۱) یَـا اَیُّهَـا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ [اے ایمان والو! جب کافروں سے مقابلہ کرو تو پھر (ان کی) گردنیں اتاردو] اس لئے جاننا چاھئے کہ خداوند عزوجل کا فرمان افضل ہے ۔ تمھیں امان دینے پر حرص نہ کرنی چاھئے کہ یہ آسان کام نہیں ہے ۔ اس کے بعد کسی بھی دشمن کو امان نہ دو ۔ ورنہ سب اسے عقل کے ضعف اور دبدبے کے فتور پر محمول کریں گے ۔ والسلام ۔ نوشتہ نافع سنہ ترانوے ہجری ۔

---

(۱) پوری آیتہ یہ ہے: " اذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب " (سورۂ محمد : رکوع ۱۰) ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

جیسینہ کا برھمن آباد سے اروڑ، بھاٹیہ اور دیگر اطراف کی جانب خطوط لکھکر بھیجنا

خبروں کی روایت کرنے والوں نے داھر کے قتل اور محمد بن قاسم کے حالات کے متعلق بعض برھمن مشائخین سے اس طرح نقل کیا ھے کہ جب رائے داھر لعین واصل جہنم ھوا، جیسینہ برھمن آباد میں قلعہ بند ھوا اور راؤڑ کی فتح حاصل ھوئی تب جیسینہ نے جنگ کے لئے تیاری اور بندوبست کرتے ھوئے چاروں طرف خطوط روانہ کئے۔ پہلا تخت گاہ اروڑ میں اپنے بھائی گوپی(۱) بن داھر کے پاس دوسرا بھاٹیہ کے قلعے میں اپنے بھتیجے چچ بن دھرسیند کے پاس اور تیسرا بدھیہ اور کیکانان کی جانب اپنے عمزاد ڈھول (۲) بن چندر کے پاس - [۱۹۷] ان [خطوط] میں داھر کے مارے جانے کی اطلاع دینے کے بعد [انھیں] تسلی دی اور خود بہادر جوانوں کے ساتھ برھمن آباد میں لڑائی کے لئے مستعد ھوبیٹھا -

بھرور اور دھلیلہ کی جنگ اور دونوں کو فتح کرنے کی خبر

پھر محمد بن قاسم نے برھمن آباد کا مصمم ارادہ کیا - یہ شہر آباد اور ملک کشادہ اور سرسبز تھا - راوڑ اور برھمن آباد

---

(۱) اصل متن میں "قوفی" ھے - کی ھوئی تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۴۳] - (ن-ب)

(۲) اصل لفظ "دھول" ھے جسے ھم نے سندھی نام کی اصلیت کے پیش نظر "ڈھول" لکھا ھے - (ن - ب)

Marfat.com

کے درمیان میں دو قلعے تھے جنھیں بھرور اور دھلیلہ کہتے تھے۔ ان قلعوں میں تقریباً سولہ ہزار جنگجو مرد موجود تھے، محمد بن قاسم نے وہاں پہنچ کر دو ماہ تک محاصرہ کیا۔ جب جنگ نے طول کھینچا تب محمد بن قاسم کے حکم سے لشکر کا کچھ حصہ دن کو جنگ کرتا رہا اور کچھ رات کو نفط اور منجنیقیں سر کرتا رہا۔ آخرکار ان کے [اہل قلعہ کے] سارے جنگجو مرد قتل ہوگئے اور قلعے کی دیواریں توڑکر اور قلعے میں داخل ہوکر [محمد بن قاسم نے] غلام اور کنیزیں گرفتار کیں اور کثیر مال حاصل کر کے پانچواں حصہ دارالخلافہ کے خزانے کے حوالے کیا۔

جب راؤڑ اور بھرور کے فتح ہونے کی خبر دھلیلہ میں پہنچی تو انھوں نے سمجھا کہ "محمد بن قاسم کے پاس کافی ساز و سامان ہے، ہمیں اس سے بے فکر نہ ہونا چاہئے۔ [چنانچہ] تاجر ہندوستان کی طرف چلے گئے اور جنگجو سورما اپنے ملک [کی حفاظت] کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آخر محمد بن قاسم بھی دھلیلہ آ پہنچا۔ تقریباً دو ماہ [محاصرہ] رہا۔ جب اہلِ قلعہ تنگ ہوئے اور [۱۹۸] انھیں یقین ہوا کہ کسی طرف سے بھی کوئی کمک نہ پہنچے گی تب [انھوں نے] موت کے کپڑے (کفن) پہن کر، عطر اور خوشبو مَل کر اپنے بال بچوں کو قلعے کے اس دروازے سے باہر روانہ کیا کہ جس کا رخ ریگستان کی جانب تھا اور [خود] نہر منجھل (۱) کو پار کر گئے۔ مسلمانوں کو اس حال کی کوئی خبر نہ ہوئی۔

(۱) اصل متن میں "آب منجھل" ہے۔

Marfat.com

دھلیلہ کے راجہ کا بھاگ جانا

جب رات کے سیاہ پردے سے صبح صادق نمودار ہوئی تب محمد بن قاسم کو ان لوگوں کے نکل جانے کا حال معلوم ہوا [چنانچہ اس نے] اپنا کچھ لشکر ان کے تعاقب میں روانہ کیا جس نے ان میں سے کچھ کو نہر (۱) پار کرتے ہوئے جا پکڑا اور سب کو خونخوار تلواروں کی نذر کیا ۔ جو آگے نکل گئے تھے وہ جیسلمیر اور ریگستان کی راہ سے ہندوستان کے ملک سیر (۲) کی طرف چلے گئے ۔ ان کے بادشاہ کا نام دیوراج تھا(۳) جو کہ داہر کا چچازاد بھائی تھا ۔

دھلیلہ کی فتح اور خزانے کا پانچواں حصہ دارالخلافہ کی جانب بھیجنا

پھر محمد بن قاسم نے جب دھلیلہ کی جنگ سے فارغ ہوکر اسے فتح کیا تب مال کا پانچواں حصہ خزانے کے حوالے کر کے بھرور اور دھلیلہ کا فتحنامہ لکھ کر حجاج کو سارے حالات سے باخبر کیا ۔

وزیر سیاکر کا آنا اور امان طلب کرنا

پھر محمد بن قاسم نے ہندوستان کے بادشاہوں کے پاس

---

(۱) اصل لفظ "جوئے" ہے جس کا ترجمہ "نہر" کیا گیا ہے۔

(۲) نسخہ (پ) میں "ببلاد ہند و سیئور" ہے - (ن)، (ب)، (ج)، میں "سیفر" ہے -

(۳) نسخہ (پ) میں "دیوارا"، (ن) میں "دیورا"، (ب)، (ج)، (س) اور (ک) میں "دیوار" ہے-

Marfat.com

چاروں طرف خطوط لکھ کر ان سے اسلام اور فرمان برداری [اختیار کرنے] کا تقاضہ کیا ۔ اس حقیقت سے باخبر ہونے پر داھر کے وزیر سیاکر نے اپنے معتمد بھیج کر امان طلب کی اور وہ مسلمان عورتیں کہ جو قید تھیں انہیں اپنے ساتھ لایا [اور کہا] کہ "یہ وھي مسلمان عورتیں ھیں کہ جنھوں نے حجاج کا نام لے کر فریاد کی تھی"۔ [۱۹۹]

سیاکر کا وزیر ہونا

اس کی عزت افزائی کے لئے محمد بن قاسم نے معزز آدمیوں کو اس کے استقبال کے لئے روانہ کیا اور عزت و تعظیم کے ساتھ اس پر بڑی مہربانیاں کرکے وزارت کا کاروبار اس کے حوالے کیا اور وہ (بھی) مسلمانوں کا خیرخواہ رہا ۔ امیر محمد بن بن قاسم کو جو بھی مشورہ یا راز کی بات کرنی ہوتی تھی، اس سے کرتا تھا اور اس سے رائے لیتا تھا ۔ [وہ] مملکت کے سارے امور، ضروری کاروبار کے انتظامات اور حکومت کی سلامتی کے بارے میں مفید مشورے دیا کرتا تھا ۔ وہ امیر محمد بن بن قاسم سے کہتا کہ "یہ رائے یا تدبیر جو امیر عادل بیان کرتا ہے، ہند کے سارے ملکوں کو قبضے میں لائے گی ۔ آدابِ قواعد مملکت اور قوام امور سلطنت، جو کہ اس میں سمایا ہوا ہے، وہ سارے دشمنوں کو مغلوب اور ذلیل کرے گا اور رعایا اور محصول ادا کرنے والوں کی دلجوئی کرے گا"۔ [اور یہ بھی کہتا کہ] دیوانی مال کو قدیمی دستور کے مطابق قایم اور مقدم رکھا جائے اور جس صورت میں کہ اس میں کوئی زیادتی نہیں ہے، اس وجہ سے کسی بھی آدمی کو تکلیف نہ پہنچے گی

Marfat.com

اور یہ صلاح عمال اور دوستوں کی تربیت کرے گی۔

نوبت بن ہارون کو دھلیلہ کی حکومت عطا کرنا

کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ "جب دھلیلہ فتح ہوا تب محمد بن قاسم نے نوبت بن ہارون کو بلا کر اس سے بیعت لی اور وہاں سے ودھاتیہ (۱) تک کا ملک اس کے زیرِ انتظام دے کر کنارے کی کشتیوں کا انتظام اس کے حوالے کیا اور اس قلعے کے مشرقی اور مغربی اطراف کا بھی سارا کاروبار اس کے سپرد کیا۔ وہاں سے برھمن آباد تین میل تھا اور جیسینہ [بن] داھر کو بھی خبر مل گئی کہ اسلامی لشکر پہنچ رہا ہے [۲۰۰]۔

لشکرِ عرب کا جلوالی(۲) آبنائے (یا جھیل)(۳) کے کنارے اترنا اور دعوت اسلام دینے کے لئے قاصد بھیجنا

پھر محمد بن قاسم دھلیلہ سے کوچ کرکے برھمن آباد کے مشرق کی طرف "نہر جلوانی" (۲) کے ساحل پر جاکر اتر اور

---

(۱) نسخہ (س) میں "ودھاتہ" ہے۔

(۲) فارسی نسخہ میں اس لفظ کی صورت خطی "جلوانی" دی گئی ہے مگر ان دونوں مقامات پر (پ)، (ر) اور (م) جیسے معتبر نسخوں کی متفقہ عبارت "جلوالی" ہے اور (ن)، (ب)، (ح) اور (ک) کی "حلوالی" ہے جو خود غالباً "جلوالی" کی تصحیف ہے۔ پھر ص [۲۱۶] پر اتنی (پ) جیسے قدیم نسخے کی قرأت "جلوالی" ہے، اسی وجہ سے ہم نے یہ تلفظ اختیار کیا ہے۔ مزید توضیح کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۲۰۱] - (ن - ب)

(۳) اصل لفظ "آبگیر" ہے جس کے لفظی معنی "تالاب" کے ہوں گے۔ (دیکھئے حاشیہ ص ۲۸۰)

Marfat.com

اپنا قابل اعتماد قاصد برھمن‌آباد بھیج کر [انھیں] اطاعت کرنے اور ایمان لانے کی دعوت دی اور انھیں اسلام اور جزیہ کی پیشکش کی [اور یہ بھی کہہ دیا] کہ اگر فرمان برداری منظور نہیں ہے تو پھر جنگ کے لئے تیار رہو۔ جیسینہ [بن] داھر قاصد کے آنے سے پہلے ھی چنیسر (۱) کی طرف گیا ہوا تھا۔ [برھمن‌آباد کے] قلعے کے چار دروازے تھے چنانچہ [جیسینہ] شہر کے رئیسوں میں سے سولہ آدمیوں کو منتخب کرکے ہر دروازے پر چار چار آدمیوں کو سربراہ بنا کر اپنی فوج سمیت متعین کر گیا تھا۔ ان دروازوں میں سے ایک دروازے کو جریطری (۲) کہتے تھے۔ اس نے چار رئیسوں کو اس دروازے کا بھی ذمہ دار بنایا تھا۔ ایک دروازے کو بھارند، دوسرے کو

(بقیہ حاشیہ ص ۹ ۷ ۲)

مگر ساحل کے مفہوم کے پیش نظر "آبنائے"، "پوکھر" یا "جھیل" کے بھی معنے ہوسکتے ھیں۔ پہلے فارسی ایڈیشن کے ص [۱۶۰] پر "آب گیر" گویا "خلیج" کے مترادف استعمال ہوا ھے لیکن یہاں نیچے چونکہ "نہر جلوالی" استعمال ہوا ھے اسی وجہ سے ہم نے یہاں "آبگیر" کے معنوں میں آبنائے یا جھیل کو ترجیح دی ھے۔ (ن - ب)

(۱) یہ عبارت (م) اور (ر) کے مطابق ھے۔ (پ) کا تلفظ "جنیسر" ھے جو خود بھی اس سے مشابہ ھے۔ (ن) میں "جسیرا"، (ب)، (ح) میں "جیسر"، (س) میں "چنیر" اور (ک) میں "جھنسیر" ھے۔ (ن-ب)

(۲) یہ فارسی ایڈیشن کی عبارت ھے جو کہ غالباً (پ) کے مطابق ھے۔ (ر) میں "جویطری" یا "جوبطری"، (م) میں "جوبطری"، (ن)، (ب)، (س) میں "حریطری" اور (ح) میں حریطہ ھے۔

Marfat.com

ساتیا، تیسرے کو بنورہ (۱) اور چوتھے کو سالھا [کہتے ھیں]۔

محمد بن قاسم کا یکم ماہِ رجب کو آکر اترنا

محمد بن قاسم نے وھاں پہنچ کر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ [اور] یکم رجب کو سوموار کے دن (۲) جنگ شروع کی۔ مشرکین ھر روز باھر آکر جنگ کرتے اور نقارے بجاتے۔ تقریباً [وہ] چالیس ھزار جنگجو جوان تھے۔ صبح سے لے کر شام تک طرفین سخت جنگ کرتے تھے اور جب [۲۰۱] تاروں کا بادشاہ غروب ھونے کا ارادہ کرتا تھا تب واپس ھوجاتے تھے۔ مسلمان خندق [کے دائرے] میں آجاتے تھے اور کافر قلعے میں چلے جاتے تھے۔ اس طرح چھ مھینے گذر گئے۔ جب [محمد بن قاسم] قلعہ فتح کرنے سے مایوس ھوا تو متفکر ھوگیا۔ [یہ زمانہ] ماہ ذوالحج کا اواخر، اتوار کا دن اور سنہ ترانوے (۳) تھا۔ جیسینہ رمل کے بادشاہ کی طرف گیا ھوا تھا جسے بھائیہ

---

(۱) "بنورہ" قدیمی نسخے (پ) کا تلفظ ھے اور ھم نے اس کو ترجیح دے کر ترجمے میں شامل کیا ھے۔ (ن) (ب) میں "منودہ" اور (س)، (ک) میں "منورہ" ھے اور ان عبارتوں کا آخری حصہ بھی تقریباً (پ) کی عبارت کے مطابق ھے۔ فارسی ایڈیشن میں "ھالیہ" کی عبارت اختیار کی گئی ھے جو کہ صرف نسخہ (م) کے مطابق ھے۔ (ن-ب)

(۲) (پ) کی عبارت "دوشنبہ" یعنی "روزسوموار" ھے مگر دوسرے سارے نسخوں (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) میں "روز یکشنبہ" یعنی "اتوار کا دن" ھے۔ (ن - ب)

(۳) اس مقام پر سنہ میں غلطی ھے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۲۰۲]۔ (ن - ب)

Marfat.com

بھی کہتے ھیں، وھاں سے وہ بار بار پلٹ کر راستوں پر چھاپے مارتا اور لشکرِ اسلام کو اذیت پہنچاتا رھا۔

موکو کے پاس معتمد آدمی بھیجنا

محمد بن قاسم نے موکو ابن وسایو (۱) کے پاس ایک قابل اعتماد آدمی بھیج کر [اسے] اس حال سے واقف کیا کہ جیسینہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً ھمیں تکلیف پہنچتی رھتی ھے کیونکہ وہ لشکر کی رسد کو نقصان پہنچا کر تنگ کرتا ھے۔ اس لئے کیا تجویز ھے؟ (روایت): موکو نے کہلا بھیجا کہ "اس کی رھائش گاہ قریب ھے۔ اسے وھاں سے مار بھگانے کے سوا دوسرا کوئی بھی بہتر حیلہ نہیں ھے۔ [آپ کو] اپنی فوج میں سے کچھ قابل اعتماد بزرگ بھیجنے چاھئیں کہ وہ وھاں سے اس کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں۔"

جیسینہ کا چترور (۲) جانا

پھر [محمد بن قاسم نے] نباتہ (۳) بن حنظلہ کلابی، عطیہ تغلبی (۴) صارم بن ابی صارم ھمدانی، عبدالملک مدنی کو [ان کے] اپنے اپنے سواروں سمیت [روانہ کیا] اور موکو ابن

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس مقام پر "موکہ پسایہ" ھے۔

(۲) "چترور" کا لفظ (پ) کے مطابق ھے۔ (ر)، (م) میں "جترور"، فارسی ایڈیشن میں "چتور" ھے۔ مزید دیکھئے حاشیہ ص [۲٦]۔(ن۔ب)

(۳) اصل متن میں "بنانہ" ھے۔

(۴) فارسی متن میں "عطیہ ثعلبی" غالباً صحیح "تغلبی" ھے جس کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۲۳]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

وسایو کو ان کا رهبر اور خریم بن عمرو المدنی (۱) کو [ان کا] سپہ سالار بنایا ۔ جیسینہ کو [جب] لشکرِ عرب کے باهر نکلنے کی خبر ملی تو وهاں سے مال اور عیال سمیت چلا گیا اور ریگستان کی راہ سے جا کر ملک چترور میں اس مقام پر پہنچا جسے [۲۰۲] جنکن وعورا اوکایا (۲) کہتے هیں اور یہاں ٹھہر گیا ۔ علافی اس سے جدا هوکر طاکیہ کے شہروں (۳) سے هوتا هوا (۴) ریم کی سرحد پر روستان کے آس پاس کشمیر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر هونے کا ارادہ کیا (۴) ۔ وہ ملک

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نسبت "الدیهی" کے طور پر آئی هے اور دوسرے سارے نسخوں کی عبارتیں بھی بڑی مبهم هیں ۔ غالباً صحیح "المدنی هے جیسے کہ پہلے ص [۱۸۰] پر یہ نام صاف طور پر "خریم بن عمرو مدنی" تحریر کیا گیا هے ۔ (ن ۔ ب)

(۲) نسخہ (ر) میں "جنکن وعورا وکایا"، (س) میں "جیکن وعورا اولجا" هے ۔ (ن۔ب)

(۳) اصل متن میں "ببلادِ طاکیہ" هے ۔

(۴)-(۴) فارسی ایڈیشن میں یہ عبارت هے "وقصد نمود بخدمت ملک کشمیر، در حوالی روستان بر سرحد رویم"۔ مختلف نسخوں میں "روستان" کے تلفظ جو کہ (ن، (ب) کے مطابق هے اس طرح هیں : (پ)، (م)، (ک) "روستاه"، (ر) "روستا"، "ح) "روستان"، (ن)، (ب)، (ک)، (ح) میں "رویم" کی جگہ پر "روم" هے ۔ (ر)، (م) میں مندرجہ بالا جملہ کا آخری حصہ اس طرح هے "کہ در حوالی روستا (ہ) بر سرحد رویم است"۔ "روستا" کے معنی ایک گاؤں یا شہر یا آباد علاقے کے بھی هوسکتے هیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بیابان ہے۔ (۱) پھر وھاں سے انھوں نے راجثری کی طرف خط لکھا (۱)۔ وہ تخت گاہ پہاڑ پر ہے اور [خط میں] ذکر کیا کہ [میں اپنی] رضا اور دل کی خوشی کے ساتھ خدمت میں حاضر ھوا ھوں"۔

[علافی کا] کشمیر کے راجہ کے پاس جانا

خط پڑھ کر کشمیر کے راجہ نے حکم دیا جس پر اضلاعِ کشمیر کا ایک موضع کہ جسے شاکلھار کہتے ھیں [علافی کو] (۲) جاگیر کے طور پر عطا کیا گیا۔

---

(۱)-(۱) فارسی اپڈیشن کی عبارت یوں ھے: "پس از انجا برای جیتری بنبشتند"۔ (ن)، (ب)، (ج) میں بھی "رای جیتری" ھے۔ اس لحاظ سے معنیٰ یہ ھوں گے کہ "پھر وھاں سے انھوں نے جیتری کے راجہ کے پاس خط لکھا"۔ مگر نیچے صاف طور پر ظاھر ھے کہ خطوط کشمیر کے راجہ کو لکھے گئے تھے اور اسی وجہ سے اس جگہ پر "رای کشمیر" کی بجائے "رای جیتری" دوسرے معنوں میں نظر آتا ھے۔ دوسرے نسخوں میں "جیتری" کی جگہ پر دوسری مبہم عبارتیں ھیں۔ مثلاً (پ) "چنسر"، (ر)، (م) "خبری"، (ک) "چتری"، (س) "چینری"، ھمارے خیال میں "رای جیتری"، "رای خبری" "رای چتری" وغیرہ دراصل غالباً "راجیثری" یا "راجثری" کی بگڑی ھوئی صورتیں ھیں اور "اجثری" کشمیر کا وھی مشہور شہر "راجاوری یا راجوری" ھے جس کا ذکر البیرونی نے اپنی کتاب "کتاب الھند" میں کیا ھے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۰۳]۔ (ن۔ ب)

(۲) جملہ معتبر نسخوں (پ)، (ر)، (م)، (ن)، (پ)، (س)، (ک) کے مطابق یہ عنوان اس طرح ھے: "رفتن جیسینہ بر رانہ کشمیر" (یعنی (دیکھئے حاشیہ ص ۲۸۵)

Marfat.com

کشمیر کے راجہ کا [علافی کو] خلعت دینا

جس دن ملاقات ہوئی [اس دن کشمیر کے راجہ نے] پچاس گھوڑے ساز کے ساتھ اور دو سو قیمتی خلعتیں اس کے [علافی کے](۱) رفیقوں کو عنایت کیں - [علافی نے] جهم بن سامة الشامی کو شاکلهار کی جاگیر پر بھیج دیا - [پھر] جب دوسری مرتبہ وہ کشمیر کے راجہ کی خدمت میں گیا تب [پھر] اس سے راجہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آیا اور اسے چتر، کرسی، کمربند اور ڈولی عطا فرمائی - یہ شرف صرف بڑے بادشاھوں کے لئے ہوتا ہے - پھر عزت و عظمت کے ساتھ اسے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۸۴)

جیسینہ کا کشمیر کے راجہ کے پاس جانا) اس کے بعد بھی اس عنوان کے نیچے علافی کے نام کی بجائے جیسینہ کا نام ہے اگر یہ صحیح ہے تو پھر غالباً اس سے پہلے والی عبارت میں کوئی خلل ہے اور جیسینہ کے کشمیر کی طرف جانے والا فقرہ حذف ہو گیا ہے۔ عبارت بالا میں "انھوں نے راجہڑی کی طرف خط لکھا" (بنبشتند) میں جمع کا صیغہ ہے اور قدرے گمان ہوتا ہے کہ علافی تنہا نہیں ہے بلکہ کوئی اس کے ساتھ تھا - مگر چونکہ اس عنوان اور اس کے بعد کے عنوان کے نیچے ساری عبارت کا متن ایسا ہی ہے، اس س سے علافی کا کشمیر کی طرف جانا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے - فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر نے بھی اس متن میں جیسینہ کی بجائے "علافی" ہی رکھا ہے اور ہم نے بھی اس ترمیم کو ترجیح دی ہے - (ن-ب)

(۱) یہ عنوان (پ)، (ن)، (ب)، (ک) میں نہیں ہے البتہ (م) اور (ر) میں ہے اور ان دونوں نسخوں میں سے علافی کی جگہ ہر جیسینہ کا نام ہے - (ن-ب)

Marfat.com

سہل راستے سے جاگیر پر واپس بھیج دیا ۔ کچھ عرصے کے بعد آخر کار [علافی] شاکلھار میں فوت ہوگیا اور جھم بن سامۃ اس کا جانشین ہوا ۔ اس کی نسل آج تک موجود ہے ۔ اس نے مسجدیں تعمیر کرائیں اور بڑا [۲۰۳] اعزاز اور مرتبہ حاصل کیا ۔ کشمیر کا راجہ اس کے ساتھ [ہمیشہ] عزت سے پیش آتا تھا ۔

جیسینہ کا چترور کی طرف جانا(۱)

پھر جیسینہ نے جا کر چترور(۲) کے ملک میں قیام کیا اور وہاں سے گوپی [بن] داہر(۳) کے پاس اروڑ خط لکھ کر اسے اپنے نکل جانے کی خبر سے آگاہ کیا اور اروڑ کے قلعے کی حفاظت کرنے کی ہدایت کی ۔ گوپی [بن] داہر(۳) نے یہ خط پڑھ کر اور جیسینہ کے چترور(۲) پہنچ جانے کی اطلاع پا کر [اپنے] دل کو مضبوط کیا ۔

جب محمد بن قاسم چھ ماہ تک برہمن آباد کا محاصرہ کئے رہا اور جنگ نے طول کھینچا اور اس طرف سے جیسینہ

---

(۱) یہ عنوان کسی بھی نسخے میں نہیں دیا گیا کیونکہ سارے نسخوں میں اوپر سے لے کر جیسینہ کا ذکر مسلسل ہے لیکن چونکہ ہم نے ترمیم کر کے اس سے پہلے ہر جگہ جیسینہ کی جگہ پر علافی کا نام دیا ہے اس وجہ سے فارسی ایڈیشن کے مطابق یہ عنوان دیا گیا ہے تا کہ اوپر علافی اور نیچے جیسینہ کے حالات میں تمیز ہوسکے ۔ (ن۔ب)

(۲) یہ تلفظ (پ) اور (م) کے مطابق ہے ۔ (ر) میں "جترور" اور (ن)، (ب) مین "جتور" ہے ۔

(۳) اصل عبارت "قوفیِ داہر" ہے ۔

Marfat.com

کی چنیسر (۱) سے [نکل جانے کی] خبر پہنچی، تب چار بڑے تاجروں نے جو کہ برھمن آباد کے قلعے میں اس دروازے پر تھے کہ جسے جریطری (۲) کہتے تھے، آپس میں مشورہ کر کے کہا کہ "عرب کا لشکر سارے شہروں پر غالب ہے اور راجہ داھر قتل ہوچکا ہے۔ چھ مہینے کا عرصہ گذرچکا ہے کہ یہ قلعہ محاصرے میں ہے۔ نہ ہم میں اتنی طاقت اور ہمت ہے کہ جنگ میں اس کا مقابلہ کرسکیں اور نہ صلح کا ھی کوئی طریقہ ہے۔ ویسے کچھ دنوں اور بھی مقابلہ کیا جاسکتا ہے لیکن آخر [قلعہ] فتح ہوجائے گا۔ کسی طرف بھی ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے کہ جس کے پاس ہمیں پناہ ملے اور اس سے زیادہ اس لشکر کا ہم مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اب اگر اتفاق کرو تو باھر نکل کر قتل ہوجانے تک جنگ کریں کیونکہ اگر صلح ہوگی تب بھی سارے ھتھیاربند خونخوار تلواروں کی خوراک بنیں گے اور [وہ صرف] عام آدمیوں جیسے کہ تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کو امان دیں گے۔ لیکن اگر ہمیں اعتماد ہوجائے تو پھر بہتر یہ ہوگا کہ کوئی معاھدہ درمیان میں ہو تو قلعہ اس کے [محمد بن قاسم کے] حوالے کریں [اور وہ] ہمیں [۲۰۴] اپنا فرمانبردار سمجھ کر مقرب بنائے اور ہم خود بھی اس سے تعلق پیدا کر کے خدمت کی شرطیں بجا لائیں۔ اس تجویز پر متفق ہوکر [انہوں نے] قاصد بھیجا اور اپنے لئے عیال اور بچوں سمیت امان طلب کی۔

(۱) (پ)، (ن)، (ح) میں "جنہسر" ہے۔

(۲) (ر) میں "جوبطری" ہے۔

Marfat.com

پختہ معاہدہ کرنے کے بعد امان دینا

محمد بن قاسم نے اس پختہ عہدنامے پر انہیں امان دی [لیکن] باقی دوسرے سارے ہتھیاربند لوگوں کو قتل کر کے ان کے تابعداروں اور متعلقین کو قید کیا۔ تقریباً تیس ہزار بُردے گرفتار اور قید ہوئے اور ان [امان پانے والوں] پر جزیہ مقرر کیا گیا۔

(روایت) : چنانچہ حجاج نے سارے امیروں اور سربراہوں کو بلا کر یہ پیغام پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ : برہمن آباد سے قاصد آئے ہیں ان کی باتیں سنو اور سوچ کر بہتر جواب دو۔ (موکو [ابن] وسایو کی تدبیر) پھر موکو [ابن] وسایو نے کہا کہ "اے امیر! یہ قلعہ ہند اور سندھ کے سارے قلعوں کا سرتاج اور تخت گاہ ہے۔ جو بھی یہ مقام فتح کرے گا سارا سندھ اس کے قبضے میں آئے گا اور مضبوط قلعے اس کے اقتدار اور اختیار میں آئیں گے۔ آس پاس کے لوگ داہر کی اولاد سے دل برداشتہ ہو کر کچھ بھاگ جائیں گے اور کچھ اطاعت کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالیں گے۔

(محمدبن قاسم کا حجاج کی خدمت میں عرضداشت بھیجنا)

چنانچہ محمد بن قاسم نے حجاج کو اس حال سے آگاہ کیا۔ [اس طرف] اس جماعت کے پاس پروانہ بھیج کر اس سے وقت مقرر کیا۔ انہوں نے کہا کہ "فلاں دن دروازۂ جریطری (۱) کے قریب آنا۔ ہم ادھر سے جنگ کرنے کے لئے باہر نکلیں گے [۲۰۵]

---

(۱) (ر) میں "جویطری" ہے۔

Marfat.com

پھر جب مقابلہ ہوگا اور دوران جنگ عربوں کا لشکر [ہم پر] حملہ کرے گا تب ہم بھاگ کر قلعے میں آجائیں گے اور دروازہ کھلا چھوڑ دیں گے۔

(جواب آنا) جب حجاج کے پاس سے تحریر کا جواب آگیا تب [محمد بن قاسم نے] انھیں امان دے کر ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا۔ اس کے بعد [تجویز کے مطابق] اہل قلعہ نے [پہلے تو] کچھ ساعت اس سے جنگ کی لیکن جب لشکر عرب حملہ کرتا ہوا ان سے جا ملا تب وہ بھاگ کر قلعے میں چلے گئے اور [حسب وعدہ] دروازہ کھلا چھوڑ گئے جس کی وجہ سے عربوں نے بڑھ کر دروازے پر قبضہ جمایا اور ان کے لشکر نے فصیلوں پر چڑھ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اہل قلعہ نے جب دیکھا کہ لشکر عرب غالب ہوا ہے تو وہ شکست کھا کر مشرقی دروازے سے بھاگ نکلے۔ محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ جنگ کرنے والے کے سوا کسی دوسرے کو [ہرگز] قتل نہ کیا جائے۔ [چنانچہ] جسے مسلّح دیکھا گیا اسے گرفتار کرکے ہتھیاروں، تابعداروں اور اہل و عیال سمیت محمد بن قاسم کے سامنے پیش کیا گیا۔ پھر جس شخص نے بھی سر جھکا کر امان طلب کی [محمد بن قاسم نے] اسے معاف کرکے اس کے گھر واپس کر دیا۔

جیسینہ اور راجہ داھر [بن] چچ کی بیوی کا مقابلے کے لئے کھڑا ہونا

برھمن آباد کے بزرگوں کی رام کہانیوں سے نقل کرتے ھیں(۱)

---

(۱) اصل متن کے الفاظ یہ ھیں "در اقاویل می آرند"۔

Marfat.com

کہ جب برہمن آباد کے قلعے پر قبضہ ہوگیا تب داہر کی بیوی لاڈی نے(۱) جوکہ داہر کے قتل ہونے کے بعد اس کے بیٹے کے ساتھ برہمن آباد میں [جنگ کے لئے مستعد] ہو بیٹھی تھی کہا کہ ہم یہ مضبوط قلعہ اور اہل و عیال کیسے چھوڑیں؟ ہمیں مجبوراً یہیں رہنا چاہئے تاکہ دشمنوں پر غلبہ حاصل کریں اور ہمارا ملک اور گھرانہ سلامت رہے۔ لیکن اگر [ایسا نہ ہوا اور] عرب کے لشکر کو غلبہ حاصل ہوا تو پھر ہم کوئی دوسری تدبیر کریں گے۔ یہ کہہ کر اس نے مال اور خزانہ باہر نکالا اور اسے بہادروں میں تقسیم کرتی۔ اور سورماؤں کو تسلی دیتی رہی چنانچہ وہ [قلعے کے] دوسرے دروازے پر [سختی کے ساتھ] جنگ کرتے رہے۔ لاڈی کی تجویز یہ تھی کہ اگر قلعے پر [عربوں کا] غلبہ ہوگیا تو میں بچوں اور متعلقین سمیت خود کو بھڑکتی ہوئی چتا کی نذر کردوں گی۔ لیکن اچانک قلعہ [۲۰۶] فتح ہوگیا اور معتبر لوگوں نے داہر کے [حامیوں کے] دروازے پر پہنچ کر راجہ داہر کے متعلقین کو [فوراً] باہر نکالا تاکہ وہ خود کو ہلاک نہ کر ڈالیں اور لاڈی گرفتار ہوئی۔

داہر کی بیوی لاڈی اور دو کنواری بیٹیوں کو گرفتار کرنا

اس کے بعد جب غنیمتیں اور غلام، محمد بن قاسم کے سامنے لائے گئے اور اس نے ہر ایک کا حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ

(۱) اصل صورت خطی ”لادی“ ہے۔ کی ہوئی تصحیح سندھی نام کی اصلیت کے مطابق ہے۔

Marfat.com

داھر کی بیوی لاڈی قلعے میں ہے اور داھر کی دو کنواری بیٹیاں منھ چھپائے دوسری عورتوں کے درمیان بیٹھی ہوئی ہیں، چنانچہ ایک خادم کی نگرانی میں انھیں علٰحدہ بٹھایا گیا۔

مالِ غنیمت کے اعداد اور خمس

اس کے بعد بردوں کو چُن کر پانچواں حصہ علٰحدہ کیا گیا۔ کل تقریباً بیس ہزار بردے چنے گئے جن میں سے پانچواں حصہ الگ کر کے باقی کو لشکر کے حوالے کیا گیا۔

تاجروں اور دستکاروں کو امان دینا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] تاجروں، دستکاروں اور عام آدمیوں کو امان دے کر اُن کے قیدیوں کو آزاد کیا اور خود مظالم گاہ میں بیٹھ کر جنگ کرنے والی جماعت کو تہ تیغ کرایا۔ اس طرح کہتے ہیں کہ تقریباً چھ ہزار جنگجُو جوان قتل کئے گئے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ سولہ ہزار مرد ذبح کئے گئے اور باقیوں کو معاف کردیا گیا۔

داھر کے رشتہ دار برھمنوں کی خبر

کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ جب داھر کے اقارب کو بردوں میں نہ پاکر شہر کے رئیسوں سے دریافت کیا گیا تو کسی نے بھی ان کا پتہ نہ بتایا۔ آخر کار دوسرے دن برھمنوں میں سے تقریباً ایک ہزار آدمی سر اور داڑھیاں منڈا کر [۲۰۷] [خود] امیر محمد بن قاسم کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

برھمنوں کا محمد بن قاسم کے پاس آنا

محمد بن قاسم نے انھیں دیکھ کر سوال کیا کہ "اس گروہ

Marfat.com

کے لوگ کس فوج کے ھیں جو اس شکل میں پہنچے ھیں؟" [انھوں نے] کہا "اے وفادار امیر! ھمارا راجہ برھمن تھا جب اسے قتل کردیا گیا اور یہ ملک اس کے قبضے سے نکل گیا تب اس کی وفاداری مین کچھ نے خود کشی کرلی اور باقیوں نے اس کے سوگ میں زرد کپڑے پہن کر سر اور داڑھیاں منڈوائی ھیں۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل نے یہ بادشاھی تیرے حوالے کی ھے تو امیر عادل کی خدمت میں حاضر ھوئے ھیں کہ باقی بچے ھوئے لوگوں کے لئے کیا حکم دیتا ھے"۔ محمد بن قاسم نے سوچ کر کہا کہ "مجھے اپنی جان اور سر کی قسم ھے کہ یہ بڑے وفادار ھیں، انھیں اس شرط پر امان دیتا ھوں کہ یہ داھر کے عزیزوں کو جہاں بھی ھوں دستیاب کریں گے"۔

محمد بن قاسم کا برھمنوں سے وعدہ کرنا اور امان دینا

پھر برھمنوں نے اس پختہ عہدنامے کی بنیاد پر داھر کی بیوی لاڈی کو تہ خانے سے باھر نکالا۔ باقی لوگوں پر رسول اللہ الصلواۃ والسلام علیہ کے طریقے کے مطابق جزیہ مقرر کیا گیا۔ جو لوگ اسلام کے شرف سے مشرف ھوئے انھیں بندگی، جزیہ اور چناؤ(۱) سے معاف کیا گیا اور جو لوگ ایمان نہ لائے انھیں

---

(۱) "چناؤ" کے لئے اصل متن میں لفظ "گزید" آیا ھے۔ اسلامی قانون کے مطابق خلیفہ وقت کو مالِ غنیمت میں سے کسی بھی ایک چیز کو چن کر لینے کا اختیار ھوتا ھے۔ عربی میں اسے "اصطفا" کہتے ھیں۔ اُم المومنین حضرت صفیہ کو بھی رسول کریم نے اسی طرح چنا تھا اور پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کیا تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

تین حصوں میں [تقسیم] کر کے ان پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ چنانچہ سرداروں کے گروہ پر فی کس ۴۸ درھم وزن کی چاندی، دوسرے درجے کے گروہ پر ۲۴ درھم وزن کی چاندی اور تیسرے درجے کے گروہ پر ۱۲ درھم وزن کی چاندی فی کس مقرر کی گئی [۲۰۸]۔ اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] فرمایا کہ "آج [واپس] جاؤ [پھر کل] جو لوگ مسلمان ہو کر [حلقۂ] اسلام میں داخل ہوں گے ان پر جزیہ معاف کیا جائے گا اور جو لوگ اپنے طریقے پر حریص رہیں گے وہ چناؤ اور جزیہ قبول کر کے ھی اپنے باپ دادوں کی رسم پر چل سکیں گے"۔ اس کے بعد بعضوں نے اسلام قبول کیا اور باقی جزیہ قبول کر کے اپنے بزرگوں کے طریقے پر کاربند رہے۔ آن کی زمینیں اور گھوڑے ان سے نہ لئے گئے۔

برھمنوں اور ملک کے امینوں کا تقرر کرنا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے ان میں سے ھر ایک پر اس کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق جزیہ مقرر کیا اور قلعے کے چاروں دروازوں میں سے ھر ایک دروازے پر فوج متعین کر کے اس کی ذمہ داری ان کے سپرد کی۔ پھر رضامندی کی خلعت اور مزین گھوڑوں سے سرفراز کر کے، ھندوستان کے شاھی زیورات ان کے ھاتھوں اور پیروں میں ڈالے اور ھر ایک کے لئے محفل کی نمایاں نشستوں کا تعین کیا۔

تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کا اندراج

پھر سوداگروں، صنّاعوں اور مزارعین کا اندراج کیا۔ عام

Marfat.com

لوگ شمار میں دس ہزار نکلے۔ اس کے بعد محمد بن قاسم کے حکم پر ان میں سے ہر ایک پر [صرف] بارہ درہم وزن کی چاندی مقرر کی گئی کیونکہ ان کا اثاثہ لٹ گیا تھا۔

مقررہ جزیہ وصول کرنے کے لئے افسروں کا تقرر

اس کے بعد سربراہوں اور رئیسوں کو جزیہ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تاکہ ہر شہر اور قصبے سے مالیہ وصول کرتے رہیں اور انھیں [حکومت کی بھی] تائید اور طاقت حاصل ہو۔ [۲۰۹]

برھمنوں کا درخواست کرنا

یہ حال دیکھ کر برھمنوں نے [اپنے حفظِ مراتب کے لئے] درخواست کی، جس پر شہر کے منتخب اور بزرگ لوگوں نے شہادت دی کہ واقعی یہ لوگ با عزت و با رسوخ تھے۔

برھمنوں کے لئے حکم

محمد بن قاسم نے انھیں [پہلے کی طرح] قابلِ احترام قرار دیا اور ان کا اثر و رسوخ [برقرار] رکھنے کے لئے پروانہ جاری کیا۔ چنانچہ کسی حال میں بھی ان سے کوئی باز پرس نہ ہوتی تھی۔ پھر اُن میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی کام پر مامور کیا گیا [جس سے] معلوم ہوا کہ واقعی ان سے خیانت کا ارتکاب نہ ہوگا۔

کاموں پر مامور کرنا

اس کے بعد جس طرح راجہ چچ کے زمانے میں ہرایک برھمن کسی نہ کسی کام پر مامور ہوا کرتا تھا [محمد بن

Marfat.com

قاسم نے بھی] انھیں کوئی نہ کوئی کام سونپ دیا۔ پھر اس نے حکم دیا جس پر سارے برھمنوں کو حاضر کیا گیا۔ [جب وہ اکٹھے ہوگئے] تو اس نے کہا "داھر نے تمھیں اھم کاموں پر مامور کیا تھا جس کی وجہ سے تم شہر اور مضافات [کے حالات سے] بخوبی واقف ہوگے۔ [چنانچہ تم] جس مشہور و معروف آدمی کو بھی تربیت اور نوازش کا مستحق سمجھو اس سے ھمیں آگاہ کرو تا کہ اس کے حق میں مہربانی کی جائے اور اسے اعلیٰ انعامات سے سرفراز کیا جائے۔ چونکہ ھمیں تمھاری ایمانداری اور صداقت پر پورا اعتماد اور بھروسہ ھے اس لئے تم اپنے عہدوں پر بحال کئے جاتے ھو۔ ملک کا سارا کاروبار تمھاری معاملہ فھمی پر چھوڑدیا جائے گا اور یہ منصب تمھاری اولاد اور نسلوں سے کبھی نہ چھینا جائے گا"۔

برھمنوں کا دلجمعی کے ساتھ مضافات میں جانا

اس کے بعد برھمن اور عمّال ملک میں پھیل گئے اور جا کر [ھر ایک سے] کہنے لگے "اے جانے پہچانے اور مشھور [لوگو!] تمھیں معلوم ھے کہ داھر مارا جاچکا ھے اور کافروں کا دور پُورا [۲۱۰] اور ختم ھوچکا ھے۔ ھند اور سندھ میں چاروں طرف عربوں کا حکم جاری ھوا ھے جس کی وجہ سے ملک کے چھوٹے بڑے [سب] ایک جیسے ھوگئے ھیں۔ ھمارے فرائض [اب] باعزت بادشاہ [محمد بن قاسم] کی طرف سے سمجھو۔ [اس نے] ھمیں تمھارے پاس بھیجا ھے اور اچھے وعدوں کا امیدوار کیا ھے۔ اگر عربوں کا حکم نہ مانوگے تو

Marfat.com

نہ مال رہے گا نہ معاش۔ ہم خود [ان] سرداروں کی مہربانی اور احسان کے نیازمند ہو چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ [اسی وجہ سے] ہمارا مرتبہ بلند ہوجائے۔ فی‌الحال [ہمیں] اپنے وطنوں سے نکل کر برباد نہ ہونا چاہئے اور اگر یہ محصول کہ جو تم پر عاید کیا گیا ہے، تمھیں برداشت نہ ہو اور اس کی ادائیگی میں گراں باری سمجھو تو پھر فرصت کے وقت سر زمین ہند و سندھ کے کسی ایسے علاقے کی طرف کہ جہاں تمھارے دلوں کو اطمینان ہو، چلے جانا۔ کیونکہ آدم زاد کے لئے جان کی سلامتی سے بہتر دوسری کوئی بھی چیز نہیں۔ [جزیہ ادا کرنے سے] جب ہمیں اس خطرناک مصیبت سے نجات مل جائے گی اور ہم لشکر کے خوف سے بےنیاز ہوجائیں گے تب ہی ہمارا مال اور عیال محفوظ ہوں گے"۔

مضافات اور شہروں پر محصول مقرر کرنا

اس کے بعد سارے دیہاتیوں اور شہریوں نے حاضر ہوکر جزیہ ادا کرنا قبول کیا اور اپنے جزیہ کی رقم محمد بن قاسم سے دریافت کی۔ ساتھ ہی ساتھ جن برہمنوں کو امیر محمد بن قاسم نے محصول [کی وصولی] پر تعینات کیا تھا، ان کی بابت بھی دریافت کیا۔ جس پر اس نے [ان برہمن افسران کو] فرمایا کہ "حکومت اور خالق کے درمیان سچائی کا خیال رکھنا۔ اگر کوئی شئے تقسیم کرنا تو برابر بانٹنا۔ ہر ایک پر اس کی برداشت کے مطابق مالیہ مقرر کرنا۔ ایک دوسرے سے متفق ہوکر کام کرنا اور منتشر نہ ہونا تاکہ ملک ویران نہ ہو"۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا رعایا سے مہربانی کرنا

اس کے بعد بن محمد قاسم نے ہر ایک سے خاص مہربانی کی اور فرمایا کہ "ہرطرح دل کو خوش رکھنا۔ کوئی بھی فکر نہ کرنا کہ [اب] تم سے [مزید] باز پرس نہ ہوگی۔ میں تم سے کوئی بھی تحریر یا دستاویز نہیں لیتا۔ جو حصہ پہلے ہی مقرر اور معلوم ہے وہ ادا کرتے رہنا۔ بلکہ تم پر مہربانی اور درگذر کو واجب سمجھا جائے گا۔ جسے کوئی درخواست پیش کرنا ہو تو پیش کرے، وہ سنی جائے گی اور [اس کا] پورا جواب دیا جائے گا اور ہرایک کی مراد پوری کی جائے گی"۔

محمد بن قاسم کا اہلِ برہمن‌آباد کو پروانہ دینا

اب برہمنوں کی وہ رسم کہ تاجر، کافر اور ٹھاکر برہمنوں کو خیراتیں دیا کرتے تھے، بتوں کی پوجا کے وقت خوشیاں منایا کرتے تھے اور مندر کے پجاریوں کے پاس ایسے پروانے ہوا کرتے تھے، بند ہوگئی تھی اور لشکر کے خوف کی وجہ سے خیرات اور کھانا بھی دستور کے مطابق ان تک نہ پہنچتا تھا جس کی وجہ سے [وہ] مفلس اور قلاش ہوگئے تھے چنانچہ سارے [برہمنوں نے محمد بن قاسم کے] دروازے پر آکر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پیغام بھیجا کہ "امیرِ عادل سلامت رہے! ہم راہب ہیں اور ہماری ترقی اور معاش بتوں (۱) کی مجاوری پر ہے۔ جس صورت میں کہ تاجروں اور کافروں پر رحمت کی ہے اور خود پر جزیہ مقرر کرکے وہ ذمّی ہوئے ہیں اسی طرح

(۱) اصل لفظ "بده" ہے۔

Marfat.com

[ہم] بندگان بھی حضور کے کرم سے امید رکھتے ہیں کہ ہمیں اشارہ فرمائیں گے تاکہ ہم بھی اپنے معبود کی پرستش کریں اور بتخانے (۱) آباد کریں"۔

محمد بن قاسم کا جواب

محمد بن قاسم نے جواب دیا کہ "ملک کی تخت گاہ اروڑ ہے اور یہ سارے اطراف [۲۱۲] نواحی ہیں"۔ ہندوؤں نے کہا کہ "اس ملک کی آبادی برھمنوں سے ہے۔ یہی ہمارے عالم اور حکیم (دانا) ہیں۔ ہماری شادی یا غمی کی رسومات انہیں کے ذریعے پوری ہوتی ہیں۔ ہم نے محصول یا جزیہ اسی لئے قبول کیا ہے کہ ہر ایک اپنے طریقے کی پیروی کرسکے۔ ہمارے بت کا یہ مندر(۲) ویران ہوگیا ہے اور ہم بتوں کی خدمت نہیں کرسکتے۔ امیر عادل ہمیں اجازت فرمائے کہ ہم [اسے] آباد کرکے اپنے معبود کی عبادت میں مشغول ہوں۔ [اس طرح] ہمارے برھمنوں کو [بھی] ہم سے ذریعۂ معاش مل جائے گا"۔

محمد بن قاسم کا حجاج کو لکھنا اور جواب پہنچنا

پھر محمد بن قاسم نے یہ حال حجاج کے پاس لکھ بھیجا۔ کچھ دنوں بعد اس کا جواب ملا کہ "عم زاد محمد بن قاسم کا پیارا خط ملا۔ جو حالات تحریر کئے وہ معلوم ہوئے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ برھمن آباد کے سربراہ بت خانہ (۳)

---

(۱) اصل لفظ "خانۂ بدہ" ہے۔
(۲) اصل لفظ "بتخانۂ بدہ" ہے۔
(۳) اصل الفاظ "عمارت بدہ" ہیں۔

Marfat.com

کی آبادی اور اپنے مذہب کے لئے عرض کر رہے ہیں۔ جس صورت میں کہ [انھوں نے ہماری] فرمان برداری کے زمرے میں داخل ہوکر دارالخلافہ کا جزیہ اپنے اوپر مقرر کیا ہے اس صورت میں جزیہ کے علاوہ [ہمارا] ان پر کوئی حق اور تصرف نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ ذمی ہوچکے تو ان کے مال یا خون پر ہم مطلق دست اندازی نہیں کرسکتے۔ انھیں اپنے معبود کی عبادت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تم کسی بھی آدمی سے اس کے طریقے کے بارے میں کوئی روک ٹوک نہ کرنا تاکہ وہ اپنے گھروں میں اپنی مرضی کے مطابق زندگی گذارتے رہیں"۔

حجاج کا خط پہنچنا

جب حجاج کا یہ خط محمد بن قاسم کے پاس پہنچا تو اس وقت وہ شہر سے باہر نکل کر منزل انداز ہوا تھا۔ [خط ملنے کے بعد] اس نے [شہر کے] بزرگوں، سربراہوں اور برہمنوں سے فرمایا کہ "بے شک تم اپنے معبود [۲۱۳] کی عبادت کرو۔ مسلمانوں سے لین دین کرو۔ اطمینان کے ساتھ اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ بخشش اور خیرات سے برہمنوں اور فقیروں کی خدمت کرو۔ اپنی رسمیں اور تہوار اپنے باپ دادا کے دستور کے مطابق جاری رکھو۔ برہمنوں کو اس سے پہلے جو خیراتیں دیا کرتے تھے وہ حسب دستور دیتے رہو۔ (۱) سو درہم اصل مال میں سے تین درہم [نکال کر اس میں سے] جو کچھ ان [برہمنوں] کا حق ہو وہ انھیں پہنچادو (۱)۔ باقی کو خزانے

---

(۱)۔(۱) اصل فارسی عبارت اس طرح ہے اور اس میں کافی الجھاؤ ہے۔ "و از صد درم سه درم سنگ بر اصل مال۔ بنگرند کہ چند واجب باشد بدیشان رسانند"۔ (مترجم)

Marfat.com

کے لئے، منشیوں کے اندراجات اور حضور نواب کی حفاظت میں دیا جائے اور افسروں اور اہل کاروں کے لئے تنخواہیں مقرر کی جائیں"۔ ان شرائط کے لئے تمیم بن زید القینی (۱) اور حکم بن عوانہ کلبی کو درمیان میں لائے، اور برھمنوں کے لئے فیصلہ ہوا کہ ھاتھوں میں تانبے کی تھالی لے کر گدائی کے لئے گھروں کے دروازے پر جائیں اور اناج وغیرہ جو کچھ بھی مل سکے حاصل کریں تاکہ تباہ نہ ہوں۔ [اب] یہ رسم کافروں میں مروج ہوگئی ہے۔

محمد بن قاسم کا اہلِ برھمن آباد کو امان اور پروانہ دینا

اس طرح محمد بن قاسم برھمن آباد کے امور سے فارغ ہوا۔ لوگوں کی جو درخواستیں تھیں وہ [اس نے] پوری کیں اور عراق اور شام کے یہودیوں، نصرانیوں، گبروں اور مجوسیوں کے طرز پر ہر ایک کو اپنے طور طریق پر رہنے کی اجازت دے کر [خوشی خوشی] واپس کیا اور اُن کے سربراھوں کو "رانا" کا خطاب عطا کیا۔

محمد بن قاسم کا سیاکر وزیر کو بلانا

اس کے بعد [اس نے] وزیر سیاکر اور موکو [ابن] وسایو کو بلا کر دریافت کیا کہ "لوھانے کے جتوں کا چچ اور داھر سے کیا سلسلہ تھا؟ اور ان کا معاملہ کس طریقے پر چلتا تھا"؟

---

(۱) جملہ نسخوں میں یہ نسبت "القیسی" دی گئی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ کی ہوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۷۸]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

(سیاکر کا جواب :) وزیر نے موکو [ابن] وسایو کے سامنے کہا کہ "راجہ چچ کی حکومت میں۔ (۱) لوہانہ یعنی لاکھ اور سمہ [والے علاقہ کے جتوں] کو (۱) نرم کپڑے پہننے اور [۲۱۴] سروں پر مخمل اوڑھنے کی اجازت نہ تھی اس کی بجائے وہ نیچے اور اوپر کالی گدڑی پہنتے تھے، کھردری چادر کاندھوں پر ڈالتے تھے اور سر اور پیر برہنہ رہا کرتے تھے۔ [ان میں سے] جو کوئی بھی نرم کپڑا پہنتا تھا اس پر جرمانہ کیا جاتا تھا۔ گھر سے باہر نکلتے وقت وہ کتّے ساتھ لے کر چلتے تھے جس کی وجہ سے [دور سے] پہچانے جاتے تھے۔ ان کے کسی بھی سربراہ کو گھوڑے پر سوار ہونے کی اجازت نہ تھی۔ جہاں بھی مضافات میں بادشاہوں کو راہبر کی ضرورت ہوتی وہ راستہ بتایا کرتے۔ راستوں کی نشان دھی ان کے ذمے ہوتی تھی اور وہ [مسافروں کو] ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے تک پہنچایا کرتے تھے۔ اس قوم کا کوئی بھی سربراہ یا رانا جب

---

(۱)۔(۱) اصل عبارت یہ ہے "لوہانہ یعنی لاکہ و سمہ را" جس کی ابتدا میں غلطی سے لفظ "جتان" حذف ہوگیا ہے۔ صحیح عبارت "جتانِ لوہانہ یعنی لاکہ و سمہ را" ہی ہوگی۔ کیونکہ محمد بن قاسم نے لوہانہ کے جتوں کے متعلق دریافت کیا ہے اور نیچے وزیر سیاکر کا بیان بھی جتوں ہی کے متعلق ہے لاکھ اور سمہ کے متعلق نہیں۔ اس کا یہ بیان تقریباً وہی ہے کہ جو اس سے پیشتر صفحہ [۲۷] پر لوہانہ کے جتوں کی بابت چچ کی پالیسی کے طور پر بیان ہوچکا ہے۔ یہاں "لوہانہ" سے مراد وہ علاقہ ہے کہ جو لاکھ اور سمہ قوموں کی اراضی پر مشتمل تھا۔ مزید دیکھئے حاشیہ ص [۴۰]۔(ن۔ب)

Marfat.com

گھوڑے پر سوار ہوا کرتا تھا تو [اس کا گھوڑا] بغیر زین، لگام اور نکتی کے ہوا کرتا تھا۔ البتہ گھوڑے کی پشت پر وہ گدڑی رکھ کر سوار ہوسکتا تھا۔ اثناۓ راہ میں اگر کبھی کسی [رہرو] کو کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو اس کی بازپرس بھی اسی قبیلے کے لوگوں سے کی جاتی تھی کیونکہ ان کے سربراہوں پر اس کی ذمہ داری عاید تھی۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی چور [ثابت] ہوجاتا تھا تو اسے عیال اور اطفال سمیت آگ کی نذر کیا جاتا تھا۔ قافلے دن رات ان کی رہبری میں سفر کرتے تھے۔ ان میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہ کیا جاتا تھا۔ یہ قبائل وحشی طبع تھے اور حاکم کی اطاعت سے ہمیشہ سرکشی اور شاہراہوں پر رہزنی کیا کرتے تھے۔ دیبل میں بھی یہ لوگ وہاں کے باشندوں کے ساتھ لوٹ مار میں شریک رہا کرتے تھے۔ باورچیخانے کے لئے لکڑیوں اور رسد کی فراہمی نیز بادشاہ کی اعانت ان پر فرض تھی"۔

(روایت) اس پر محمد بن قاسم نے کہا کہ "کس قدر برے لوگ ہیں یہ! بالکل فارس اور کوہ پایہ کے جنگلیوں کی طرح۔ ان کے طریقے بھی ویسے ہی ہیں"۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے بھی انہیں اسی [قدیمی] دستور اور طریقے کا پابند رکھا۔ جس طرح کہ امیرالمومنین عمر بن الخطاب [۲۱۰] رضی اللہ عنہ نے شام کے [عیسائی] لوگوں پر [فرض] کیا تھا کہ جو بھی [مسلمان] مہمان ان کی طرف آنکلے اسے وہ ایک دن اور ایک رات کھانا کھلائیں گے اور اگر بیمار ہو تو پھر تین دن تک اس کی مہمانی کریں۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا حجاج بن یوسف کے پاس خط بھیجنا

برھمن‌آباد کے کاروبار سے فارغ ھونے اور جتوں پر جزیہ مقرر کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو اس حال سے آگاہ کیا کہ: برھمن آباد کی آبنائے جلوالی (۱) سے آگے تک۔ (۲) یہ خدمت عاید کی گئی (۲)۔ اسے سندھ کی زمین کے قبضے میں لانے کی [بھی] اطلاع دی گئی اور تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔

حجاج کا جواب

پھر حجاج نے جواب لکھا کہ "اے عم‌زاد محمد بن قاسم! تو جس طرح سپاہ داری، رعایا نوازی، خلق پروری اور کاروبار کے انتظام کی کوشش کر رہا ھے وہ بڑی تعریف [کا مستحق] ھے۔ ھر مقام پر تونے جو مال مقرر اور معین کیا ھے اور رعایا کے ھر طبقے کو شریعت کے دستور اور معاملہ کے مطابق سرفراز کیا ھے وہ حکومت کے استحکام اور سلطنت کے انتظام کا باعث ھوا ھے۔ [لیکن] تجھے اب اس جگہ پر [مزید] قیام نہیں کرنا چاھئے۔ ھند اور سندھ کی بادشاھت کے ستون اروڑ اور ملتان ھیں جو کہ بادشاھوں کی تخت گاہ ھیں۔ بادشاھوں کے خزانے اور دفینے [بھی] ان دونوں مقامات پر مدفون ھوں گے۔ اگر قیام ھی کرنا ھے تو کسی ایسی جگہ پر جا کر قیام کرو کہ جو

(۱) فارسی ایڈیشن کے متن میں "جونی جلوانی" ھے۔ کی ھونی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۰۲]۔(ن۔ب)

(۲)۔(۲) اصل الفاظ یہ ھیں "این خدمت تحریر افتاد"۔ (مترجم)

Marfat.com

پر فضا ہو تا کہ سارا سندھ اور ہند قبضے میں آجائے۔ جو اسلام کی تابعداری سے انکار کرے اسے قتل کر ڈالو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا۔ ہند کے شہروں سے لے کر [۲۱۶] چین کی حدود تک [کے علاقے] فتح کرنا تجھ پر لازم ہے (۱)۔ امیر قتیبہ بن مسلم قریشی (۲) کو [بھی چین فتح کرنے کے لئے] ماسور کیا گیا ہے۔ سارے [عراقی] غلام اس کی طرف منتقل کئے جائیں اور [جہم بن زحر بن قیس کو بھی اس کے پاس بھیجا جائے اور] نامزد کردہ [عراقی] لشکر اس کے ساتھ جائے (:) اے عم زاد! تو [خود بھی] یہ کارنامہ انجام دے تا کہ [تیرے باپ] قاسم کا نام روشن ہو اور دشمن عاجز اور پریشان ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

(۱)۔(۱) اصل فارسی عبارت قطعی ناقص ہے جس کی دوسری عربی تاریخوں کی مدد سے تصحیح کی گئی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۱۷]۔(ن۔ب)

(۲) (ر) (م) (ن) (ب) (ک) (ح) (س) ان سارے نسخوں کی عبارت اس مقام پر "القریشی" (صحیح اَلقرَشی) ہے۔ (پ) کی عبارت "الراشی" بھی القرشی کی تصحیف ہے۔ مطلب یہ کہ جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت کے مطابق یہ نسبت "قریشی" ہوگی۔ اس لئے ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ مگر قتیبہ بن مسلم عام طور پر "الباهلي" کی نسبت سے مشہور ہے۔ اسی وجہ سے فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر نے "الباهلی" کی نسبت کو صحیح سمجھ کر متن میں رکھا ہے مگر "القرشی" کی نسبت ہی بالکل درست اور اس جگہ پر زیادہ موزوں ہے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۱۷]۔(ن۔ب)

Marfat.com

حجاج بن یوسف کا خط پہنچنا

جب حجاج کا خط محمد بن قاسم کے پاس پہنچا تو اس نے وہ پڑھا، لکھا تھا کہ "اے محمد! تحریری طور پر ہم سے مشورہ کرتا رہ کہ یہی ہوشیاری کا سرمایہ ہے۔ فاصلہ کی دوری کی وجہ سے ہمارے درمیان پردہ حائل رہتا ہے۔ تو کوشش کرتا کہ شہر کے چاروں سربراہ اشخاص تیری اطاعت پر حریص ہوں اور [ان کی] دلجوئی کرتا رہ"۔

شہر کے سربراہوں میں سے چار اشخاص کو سلطنت کے استحکام کے لئے پروانۂ آزادی [عطا کرنا]

اس کے بعد شہر برھمن آباد یعنی بانبھڑاہ (۱) کے کاروبار پر وداع بن حُمَید البحریؔ (۲) کو بلاکر رئیس اور عامل مقرر

---

(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت "بابن واہ" ھے جو غالباً نسخہ (پ) کے مطابق ھے - (ر) میں "ہابن واہ"، (م) میں "باین واہ"، (ن)، (ب) "بابراہ"، (س) "ابوبن واہ"۔ ھم نے (ن)، (ب) کی عبارت "بابرہ" کو ترجیح دی ھے - (پ)، (ر)، (م) کی قرأتوں میں غالباً تصحیف ھے اور یہ عبارتیں بھی "بانب راہ" کی بگڑی ہوئی صورت خطی ھیں - "بابراہ" یا "بانب راہ"، برھمن آباد کے مقامی سندھی نام "بانبھڑاہ" یا (بانبھناہ) کی فارسی صورت خطی معلوم ھوتے ھیں۔ اس لئے ھم نے اس لفظ کو اسی مقامی نام کے مطابق لکھا ھے - مزید دیکھئے حاشیہ ص | ۲۱۷ |-(ن-ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں یہ نسبت یہاں یا ص | ۱۰۹ | پر "النّجدی" دی گئی ھے اور اس صفحہ نیز ص | ۱۲۳ | کے حاشیہ میں مختلف نسخوں (دیکھئے حاشیہ ص ۳۰۶)

Marfat.com

کیا۔ مالی کاروبار شہر کے چار تاجروں کے حوالے کیا اور انھیں کھلا پروانہ عطا کیا کہ سارے کلی و جزوی معاملات ان کے حضور میں پیش کئے جائیں اور کوئی بھی معاملہ ان کے مشورے کے بغیر انجام نہ دیا جائے۔ نوبت بن دارس کو راوڑ کے قلعے پر متعین کیا تا کہ وہاں رہ کر کشتیاں تیار رکھے اور جو بھی کشتی اوپر سے نیچے کو آئے یا جائے، اگر اس میں فوجی سامان ہو تو گرفتار کر کے راوڑ کے قلعے میں لے جائے۔ اس (راوڑ) سے بالائی [مقام پر] کشتیوں کی ذمہ داری حکم ابن زیاد العبدی (۱) کے سپرد کی۔ کَتّچھ کا ملک، جو کیرج کے بادشاہ دروھر کے قبضے میں تھا وہ ھُذَیْل بن سلیمان الازدی کے حوالے کیا۔

حنظلہ بن آخی نُباته (۲) کلابی (یعنی نباته کے بھائی کے بیٹے حنظلہ) کو دھلیلہ کا حاکم مقرر کیا۔ اس کے بعد [سب کو]

(بقیہ حاشیہ ص ۳۰۵)

کی عبارتیں نہیں دی گئیں اس کے یہ معنی ہوئے کہ ان دونوں صفحات پر جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت "النّجدی" ہے۔ ان دونوں صفحات پر (ن) اور (ر) کی بھی یہی عبارت ہے۔ البتہ فارسی ایڈیشن کے حاشیہ ص]۱۰۹[پر صرف دو نسخوں کی عبارتیں اس طرح دی گئی ہے۔ (ب) "ا تحدی"، (س) "اینحدی"۔ "النّجدی" درحقیقت "البحری" کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور صحیح نسبت "البحری" ہے نہ کہ "النّجدی" مزید دیکھئے حاشیہ ص [۲۱۷]۔(ن۔ب)

(۱) یعنی "محمد بن زیاد العبدی"۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "بنانه" ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

حکم دیا کہ ہر مہینہ جانچ پڑتال، علم اور آزمائش کے بعد ملک کے حالات کی خبر دیتے رہیں۔ پھر ان سب کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ہدایت کی کہ "اگر دشمن کے لشکر یا رعایا کی مخالفت کی وجہ سے کوئی فتنہ پیدا ہو تو اسی [ہدایت] پر عمل کرنا اور فسادیوں کی گوشمالی کرنا"۔ قیس بن عبدالملک بن قیس الدسی (۱)، خالد انصاری اور ہزار پیادوں کو سیوستان (سیوھن) میں متعین کیا۔ (۲) مسعود تمیمی، ابن شیبہ جُدیدی (۲) فراس عَتّکی (۳)، صابر یَشکری، عبدالملک

(۱) فارسی ایڈیشن میں "الدمنی" ہے مگر یہ نسبت نہایت مشکوک ہے۔ (دیکھئے حاشیہ ص ۱۰۱) ہم نے مختلف نسخوں کی قراءتوں کے مطابق یہاں اس لفظ کی عاری صورت دی ہے۔ (ن۔ب)

(۲)۔(۲) اصل عبارت "مسعود تمیمی ابن شیبۃ جدیدی" ہے لیکن یہاں "مسعود تمیمی و ابن شیبۃ جدیدی" ہونا چاہئے کیونکہ "تمیمی" اور "جدیدی" قطعی دو جدا نسبتیں ہیں اور ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ "تمیمی" کی نسبت "بنو تمیم" کی جانب ہے جو کہ عدنانی عرب ہیں اور "جدیدی" کی نسبت بنو جدید کی طرف ہے جو کہ "الازد" میں سے ہیں یعنی قحطانی عرب ہیں [بمطابق: بنو جدید من بنی اسد بن شریک بن مالک بن عمرو بن مالک بن فہم (اشتقاق ابن درید ص ۲۹۴) بن غنم بن دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد (جمہرۃ ابن حزم، ص ۳۰۶-۳۰۸)] اس کے علاوہ تمیم اور ازد قبائل کے درمیان شدید قبائلی رقابت تھی۔ (ن۔ب)

(۳) اصل میں "فراستی عتکی" ہے۔ "عتکی" کی نسبت بنو العتیک قبیلے کی جانب ہے جو "ازد" میں سے ہے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص ۱۸۷۔ "فراستی" نام عربوں میں کہیں نظر نہیں آتا اور غالباً یہ "فراس" کی تصحیف ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بن عبداللہ الخزاعی، مہنّٰی (۱) بن عکّہ اور الوفا بن عبدالرحمٰن کو دیبل اور نیرون کوٹ پر مامور کرکے روانہ کیا تاکہ یہ حدود محفوظ رہیں۔ ملیح نامی بکر بن وائل کے ایک آزاد کئے ہوئے غلام کو اشبہار (۲) کا گورنر مقرر کیا اور [ابن] علوان بکری (۳) اور قیس بن ثعلبہ نے تین ہزار غلاموں کے ساتھ وہیں سکونت اختیار کی۔ ان کے ساتھ عیال و اطفال بھی تھے۔ چنانچہ جتوں کے پورے علاقے پر قبضہ کرکے وہ وہیں آباد ہو گئے۔

محمد بن قاسم کے روانہ ہونے کی خبر

ساؤندی سمہ کے والی امیر محمد نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ”جب محمد بن قاسم [۲۱۸] برھمن آباد کے بندوبست اور مشرقی و مغربی مضافات اور نواح کے معاملات کے استحکام سے فارغ ہوا تب جمعرات کے دن ۳۔ ماہ محرم سنہ چورانوے کو [وہاں سے] کوچ کرکے ساؤندی کے نواح میں اس مقام پر اُترا

(۱) اصل متن میں ”مہنی“ ہے۔ دیئے ہوئے لفظ کو ہم نے خود صحت کے لحاظ سے شامل کیا ہے۔ (ن۔ب)

(۲) یہاں فارسی ایڈیشن یا (ر) (ن) میں ”اجتہاد“ ہے جو غالباً ”اشبہار“ کی تصحیف ہے۔ پہلے ص [۱۳۲] پر ”اشبہار“ کے قلعے اور نواح کے جتوں کا ذکر آیا ہے یہاں بھی نیچے جتوں کے ملک کا ذکر ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ صحیح نام ”اشبہار“ ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ن۔ب)

(۳) اصل متن میں ”علوان بحری“ ہے مگر محمد بن قاسم کے لشکر میں علوان نہیں بلکہ اس کا بیٹا ذکوان شامل تھا۔ دیکھئے صفحات [۱۰۷، ۱۵۵، ۷۲-۱۷۱، ۱۷۴، ۱۸۷ اور ۱۹۲] - (ن۔ب)

Marfat.com

جسے "منہل"(۱) کہتے ہیں۔ [وہاں] ایک فرحت افزا جھیل اور چراگاہ تھی جسے جھیل وکربہار(۲) کہتے تھے۔ چنانچہ وہ اسی جھیل کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ اس اطراف کے سب لوگ (۳) شمنی اور بدھ کے پیرو(۳) تاجر تھے۔ [وہ] سب فرمان برداری سے پیش آئے۔ محمد بن قاسم نے حجاج کے فرمان کے مطابق سب کو امان دے کر فرمایا کہ "اپنے وطن میں آرام سے آسودہ رہو اور اپنا جزیہ وقت پر خزانے میں پہنچاتے رہو"۔ پھر ان پر جزیہ مقرر کرکے ان میں سے دو اشخاص کو ان پر رئیس مقرر کیا۔ [ان میں سے] ایک بواد شمنی (۴) تھا اور

---

(۱) (پ) (ر) (م) میں "مطابق"، (ن) (ب) (ح) میں "مسهل"، (س) (ک) میں "مستهل" ہے۔

(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت "دنده وکربهاء" ہے، جو غالباً (م) (ب) کے مطابق ہے۔ (پ) میں "دیده دکریهاء"، (ر) میں "دنده وکربهار" (ن) میں "دنده وکریهاء"، (ح) میں "وکربها" ہے۔ ہم نے (ر) کی عبارت "دنده وکربهار" =[دهنده (جھیل) وکربہار] کو اختیار کیا ہے کیونکہ اس خطہ میں شمنی اور بودھی باشندوں کی آبادی سے یہ خیال ہوتا ہے کہ "وکربہار" اس خطہ کا شاید کوئی بدھ کا مندر تھا جس کی وجہ سے جھیل کا بھی یہی نام پڑ گیا۔ بدھ کے مندروں کے نام کے آخیر میں عموماً لفظ "بہار" ہوتا ہے۔ (ن-ب)

(۳)-(۳) فارسی ایڈیشن میں اصل الفاظ "سمنیان و بدگان ہے۔ (پ) (ن) (ب) (ح) (ک) میں "بدگان" کی بجائے "بھزمان" ہے۔ (س) میں "بھزنان" (ر) "ارکان" (م) میں "لدکان" ہے۔

(۴) اصل متن میں "سمنی بواد ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ر) (ن) میں بھی "بواد" ہے، (پ) میں "بران" اور (ک) میں "بوار" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

دوسرا بدھینی ابن بھمن دھول (۱)۔ اس طرف کے نواح کے لوگ جت تھے جنھوں نے [متفقہ طور پر] اطاعت قبول کی۔ [چنانچہ] حجاج کے حکم کے مطابق سب کو خوف سے امان دے کر [محمد بن قاسم نے] یہ حال [حجاج کے پاس] لکھ بھیجا۔

جب یہ سارے حالات حجاج کو معلوم ہوئے تب اس نے جواب دیا کہ "حکم ظاہر ہے کہ جو بھی جنگ کرے اسے قتل کرو دوسری صورت میں ان کی بیٹیاں اور بیٹے ضمانت کے طور پر قید کر کے بند رکھو جو لوگ فرماں برداری کے لایق ہیں اور ان کے دل صاف ہیں انھیں امان دے کر ان کے ذمے جزیہ مقرر کرو۔ دستکاروں اور تاجروں پر بہت ہلکا بوجھ رکھنا۔ جس کے متعلق بھی یہ معلوم ہو کہ وہ زراعت اور کاشت میں بڑی محنت کرتا ہے اس سے قانونی محصول میں رعایت اور ہمدردی کی جائے۔ جو اسلام کی عزت سے مشرف ہو اس کے مال اور زراعت سے دسواں حصہ لیا جائے۔ جو اپنے دھرم پر قایم رہے اس کے [۲۱۹] کارخانے اور زراعت سے ملک کے قانون کے مطابق دیوانی محصول کا حصہ وصول کر کے عاملوں کے حوالے کیا جائے"۔

اس کے بعد [محمد بن قاسم] نے وہاں سے ڈیرے اٹھائے

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس نام کا تلفظ "بدیھی بمن دھول" دیا گیا ہے جو کہ (م) (ن) اور (ب) کے مطابق ہے۔ (ر) میں "بدیھنی بمن دھول"، (پ) میں "مائی زن داھر" اور (ک) میں "بدھی" ہے۔ ہم نے (ر) کی عبارت کی مناسبت سے سندھی نام کے مطابق "بدھینی [بن] بہمن دھول" اختیار کیا ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

اور جا کر بھراور(۱) میں منزل انداز ہوا ۔ وہاں سلیمان بن نبہان اور [قبیلۂ] کندہ کے آزاد کئے ہوئے غلام ابو فضۃ القشیری کو بلا کر [انہیں] خدائے عزوجل اور مزید تائید کے لئے کندہ کی اولاد کی قسم دے کر (۲) ان کے اور جنید بن عمرو اور بنی تمیم کی جماعت کے درمیان محبت پیدا کرا کے [اور باہم] ملا کر اہل بھراور [کے علاقے] کی سرحد پر روانہ کیا (۲)

(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ہے "و بہ ھراور نزول کرد" اور اس لحاظ سے یہ نام "ھراور" ہوسکتا ہے ۔ (ر) اور (ن) کی عبارت ہے "و بھراور نزول کرد" یعنی "بھراور" لفظ مفرد ہے ۔ ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ یہ نام مرکب یعنی "بہ ھراور" نہیں ہے ۔ ممکن ہے کہ اصل نسخے کی عبارت "و بہ بھراور نزول کرد" ہو اور کاتبوں نے پہلے "بہ" کو زائد سمجھ کر نہ لکھا ہو ۔ ہمارے اس خیال کا پہلا سبب اس نام کا نسخہ (پ) میں دیا ہوا تلفظ ("تھراؤ") ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کی عاری صورت "مھراو" یا "مھراور" ہے یعنی اس نام کے شروع میں "ھ" سے پہلے ایک شوشہ یا دندانہ ہے دوسرا سبب ذیل میں غالباً اسی نام "بھراور" کا جملہ قلمی نسخوں میں تلفظ "بھرج" ہے جس کا ابتدائی نصف حصہ "بھر" ہے ۔ (ن ب)

(۲)۔(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت اس طرح ہے "و ایشاں را و آنجماعت را بہ جنید بن عمرو و بن تمیم داد و بحد اہلِ بھرج فرستاد" مگر ایک تو سارے نسخوں میں پہلے "بہ" کی جگہ پر "از" ہے دوسرے "بنی تمیم" کے بعد سارے نسخوں میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں جو کہ ایڈیٹر نے مبہم سمجھ کر چھوڑ دیئے ہیں ۔ (پ) "محبت"، (ن) (ب) (ح) "منجست سبتہ"، (س) "محبت بستہ"، (ک) "سنجت سبتہ"، (دیکھئے حاشیہ ص ۳۱۲)

Marfat.com

جہاں جاکر وہ مقیم ہوئے۔ پھر عمرو بن مختارالاکبر حنفی کو نائب مقرر کرکے نامور بہادروں کی ایک جماعت اس کی فوج میں شامل کی۔

سمّوں کا استقبال کے لئے آنا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] سموں کے قبیلے کی طرف رخ کیا، قریب پہنچنے پر انھوں نے ڈھول اور شہنائیاں بجاتے اور ناچتے ہوئے [اس کا] استقبال کیا۔ محمد بن قاسم نے پوچھا کہ "یہ ہنگامہ کس لئے ہے"؟ بتلایا گیا کہ "ان کی رسم ہے کہ جب کوئی نیا حاکم یا بادشاہ [مقرر] ہوتا ہے تب خوشی مناکر ناچ اور راگ کے ساتھ پیش آتے ہیں"۔ اس کے بعد خریم بن عمرو، محمد بن قاسم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "خدائے تعالیٰ کی حمد اور تہلیل (۱) ہم پر

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۱)

غالباً "محبت بستہ" یعنی "محبت کراکے" صحیح ہے۔ دیکھئے حاشیہ فارسی ایڈیشن ص [۲۲۰]۔ اور اسی لحاظ سے یہ فارسی عبارت یوں ہوگی "و الیشا نرا و آن جماعت را از جنید بن عمرو و بنی تمیم محبت بستہ، داد و بجد اھل بھرج فرستاد"، ترجمہ بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ہے مگر "بھرج" غالباً "بھراور" کی تصحیف ہے کیونکہ شہر "بھرج" جس کا فارسی ایڈیشن کے صفحات [۷۶] اور [۸۲] میں پہلے ذکر آچکا ہے اس وقت سندھ کی حدود سے باہر اور غالباً سیستان کی حدود میں تھا یہاں اس کا ذکر بےموقع ہے محمد بن قاسم "بھراور" میں آکر اترا تھا اور اسی علاقے "بھراور" کا انتظام ھی اس کے پیش نظر تھا۔ (ن۔ب)

(۱) یعنی ذکر لا اِلہ الا اللہ کرنا۔ (مترجم)

Marfat.com

واجب ہے کہ جس نے یہ جماعت ہماری تابعدار اور زیرِ فرمان کی ہے اور ہمارا حکم اس ملک میں جاری ہوا ہے"۔ خریم ایک [۲۲۰] دانا اور ہوشیار شخص تھا اور اس کے ساتھ دیندار اور امین بھی تھا۔ اس کے بیان پر محمد بن قاسم نے ہنس کر کہا کہ "[اچھا] ان کی حکومت تجھے عطا کی گئی" اور اس کے بعد [ان سمّوں کو] اس کے آگے ناچ اور تماشے کرنے کا حکم دیا۔ [اس پر] خریم نے بھی انہیں مغربی سونے کے بیس دینار انعام میں دیئے اور کہا کہ "یہ بادشاہی رسم ہے کہ جب کسی حاکم کے آنے پر خوشی کرتے ہیں اور شکر الٰہی بجا لاتے ہیں تو یہ نعمت انؐ پر مستقیم رہتی ہے"۔

محمد بن قاسم کا لوہانہ سے سہتہ [علاقے] کی جانب منزل کرنا (کوچ کرنا) (۱)

(۲) حکایتوں کے راوی نے، علی بن محمد سے [اور اس نے] عبدالرحمٰن عبدربہ السلیطی سے اس طرح روایت کی ہے (۲)

---

(۱) اصل عنوان "منزل کردن محمد بن قاسم بطرف لوہانہ وستہہ" ہے۔ یعنی "محمد بن قاسم کا لوہانہ اور سہتہ کے طرف منزل کرنا" مگر نیچے کے مضمون سے واضح ہے کہ محمد بن قاسم لوہانہ کے علاقے کا انتظام مکمل کرچکا تھا اور اب سہتہ یا سہتوں کے علاقے کے طرف روانہ ہوا۔ (ن-ب)

(۲)-(۲) اصل عبارت یہ ہے "راوی احادیث از علی بن محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ السلیطی چنان روایت کرد"۔ درحقیقت علی بن محمد (المدائنی) اور عبدالرحمٰن دو مختلف نام ہیں۔ محمد اور عبدالرحمٰن کے درمیان "بن" کا لفظ غلط ہے اور غالباً "عن" (یعنی سے) کی (دیکھیے حاشیہ صفحہ ۳۱۴)

Marfat.com

کہ "جب محمد بن قاسم [علاقۂ] لوہانہ کے کاروبار سے فارغ ہوکر سہتہ [قوم کے علاقے] میں منزل انداز ہوا تو ان کے رئیسوں اور سربراہوں نے سر اور پا برہنہ ہوکر اس کا استقبال کیا اور امان طلب کی۔ انہیں بھی امان دے کر [ان پر] جزیہ مقرر کیا اور ان کے ضامن لئے۔ پھر سفر کی منزلیں طے کرتے ہوئے اروڑ کا رخ کیا اور ان کے رہبروں کی پیشوائی میں اروڑ تک آیا کہ وہ شہر ہند کا پایۂ تخت اور سندھ کا سب سے بڑا شہر ہے اور وہاں کے باشندے زیادہ تر تاجر، صنّاع اور کسان ہیں۔ راجہ داہر کا بیٹا گوپی (۱) اس قلعے پر قابض تھا اور کوئی بھی شخص اس کے سامنے راجہ داہر کے قتل ہوجانے کی خبر بیان نہ کرسکتا تھا۔ وہ کہتا رہتا تھا کہ "راجہ داہر ابھی زندہ ہے اور ہندوستان کا لشکر لینے کے لئے گیا ہوا ہے تا کہ اس کی قوت اور مدد سے عرب کے لشکر کا مقابلہ کرے"۔ [محمد بن قاسم] اس قلعے سے ایک میل کے فاصلے پر ایک ماہ تک چھاؤنی ڈالے پڑ رہا۔ اس نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں جمعہ کے دن خطبہ پڑھا کرتا۔

اہلِ اروڑ سے جنگ کرنا

اس کے بعد اروڑ والوں سے جنگ شروع کی انہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۳)

بگڑی ہوئی شکل ہے، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بھی غلط ہے۔ صحیح نام عبدالرحمٰن بن عبدربہ السلیطی ہے جس کا ذکر صفحات [۸۱، ۹۳ اور ۹۹] پر آچکا ہے۔ (ن-ب)

(۱) اصل صورت خطی "قوفی" ہے۔ کی ہوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ نمبر ۱ ص [۲۲۲]۔ (ن-ب)

Marfat.com

[اهلِ اروڑ کو] امید تھی کہ داھر کوئی کمک [۲۲۱] لائے گا چنانچہ قلعے کے اوپر سے انھوں نے نعرے بلند کئے کہ "تمھیں جان و مال کی معافی نہ ملے گی کیونکہ داھر کمک لے کر آرھا ھے۔ ھاتھیوں، سواروں اور پیادوں کا بے انداز لشکر تمھارے پیچھے آئے گا اور ھم قلعے سے باھر نکل کر تمھاری فوج کو شکست دیں گے۔ اس وقت تم اپنا مال اور اسباب [خواہ مخواہ] ضایع کر رھے ھو، اپنی جان پر رحم کھا کر بھاگ جاؤ مبادا برباد ھو۔ [خیریت چاھتے ھو تو] یہ نصیحت گوش گذار کرو"۔

داھر کی بیوی لاڈی کا اروڑ کے قلعے والوں سے گفتگو کرنے کے لئے جانا

محمد بن قاسم نے جب جنگ کے لئے ان کی جانفشانی دیکھی اور ان کی مقاومت کا مشاھدہ کیا کہ وہ [کسی طرح بھی] داھر کا قتل کیا جانا تسلیم نہیں کرتے، تب اس نے داھر کی بیوی لاڈی کو، جسے کہ مالِ غنیمت سے خرید کر اپنے نکاح میں لایا تھا، اسی سیاہ اونٹ پر، کہ جس پر داھر کی بیوی (لاڈی) [گرفتار ھونے کے وقت] سوار تھی، سوار کر کے اپنے قابلِ اعتماد آدمیوں کے ساتھ قلعے کے سامنے بھیجا۔ چنانچہ اس نے [قریب جا کر] بلند آواز سے کہا کہ "اے قلعے والو! تمھاری بھلائی کی بات ھے، سامنے آکر کھڑے ھو تو کہوں"۔ خاص آدمیوں کی ایک جماعت فصیل پر آگئی۔ اس کے بعد لاڈی نے منہ کھول کر کہا "میں ھوں داھر کی بیوی لاڈی۔ ھمارا راجہ قتل ھوچکا ھے اور اس کا

Marfat.com

سر، جھنڈوں کے ساتھ عراق اور تاج دارالخلافہ کو بھیج دیا گیا ھے، [اب] تم خود کو ھلاکت میں نہ ڈالو" (قولہ تعالیٰ) وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (۱) (خود کو ھلاکت میں نہ ڈالو)۔ اس کے بعد چیخ کر زار زار رونے اور بین کرنے لگی۔ وہ لوگ قلعے کے اوپر سے کہہ رہے تھے کہ "تو جھوٹ بولتی ھے۔ تو خود بھی ان گائے خور چنڈالوں سے مل گئی ھے۔ ھمارا راجہ ابھی زندہ ھے۔ اور زبردست لشکر، کثیر انبوہ اور مست ھاتھی ساتھ لے کر دشمنوں کو دفع کرنے کے لئے آئے گا۔ تونے خود کو عربوں کے ساتھ خراب اور آلودہ کیا ھے اور [اب] ھمارے ملک پر عربوں کی حکومت کو ترجیح دیتی ھے"۔ [اس طرح] وہ گالیاں دیتے رھے۔ یہ خبر محمد بن قاسم کو پہنچی چنانچہ لاڈی کو واپس بلا کر اس نے کہا کہ "سیلائج کے گھرانے سے بخت بیزار ھوچکا ھے"۔

داھر کی موت کے بارے میں ایک ساحرہ کا امتحان کرنا

اس حکایت کے آرائش کرنے والوں نے اس طرح بیان کیا ھے کہ : اروڑ کے قلعے میں ایک ساحرہ رھتی تھی جسے ھندی میں جوگنی کہتے ھیں، گوپی [بن] داھر (۲) اور شہر کے خاص آدمیوں نے اس کے پاس جاکر عرض کیا کہ "تیرے علم سے ھمیں امید ھے کہ راجہ داھر کی خبر معلوم ھو گی کہ کہاں

(۱) سورۃ البقرہ: رکوع-۲۴ (ن-ب)

(۲) اصل متن میں "قوفي داھر" ھے۔

Marfat.com

ہے"؟ ساحرہ نے کہا کہ "مجھے آج کے دن کی مہلت دو تو میں امتحان کرکے اور پوری خبر معلوم کرکے تمھیں آگاہ کروں"۔ اس کے بعد گھر گئی اور تین پہروں کے بعد [جزیرۂ] سراندیپ سے مرچ اور جائفل کے درختوں کی تازہ شاخ، کلیوں، پھولوں اور پھلوں سمیت ہاتھ میں لئے واپس آئی اور کہنے لگی "قاف سے قاف تک [میں نے] ساری دنیا کی سیر کی لیکن سندھ اور ہند میں کسی مقام پر بھی اس کا نشان تک نظر نہ آیا اور نہ اس کی کوئی خبر [ہی] سنی۔ [اب] جاکر اپنی کوئی تدبیر کرو اگر زندہ ہوتا تو مجھ سے پوشیدہ نہ رہتا۔ اس خبر کی تصدیق کے لئے سراندیپ سے تمھارے پاس ہری ٹہنیاں لے کر آئی ہوں تاکہ تمھیں مجھ سے بدگمانی نہ ہو۔ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ روئے زمین پر تمھارا راجہ زندہ نہیں ہے"۔

عہدِ وثیق کرکے قلعۂ اروڑ کو حوالے کرنا

اس خبر کے معلوم ہونے پر شہر کے عام و خاص لوگوں نے کہا کہ "ہم محمد بن قاسم کی دینداری اور پرہیزگاری، دادرسی اور بے ریائی، عدل اور فضل، وعدہ وفائی اور قول کی سچائی [پہلے ہی] سن چکے ہیں اور اب [خود آنکھوں سے] دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ کسی قابلِ اعتماد شخص کی معرفت پیغام بھیج کر اور امان طلب کرکے قلعہ اس کے حوالے کردیں۔ [اس طرف] جب گوپی (۱) کو داہر کے قتل

(۱) اس مقام پر اور آیندہ صفحہ پر (پ) (ن) (ب) (ک) کی متفقہ (دیکھیے حاشیہ ص ۳۱۸)

Marfat.com

ہونے اور رعایا کے پریشان ہونے کی خبر ہوئی تو جب ستاروں کا بادشاہ رات کے سیاہ پردے میں پوشیدہ ہوگیا تب وہ اپنے خاندان اور حامیوں کو ساتھ لے کر قلعے سے نکلا اور چترور(۱) [کی طرف] چلا گیا۔ اس کے بھائی (۲) جیسینہ اور وکیہ (۲) داھر کے بیٹے [بھی] وھیں تھے جو کہ نزوالہ صندل(۳) نامی ایک مقام پر اقامت گزیں تھے۔ علافیوں میں سے ایک شخص نے جو کہ اروڑ میں گوپی کی رفاقت میں تھا، گوپی کے فرار اور روپوش ہوجانے کی خبر لکھ کر تیر سے باندھ کر [لشکر اسلام کی طرف] پھینکی کہ گوپی [بن] داھر اروڑ کی حکومت چھوڑ کر کسی طرف چلا گیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۷)

عبارت "فوفی" ہے۔ (ر) میں "قوفي" یا "قونی" ہے اور (م) میں "قوفی" ہے جو کہ فارسي ایڈیشن میں بھی اختیار کی گئی ہے۔ ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۲۲] - (ن۔ب)

(۱) یہ عبارت نسخہ (پ) کے مطابق ہے۔ (ن) (ر) میں "جتور" اور (ب) (س) میں "چتور" ہے۔

(۲)-(۲) فارسی ایڈیشن میں "جیسیہ و دکیہ" ہے جو کہ شاید نسخہ (پ) کے مطابق ہے۔ (ر) (م) میں "جیسہ دوکیہ" (ن) (ب) (ح) "جیسیہ و وکیہ" ہے، ہم نے اس آخری عبارت کو ترجیح دی ہے کیونکہ "وکیہ" قدیم سندھی نام "وکیو" ہے۔ (ن۔ب)

(۳) اس نام کا تلفظ نسخہ (ن) (ب) (ح) کے مطابق دیا گیا ہے اور فارسی ایڈیشن میں بھی یھی ہے۔ (ر) (م) میں "نزول صندل"، (پ) (ک) میں "نزوالہ ھدل" اور (س) میں "بزوالہ صدل" ہے۔ن۔ب)

Marfat.com

(روایت) : محمد بن قاسم نے لشکر کو جنگ کے لئے بھیجا۔ جنگجو سورما اور نامور بہادر قلعے کی دیوار پر چڑھ گئے اور جا کر [دست بدست] جنگ چھیڑ دی۔

مزدوروں اور رعایا کا امن طلب کرنا

پھر تاجروں، دستکاروں اور مزدوروں نے پیغام بھیجا کہ "[ہم] برھمنوں کی بیعت سے باز آئے ھیں کیونکہ راجہ داھر ھمارے سروں سے اٹھ گیا اور اس کے بیٹے [گوپی نے] بھی [ہم سے] منہ پھیر لیا۔ ھم تو یہ دن نہ چاھتے تھے لیکن جب ان ساری باتوں کے لئے حکم الٰہی [صادر] ھی ھوچکا ھے تو کسی مخلوق کو اس تقدیر سے مقابلہ کرنے کا یارا نہیں ھے اور [یہ حکم کسی] جنگ یا حیلے سے نہ ٹل سکے گا۔ دنیا کی بادشاھتیں کسی فرد کی ملکیت نہیں ھیں۔ جیسے کہ قضا کے لشکر نے پردۂ غیب سے نمودار ھوکر کسی بہانے بعض راجاؤں سے تخت و تاج چھین لیا اور بعضوں کو ابتذالِ زمانہ، حادثات اور شکست سے زیربار کیا۔ چنانچہ نہ قدیم بادشاھت کا اعتماد رھا اور نہ نئی امارت کا [بلکہ حکومت] جس کے ھاتھ میں آئے اسی کے قبضے میں رھنی چاھئے۔ اس لئے ھم تیری خدمت کی طرف رجوع کرتے ھیں اور تیرے عدل و انصاف کے وسیلے سے تیری اطاعت کا ھار اپنی گردنوں میں ڈالتے ھوئے قلعہ، امیرِ عادل کے امینوں کے حوالے کرتے ھیں۔ ھمیں امان دے کر لشکر کے خوف سے بے خوف فرما۔ یہ قدیم بادشاھت اور عظیم امانت راجہ داھر نے ھمارے سپرد کی تھی۔

Marfat.com

جب تک وہ حیات رہا تب تک [ہم] اس کا حقِ نمک ادا کرتے رہے مگر جب کہ داہر قتل ہو گیا ہے اور اس کا بیٹا گوپی بھی چلا گیا ہے تو ہمارے لئے تیری خدمت کرنا ہی زیادہ مناسب ہے"۔ محمد بن قاسم نے جواب دیا کہ "میں نے تمہارے پاس نہ کوئی پیغام بھیجا تھا اور نہ ہی کوئی قاصد روانہ کیا تھا۔ تم آپس میں متفق ہو کر امان طلب کرتے ہو اور پختہ اقرار کرتے ہو۔ اگر ہماری خدمت کی طرف تمہارے رجحان اور رضامندی میں صداقت ہے تو جنگ سے ہاتھ اٹھاؤ اور پختہ اقرار اور پورے اعتماد کے ساتھ [فصیلوں سے] اتر آؤ، اگر نہیں تو پھر ہمارے تمہارے درمیان عداوت ہے۔ اس کے بعد پھر نہ ہم تمہارا کوئی عذر سنیں گے، نہ قبول کریں گے اور نہ ہی معاف کریں گے۔ تمہیں ہمارے لشکر کے خوف سے بےخوف نہ رہنا چاہئے"۔

اہلِ قلعہ کا اقرار

[اس پر اہلِ قلعہ] فصیلوں سے اتر گئے اور ایک دوسرے سے عہد و اقرار لےکر کہنے لگے کہ "اس وعدے پر دروازہ کھول کر اس وقت تک ٹھہرتے ہیں کہ جب تک محمد بن قاسم آجائے۔ [پھر] اگر وہ اپنے وعدے پر قایم رہا تو اطاعت کریں گے اور خدمت کے طریقے پر چلیں گے تاکہ مہربانی کرکے ہمیں [۲۲۰] قبول کرے اور امان دے، دوسری صورت میں فریب سے ہوشیار رہنا"۔ اس کے بعد قلعے کی کنجیاں ہاتھوں میں لےکر دروازے پر آئے۔ حجاج کے جو امین درمیان میں تھے

Marfat.com

وسیلہ بنے اور قلعے والے دروازہ کھول کر مستعد ہو گئے۔

محمد بن قاسم کا قلعے میں داخل ہونا

پھر محمد بن قاسم دروازے سے اندر داخل ہوا [اس کے آنے کی خبر سنی تو] سارے شہری بت خانۂ نوبہار کے سامنے جمع ہوکر سجدے کرنے اور بت کی پوجا کرنے لگے۔

(روایت): محمد بن قاسم نے کہا کہ یہ کس کا گھر ہے کہ سارے چھوٹے بڑے اس کی خدمت میں دوزانو ہوکر سجدے کر رہے ہیں"؟ [لوگوں نے کہا کہ یہ "بت خانہ ہے جسے نوبہار کہتے ہیں"۔ [پھر] محمد بن قاسم کے حکم سے بت خانہ کھولا گیا اور وہ اپنے امینوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ [وہاں] سنگ مرمر کی بنی ہوئی ایک مورتی کو گھوڑے پر سوار دیکھا جس کی کلائیوں میں یاقوت اور جواہرات جڑے ہوئے سونے کے کنگن پڑے تھے۔ محمد بن قاسم نے ہاتھ بڑھا کر بت کے ہاتھ سے کنگن اتار لیا۔ اس کے بعد نوبہار بت کے مجاور کو پکار کر کہنے لگا "تمہارا بت یہی ہے"؟ وہ بولا "ہاں! لیکن اس کے [ہاتھوں میں] دو کنگن تھے جن میں سے ایک نہیں دکھائی دیتا"۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "آخر تمہارے معبود کو اتنی بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس کا کنگن کس کے پاس ہے"۔ مجاور نے سر جھکا لیا۔ محمد بن قاسم نے مسکرا کر اسے کنگن واپس کر دیا۔

محمد بن قاسم کا اہلِ حرب کو قتل کرنا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ "جنگ کرنے

Marfat.com

والے لوگ اگر فرماں برداری کے لئے بھی سر جھکائیں تب بھی انھیں نہ چھوڑا جائے"۔ اس پر لاڈی نے کہا کہ "اس ملک کے لوگ [زیادہ تر] معمار اور کچھ تاجر ھیں - یہ شہر انھی کے دم سے آباد اور سرسبز ھے۔ انھی کی مشقت اور زراعت [۲۲۶] کی وجہ سے خزانے میں مال موجود رھتا ھے اگر [انھیں] قتل کرڈالے گا تو تیرا [ھی] مال تلف ھوگا"۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "یہ رانی لاڈی کا حکم ھے" اور ان سب کو امان دے دی -

ایک شخص کا باھر نکل کر امان طلب کرنا

اس حکایت کے راوی اور اس تاریخ کے بیان کرنے والے اس طرح روایت کرتے ھیں کہ جو گروہ قتل کرنے کے لئے جلّادوں کے حوالے کیا گیا تھا اس میں سے ایک شخص نے باھر نکل کر کہا کہ "میرے پاس ایک عجوبہ ھے"۔ جلّاد نے کہا "مجھے دکھا"۔ اس نے کہا "امیر کے سوا کسی کو نہ دکھاؤں گا"۔ محمد بن قاسم کو یہ خبر دی گئی اس نے کہا کہ "اسے لے آؤ"۔ آنے پر پوچھا "تیرے پاس کون سا عجوبہ ھے؟" وہ بولا "ایسی چیز جو کسی نے نہیں دیکھی"۔ محمد بن قاسم نے کہا "دکھلا"۔ برھمن نے کہا کہ "اس شرط پر کہ تو مجھے، میرے تابعداروں اور عیال و اطفال سب کو امان دے گا"؟ محمد بن قاسم نے کہا کہ "امان دی"۔ [برھمن نے] کہا کہ "اپنے نشان مبارک کے ساتھ دستخط کیا ھوا پروانہ عطا کر"۔ محمد بن قاسم نے سمجھا کہ اس کے پاس

Marfat.com

شاید قیمتی جواہرات یا قیمتی زیورات ہیں جو پیش کرے گا۔ [چنانچہ اس نے پروانہ پر دستخط کردیئے] جب اقرار پختہ ہوچکا اور دستاویز ہاتھ میں آئی تب اس نے اپنی ڈاڑھی پر [ہاتھ] مارکر بالوں کی گانٹھیں کھول کر بکھیردیں اور اپنی ڈاڑھی کے سرے کو پیر کے انگوٹھے پر لپیٹ کر کھڑا ہوکر ناچنے لگا اور اس طرح کہنے لگا۔ شعر:-

کس ندیدست این عجب کہ مراست
موئے ریشم ہمی کشاں تا پاست

محمد بن قاسم حیران رہ گیا۔ جو لوگ حاضر تھے انھوں نے کہا "یہ کون سا عجوبہ ہے کہ جس کے وسیلے سے اس نے امان طلب کی ہے۔ اس نے ہمیں فریب دیا ہے" [لیکن] محمد بن قاسم نے کہا کہ "قول، قول ہے اور وعدہ، وعدہ۔ اپنے وعدے سے پھر جانا بزرگوں کا شیوہ نہیں ہے۔ رباعی:-

منگر تو بدان کہ ذوفنون آید مرد
در عہدِ وفا نگر، کہ چون آید مرد
در عہدہٴ عہد اگر برون آید مرد
از ہرچہ گمان بری، فزون آید مرد

[بعد میں] امیر محمد بن قاسم نے کہا کہ میں "اسے قتل تو نہیں کرتا لیکن قید میں رکھتاھوں اور یہ معاملہ حجاج بن یوسف کی خدمت میں پیش کرتا ھوں کہ وہ کیا فرماتا ہے"۔ پھر اسے اس کے دو سو عزیزوں اور متعلقین سمیت قید کرکے حجاج کے پاس خط لکھا۔ حجاج نے اس معاملے پر کوفہ اور

Marfat.com

بصرہ کے عالموں سے رائے لی اور خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک کو بھی مطلع کیا۔ [آخر] خلیفہ اور علماء کا جواب پہنچا کہ [اس سے پیشتر] رسول کریم علیہ الصلواۃ والسلام کے صحابیوں کے درمیان خود ایسے دعوں کا فیصلہ ہوچکا ہے [دیکھو] قولِ خدا (۱): رِجالٌ صَدَقُوا مَاعَاهَدُوا اللہ عَلَیْہِ (وہ مرد کہ جنھوں نے وہ وعدہ سچا کیا کہ جو اللہ سے کیا تھا)۔

حجاج کے خط میں جب یہ جواب پہنچا تب [محمد بن قاسم نے] اسے، اس کے متعلقین اور عزیزوں سمیت آزاد کردیا۔

جیسینہ کا کیرج کی طرف جانا

معمّر اور بزرگ لوگوں سے [سنی ہوئی] روایت بیان کرتے ہیں کہ: جب جیسینہ سات سو پیادے اور سوار ساتھ لےکر کیرج کے قلعے میں پہنچا تو کیرج کے راجہ نے [اس کا] استقبال کیا اور بڑی مہربانیوں سے پیش آیا اور اچھے وعدوں سے تسلی دےکر بولا کہ "لشکرِ اسلام کے خلاف جنگ میں، میں تیری مدد کروں گا"۔ دروھر رائے [۲۲۸] کا قاعدہ تھا کہ ہرچھ مہینے میں ایک دن فارغ ہوکر عورتوں کے ساتھ رقص و موسیقی اور شراب کی محفل جماتا تھا اور کسی بھی اجنبی کو اس کی [اِس] محفلِ خلوت میں اندر آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ قضائے الٰہی سے جیسینہ [بن] داھر جس دن وھاں پہنچا وھی راجہ دروھر رائے کے جشن کا دن تھا۔

---

(۱) سورۃ الاحزاب: رکوع-۳-(ن-ب)

Marfat.com

اس نے جیسینہ کے پاس آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ "آج ہماری خلوت ہے۔ حالانکہ کوئی بھی نامحرم ہماری خلوت سرا میں نہیں آسکتا لیکن تم ہمارے پیارے مہمان اور فرزند کی بجائے ہو، اس لئے چلے آؤ اور قدم رنجہ فرماؤ"۔ [اس پیشکش پر] جیسینہ آکر راجہ کی عورتوں کی محفل میں بیٹھ گیا۔ [محفل میں] جیسینہ سر جھکائے زمین پر لکیریں کھینچتا رہا اور ان عورتوں کی طرف نظر نہ اٹھائی۔ اس پر دروھر نے کہا کہ "یہ عورتیں تیری مائیں بہنیں ہیں، بےشک سر اٹھا کر نظارہ دیکھ"۔ جیسینہ نے کہا کہ "ہم خاندانی راھب ہیں، اس وجہ سے نامحرم عورتوں کی طرف نہیں دیکھتے ہیں"۔ اس کے بعد راجہ دروھر نے اسے [عورتوں کی طرف] دیکھنے کی معافی دے کر اس کی حیا اور پرہیزگاری کی تعریف کی۔

کہتے ہیں کہ: جو عورتیں وہاں آکر جمع ہوئیں [ان میں] دروھر کی بہن چنگی، یعنی حسینہ اور جمیلہ [بھی] تھی۔ جیسینہ بھی بادشاہ زادہ تھا جس کا حسن کامل، قد صنوبر جیسا، صورت موھنی اور سیرت دلنشین تھی۔ اس کے الفاظ موتیوں جیسے، آواز رسیلی، آنکھیں نشیلی اور رخسار لالہ و گوھر جیسے تھے۔ دروھر کی بہن نے اسے دیکھا اور [دیکھتے ہی] جیسینہ کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی [۲۲۹] وہ ہر گھڑی اور ہر لمحہ [اسے] دیکھتی اور نازو ادا سے لبھاتی رہی۔

جیسینہ جب سرائے میں واپس گیا تب دروھر کی بہن [بھی]

Marfat.com

اٹھ کر اپنے گھر چلی گئی اور [جاتے ہی] ایک محافہ تیار کرا کر اس میں بیٹھ گئی اور کنیزوں سے اٹھوا کر جیسینہ کے جائے قیام پر جا پہنچی۔ اس کے بعد محافہ سے اتر کر اندر چلی گئی۔ جیسینہ کو نیند آگئی تھی۔ چنگی کے منہ سے شراب کی بُو اس کے دماغ تک پہنچی تو بیدار ہوگیا اور چنگی کو اپنے پہلو میں بیٹھا ہوا دیکھ کر جست لگا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "شہزادی نے کس کام سے قدم رنجہ فرمایا ہے؟ اس طرح کیسے آنا ہوا"؟ عورت نے کہا کہ "اے احمق! یہ مطلب پوچھنا بھی کیا ضروری ہے۔ ایک حسین اور جوان عورت عین اندھیری رات میں تجھ جیسے شہزادے کے دیدار کے لئے آئی ہے اور میٹھی نیند سے اٹھا کر تجھ سے ہم بستر ہونا چاہتی ہے۔ خصوصاً میرا جیسا معشوق کہ جس کے ناز و ادا پر ساری دنیا مفتون ہے اور جس کے وصال کے لئے سارا جہان دیوانہ ہے۔ شہزادے سے یہ بات مخفی نہیں رہنی چاہئے تھی، حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے تھا اور اس موقع کو صبح تک کے لئے غنیمت جاننا چاہئے تھا"۔ جیسینہ نے جواب دیا کہ "اے شاہزادی! ہمیں اپنے نکاح میں آئی ہوئی عورت کے سوا کسی بھی نامحرم عورت سے میل ملاپ رکھنے کی مجال نہیں ہے۔ یہ کام ہم سے نہ ہوسکے گا، کیونکہ ہم برہمن، راہب اور پرہیزگار ہیں اور بزرگوں، متقی، عالموں اور حریت پروروں کو ایسا کام کرنا زیب نہیں دیتا۔ خبردار! جو ہمیں اس گناہ کبیرہ سے آلودہ کیا"۔ اس نے (چنگی نے) بڑی التجائیں

Marfat.com

کیں مگر [جیسینہ نے] ذرا بھی التفات نہ کیا اور اسے دھتکار دیا۔

چنگی کا جیسینہ سے نا امید ہونا

نا امید ہوجانے پر چنگی نے کہا "اے جیسینہ! [تونے] مجھے تو خیر اس دلی ارادے [۲۳۰]، نفسانی لذت اور روحانی خواہش سے محروم کیا ہے لیکن اب میں بھی خود پر واجب سمجھتی ہوں کہ پہلے تجھے برباد کروں گی اور اس کے بعد خود کو نذرِ آتش کردوں گی۔ [یہ کہہ کر] اپنے گھر واپس آئی اور شب خوابی کا لباس پہن کر بستر پر لیٹ گئی۔ وہ رات سے صبح تک بستر پر [سوزِ عشق میں] پھُنکتی اور تڑپتی رہی اور یہ بیت (۱) پڑھتی رہی:

تا عشق و جمال تو شدہ دل سوزم
وین شمعِ جمال تست جان افروزم
انصافم دہ، وگر نہ فریاد کنم
خود را و ترا و شہر درہم سوزم

دوسرے دن جب ستاروں کا بادشاہ آسمانوں کے بُرجوں سے نمودار ہوا اور [رات کا] سرمئی پردہ چاک ہوا۔ تب چنگی کو نیند آگئی جدائی کا نشہ، شراب کے نشے کے ساتھ شامل تھا۔ چنانچہ وہ دوپہر تک کپڑے پہنے ہوئے سوتی رہی۔

---

(۱) چنگی فارسی داں نہیں تھی۔ مراد یہ کہ اس رباعی کے ہم معنی اشعار پڑھتی رہی۔ درحقیقت یہ افسانوی رنگ فارسی مترجم کی اختراع ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اس طرف راجہ دروہر کی یہ حالت تھی کہ جب تک اس کی بہن چنگی نہ آتی تھی اور اس کا منہ نہ دیکھ لیتا تھا، نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور اس کی بڑی عزت و تعظیم کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اٹھ کر بہن کی رہائش گاہ کی طرف گیا۔ اسے غمگین اور پریشان دیکھ کر بولا کہ "اے بہن! اے راجہ کی بیٹی!! تجھے کیا ہوا ہے جو تیرا لالہ جیسا چہرہ متغیر اور زرد ہوگیا ہے؟"۔ چنگی نے جواب دیا کہ "اے رائے زادے! اس سے زیادہ بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ احمق سندھی جس نے محفلِ عیش و عشرت میں مجھے دیکھا ہے۔ وہ کل شب حرم سرا میں آکر مجھے اپنی طرف مائل کرنے لگا اور اس نے میری عفت و عصمت کے دامن کو کہ جو کبھی نجاست کے غبار سے آلودہ نہیں ہوا، اور میرے پرہیزگار نفس اور بےداغ حرمت کو اپنے گناہ کی غلاظت سے ناپاک اور میری پارسائی کے پردے کو چاک کرنا چاہا۔ راجہ کو اس سے میرا انتقام لینا چاہئے تاکہ اس کے بعد کوئی بھی نالائق اس قسم کی خیانت اور دست درازی کی جرأت نہ کرسکے"۔ [یہ سن کر] دروہر کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے بہن سے کہا "وہ ہمارا مہمان ہے اور راہب اور [۲۳۱] برھمن [بھی]۔ اس نے ہمارا سہارا بھی لیا ہے اور ہم سے مدد طلب کر رہا ہے۔ تقریباً ایک ہزار جنگجو جوان اس کے ساتھ ہیں۔ اس وجہ سے اسے [بےدریغ] قتل نہ کیا جاسکے گا کہ ہمارے طرف کے دگنے تگنے آدمی قتل ہوجائیں گے۔ لیکن اسے قتل کرنے کے لئے [کوئی]

Marfat.com

منصوبہ بناتا ہوں۔ تو اٹھ کر کھانا کھا۔ جس صورت میں کہ کوئی حرکت (عملی) سرزد نہیں ہوئی ہے، ایسی صورت میں کوئی سرزنش [کھلم کھلا] نہیں کی جاسکتی"۔

دروھر کا جیسینہ کے خلاف منصوبہ بنانا اور اُس کی بہن چنگی کا جیسینہ سے مکر

اس کے بعد دروھر گھر آیا اور کبیر بھدر(۱) اور پھٹو(۲) نامی دو جلادوں کو بلا کر ہدایت کی کہ "میں آج دو پہر کے بعد جیسینہ کو بلا کر [اس کی] دعوت کروں گا پھر کھانا کھانے کے بعد شراب کی محفل میں تخلیہ کرا کے جیسینہ کے ساتھ شطرنج کھیلوں گا۔ تم دونوں آدمی ہتھیاروں سمیت مستعد رہنا اور جب میں کہوں کہ "شاہ مات شد" تب تم [فوراً] تلواریں نکال کر جیسینہ کو قتل کر ڈالنا۔

[اتفاقاً] ایک سندھی کو، کہ جو داھر کا خدمتگار [رہ چکا] تھا اور دروھر کے خاص آدمیوں سے اس کی دوستی تھی، اس حال کی خبر ہوگئی۔ اس نے جیسینہ سے جا کر یہ حقیقت بیان کی اور [اسے] راجہ دروھر کے اس فریب سے آگاہ کردیا۔ [چنانچہ] کھانے کے وقت جب دروھر کا معتمد جیسینہ

(۱) اصل متن میں "کبیر بھدر" ہے جو کہ (ر) (م) کے مطابق ہے۔ (ن) (ب) (ح) (ک) میں صرف "سھل" ہے۔ (پ) میں "بھل رو" اور (س) میں "سھیل" ہے۔

(۲) "پھٹو" کا تلفظ (ر) (م) کے مطابق ہے۔ (پ) میں "لھؤ"، (ن) (ب) (ح) (ک) میں "بھو" اور (س) میں "مسھو" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کو بلانے آیا تو اس وقت اس نے اپنے جان نثار سرداروں میں سے [دو] ٹھاکروں کو بلا کر کہا کہ :

"اے تورسینہ اور سورسینہ! (۱) میں راجہ دروھر کی دعوت پر جاتا ھوں۔ تم ھتھیاروں سمیت تیار ھوکر میرے ساتھ چلو۔ میں دروھر کے ساتھ شطرنج کھیلوں گا اور تم ھوشیاری کے ساتھ دروھر پر مسلط رھنا تاکہ نہ وہ کوئی فریب اور اشارہ دے سکے اور نہ کوئی حیلہ ھی سوچ سکے" [۲۳۲]۔

جیسینه کا دو ھتھیاربندوں کے ساتھ آنا

[چنانچہ] اس طرح وہ راجہ کے دربار میں گئے۔ ادھر [چونکہ] دروھر نے بھی کسی کو ایسا حکم نہ دیا تھا کہ جیسینه کے ساتھ کسی دوسرے کو اندر نہ آنے دینا۔ اس وجہ سے [وہ] دونوں بہادر بھی [بلا روک ٹوک] اندر چلے گئے اور بےخبری میں [جاکر] دروھر کے سر پر مسلط ھوگئے۔ شطرنج [کی بازی] ختم ھونے پر دروھر نے انھی [اپنے آدمیوں کو] اشارہ دینے کے لئے سر اٹھایا لیکن [جیسینه کے]

---

(۱) اصلِ متن اورنسخوں میں ان ناموں کا تلفظ "تورسیه وسورسیه" ھے۔ "سیه" دراصل "سینہ" (یعنی شیر) ھے اور اسی وجہ سے دونوں ناموں میں ھم نے "ن" کا اضافہ کیا ھے۔ (ر) (م) کی عبارت "تورسیه" کی بجائے کورسیه" ھے مگر "تورسینه" زیادہ صحیح ھے۔ چنانچہ آج تک سندھ میں کسی کی بہادری کی داد دیتے ھوئے کہتے ھیں "واہ تورسنگھ" یا "مرد تورسنگھ" ھے۔ یعنی بہادر اور پہلوان ھے۔ "سنگھ" بھی "سینہ" یا "شیر" کے معنی میں استعمال ھوتا ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

دو آدمیوں کو ہتھیاروں کے ساتھ مستعد اور ہوشیار دیکھ کر پشیمان ہوا اور کہنے لگا "شہ مات نشد: آن گوسفند را نمی باید کشت"۔ جیسینہ سمجھ گیا کہ یہ اشارہ ہے۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ کر وہ اپنی سرائے میں آیا اور گھوڑوں پر زینیں کسنے کا حکم دیا۔ اس عرصے میں وہ خود بھی غسل کر کے اور ہتھیار لگا کر آگیا اور اپنے لشکر کو تیار کر کے [گھوڑوں پر] سوار ہونے کا حکم دیا۔ [اس طرف] دروہر نے اپنے ایک معتمد کو یہ دیکھنے کے لئے بھیجا کہ جیسینہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے واپس آ کر کہا کہ "اس شخص پر خدا کی رحمت ہو کہ جس کی ذات پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ ہے۔ اس کی بنیاد (نسب) مکرم تھی اور اس کے افعال میں بدی نہ تھی۔ [وہ] خوف و امید میں رہتے ہوئے [بھی] ہمیشہ طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھتا تھا"۔

(خبر): کہتے ہیں کہ جیسینہ غسل سے فارغ ہو کر، کھانا کھا کر اور ہتھیار پہن کر [گھوڑے پر] سوار ہوا پھر جانوروں پر سامان بار کرا کے راجہ دروہر کی بارگاہ کے سامنے آیا اور ملاقات کئے بغیر اسے الوداع کہہ کر اپنے جانے کی اطلاع دی اور اس کے بعد رفیقوں اور فرمانبرداروں کے ساتھ سفر کرتا ہوا جالھندر کی حد سے کشمیر جا پہنچا۔ اس بادشاہ کا نام بلھرا (۱)

(۱) فارسی ایڈیشن کے مطابق "بلھرا" ہے جو کہ غالباً (ب) کی عبارت ہے۔ (ن) (م) میں "بلھر" (ر) میں "بمھر" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

تھا اور (۱) شاہ کے آستانہ (پایۂ تخت؟) کو اسہ کسّہ کہتے تھے (۱)، جیسینہ وھاں رھنے لگا۔ یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت ھوئی، اور دارالخلافہ کے حکم کے مطابق عمرو بن مسلم الباھلی (۲) نے جا کر وہ ملک فتح کیا [۲۳۳]۔

جیسینہ کی مردانگی اور اس کے نام کا سبب (وجہ تسمیہ)

اروڑ کے بعض برھمنوں سے روایت ھے کہ جیسینہ [بن] داھر مردانگی اور ھوشیاری میں بے نظیر تھا۔ اس کی ولادت کا قصہ اس طرح ھے: ایک دن راجہ داھر شکار کے سامان اور ھتھیاروں کے ساتھ شکارگاہ کو گیا۔ شہر کے باھر [پہنچنے پر] جب [ایک طرف] کتّے، چیتے اور بھیڑئیے، ھرنوں کے پیچھے چھوڑے گئے اور [دوسری طرف] شاھین، باز اور شکرے ھوا

---

(۱)-(۱) اصل فارسی عبارت "اسہ کسّہ آستان شاہ گفتندی" ھے جس کا مدار غالباً نسخہ (پ) پر ھے۔ (ر) (م) میں "اسہ کسہ کی بجائے "انسہ کسہ" ھے، (ن) (ب) (ح) میں "سہ کسہ" ھے اور (س) میں "اسر کسر" ھے۔ (ن-ب)

(۲) فارسی متن میں "عمرو بن سلم اعلیٰ" ھے۔ نسخہ (ن) کی بھی یہی عبارت ھے۔ (ر) میں "عمرو بن مسلم" ھے، جو کہ صحیح ھے۔ "اعلی" دراصل "الباھلی" کی تصحیف ھے۔ مکمل صحیح نام "عمرو بن مسلم الباھلی" ھے، کیونکہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضہ کے عہدِ خلافت میں وھی سندھ کا گورنر تھا۔ دیکھئے آخیر میں حاشیہ ص [۲۳۳] - (ن-ب)

Marfat.com

میں آڑنے لگے تو [اچانک] ایک گرجتے ہوئے شیر نے نمودار ہوکر لوگوں کا راستہ روک لیا۔ جس کی وجہ سے شکاریوں کے ہجوم میں دہشت اور افراتفری پھیل گئی۔ [یہ دیکھ کر] داہر گھوڑے سے اترکر پیادہ ہوگیا اور شیر کے مقابلے پر آیا۔ شیر نے بھی حملے کا ارادہ کیا۔ راجہ داہر نے چادر ہاتھ میں لپیٹ کر اور [وہ ہاتھ] شیر کے منہ میں ڈال کر تلوار کے وار سے اس کی دونوں ٹانگیں قلم کرڈالیں اور پھر ہاتھ نکال کر تلوار سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ چنانچہ شیر [بے دم ہوکر] گر پڑا۔ اس طرف جو لوگ اس شیر کے خوف سے بھاگ گئے تھے انھوں نے گھر جاکر رانی کو راجہ داہر کے شیر سے الجھنے کی خبر دی۔ راجہ داہر کی بیوی حاملہ تھی اور شوہر سے بہت محبت کرتی تھی۔ چنانچہ یہ خبر سنتے ہی بے ہوش ہوکر گر پڑی اور جب تک راجہ داہر شکارگاہ سے واپس آیا، تب تک خوف سے اس کی روح جسم سے علٰحدہ ہوچکی تھی۔ داہر نے [جب] آکر دیکھا کہ بیوی مردہ پڑی ہوئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ کلبلا رہا ہے، [تو اس نے] اس کے پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بچہ زندہ نکل آیا۔ [داہر نے اسے] دائی کے حوالے کیا اور اس کا نام "جیسینہ" رکھا، جس کے معنی [عربی میں] "اَلْمُظَفَّرُ بِالْاَسَدِ" (فاتح شیر) اور فارسی میں "شیرِ فیروز" کے ہیں۔

احنف بن قیس کے نواسے رواح بن اسد کا قلعۂ اروڑ پر مامور ہونا

ان کنواریوں (حکایتوں) کی آرائش کرنے والوں اور ان

Marfat.com

چمنوں کے باغبانوں نے ۔(۱) علی بن محمد [سے، جس نے] مسلمہ بن مُحارب(۱) اور عبدالرحمٰن بن عبد ربہ السلیطی سے اس طرح روایت کی ہے کہ: جب [۲۳۴] محمد بن قاسم پایۂ تخت اروڑ، بغرور(۲) کو اپنے زیرِ اقتدار اور زیرِ فرمان لے آیا اور سب [لوگ] اس کے فرماں بردار اور اطاعت گذار ہوگئے تب [اس نے] احنف بن قیس کے نواسے رُواح بن اسد کو اروڑ کا گورنر مقرر کیا اور شرعی کاروبار، دارالقضا کے معاملات اور خطابت کا عہدہ صدرُ الامام الاَجَلّ العالِم، بُرہانُ المِلّۃ والدِّین، سَیفُ السُّنّۃ وَ نَجمُ الشَّرِیعۃ موسیٰ بن یعقوب بن طائی بن محمد (بن موسیٰ) بن شیبان بن عثمان الثقفی (۳) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حوالے کر کے انہیں

(۱)–(۱) اصل متن میں "ازعلی بن محمد بن سلمہ بن محارب" ہے۔ اصل میں یہ دو مختلف نام ہیں علی بن محمد (المدائنی) اور مسلمہ بن محارب۔ محمد اور سلمہ کے درمیان میں آیا ہوا "بن" درحقیقت "عن" (یعنی "سے") کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ "سلمہ" بھی غلط ہے اور صحیح نام "مسلمہ بن محارب بن زیاد" ہے جس کا ذکر اس سے پہلے صفحات [۷۸]، اور [۲۳۴] پر آچکا ہے۔ (ن۔ب)

(۲) نسخہ (پ) میں "اروڑ بغرور" اور دوسرے جملہ نسخوں میں "الور بغرور" ہے۔ لیکن اصل میں یہ دو مختلف شہروں کے نام ہیں جیسا کہ بلاذری (ص ۴۳۹) پر لکھتا ہے کہ "سار محمد یرید الرور و بغرور"۔ (ن۔ب)

(۳) بریکیٹ میں (بن موسیٰ) کا، فارسی ایڈیشن کے صفحہ ۹ پر نسخہ (پ) کی عبارت "طائی بن محمد بن موسیٰ" کی بنیاد پر، اضافہ (دیکھیے حاشیہ ص ۳۳۵)

Marfat.com

ہدایت کی کہ ”رعایا کی دلجوئی واجب سمجھی جائے لیکن یَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (یعنی نیکی کی تاکید اور بدی سے تنبیہ) کا حکم [بھی] سہمل نہ ہونے پائے۔ اور پھر دونوں کو عوام اور رعایا سے رعایت کرنے کی [مکرر] تاکید کرکے خود مختاری کا پروانہ عطا کیا۔ اس کے بعد وہاں سے منزل اٹھائی اور کوچ کرتا گیا، یہاں تک کہ بھاٹیہ (۱) کے قلعے [کے نزدیک جا پہنچا] کہ جو دریائے بیاس کے جنوب میں ایک قدیمی قلعہ تھا اور (۲) داھر بن چچ کا چچازاد بھائی ککسو (۳) بن چندر بن سیلا ئج (۲) اس پر حکومت کرتا تھا۔

(۴) ککسو پر فتح حاصل ہونا اور اس کا محمد بن قاسم کے پاس آنا (۴)

وہ (ککسو) داھر بن چچ کی جنگ میں [اس کا مددگار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۴)

کیا گیا ہے۔ اس صفحہ پر جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت ”طائی بن محمد“ ہے۔ البتہ فارسی ایڈیشن کے صفحہ ۹ پر سوائے نسخہ (پ) کے دوسرے جملہ نسخوں کی عبارت ”طائی بن موسیٰ“ بن محمد ہے۔ (ن۔ب)

(۱) فارسی ایڈیشن میں ”باتیہ“ ہے جسے ہم نے ”بھاٹیہ“ لکھا ہے۔ ”باتیہ“ غالباً (پ) کی عبارت ہے۔ (ر) میں ”بابینہ“، (ن) میں ”بابیھہ“، (م) (س) میں ”یابیہ“، (ب) میں ”باسہ“، (ک) میں ”بابیہ“ اور (ح) میں ”بنبہ“ ہے۔ (ن۔ب)

(۲)-(۲) یہ عبارت فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے، جس کا مدار غالباً (پ) اور (ب) پر ہے۔ (ن) میں بھی یہ عبارت اسی طرح ہے۔

(۳) اصل متن میں ”ککسہ“ ہے۔

(۴)-(۴) یہ عنوان (ر) (م) کے مطابق ہے اور (پ) (ب) (ن) میں

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۳۳۶)

Marfat.com

اور شریک] تھا اور وہاں سے شکست کھاکر اور فرار ہوکر اس قلعے میں آکر سکونت پذیر ہوگیا تھا۔ جب اسلامی لشکر قریب پہنچا تو اس نے جزیہ اور ضمانت [محمد بن قاسم کی] خدمت میں بھیجی۔ وہاں کے معززوں اور سربراہوں نے [بھی] حاضر ہوکر خدمت کا شرف حاصل کیا۔ محمد بن قاسم ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اور بڑی نوازشیں کرنے کے بعد [ان سے] کہا کہ "کیا یہ ککسو اروڑ کارھنے والا ہے؟۔ وہاں کے سب لوگ دانا، عاقل اور صادق ہوتے ہیں اور امانت اور پرہیزگاری سے آراستہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسے امان دی جاتی ہے تاکہ وہ [ہمارے پاس] دل کی قوت اور امیدوں کی تقویت کے ساتھ حاضر ہو [اور] اسے چھوٹے بڑے معاملے میں مشیر بنایا جائے۔ میں اس کے اور اپنے درمیان دیانت اور وزارت کا رشتہ قایم کرتاہوں"۔

ککسو کی مشیری

ککسو ایک مرد عالم اور ہند کا دانا تھا۔ خدمت میں حاضر ہونے کے بعد [محمد بن قاسم] اسے زیادہ تر اپنے تخت کے سامنے رکھتا تھا، اور اس سے صلاح و مشورے کیا کرتا تھا۔(بمصداق) شعر:۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۵)

نہیں ہے۔ (ر) میں یہ عنوان اس طرح ہے: "فتح کردن ککسہ و آمدن سیلائج نزد محمد بن قاسم"۔ عنوان کے بعد عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے "سیلائج عمزادہ داھر بود و او در جنگ داھر چچ بود۔الخ"۔ سوائے (پ) (ن) (ب) کے

Marfat.com

لاَ تَستَشِر غَیرَ نَدبٍ حَازِمٍ یَقَظٍ
قَد اِستَوی مِنہُ اِسرَارٌ وَ اِعلاَنٌ،

[مشورہ صرف تجربہ کار، ذھین اور دوراندیش سے کر، جس کے سامنے ظاھر اور باطن برابر ھو]۔

—اور اس کی صلاح سے باھر نہ جاتا تھا۔ وہ سارے امیروں اور سپہ سالاروں کا سربراہ تھا۔ مالیہ [کی وصولی] اور قرب و جوار [کا ملک] اس کے زیرِ انتظام رھتا تھا اور خزانہ بھی اس کی مُہر کے حوالے کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ ھر جنگ میں محمد بن قاسم کا معاون رھا اور اس کا نام "مبارک مشیر" رکھا گیا۔

محمد بن قاسم ثقفی کے ھاتھوں، (۱) سکہ اور ملتان (۱) کے فتح ھونے کی خبر

ککسو کو ھموار کرنے کے بعد [محمد بن قاسم] اس قلعے سے کوچ کر کے اور دریائے بیاس پار کر کے اسکلندہ (۲) کے قلعے پر جا پہنچا۔ جب اھلِ قلعہ کو معلوم ھوا کہ عرب کا لشکر آگیا ھے تو جنگ کے لئے باھر نکل آئے۔ زائدہ بن عُمیرالطائی (۳) اور ککسو [اسلامی لشکر کے] ھراول تھے۔

(۱)-(۱) اصل متن میں "سکہ ملتان" ھے۔ وضاحت کے لئے دیکھئے آخیر میں حاشیہ ص [۲۳۶] -

(۲) (ر) (م) میں "عکسلندہ"، (ن) (ب) (ح) (س) (ک) میں "علسکندہ"، (پ) میں "عدکیدہ" ھے۔

(۳) جملہ نسخوں کی مختلف عبارتوں کی بنا پر فارسی ایڈیشن (دیکھئے حاشیہ ص ۳۳۸)

Marfat.com

جنگ شروع ہوئی اور ایسے سخت معرکے ہوئے کہ دونوں جانب خون کی ندیاں بہ گئیں۔ [آخر] نمازِ ظہر کے وقت مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کرکے عام ہلہ بول دیا۔ مشرک شکست کھاکر قلعے میں بھاگ گئے۔ اور قلعے کے اوپر سے تیر اور منجنیقوں سے پتھر برسانے لگے اور سات دن تک جنگ جاری رکھی۔ ملتان کے حاکم کا بھتیجہ جو کہ ملتان کے قلعے میں تھا، اس نے بھی کچھ لڑائیاں کیں۔ حتیٰ کہ فوج کا غلہ ختم ہوگیا اور (۱) اسکلندہ کا [حاکم] سیہرا (۱)، راتوں رات [وہاں سے] نکل کر سکہ کے قلعے میں جا پہنچا۔ سکہ دریائے راوی کے جنوب میں ایک عالیشان قلعہ تھا۔ حاکم کے چلے جانے پر رعایا، دستکاروں اور تاجروں نے [محمد بن قاسم کے پاس] پیغام بھیجا کہ "ہم رعایا ہیں اب چونکہ ہمارا والی چلا گیا ہے اس لئے ہمیں امان دے"۔ محمد بن قاسم تاجروں،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۳۷)

میں "رانده بن عمیرة الطائی" دیا گیا ہے۔ مگر صحیح نام "زائدہ بن عمیرالطائی" ہے۔ جیسا کہ بلاذری (فتوح، ص ۴۳۹) میں محمد بن قاسم کے فتح ملتان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "قطع (محمد) نهر بیاس الی الملتان، فقاتله اهل الملتان، فابلی زائدة بن عمیرالطائی"۔ (ن۔ ب)

(۱)۔(۱) ترجمہ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جس کی عبارت "سیہرا اسکلندہ" ہے اور جس میں ترکیب اضافت پوشیدہ ہے۔ مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ہیں:۔ (ر) (م) "سهیر اسکلندہ"، (ن) (ب) "سیہرا عدکندہ"، (پ) "سیہرا عید کنندہ" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

دستکاروں اور کسانوں کو امان دے کر قلعے میں آیا اور چار ہزار ھتھیار بند مَردوں کو خوں خوار تلواروں کی خوراک بنا کر ان کے پسماندگان اور متعلقین کو غلام بنایا ۔ اس کے بعد عتبہ بن سلمہ تمیمی (۱) کو وھاں متعین کر کے خود (۲) سکہ اور ملتان (۲) کی طرف متوجہ ھوا ۔ وہ دریائے راوی کے جنوبی کنارے پر ایک قلعہ تھا اور بجھرا طاکی (۳) کا نواسہ بجھرا (۳) اس قلعے میں رھتا تھا ۔ جب اس کو خبر ملی تو [اس نے] جنگ شروع کردی ۔ ھر روز جب عربوں کا لشکر قلعے کے سامنے آتا تھا تو قلعے والے باھر نکل کر جنگ کرتے تھے ۔ سترہ دن تک سخت لڑائیاں ھوئیں ۔ [اس جنگ میں محمد بن قاسم کے] مشہور و معروف ساتھیوں میں سے

---

(۱) نسخہ (ر) میں "عتبہ بن مسلمہ تمیمی" ھے ۔

(۲)-(۲) اصل فارسی عبارت "سکہ ملتان" ھے ۔ وضاحت کے لئے دیکھئے آخیر میں حاشیہ صفحات [۲۳۶-۳۷] ۔ (ن-ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں ان دونوں مقامات پر "بچھرا طاکی" اور "بچھرا" کے تلفظ دیئے گئے ھیں مگر اس کے بعد نیچے "بجھرا" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے، جس سے معلوم ھوتا ھے کہ نسخہ (پ، اور (م) میں (جس پر فارسی ایڈیشن کا مدار ھے "بچھرا" اور "بجھرا" دونوں تلفظ اختیار کئے گئے ھیں ۔ دوسرے نسخوں کے تلفظ اس طرح ھیں: (ر) "بجھرا"، (ن) "بجھیرا" یا "بجیھرا"، (ب) "بجھہرا" اور (س ک) "بجھرا" ۔ لھٰذا بجھرا، بچھرا، بجیھرا یا بجھہرا میں سے کوئی بھی تلفظ اختیار کیا جا سکتا ھے ۔

Marfat.com

بیس افراد (۱) شہید ہوئے اور شامی لشکر کے کل دو سو پندرہ آدمی قتل ہوئے۔ بجھرا دریائے راوی پار کرگیا۔ اپنے دوستوں کے شہید ہونے کی وجہ سے محمد بن قاسم نے قسم کھائی تھی کہ "اس [سکہ کے] قلعے کو منہدم کرڈالوں گا"۔ چنانچہ اس کے حکم سے سارے شہر کو ویران کیا گیا اور پھر [انھوں نے] ملتان کی طرف [جانے کے لئے دریا پار کیا۔ (۲) ملتان کا راجہ کندا (۲) اور بجھرا جنگ کے لئے باھر آئے [۲۳۷]۔

محمد بن قاسم کا راجہ کندا سے جنگ کرنا

اس دن صبح سے لےکر شام تک سخت جنگ ہوئی اور [پھر] جب دنیا نے مصیبت زدوں جیسی سیاہ چادر اوڑھی اور ستاروں کا بادشاہ غروب کے پردے میں روپوش ہوگیا تب دونوں (لشکر) اپنی قیام گاھوں کو واپس ہوئے۔ دوسرے دن جب صبح صادق تاریکی کے پردے سے نمودار ہوئی اور دنیا

---

(۱) نسخہ (ر) ام) میں بیست و پنچ (پچیس افراد) ہے۔

(۲)–(۲)۔ اصل متن میں "کندارای ملتان" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں بھی یھی عبارت اختیار کی گئی ہے، (پ) (ب) (ک) میں "کذارای" (م) میں "کذاری"، "گذری"، (ن) میں "کذرای"، (ر) میں "کذاری"، (ح) میں "گذارای" اور (س) میں "گذرزای" ھے۔ ان عبارتوں میں "کندرای" عام طور "کذارای" نظر آتا ھے جو غالباً "کندارای" کی بگڑی ہوئی شکل ھے۔ اس لئے ھم نے اسے اختیار کیا اور فارسی ایڈیشن کی عبارت کو ترجیح دی ھے۔ (ن-ب)

Marfat.com

روشن ہوئی تب دوسری مرتبہ جنگ شروع ہوئی۔ دونوں طرف سے بہت سے آدمی قتل ہوئے۔ اس طرح جنگ مسلسل جاری رہی اور [اہلِ قلعہ] دو ماہ تک فصیلوں سے منجنیقوں اور غدرک (۱) کے ذریعے پتھر اور تیر برساتے رہے۔ حتیٰ کہ لشکر میں غلّے کی سخت قلت ہوگئی، اس حد تک کہ گدھے کی سری پانچ سو درھموں میں فروخت ہونے لگی۔ داھر کے چچازاد بھائی امیر کورسینہ (۲) بن چندر نے جب دیکھا کہ لشکرِ عرب [بدستور] مستحکم ہے، [اس کے ارادوں میں] کوئی کمزوری نہیں دکھائی دیتی اور ہمیں کسی طرف سے بھی مدد کی کوئی امید نہیں تو وہ (۳) کشمیر کے راجہ (۳) کی خدمت میں چلا گیا۔

دوسرے دن جب لشکرِ عرب نے پہنچ کر جنگ شروع کی اور کسی بھی حیلے سے [قلعے میں] نقب نہ لگا سکا تو [اسی عالم میں اچانک] ایک شخص قلعے سے باھر نکل آیا اور [آکر] امان طلب کی۔ محمد بن قاسم نے اسے امان دی۔

(۱) غدرک=ایک آلۂ حرب A war like instrument (Staingass).

(۲) نسخہ (ن) میں "کراسیہ" اور باقی نسخوں میں "کورسیہ" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں ثانی‌الذکر تلفظ اختیار کیا گیا ہے اور ہم نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے البتہ "کورسیہ" کو ہم نے صحیح تلفظ کے پیش نظر "کورسینہ" لکھا ہے۔ (ن۔ب)

(۳)-(۳) (پ) (ر) (م) (س) (ک) میں "شاہ کشمیر" اور (ن) (ب) میں "رای کشمیر" ہے۔

Marfat.com

پھر اس کی نشان دھی پر دریا کے کنارے شمال کی جانب سے نقب لگائی۔ چنانچہ دو تین دن بعد اس جگہ سے قلعے کی دیوار فرش پر آرھی اور قلعہ فتح ھوگیا۔ چھ ھزار جنگجو سپاھیوں کو قتل کیا گیا اور ان کے متعلقین اور ملازموں کو غلام بنایا گیا۔ باقی ماندہ تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کو امان کا پروانہ عطا کرکے [محمد بن قاسم نے] ان سے کہا کہ "اب جب کہ قلعہ فتح ھوچکا ھے تو تم پر واجب ھے کہ اپنے مال سے دارالخلافہ کے خزانے کا خراج ادا کرو اور فوجوں کا حصہ دو کہ جو اتنی تکلیفیں اٹھاکر، سختیاں سھ کر اور جان کی بازی لگاکر اتنے عرصے سے جنگ کرنے اور نقب لگانے میں مشغول رھی ھیں"۔

نقدی کی تقسیم کرنا

اس کے بعد شہر کے رئیسوں اور سربراھوں نے جمع ھوکر ساٹھ ھزار درم وزن کی چاندی تقسیم کی۔ ھر سوار کو خاص طور پر چار سو درم وزن کی چاندی ملی۔ اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] کہا کہ: "اب دارالخلافہ کے مال کے لئے مستقل ذریعے سوچنا چاھئے"۔ اسی فکر میں گفتگو ھو رھی تھی کہ اچانک ایک برھمن آیا اور کہنے لگا کہ "جب کافروں کا دور پورا ھوچکا، بُت خانہ مسمار ھوگیا، دنیا اسلام کے نور سے منور ھوئی اور بُت خانوں کی جگہ پر مسجدیں اور منبر تعمیر ھو رھے ھیں تو [میں بھی ایک راز بیان کرتا ھوں کہ] ملتان کے بزرگوں سے اس طرح سنا گیا ھے کہ: پرانے زمانے میں

Marfat.com

کشمیر کے راجہ کی اولادوں میں سے جوبن (۱) نامی ایک راجہ اس شہر میں راج کرتا تھا۔ وہ ایک برھمن اور راھب تھا اور اپنے طریقے کا پابند تھا۔ چنانچہ ھمیشہ بتوں کی عبادت میں مشغول رھا کرتا تھا۔ جب اس کا خزانہ گنتی اور شمار کی حد سے متجاوز ھوگیا تب اس نے ملتان کے مشرق کی طرف سو مربع گز کا ایک حوض بنواکر اس کے درمیان پچاس مربع گز پر ایک مندر تعمیر کرایا [اور اس مندر کے اندر] پھر ایک حجرہ بنوایا اور اس حجرے میں ترتیب کے ساتھ چالیس تانبے کے مٹکے رکھواکر، (۲) ھر مٹکے میں تین سو تیس من مغربی سونے کی کترن بطور دفینے کے رکھوائی (۲) اسی [دفینے] کے اوپر بُت خانہ ھے، جس میں سرخ سونے کا ایک بُت رکھا ھوا ھے اور اس حوض کے چاروں طرف درخت لگے ھوئے ھیں"۔

---

(۱) (پ) میں "جسوبن"، (س) میں "جوبن"، (ح) میں "جوین"، (ن) (ب) میں "جسوین" اور (ر) میں "جسور" ھے۔ ان مختلف عبارتوں میں سے صحیح نام کا پتہ لگانا مشکل ھے۔ اگر نسخہ (پ) کے تلفظ کو "جوبن" کی غلط صورت قرار دیا جائے تو پھر (س) (ح) (ن) (ب) میں بھی یہی غلط شکلیں نظر آتی ھیں اور اگر (ن ب) کے تلفظ کو صحیح مانا جائے تو (پ) (س) (ح) کے تلفظ، اس کی غلط صورتیں معلوم ھوتے ھیں۔ (ر) (م) کا تلفظ ان دونوں صورتوں سے مختلف ھے اور اس لحاظ سے جوبن، جسوین اور جسور میں سے کوئی بھی لفظ اختیار کیا جاسکتا ھے۔ ھم نے (پ) کی بنیاد پر "جوبن" کا تلفظ اختیار کیا ھے جس کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۳۹]۔ (ن-ب)

(۲)-(۲) یہ پورا جملہ (ن) (ب) (ک) میں نہیں ھے۔ (ن-پ)

Marfat.com

منروی [بتخانہ] (۱)

حکایتوں کے مضمون اور کہانیوں کے راویوں نے علی بن محمد [مدائنی] سے اس طرح روایت کی ہے اور جس نے کہا کہ میں نے ابو مخمد ہندی سے سنا ہے کہ: محمد بن قاسم وزیروں اور نائبوں کے ساتھ اس بت خانے میں آیا۔ یہاں [اس نے] سونے کا ایک بت دیکھا جس کی آنکھوں کے مقام پر سرخ یاقوت جڑے ہوئے تھے [۳۳۹]۔

محمد بن قاسم کا دھوکہ کھانا

محمد بن قاسم سمجھا کہ یہ [شاید] کوئی آدمی ہے۔ چنانچہ اس پر وار کرنے کے لئے اس نے تلوار نکالی۔ اس پر بت کے مجاور برھمن نے کہا کہ "اے عادل امیر! یہ وھی

---

(۱) کسی نسخے میں یہ عنوان اس طرح علاحدہ نہیں دیا گیا لیکن سطر کی ابتدا میں چھوٹے عنوان کے طور پر بریکیٹ میں دیا ہوا ہے۔ فارسی اپڈیشن کی عبارت اس طرح ہے: "(مستروی) مصنفانِ احادیث راویانِ اقاویل چنان روایت کردہ اند۔الخ"۔ لفظ ''مستروی'' (ر) (م) (ن) (ب) (ک) (س) کےمطابق ہے مگر قدیمی نسخہ (پ) کا تلفظ اس مقام پر ''متروی'' ہے۔ یہ نام ص [۲۷] پر پھلے بھی آچکا ہے اور وہاں (پ) کا تلفظ ''منروی'' ہے جو کہ ہم نے بھی متن میں دیا ہے۔ اس وجہ سے یہ یقین ھوتا ہے کہ اس صفحہ پر بھی (پ) کی عبارت اسی لفظ ''منروی'' کی بگڑی ہوئی شکل ہے جو کہ ملتان کے بت خانہ یا مندر کا نام تھا۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۲۳۹] - (ن-پ)

Marfat.com

بت ہے کہ جو ملتان کے راجہ جوبن (۱) نے بنوایا تھا اور جو مال دفن کرکے فوت ہوگیا تھا"۔ اس کے بعد محمد بن قاسم نے اس بت کو اٹھا لینے کا حکم دیا۔ اس کے نیچے سے دو سو تیس من سونا اور سونے کی کترن سے بھرے ہوئے چالیس مٹکے برآمد ہوئے۔ کل تیرہ ہزار دو سو من سونا دفینے سے نکلا۔ وہ سونا اور بت، خزانے میں لایا گیا۔ [اس کے علاوہ] وہ موتی اور جواہرات جو کہ ملتان کی لوٹ میں ہاتھ آئے تھے، وہ اور بہت سے دوسرے خزانے اور دفینے بھی قبضے میں کئے گئے۔

بت خانہ کھولنا اور خزانہ حاصل کرنا

ابوالحسن مدائنی نے خریم بن عمرو سے روایت کی ہے کہ:

[محمد بن قاسم نے] جس دن بت خانہ کھول کر دفینے پر قبضہ کیا اسی دن حجاج کا خط پہنچا کہ: "اے چچازاد بھائی! تیری لشکر کشی کے وقت میں نے ضمانت دی تھی کہ لشکر کی تیاری، روانگی اور اس کے لوازمات پر دارالخلافہ کے خزانے سے جو کچھ بھی خرچ ہوگا، [خلیفہ] ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے [اس کی ادائگی کی ذمہ داری] مجھے قبول ہے۔ بلکہ اس سے دگنا تگنا واپس کرنا میرے ذمے ہے۔ اس وقت دارالخلافہ کے خزانے سے تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا

(۱) نسخہ (ر) میں "جیوبن"، (م) میں "جبوین" یا "جسبوبن" (پ) میں "جسویر"۔ (ن) (ب) میں "جسوین" ہے۔ ہمارے اختیار کردہ تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۳۰۶] - (ن-ب)

Marfat.com

کہ محمد بن قاسم کی [فوجی] تیاری پر ساٹھ ہزار درم وزن کی خالص چاندی صرف ہوئی ہے اور [اس وقت تک تمھاری طرف سے] جو نقد، جنس اور پارچہ جات ادا کئے گئے ہیں ان کا تاریخ وار مجمل اور مفصل [حساب] کیا گیا تو [معلوم ہوا کہ تیرے ذمے باقی]، (۱) ایک سو بیس ہزار(۱) درم وزن چاندی نکلتی ہے، جو کہ تجھے بھیجنی ہے۔ جہاں بھی کوئی قدیمی موضع اور مشہور قصبہ یا شہر ہو وہاں مسجدیں اور منبر تعمیر کئے جائیں اور دارالخلافہ کے نام پر سکہ اور خطبہ جاری کیا جائے [۲۴۰] تو مبارک ساعت اور مناسب وقت میں یہاں سے لشکر لے کر روانہ ہوا ہے اس وجہ سے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کافروں کی ولایت میں تو جس طرف کا بھی رخ کرے گا مظفر اور فتحیاب ہوگا"۔

محمد بن قاسم کا شہر ملتان کے رعایا سے عہد لینا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] ملتان کے خاص اور منتخب لوگوں سے پختہ عہد لے کر جامع مسجد اور مینار تعمیر کرائے اور امیر داؤد بن نصر بن ولید عمانی کو ملتان کا حاکم مقرر کیا۔ [اس کے بعد] خریم بن عبدالملک تمیمی

---

(۱)-(۱) یہ اعداد فارسی ایڈیشن میں دی ہوئی عبارت "صد و یست هزار" کے مطابق ہیں جو کہ شاید (پ) کی عبارت ہے۔ (ر) (م) (ن) (س) میں "صد هزار و یست من و بیست هزار" ہے۔ (ب) میں "صد هزارو بیست من هزار"، (ک) میں "صد هزار و بیست و بیست هزار" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

کو برھمپور(۱) کے قلعے پر جو کہ دریائے جھلم(۲) کے کنارے پر ہے اور جسے سوپور(۳) [بھی] کہتے ھیں، متعین کیا۔ عکرمہ بن ریحان شامی کو ملتان کے نواح کا حاکم بنایا اور احمد بن خزیمہ(۴) بن عتبہ مدنی کو اشھار اور کرور(۵) کے قلعے کا والی مقرر کیا۔ [اس کے بعد] کشتیوں کے ذریعے مال روانہ کیا تاکہ دیبل سے دارالخلافہ کے خزانے میں پہنچایا جائے۔ اور خود ملتان میں ٹھہرا جہاں تقریباً پچاس ھزار منتخب سوار اسلحہ جات و اسبابِ جنگ کے ساتھ تیار ھوئے۔

ابو حکیم (٦) کو دس ھزار سواروں کے لشکر کے ساتھ قنوج روانہ کرنا

اس کے بعد ابو حکیم شیبانی کو دس ھزار سواروں کے

---

(۱) (ر) اور (ن) ''برمھپور'' ھے۔ (ن۔ب)

(۲) (ر) اور (م) میں جیلم ھے۔

(۳) یہ عبارت فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے۔ نسخہ (پ) میں ''سوربرا''، (ر) (م) میں ''سوبور''، (ن) (ب) (ح) ''سوربرر'' اور (ک) میں ''سوربدر'' ھے۔ فارسی عبارت ''در حصار برھمپور بر ساحل آب جھلم کہ سوپور خوانند'' میں بھی اشتباہ ھے۔ آیا ''سوپور'' کی ضمیر ''کہ'' برھمپور سے متعلق ھے یا جھیلم سے؟ (ن۔ب)

(۴) فارسی ایڈیشن میں ''خزیمہ'' ھے مگر (پ) (س) کا تلفظ ''جریمہ'' ھے اور (ر) (ن) میں ''خریمہ'' ھے۔

(۵) (پ) (ر) (م) (ن) (ب) (ک) ''اجتھاد و کرور'' ھے۔ اس سے پہلے ص [۳۲] اور [۵۱] پر ان شھروں کی متفقہ عبارت ''اشھار و کرور'' ھے چنانچہ یہاں بھی قائم رکھی گئی ھے۔ (ن۔ب)

(٦) جملہ نسخوں میں ''ابو حلیم'' ھے۔ مگر ھم نے فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کے قیاسی تلفظ ''ابو حکیم'' کو ترجیح دی ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

ساتھ قنوج [کے راجہ] پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا تا کہ اسلام کی دعوت اور بیت المال کے خزانے کا خراج ادا کرنے کے متعلق اسے دارالخلافہ کا خط پہنچائے اور اس سے بیعت لے۔ اور پھر خود (محمد بن قاسم) لشکر لے کر کشمیر کی سرحد پر اس مقام جا پہنچا کہ جسے پنج ماہیات (۱) کہتے ھیں اور جہاں پر داھر کے باپ چچ [بن] سیلائج نے صنوبر اور بید کے درخت لگا کر [سرحد کا] نشان مقرر کیا تھا، اور وھاں پہنچ کر اس نے خود بھی اس سرحد کی تجدید کی [۲۴۱]۔

لشکر کا اودھاپور (۲) پہنچنا، (۳) اور ابو حکیم کا زید کو [راجہ ھرچند رائے کے پاس بھیجنا] (۳)

ان دنوں قنوج کا راجہ جھتل (یا جھشل) رائے (۴) کا

---

(۱) یہ عبارت فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے جو کہ غالباً (پ) کے مطابق ھے۔ (ر) (م) (ن) میں "پنج ناھیات" ھے۔ (ن۔ب)

(۲) (پ) (ن) (ب) (س) (ک) میں "اوردھاپر"، (ر) (م) میں "اودھافر" ھے۔ ھمارا اختیار کردہ تلفظ فارسی ایڈیشن کے "اودھاپر" کے مطابق ھے۔ (ن۔ب)

(۳)۔(۳) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ھے: "و فرستادن با حکیم مرزید [رابرای ھرچندر]"۔ اس فقرہ میں "مرزید۔الخ" قیاسی تلفظ ھے جس کی بجائے (پ) (ن) میں "مرزبل" اور (ر) (م) (ب) (س) (ک) (ح) میں "مرزیل" ھے۔ "با حکیم" (یعنی ابو حکیم) کی بجائے اس مقام پر اور نیچے سارے نسخوں میں "با حلیم" ھے۔ (ن۔ب)

(۴) "جھتل" فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے جو شاید (م) سے اخذ (دیکھئے حاشیہ ص ۳۴۹)

Marfat.com

بیٹا تھا - جب لشکر اودھاپور پہنچا تب ابوحکیم شیبانی کے حکم پر زید بن عمرو الکلابی کو حاضر کیا گیا، جس سے اس نے کہا کہ : "اے زید تجھے پیغام لے کر ہرچند رائے [بن] جھتل (۱) کے پاس جانا اور اسلام کی تابعداری کا حکم پہنچاکر [اس سے] کہنا چاہئے کہ : ساحلِ سمندر سے لے کر کشمیر تک جتنے بادشاہ اور راجہ ہیں وہ سب اسلام کے زیرِ اقتدار آچکے ہیں اور کافروں کو مغلوب کرنے والے عربوں کے سپہ سالار امیر عمادالدین (محمد بن قاسم) کے مطیع ہوچکے ہیں - بعضے اسلام کی لڑی میں منسلک ہوچکے ہیں اور بعضوں نے خود پر جزیہ مقرر کیا ہے جوکہ دارالخلافہ کے خزانے میں پہنچاتے رہیں گے"-

قنوج کے رائے ہرچندر کا جواب

[یہ پیغام پاکر] ہرچندر رائے نے جواب دیا کہ : "تقریباً ایک ہزار چھ سو سالوں سے یہ ملک ہمارے تصرف اور حکمرانی میں ہے - [لیکن اس وقت تک] کسی بھی مخالف کو ہماری

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۸)

کیا گیا ہے - اس مقام پر (پ) (ن) (ب) (ح) (ک) کا متفقہ تلفظ "جھشل رای" ہے اور (ر) میں "چھتل" ہے - چونکہ اس مقام پر قدیمی نسخہ (پ) کا تلفظ بھی "جھشل" ہے - اس وجہ سے نسخوں کے لحاظ سے "جھشل" اور "جھتل" دونوں تلفظ با وزن ہیں - (ن-ب)

(۱) (ن) (ب) (ح) (س) (ک) میں "جھشل" اور (ر) میں "چھتل" ہے - (ن-ب)

Marfat.com

حذیں پھاندنے یا ہم سے تنازعہ کرنے اور ہماری مملکت میں دست اندازی اور تعرض کرنے کی مجال نہیں ہوئی ہے۔ ہمیں تمھاری کیا پرواہ ہے جو اس قسم کی باتیں اور ناممکن خیالات دل میں لارہے ہو! اگر قاصد کو قید و بند کرنا جائز ہوتا تو اس گفتگو اور بے جا دعوے پر ایسا حکم کیا جاتا تاکہ دوسرے مخالفوں اور سرداروں کو عبرت ہوتی۔ اب تو واپس جا اور جاکر اپنے امیر سے کہہ دے کہ ایک دوسرے کی قوت اور شان و شوکت کا اندازہ لگانے کے لئے مقابلہ کرنا ضروری ہے تاکہ یا تو تمھاری ہیبت ہم پر چھا جائے یا تم پر ہمارا غلبہ ہو [۲۴۲]۔ جنگجوئی اور شجاعت میں طرفین کی ہمتوں کے مشاہدے کے بعد ہی صلح یا جنگ کا فیصلہ ہوگا۔

جب محمد بن قاسم کو راجہ ہرچندر کا پیغام ملا تو اس نے رئیسوں، سربراہوں، امیروں، سپہ سالاروں، سپاہیوں، بہادروں اور نائبوں کو خطاب کرتے ہوے کہا کہ "خدائے تعالیٰ کے فضل اور غیبی امداد سے اس وقت تک [ہر جگہ] ہندوستان کے راجاؤں کو ذلیل و خوار اور مغلوب کیا گیا ہے اور فتح اسلامی لشکر کے ہمراہ اور رفیق رہی۔ [چنانچہ] آج بھی جب کہ ہم ایک ایسے ضدی لعین کے سامنے ہوے ہیں کہ جسے اپنے لشکر اور ہاتھیوں پر غرور ہے تو اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھ کر ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو بھی برباد کرکے فتح مند اور کامیاب ہوں۔ [یہ سن کر] سب لوگ

Marfat.com

راجہ ہرچندر سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہوگئے اور بیعت کرکے آپس میں ایک دوسرے کی ہمت افزائی کرنے لگے۔

محمد بن قاسم کو دارالخلافہ کا پروانہ ملنا(۱)

دوسرے دن جب رات کے سیاہ پردے سے ستاروں کا بادشاہ ظاہر ہوا، تب ایک شترسوار دارالخلافہ کا پروانہ لے کر حاضر ہوا۔ (۲) محمد بن علی اور ابوالحسن مدائنی (۲) نے اس طرح روایت کی ہے کہ: راجہ داہر کے قتل ہونے کے موقع پر اس کی حرم سرا میں سے اس کی دو کنواری بیٹیاں گرفتار ہوکر آئیں تھیں جنھیں حبشی غلاموں کے ساتھ محمد بن قاسم نے دارالخلافہ بغداد بھیج دیا تھا۔ [جب وہ وہاں پہنچی تو] خلیفۂ وقت نے غمخواری کی خاطر انھیں حرم سرا کے حوالے کیا تا کہ دو چار دن آرام کرکے خلوت کے لائق ہوں۔ پھر چند دن بعد خلیفہ کے دل مبارک میں ان کا خیال آیا اور رات کے وقت دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ [جب وہ حاضر ہوئیں تو] خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ترجمان کو حکم دیا کہ معلوم کرے ان میں بڑی کون ہے تا کہ اسے روک

---

(۱) اس عنوان سے لے کر کتاب کے خاتمے تک جملہ حالات صرف افسانوی نوعیت کے ہیں جن کے لئے کوئی بھی تاریخی سند موجود نہیں۔ (ن۔ب)

(۲)-(۲) یہ جملہ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جس کا مدار غالبا نسخہ (پ) پر ہے۔ (ن) (ر) میں محمد بن علی ابوالحسن ہمدانی، (م) (ب) (ح) (س) (ک) میں بھی "مدائنی" کی بجائے "ہمدانی" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

لیا جائے اور اس کی چھوٹی بہن کو کسی دوسرے موقع پر بلا یا جائے۔ خدمتگار ترجمان نے ان سے نام پوچھا۔ بڑی نے کہا کہ میرا نام "سریا دیو" اور چھوٹی نے کہا کہ میرا نام "پرسل دیو" ھے۔ [اس پر اس نے] بڑی کو بلا کر چھوٹی کے متعلق اشارہ کیا کہ اسے لے جاؤ اور اس کی حفاظت کرو۔ [اس کے بعد] جوں ھی [بڑی کو] بٹھا کر اس کا منہ کھولا گیا، خلیفہ دیکھتے ھی اس کے حسن و جمال پر مفتوں ھوگیا، اس کی ظالم اداؤں نے [خلیفہ] کے دل سے اس کا صبر چھین لیا اور [ازخود رفتہ ھوکر] اس نے ھاتھ ڈال کر "سریا دیو" کو اپنی طرف کھینچا لیکن وہ [تلملا کر] اٹھ کھڑی ھوئی اور کہنے لگی: "بادشاہ قایم رھے! یہ کنیز بادشاہ کے خلوت کے قابل نہیں ھوسکتی کیونکہ اسپر عادل عمادالدین محمد بن قاسم نے پہلے ھمیں تین دن تک اپنے پاس رکھنے کے بعد پھر خلیفہ کے خدمت میں بھیجا ھے۔ کیا تمھارا یہی دستور ھے؟۔ یہ خواری بادشاھوں کے لئے جائز نہیں ھے"۔ خلیفہ پر اس وقت عشق بہت غالب ھوچکا تھا اور صبر کی مہار اس کے ھاتھوں سے چھوٹ چکی تھی، غیرت کی وجہ سے اسے تحقیق اور تصدیق کا ھوش نہ رھا فوراً ھی کاغذ اور قلم منگا کر اپنے ھاتھ سے اس نے پروانہ لکھا کہ: "محمد بن قاسم جہاں بھی پہنچا ھو اس پر لازم ھے کہ خود کو کچی کھال میں بند کرا کے دارالخلافہ کو واپس ھو"۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا اودھاپور (۱) پہنچنا اور دارالخلافہ کے پروانے کا موصول ہونا

جب اودھاپور کے شہر میں محمد بن قاسم کو یہ فرمان موصول ہوا تو اس کے کہنے پر اسے کچی کھال میں لپیٹ کر اور صندوق میں رکھ کر [دارالخلافہ] لےجایا گیا۔ [راہ میں] محمد بن قاسم نے اپنی جان خدائے پاک کے حوالے کی اور امرا جن مقامات پر کہ ان کا تقرر ہوا تھا، قایم رہے۔ [لوگوں نے محمد بن قاسم کو خلیفۂ وقت کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے صندوق میں بند کرکے حاضر کیا اور دربانِ خاص سے کہا کہ ولید بن عبدالملک بن مروان کو اطلاع کر کہ ہم محمد بن قاسم ثقفی [۲۴۴] کو لے آئے ہیں۔ خلیفہ نے دریافت کیا کہ "زندہ ہے یا مردہ"؟ انہوں نے کہا: "خدا خلیفہ کی عمر اور عزت کو دائمی بقا عطا کرے! جب شہر اودھاپور میں فرمان ملا تب حکم کے مطابق [محمد بن قلسم نے] فوراً خود کو کچے چمڑے میں بند کرایا اور دو دن بعد [راہ میں] جان جانِ آفرین خدائے پاک کے حوالے کرکے دارالبقا کو رحلت کر گیا۔ امیروں اور بادشاہوں کو جن جن مقامات پر مقرر کیا گیا تھا وہ ان ولایتوں پر [بدستور] قابض ہیں اور [انہوں نے] ممبروں پر خلیفہ کے القاب کے ساتھ خطبے جاری کئے ہیں اور اپنی حکومت کی نگہداشت میں کوشاں ہیں"۔

(۱) (پ) (س) میں "اودھاپور"، (ن) میں "اودھاپر" اور (ر) (م) میں "اودھافر" ہے۔

Marfat.com

خلیفہ کا صندوق کھولنا

اس کے بعد خلیفہ نے صندوق کا پٹ کھول کر اس پردہ نشین عورت کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ [اس وقت] مورد (۱) کی ایک سبز چھڑی خلیفہ کے ہاتھ میں تھی جسے وہ اس کے [محمد بن قاسم کے] دانتوں پر پھیرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ : ”اے راجہ کی بیٹیو! دیکھو ہمارا حکم اپنے ماتحتوں پر اس طرح جاری ہے۔ اس لئے کہ سب منتظر اور مطیع رہتے ہیں۔ جیسے ہی ہمارا یہ فرمان اسے قنوج میں ملا ویسے ہی ہمارے حکم پر اس نے اپنی پیاری جان قربان کردی“۔

داھر کی بیٹی چنگی کی خلیفہ ولید بن عبدالملک سے گفتگو

اس پر پردہ نشین چنگی نے چہرے سے نقاب اٹھا کر اور زمین پر سجدہ کر کے کہا : خدا کرے کہ خلیفہ اپنے روزافزوں بخت اور اعلیٰ نظام کے ساتھ سالہا سال تک قایم رہے! دانا بادشاہِ وقت پر واجب ہے کہ جو کچھ بھی دوست یا دشمن سے سنے [۲۴۰] اسے عقل کی کسوٹی پر پرکھے اور دل کے فیصلوں سے [اس کا] موازنہ کرے۔ پھر جب وہ درست اور بےشبہ ثابت ہو تب انصاف کے جادے پر قایم رہ کر حکم

---

(۱) اصل عبارت ”شاخ مورد سبز“ ہے۔ مورد ایک ایسا پودا ہے کہ جس کے پھول سفید، پتیاں چمکدار اور ٹہنیاں ہمیشہ سبز اور خوشبودار رہتی ہیں۔ انگریزی میں اسے ”Myrtle“ اور یونانی میں ”Murtus“ کہتے ہیں۔ (ن۔ب)

Marfat.com

فرمائے تا کہ غضبِ خداوندی میں گرفتار اور لوگوں کے طعنوں کا شکار نہ ہو۔ حضور کا حکم تو بے شک جاری ہے لیکن دل مبارک سمجھ سے یکسر خالی ہے۔ پاکدامنی کے اعتبار سے محمد بن قاسم ہمارے لئے باپ اور بھائی جیسا تھا اور ہم کنیزوں پر اس نے کوئی دست درازی نہیں کی۔ لیکن چونکہ اس نے ہند اور سندھ کے بادشاہ کو برباد کر کے ہمارے باپ دادوں کی بادشاہت کو ویران اور ضایع کیا ہے اور ہمیں بادشاہت سے [گرا کر] غلامی کے درجے پر پہنچایا ہے اس وجہ سے انتقاماً اسے مناسب بدلہ دینے اور برباد اور دفع کرنے کے لئے ہم نے خلیفہ کے سامنے جھوٹ بولا تھا۔ ہمارا مقصد پورا ہوا اور اس جھوٹ اور فریب کے ذریعے ہمیں یہ انتقام حاصل ہوا اور خلیفہ نے حکمِ قطعی جاری کیا۔ اگر خلیفہ کی عقل پر شہوت کا پردہ نہ پڑجاتا اور [پہلے] تحقیق کرنا واجب سمجھتا تو اس پشیمانی اور ملامت سے ملوث نہ ہوتا اور اگر محمد بن قاسم کی بھی عقل و ہمت یاوری کرتی تو ایک دن کی باقی ماندہ مسافت تک چل کر آتا اور پھر وہاں خود کو چمڑے میں بند کراتا۔ چنانچہ جب تحقیق ہوتی تو آزاد ہوجاتا اور [یوں] برباد نہ ہوتا"۔ [یہ سن کر] خلیفہ کو [سخت] صدمہ ہوا اورشدّتِ افسوس میں ہتھیلیوں کی پشت کو کاٹنے لگا۔

چنگی کی دوبارہ گفتگو

پردہ نشین چنگی نے جب خلیفہ کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ خلیفہ کا غضب انتہا پر ہے۔ چنانچہ اس نے دوبارہ زبان کھولی اور کہا کہ بادشاہ نے سخت غلطی کی ہے کہ

Marfat.com

دو کنیزوں کی خاطر ایسے شخص کو [ہلاک کیا ہے] کہ جس نے ہم جیسی لاکھوں پردہ نشینوں کو قید کیا [۲۴۶] ہند و سندھ کے ستر بادشاہوں کو تخت سے تختے پر لٹایا، بت خانوں کی جگہ پر مسجدیں اور منبر تعمیر کرائے اور مینار بنوائے۔ اگر اس سے کچھ بےادبی یا غیر پسندیدہ حرکت سرزد بھی ہوگئی ہوتی تب بھی ایک خود غرض انسان کے کہنے پر محمد بن قاسم کو ہلاک نہ کرنا چاہئے تھا"۔ اس پر خلیفہ نے غضبناک ہوکر حکم دیا اور دونوں بہنوں کو دیوار میں چن دیا گیا۔

جب سے لےکر آج تک پرچمِ اسلام روز بروز سربلند اور ترقی پذیر ہے۔

دُعا

الله تعالیٰ جَلَّت قُدرَتہُ و تَقَدَّسَت اَسمَائَہُ اسلام کے گذرے ہوئے بادشاہوں کو ہمیشہ غریقِ رحمت رکھے اور شاہانِ وقت کو جو کہ اس زمانے کا قوام اور وقت کے نظام ہیں، انسانی دور کے ختم ہونے تک، تختِ مملکت پر دائم اور قایم رکھے اور ان کی ہیبت سے پرچمِ اسلام کو حوادث کی صعوبتوں اور اچانک آفتوں سے محفوظ رکھے۔ بِعَونِہ و تَوفِیقِہ۔

(۱) مخلص کتاب: منہاج الدین والملک، الحضرة الصدر الاجل العالم عین الملک (۱)

اس کے بعد یہ کتاب کہ جس کا لقب "منہاج الدین و الملک

(۱)--(۱) یہ عبارت نسخہ (ن) میں ہوبہو عنوان کے طور پر دی گئی (دیکھئے حاشیہ ص ۲۰۷)

Marfat.com

الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" ہے اور جو کہ ہند و سندھ کی فتوحات کے متعلق عرب کے عالموں اور ادیب حکیموں کی تصنیف ہے [۲۴۷] اور فکر کی صنعتوں اور فطرت کے عجائبات نیز عقل، فضیلت، دل اور ضمیر کے غرائبات سے آراستہ ہے۔ جو دوستوں کے دل اور زندگی اور انسانوں یا جنوں کے لئے باغ و بہار ہے۔ اہلِ عرب کی دانائی کی تعریف، بیان کی حد سے باہر اور لشکر کی مردانگی کی توصیف شمار سے زائد ہے۔ اس کی بنیاد حکومت کے قاعدوں کی تاسیس اور سیاست کی گرھوں کو مضبوط کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ جس کے ضمن میں دین اور دولت کی نصیحتوں اور ملک و ملت کے طریقوں کی ضمانتیں ہیں۔ حالانکہ زبان تازی اور لہجۂ حجازی میں اس کا بڑا مرتبہ تھا اور شاہانِ عرب کو اس کے مطالعے کا بڑا شوق اور اس پر بے حد فخر تھا لیکن چونکہ پردۂ حجازی میں تھی اور پہلوی زبان کی تزئین اور آرائش سے عاری تھی اسی وجہ سے عجم میں رائج نہ ہوسکی۔ اہلِ فارس

(بقیہ حاشیہ ص ۳۵۶)

ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم نے اعراب کا اضافہ کیا ہے اور "سماءالدین" کی جگہ "منہاج الدین" دیا ہے اور کوئی ترمیم نہیں کی۔ دوسرے نسخوں میں بھی "منہاج الدین" کی جگہ پر "سماءالدین" ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۴۷) مگر چونکہ عنوان کے نیچے دوبارہ کتاب کے دیئے ہوئے لقب میں "منہاج الدین" ہے اس لئے ہم نے عنوان میں بھی "سماءالدین" کی جگہ پر "منہاج الدین" رکھا ہے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۲۴۷]۔ (ن-ب)

Marfat.com

کے کسی آرائش کرنے والے نے اس فتح نامہ کی عروس کو نہ سنگارا اور زبان و عدل کے نگارخانے اور حکمتوں کے بُغچے میں سے اسے کوئی لباس نہ پہنایا۔ نہ عقل کے خزانے سے اسے کوئی زیور پہنایا اور نہ میدانِ فصاحت اور گُلزارِ بلاغت سے کسی شہسوار نے اس میدان میں گھوڑا دوڑایا۔ لیکن جب زمانے کے سخت حادثوں نے اس شکستہ [حال مصنف] کی جانب [رخ کیا] اور دنیا کی سختیوں اور حادثات کی صعوبتوں نے سینے کے سفینے میں ڈیرہ جمایا، ہر قسم کی پریشانیاں موجود اور دلداری کے سارے ذرایع مفقود ہوگئے، اور ہر طرح کے خطرات اور دغا کے اسباب دکھائی دے رہے تھے تب اسی حال میں بندے کے نامکمل ذھن نے یہ کتاب مکمل کی۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن [۳۴۸]۔

Marfat.com

تشریحات و توضیحات

اس باب میں کتاب کے کچھ خاص حوالوں کی تشریح اور بعض پیچیدگیوں کی توضیح کی گئی ہے۔ ہر تشریح کی ابتدا میں دیئے ہوئے اعداد اس ترجمے کے صفحات اور اس کے بعد بریکیٹ میں دیئے ہوئے اعداد اصل فارسی ایڈیشن کے صفحات ظاہر کرتے ہیں جو کہ ہمارے ترجمے کے متن میں بھی اسی طرح دیئے گئے ہیں۔ شمس العلماء ڈاکٹر داؤد پوٹہ مرحوم کے فارسی ایڈیشن سے اخذ کردہ وضاحتوں کے آخیر میں (ع۔م) کے حروف، ہوڑی والا کی کتاب "Studies in Indo-Muslim History" سے لئے ہوئے حواشی اسی کے نام سے منسوب کئے گئے ہیں اور اس ترجمے کے ایڈیٹر ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی دی ہوئی تشریحات کے آخیر میں (ن۔ب) کے حروف دیئے گئے ہیں۔

۷/[۶] قباجۃالسلاطین: مراد ناصرالدین قباچہ۔ لفظ "قباچہ" فارسی زبان میں "قبا" کی تصغیر ہے، یعنی چھوٹی

Marfat.com

قبا یا کُرتہ۔ لیکن یہاں یہ لفظ غالباً ترکی مستعمل ہوا ہے جس کے معنی ہیں "بڑا اور عالی شان" اسی لحاظ سے "قباجة السلاطین" کے معنی ہوں گے "سب سے بڑا بادشاہ"۔ ناصرالدین قباچہ کے مزید حالات کے لئے دیکھئے "طبقات ناصری" صفحات ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۷۲ اور ۱۷۴ - (ع-م) -

۷/[۶] سلطان ابوالمظفر محمد بن سام: یعنی سلطان معزالدین محمد بن سام غوری جو کہ تاریخ ہند میں شہاب‌الدین غوری (۵۹۹-۶۰۲ھ) کے نام سے مشہور ہے۔ (ع-م)۔

۷/[۷] قسیم امیرالمومنین ابوالفتح قباجة السلاطین: مراد ناصرالدین قباچہ ہے جسے ان القابوں سے یاد کیا گیا ہے۔ عوفی نے خود قاضی تنوخی کی "کتاب الفرج بعد الشدة" کے کئے ہوئے فارسی ترجمے کے مقدمے میں ناصرالدین قباچہ کو "ابوالفتح قباجة السلاطین قسیمِ امیرالمومنین" کے القاب کے ساتھ لکھا ہے۔ دیکھئے مقدمہ جوامع‌الحکایات مطبوعہ لندن ۱۹۳۹ع ص ۱۰ (ن-ب)۔

غوری بادشاہ "قسیم امیرالمومنین" کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور غوری غلام بھی کہ جنھوں نے ایک مدت تک ہندوستان میں حکومت کی، اسی لقب سے پکارے جاتے تھے۔ ناصرالدین قباچہ بھی سلطان معزالدین محمد بن سام غوری کے غلاموں میں سے ایک تھا اور سلطان قطب‌الدین ایبک کی دو بیٹیوں کو یکے بعد دیگر نکاح میں لایا تھا۔ چنانچہ فتحنامہ کے مصنف نے بھی اسے اسی لقب کے ساتھ لکھا ہے۔ غوری بادشاہوں کو یہ لقب کیوں دیا گیا اس کے لئے دیکھئے "طبقاتِ ناصری" ص ۳۷-۳۸ - (ع-م) -

۱۰/[۹] امیر عمادالدولة والدین: فتحنامہ کے اس صفحہ نیز

Marfat.com

آیندہ صفحات پر محمد بن قاسم کو "عمادالدین" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے جو کہ فارسی میں فتحنامہ کے مترجم علی کوفی کی طرف سے اضافہ معلوم ہوتا ہے اور جسے فرشتہ (برگس ۳x۴ . ۴) نے بھی استعمال کیا ہے۔ فارسی مترجم نے دوسری جگہ ص ۱۲۷ فتحنامہ میں محمد بن قاسم کو "کریم‌الدین" بھی لکھا ہے۔ غالباً مترجم کے زمانے میں ایسے القاب کا عام رواج تھا۔ جس سے متاثر ہوکر اس نے محمد بن قاسم کے لئے اپنی طرف سے یہ لقب استعمال کیا۔ ورنہ درحقیقت محمد بن قاسم کے زمانے [پہلی صدی ہجری کے اواخر] میں ایسے القاب ناپید تھے اور کسی بھی عربی تاریخ میں محمد بن قاسم کے لئے ایسے القاب استعمال نہیں کئے گئے البتہ عربی رواج کے مطابق محمد بن قاسم کی ایک خاص کنیت "ابوالبہار" تھی۔ عربی لغت "تاج العروس" کا مصنف، مشہور عرب عالم سرزبانی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ: محمد بن قاسم کو "بہار" نامی ایک پودے سے خاص لگاؤ تھا جس کی وجہ سے وہ "ابوالبہار" کی کنیت سے پکارا جانے لگا۔ تاج کا مصنف، الجوہری کے حوالے سے مزید لکھتا ہے کہ "بہار" ایک پودا ہے جو بہار کے موسم میں اُگتا ہے۔ عرب اسے العرار، العرارۃ، عین‌البقر، اور بہارالبرّ کے ناموں سے پکارتے ہیں۔ (اھ)۔ محمد بن قاسم کی کنیّت کے بارے میں تاج‌العروس کا یہ حوالہ بڑا قیمتی اور نایاب ہے جس کی بنا پر فارسی مترجم کے اختیار کئے ہوئے القاب "عمادالدین" اور "کریم‌الدین" کی تردید بھی ہوتی

Marfat.com

ھے اور محققین و مورخین کے لئے محمد بن قاسم کے صحیح نام "ابوالبہار محمد بن القاسم ثقفی" کی تصدیق بھی۔ (ن۔ب)۔

۱۱/[۹] اروڑ: ہم اس صفحے کے متن کے حاشیے میں یہ بتا چکے ھیں کہ فتحنامہ اور قدیم نسخہ (پ) کا تلفظ "اروڑ" ھے اور باقی دوسرے سارے نسخوں کا "الور" ھے۔ بلاذری (فتوح البلدان، مطبوعہ یورپ ص ۴۱-۴۳۹، ۴۴۰)، یعقوبی (مطبوعہ یوروپ ۲x۳۴٦)، ابن الاثیر (مطبوعہ مصر ص ۴x۲۵۸، ۲۸۲)، ابن حوقل (مطبوعہ یوروپ ص ۲۳۰ اور یاقوت [معجم البلدان (الرور)] وغیرھم عرب مورخوں اور جغرافیہ دانوں نے اس شہر کا نام "الرور" لکھا ھے، جس کے شروع کا "ال" غالباً معرفہ کا ھے۔ گمانِ غالب ھے کہ قبل ازاسلام اس مقام کا نام "رودہ" تھا جس کے معنی نہر یا دریا کے ھیں۔ حمزہ اصفہانی کا قول نقل کرتے ہوئے یاقوت لکھتا ھے کہ دریائے سندھ کا قدیم ایرانی نام "سہران رود" تھا۔ [معجم البلدان (سہران)]۔ چونکہ اس کے قریب دریائے مہران دو شاخوں میں بٹا ھوا تھا، اس لئے یا شاید ان دونوں شاخوں میں سے مشرقی شاخ کی نسبت سے ھی اس مقام کا نام رود یا نہر پڑگیا۔ محب اللہ بکھری اپنی ایک مختصر تاریخ (قلمی تصنیف) کے دوسرے باب "در تفصیلِ امصار و بلاد و حصار و قصبات سندھ و وجہ تسمیہ و لغت آنہا" میں لکھتا ھے کہ: کسریٰ نوشیروان کے عہد میں اس شہر کو ایک تاجر مسمیٰ "مہماس بن اروخ بن ھلاج ارمنی" نے آباد کیا تھا۔

Marfat.com

یہ روایت بھی اس شہر کی بنیاد کو ایرانی عہدِ اقتدار سے وابستہ کرتی ھے اور اسی لحاظ سے اس شہر کا ابتدائی فارسی الاصل نام "رود" کسی قدر قرینِ قیاس معلوم ھوتا ھے جو غالباً مقامی لہجے کے مطابق بدل کر "رور" ھوا۔ عربوں نے اسے "الرور" کہا جس کے تلفظ مقامی لہجے کے اعتبار سے دو ھوئے۔ "ارور" (عربی اصول کے مطابق "ل" کے حذف سے) اور "الور" (بہ قاعدہ "ل" کو قایم رکھنے اور "ر" کے حذف کر دینے سے)۔ یہ دونوں تلفظ کم و بیش ان آخری ایام تک رائج رھے۔ تعجب ھے کہ سندھی مورخوں مثلاً میر معصوم اور میر علی شیر قانع وغیرہ نے "الور" کا تلفظ اختیار کیا ھے حالانکہ "ارور" نسبتاً زیادہ صحیح ھے۔ محقق بیرونی کتاب‌الھند (متن ص ۱۰۰، انگریزی ترجمہ ۱، X.۲۰) میں اس شہر کا نام واضح طور پر "ارور" لکھتا ھے اور آج تک سندھ کے لوگ بھی اسی تلفظ کی مناسبت سے اس شہر کو "اروڑ" کہتے ھیں۔ اس قدیمی شہر کے آثار روھڑی سے تقریباً تین میل جنوب مشرق کی طرف "مشرقی نارے" کے سابقہ پیٹے کے مغرب اور موجودہ "نئیں واہ" (نئی نہر) کے شمال میں ٹیکرے پر موجود ھیں اور جہاں آج تک "اروڑ" نام کا گاؤں آباد ھے۔ ٹیکرے کے نیچی شمال مغرب کی سمت دریا کے قدیمی بہاؤ کا پیٹا صاف طور پر دکھائی دیتا ھے۔

یہ شہر قبل از اسلام رائے خاندان اور برھمن خاندان کے عہد سے لے کر عربوں کے عہدِ حکومت کے اوائل تقریباً سنہ ۱۲۵ھ

Marfat.com

تک سندھ کا پایۂ تخت رہا جس کے بعد منصورہ دارالحکومت بنا۔ (ن۔ب)۔

۱۱ /[۹] بکھر: شہر بکھر کا یہ حوالہ تقریباً ۶۱۳ھ کا ہے جب کہ فتحنامہ کا مولف علی کوفی، عربی تاریخ کا مواد فراہم کرنے کے لئے "اُچ" سے روانہ ہوکر اروڑ اور بکھر آیا۔ اُس وقت تک وہاں کے امام عربوں کے ثقفی خاندان میں سے تھے جو غالباً محمد بن قاسم کی فتوحات کے وقت سے وہاں آباد تھے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ "اروڑ" کے ساتھ "بکھر" کا قدیم شہر بھی محمد بن قاسم کے وقت میں موجود تھا۔ محمد بن قاسم کی فتوحات کے سلسلے میں مورخ بلاذری (فتوح البلدان، مطبوعہ یوروپ ص ۴۴۰-۴۴۱) نے بھی دو شہروں کے نام "الرور و بغرور" ساتھ ساتھ استعمال کئے ہیں جن سے "اروڑ اور بکھر" ہی سمجھے جانے چاہئیں۔(ن۔ب)

۱۳ /[۱۱] شرف‌الملک رضی‌الدولۃ والدین: متن کی عبارت سے ظاہر ہے کہ وزیر شرف‌الملک رضی‌الدین، فتحنامہ کے مولف علی کوفی کا مربّی تھا۔ آگے چل کر صفحہ ۱٦ پر بیان کیا ہے کہ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضہ کی اولاد میں سے تھا اور اس کے بیٹے وزیر عین‌الملک کے دیئے ہوئے پورے نام سے یہ ثابت ہے کہ اس کا نام ابوبکر تھا۔ "نوّرالله مضجعه و طیب ثراه" کے دعائیہ فقرے سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ کے انتساب کے وقت (۶۱۳ھ) میں وزیر شرف‌الملک فوت ہوچکا تھا۔ (ن۔ب)

Marfat.com

شرف الملک رضی الدین ابوبکر، ناصرالدین قباچہ (٦٠٢-٦٢٥ھ)
کا وزیر تھا۔ مصنف عوفی نے اپنی تاریخ "لباب الالباب" میں
اس کی مدح میں مندرجہ ذیل رباعی قلم بند کی ہے:

اے صدر بعز ملک عجم چون تو نیافت
شہ صاحب فرخندہ قدم چون تو نیافت
بسیار بگشت روز و شب دست بدست
تیغ و قلم و عدل و کرم چون تو نیافت

(ع - م)

١۴ /[١٢] عین الملک......حسین بن ابو بکر الاشعری :-
پورا نام اس طرح ہے "عین الملک فخرالدولۃ والدین، نظام الاقالیم، جلال الوزرا، حسین بن ابی بکر بن محمد الاشعری"۔ یہ وزیر عین الملک فخرالدین حسین، مذکورہ بالا وزیر شرف الملک رضی الدین ابوبکر کا بیٹا ہے اور علی کوفی نے فتحنامہ اس سے منسوب کیا ہے۔ غالباً وزیر شرف الملک کی وفات کے بعد ھی عین الملک، ناصرالدین قباچہ کا وزیر ھوا۔ وہ عالموں کا بڑا قدردان اور مربّی تھا اور اسی کے عہدِ وزارت میں ھی مصنف عوفی نے اپنی کتاب "لباب الالباب" (١٨-٦١٧ھ/ ١٢٢٢ع) شہر اُچ میں مکمل کرکے اس کے نام منسوب کی۔ دیکھئے مقدمہ جوامع الحکایات، لندن، ١٩٢٩ع ص ١٢۔ (ن۔ب)۔

سنہ ٦٢٥ ھجری میں جب التمش کے وزیر نظام الملک جنیدی نے سندھ میں آکر ناصرالدین قباچہ کو قلعہٴ بکھر میں

Marfat.com

محصور کیا اور قباچہ نے ذلت کی موت سے بچنے کے لئے مہران میں کود کر خودکشی کرلی تب اس کے باقی ماندہ ملازم جن میں وزیر عین الملک، اس کا بھائی بھاءالدین حسن، "لباب الالباب" کا مصنف عوفی اور "طبقات ناصری" کا مصنف منہاج سراج بھی شامل تھے، التمش کی خدمت میں چلے گئے - (ع-م)-

اسی سال (سنہ ۶۲۵ھ) سلطان التمش نے اپنے بیٹے شہزادہ رکن الدین فیروز کو بدایون کا گورنر مقرر کیا اور عین الملک کو بھی نوازا اور اس کا دیوان یا وزیر مقرر کیا- دیکھئے "طبقات ناصری" ص ۳۷-۱۷۲، ۸۲-۱۸۱، اور تاریخ ایلیٹ ڈاؤسن، جلد ۲ صفحات ۳۲۵ اور ۳۳۰ (ہوڑی والا ص ۸۰)-

۱۸ / [۱۰] دیبل :- اس شہر کی قدامت کے بارے میں فتحنامہ کے اس حوالے سے یہ گمان ہوتا ہے کہ رائے خاندان کے عہد (چھٹی صدی عیسوی) میں دیبل موجود تھا- اس شہر کے بارے میں سب سے پہلا تاریخی حوالہ بلاذری کی "فتوح البلدان" میں ملتا ہے جس کے مطابق سنہ ۱۵ھ (۳۷-۶۳۶ع) میں حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں عمان کے گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی نے اپنے بھائیوں، مغیرہ اور حکم کی سرکردگی میں ایک لشکر سمندر کی راہ سے بھیجا تھا جس نے ہندوستان کے مغربی ساحل کی تین بندرگاھوں دیبل، بھروچ اور تھانہ پر فتوحات حاصل کی تھیں - اس کے بعد مسلمان جرنیلوں، عبیداللہ بن نبہان اور بدیل بن طھفة البجلی

Marfat.com

کے دیبل پر ۷۱۱ع سے قبل کے حملوں، محمد بن قاسم کی ۷۱۲ع میں دیبل کی فتح اور اس کے بعد سندھ میں عربوں کے دورِ حکومت میں دیبل کے بارے میں مسلسل حوالے ملتے ہیں۔ عرب سیاحوں اور جغرافیہ دانوں میں مسعودی (۹۴۲-۴۳ع)، اصطخری (۹۵۰-۵۱)، ابن حوقل (۹۴۳-٦۸ع) اور آخر میں مقدسی (۹۸۵-۸٦ع) خود دیبل میں آئے اور اپنے چشم دید حالات قلم بند کئے۔ اس کے علاوہ سنے ہوئے بیانات کی بنیاد پر سفرنامہ مسعر بن مہلهل (۹۴۲-۴۳ع)، حدودالعالم (تصنیف ۹۸۲ع)، بیرونی "کتاب‌الهند" (اوائل گیارھویں صدی عیسوی)، ادریسی (۱۱۵۰-۵۱ع)، سمعانی (۱۱۷۹-۱۲۲۹ع) اور یاقوت "معجم‌البلدان" (۱۲۲۴-۲۸ع) میں دیبل کے بارے میں متعدد حوالات ملتے ہیں۔ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں بھی سلطان معزالدین محمد بن سام غوری کی فتح دیبل (۱۱۸۲-۸۳ع) اور سلطان جلال‌الدین خوارزم شاہ کی فتح دیبل (۱۲۰۴ع) کے حوالے موجود ہیں۔

یہ سارے حوالے سندھ کے اس قدیمی شہر دیبل کے بارے میں ہیں کہ جس کا اس فتحنامہ میں متعدد بار ذکر آیا ہے اور جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا۔ انہیں وجوہ کی بنا پر تاریخ کی روشنی میں کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ تقریباً چھٹی صدی عیسوی سے لےکر تیرھویں صدی عیسوی کے نصف (۱۲۰۴ع) تک دیبل بندر بہتر یا زبوں حالت

Marfat.com

میں قایم رہا (۱)۔ گمان غالب ہے کہ دسویں صدی عیسوی میں عربوں کی حکومت کے زوال کے ساتھ ان کی طاقت کے مرکز دیبل کی اہمیت اور حفاظت بھی کم ہونے لگی۔ دوسری طرف مقامی حالات کی تبدیلی اور دریائے سندھ کے

(۱) سنہ ۱۹۵۱ع میں، کراچی کی مجلس علمیہ کے ایک اجلاس میں دیبل کے محلِ وقوع کے موضوع پر راقم الحروف نے ایک مقالہ پڑھا تھا۔ اس موقع پر شمس العلماء ڈاکٹر دائود پوٹہ مرحوم نے راقم الحروف کی توجہ سیوطی کی کتاب "تاریخ الخلفاء" میں دیبل کی تباہی کے بارے میں ایک حوالے کی طرف مبذول کرائی جس کے مطابق دیبل سنہ ۲۸۰ھ میں ایک خوفناک زلزلے میں تباہ ہوا تھا۔ راقم الحروف نے اس حوالے کو مقالہ میں تو داخل کیا لیکن اسے ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا اور اس پر تنقید کی۔ (دیکھئے "دیبل کا ممکن محلِ وقوع" کے عنوان سے میرا انگریزی مقالہ مطبوعہ "اسلامک کلچر" حیدرآباد دکن ماہ جولائی ۱۹۵۲ع ص ۳۷)۔ اس کے بعد مزید تحقیق سے معلوم ہوا کہ درحقیقت سیوطی کی "تاریخ الخلفاء" (مطبع منیریہ مصر، ۱۳۰۱ھ) غالباً کسی غلط قلمی نسخے کے مطابق طبع ہوئی جس میں شہر "اردبیل" کی جگہ "دیبل" طبع ہوگیا ہے۔ اس کی دلیل قاطع یہ ہے کہ سیوطی نے زلزلوں پر ایک خاص کتاب "کشف الصلصلہ عن وصف الزلزلہ" کے نام سے لکھی ہے جس کا لب لباب فاضل مستشرق اے۔ سپرینگر (A. Sprenger) نے اپنے انگریزی ترجمے میں دیا ہے جو کہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے جرنل سال ۱۸۴۳ع میں صفحات ۷۴۱-۴۹ پر شایع ہوچکا ہے۔ اس ترجمے کے ص ۷۴۳ پر واضح طور پر درج ہے کہ سنہ ۲۸۰ھ والا زلزلہ "اردبیل" میں آیا تھا جس کا "دیبل" سے کوئی تعلق نہیں (ن۔ب)۔

Marfat.com

مدخل کی شاخوں کے تغیر و تبدل کے سبب، دریا کی ایک شاخ پر ایک نئی بندرگاہ کے لئے سازگار ماحول پیدا ہوگیا جس کا نام "لوہارانی" پڑگیا۔ گیارھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں محقق بیرونی "دیبل" کے ساتھ اس نئی بندرگاہ "لوہارانی" کا بھی ذکر کرتا ہے۔ غالباً اس نئی بندرگاہ کی سہولت نے "دیبل" کی اہمیت کو رفتہ رفتہ ختم کردیا اور آیندہ دو صدیوں میں دیبل بالکل ویران ہوگیا۔ چنانچہ سنہ ۱۳۳۴ع میں جب ابن بطوطہ دریائے سندھ کی راہ سے نیچے سمندر کی طرف گیا تو اس نے "لاہری بندر" ہی کو اوج پر دیکھا، البتہ اس نئی بندرگاہ سے ۶-۷ میل دور اس نے ایک ویران شہر کے کھنڈرات بھی دیکھے تھے جو کہ شاید قدیمی دیبل کے تھے۔

بہرحال تقریباً چھ سو برس تک دیبل سندھ کا ایک مشہور بندر رہا اور اسی وجہ سے اس مدت میں سندھ کی سیاسی اور اقتصادی تاریخ گویا دیبل سے وابستہ تھی۔ حالانکہ دیبل بندر اجڑ گیا تھا لیکن اہلِ سندھ نے اس نئی بندرگاہ کو بھی دیبل کے نام سے پکارا کیونکہ گذشتہ چھ سو برس کے اندر "بندر" اور "دیبل" لازم و ملزوم ہوچکے تھے۔ بعد کے زمانے کی تاریخ اس رواجی صداقت کی تصدیق کرتی ہے کہ سولھویں صدی عیسوی میں پرتگیزیوں نے اسی "لاھری بندر" کو "لاھوری بندر"، "دیونل" اور "دیونلسند" کے ناموں سے لکھا ہے اور اس کے بعد انگریزوں نے بھی اسے "سٹی د یونل" اور "لاڑی بندر"

Marfat.com

کے نام سے پکارا (۱)۔ اسی دور میں ٹھٹھہ نے بھی ایک دریائی بندرگاہ کی اہمیت حاصل کرلی تھی اور اسے بھی "دیبل" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ چنانچہ ابوالفضل نے "آئین اکبری" میں ٹھٹھہ کو "دیبل" لکھا ہے اور اسی وقت میر معصوم بھی یہی لکھتا ہے کہ اس کے زمانے میں "لاھری بندر" اور "ٹھٹھہ" دونوں کو "دیول بندر" کہا جاتا تھا (تاریخ معصومی فارسی ص ٦)۔ چونکہ قدیم زمانے سے "لاھری بندر" کا نام بھی "دیبل" پڑ چکا تھا، اسی وجہ سے ہمارے بعد کے مورخ میر علی شیر قانع نے "لاھری بندر" کو "پرانا دیبل" سمجھا (تحفۃ الکرام ۳x۴ ۵-۲۵۳) اسی طرح "پیر پٹھا" کو جو کہ بگھاڑ شاخ پر ایک بندرگاہ تھی اسے بھی مقامی طور پر دیبل کہا گیا جیسے کہ میر علی شیر قانع نے تحفۃ الکرام (۳x۴۷ ۲، ۲۵۲) میں وہاں کے مدفون بزرگ شیخ حسین عرف "پیر پٹھا" کو "دیبلی" لکھا ہے۔

مذکورہ توضیح سے یہ معلوم ہوگیا کہ حالانکہ اصل "دیبل" کہ جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا تھا وہ انقلاب زمانہ سے برباد ہوگیا تھا تاہم یادگار کے طور پر اس کا نام چلتا رہا اور لوھارانی یا لاھری یا لاھوری بندر اور ٹھٹھہ دونوں دیبل کہے جانے لگے تھے اسی وجہ سے ان دونوں میں سے کسی بھی ایک کو اصلی یا قدیم دیبل بندر سمجھنا غلط

(۱) تصدیق کے لئے دیکھئے ہیگ (Haig) کی کتاب "The Indus Delta Country" مطبوعہ لندن ۱۸۹۴ع ص ۳٦، ٦۴ اور ۷۹۔

Marfat.com

ہوگا۔ محقق بیرونی کہ جس نے سب سے پہلے "لوہارانی بندر" کا ذکر کیا ہے اس نے صاف طور پر لکھا ہے کہ دیبل ایک ساحلی بندرگاہ تھی اور لوہارانی اس سے علیحدہ مشرق کی طرف دریائے سندھ کی ایک شاخ کا بندر تھا (کتاب الهند، عربی متن، ص ۱۰۲)۔ ٹھٹھہ کی تو بنیاد ہی بہت بعد میں سومروں کے دور کے اواخر اور سموں کے دور کے اوائل میں تقریباً ۱۳۳۳-۳۷ع میں پڑی۔ اسی وجہ سے پاٹنجر اور کننگھام کا "لاہوری بندر" کو اصلی دیبل بندر سمجھنا یا رچرڈ برٹن، کیپٹن مکمرڈو، ڈلاروشی، رینیل، ڈبلیو ہیملٹن (بلکہ پاٹنجر اور برنس کا ان کی دوسری رائے کے مطابق) اور آخر میں ہینری کزنس کا ٹھٹھہ کو قدیم دیبل سے تعبیر کرنا بظاہر بھی غلط ہے۔ ایلیٹ، کراچی کو دیبل قرار دیتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ سنہ ۱۷۲۵ع سے پہلے کراچی کا کوئی وجود ہی نہیں تھا اور بندرگاہ کی حیثیت سے کراچی پہلے پہل سنہ ۱۷۲۹ع میں استعمال ہوا۔ میجر راورٹی، عرب مورخوں اور جغرافیہ دانوں کے حوالوں کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف کیپٹن نیوپورٹ کے بیان (سنہ ۱۶۶۶ع) کی بنیاد پر جس میں "پیر پٹھا" کو دیبل کہا گیا ہے) "پیر پٹھا" کو دیبل قرار دیتا ہے۔ جس کے متعلق ہم پہلے ہی معلوم کرچکے ہیں کہ دیبل کے زوال کے بعد جس طرح لاہری بندر کو دیبل کہا گیا تھا اس طرح "پیر پٹھا" کو بھی دیبل پکارا گیا تھا۔

Marfat.com

دیبل کی جگہ متعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت کے عرب مورخوں اور جغرافیہ دانوں میں سے بعض کی پختہ دلیلوں کا سہارا لیا جائے کیونکہ مشکوک اور وضاحت طلب حوالے کسی بھی خاطر خواہ نتیجہ پر نہ پہنچائیں گے۔ مثلاً عرب جغرافیہ دانوں نے دیبل کا طول البلد اور عرض البلد بیان کیا ہے مگر وہ خود وضاحت طلب ہے۔ اول تو ہر ایک مصنف نے طول و عرض کے مختلف درجے دیئے ہیں اور دوسرے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان میں سے ہر ایک نے طول البلد کا شمار کس مقام سے کیا ہے۔ اسی طرح عرب جغرافیہ نویسوں نے دیبل کے فاصلے بھی تحریر کئے ہیں لیکن یہ سب بھی تشریح طلب ہیں یعنی اول تو جن شہروں سے دیبل کے فاصلے دیئے گئے ہیں خود ان شہروں کا مقام نامعلوم ہے، دوسرے یہ فاصلے دنوں کی مسافت یا منزلوں، مرحلوں کے اعداد یا فرسخوں اور میلوں میں دیئے گئے ہیں لیکن کیا کہا جاسکتا ہے کہ ایک دن کی مسافت سے کتنا فاصلہ سمجھنا چاہئے یا اس وقت کے رائج فرسخوں یا میلوں سے کتنا فاصلہ تصور کیا جائے۔ ان مشکوک اندازوں کا نتیجہ یہ ہے کہ دو محققوں الیٹ اور ھیگ نے دیبل کو متعین کرنے کے لئے اپنے دلائل کا مدار عرب مورخوں کے دیئے ہوئے فاصلوں پر رکھا ہے لیکن اس کے باوجود الیٹ کراچی کو دیبل قرار دیتا ہے اور ھیگ نے کراچی سے تقریباً ۵۰ میل جنوب مشرق کی طرف "ککڑ بکیرا" یا "بیگ چھگیو" (ٹھٹھ سے

Marfat.com

تقریباً ۲۰ میل جنوب مغرب کی طرف) کے مسمار کھنڈرات کو دیبل قرار دیا ہے۔

ہمارے خیال میں دیبل کا محلِ وقوع متعین کرنے میں پہلا حل طلب اصولی سوال یہ ہے کہ آیا دیبل مہران کے کنارے پر یا اس کی کسی شاخ کے پہلو میں یا ساحلِ بحر پر اور یا سمندر کی کسی خلیج کے دامن میں واقع تھا؟ اس سلسلے میں یہ حوالے قابل غور ہیں کہ بقول ابنِ خردازبہ، دیبل مہران کے کنارے پر نہیں بلکہ اس کے مدخل سے دو فرسنگ دور تھا، اصطخری واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ دیبل مہران کے مغرب کے طرف ساحلِ سمندر پر واقع تھا۔ مسعودی کہتا ہے کہ مہران کا مدخل دیبل سے دو دن کے فاصلے پر تھا، ابنِ حوقل لکھتا ہے کہ شہر دیبل مہران کے مغرب میں سمندر کے کنارے تھا اور بقول مقدسی دیبل ایک ساحلی شہر تھا۔ یاقوت، مسعر بن مہلهل کے حوالے سے ظاہر کرتا ہے کہ دیبل سمندر کے کنارے پر تھا۔ بیرونی کی تحقیق کے مطابق دیبل بحری ساحل پر تھا اور لوھارانی بندر اس کے مشرق کی طرف مہران کے مدخل کے قریب تھا۔ الخوارزمی (کتابِ صورۃالارض میں) لکھتا ہے کہ دیبل سمندر پر تھا۔ قلقشندی ایک قدیم کتاب "اللباب" کے حوالے سے لکھتا ہے کہ "تحقیق دیبل بحرِ ہند کے ساحل پر ہے"۔

ان حوالوں میں سے اصطخری، مسعودی اور ابنِ حوقل کے بیانات چشم دید ہیں۔ ان بیانات سے یہ کلی نتیجے نکلتے

Marfat.com

هیں کہ : ۱- دیبل سہران یا اس کی کسی شاخ کے کنارے پر نہ تھا۔

۲- دیبل سہران کے مدخل سے کافی فاصلے پر مغرب کی طرف تھا۔

۳- دیبل بحری ساحل کا بندر تھا۔

ان یقینی نتائج کے بعد ٹھٹھہ، پیر پٹھا یا لاھری بندر کو دیبل سمجھنا غلط ھوگا۔ دیبل کو لازمی طور پر مذکورہ سورخوں کے وقت والے سہران کے مدخل سے مغرب کی سمت ساحلِ بحر پر تلاش کرنا چاھئے۔

اب سوال یہ ھے کہ اس عربی دور حکومت کے عرصے میں سہران کا مدخل کہاں تھا؟ اس بارے میں ایک خاطر خواہ حوالہ سوجود ھے۔ محمد بن قاسم نے جب دیبل فتح کیا (۷۱۲ع) تب خود خشکی کی راہ سے نیرون کوٹ کی طرف روانہ ھوا اور حکم دیا کہ منجنیقیں وغیرہ کشتیوں کے ذریعے لائی جائیں۔ چنانچہ "وہ کشتیاں وھاں سے اس آبی راہ سے لے گئے کہ جسے "ساکرو نار" کہتے تھے" (فتحنامہ ص ۱۱۰)۔ "ساکرہ نہر" سے مراد غالباً قدیم "بگھیاڑ شاخ ھے جو پرگنہ ساکرہ پر بہتی تھی۔ اس وقت تک وہ شاید ایک چھوٹا نالہ تھی جو غالباً تین صدیوں کے بعد یعنی گیارھویں صدی ھجری کے اوائل میں دوسرے نمبر کا چھوٹا دریا بن گیا۔ کیونکہ اسی زمانے میں محقق بیرونی نے سمندر کے قریب دریائے سندھ کی مدخل والی دو خاص شاخوں کا ذکر کیا ھے، ایک "سنھن صغریٰ" (چھوٹی شاخ) اور دوسری آگے جنوب مشرق کی سمت "سنھن کبریٰ" (بڑی شاخ) [کتاب الھند، عربی متن ص ۱۰۲]۔

Marfat.com

لوهارانی بندر اسی چهوٹی شاخ پر تها جسے موجوده تحقیق کے مطابق "بگهیاڑ" تسلیم کیا گیا هے۔ عرب جغرافیہ نویسوں کے مهران اور دیبل کے بارے میں بیانات بیرونی سے ۵۰-۶۰ سال پہلے کے زمانے کے هیں جس زمانے میں کہ بگهیاڑ بهی، مهران کے دوسرے نمبر کے مدخل کی حیثیت سے یقینی طور پر موجود رها هوگا۔ دیبل ان جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے چشم دید بیانات کے مطابق مهران کے مدخل سے بهرحال دور اور مغرب کی سمت تها۔ اسی وجہ سے دیبل کی تلاش بگهیاڑ کے پیٹے سے مغرب کی جانب ساحلِ سمندر پر کرنی چاهئے۔

بگهیاڑ کا قدیمی پیٹا تحصیل میرپورساکرو میں نمایاں طور پر موجود هے جو نشیب میں میرپورساکرو اور بُهارا کے درمیان سے مغرب کی طرف جاکر، شهر بُهارن سے تقریباً ۳، ۴ میل مغرب کی طرف بل کهاکر جنوب کی طرف هوتا هوا سیدها سمندر میں داخل هوگیا هے۔ کافی وثوق کے ساتھ کها جاسکتا هے کہ دیبل، بگهیاڑ کے اسی قدیم پیٹے سے لے کر کراچی تک، درمیان میں کسی مقام پر تها۔ دیبل کی تلاش اور تحقیق کے بارے میں یہ نتیجہ فیصلہ کن سمجهنا چاهئے۔

اب کراچی سے لے کر نیچے جنوب مشرق کی طرف بگهیاڑ کے قدیمی پیٹے تک نئی یا پرانی جو بستیاں بهی بندرگاه کی حیثیت پاسکتی هیں وه یہ هیں: کراچی، کلفٹن، کسری (گذری)، واگهودر یا ابراهیم حیدری، بهنبهور، رتوکوٹ، ماڑی موریڑو اور ستون والی مسجد، دهاراجہ اور جاکهی بندر اور راناکوٹ۔

Marfat.com

ان میں سے کراچی، جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے، سب کے آخر میں بندر بنا اور ۱۷۲۰ع سے پہلے اس مقام پر کوئی بندرگاہ نہیں تھی۔ اسی طرح کلفٹن اور گسری (گذری) دونوں نئی آباد بستیاں ہیں جہاں کوئی بھی قابل ذکر آثار موجود نہیں۔ البتہ کلفٹن پر عبداللہ شاہ کا مزار ہے جس کی بابت ڈاکٹر داؤد پوتہ صاحب کا خیال ہے کہ بقول بلاذری (فتوح البلدان طبع یوروپ ص ۳۶-۳۵) یہ مزار عبیداللہ بن نبہان ہی کا ہے کہ جسے حجاج نے بدیل بن طھفةالبجلی سے پہلے دیبل پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ کیا تھا (دیکھئے فتحنامہ فارسی ایڈیشن، ص ۲۰۰)۔ یہ دلیل درحقیقت کچھ اتنی وزن دار نہیں ہے کیونکہ خود بلاذری کی تحریر کے مطابق تقریباً خود اس کے دنوں میں (۲۳۰-۲۲۹ھ) دیبل میں بدیل بن طھفہ کی قبر موجود تھی (فتوح، ص ۴۳۸) نہ کہ عبیداللہ بن نبہان کی۔ دوسرے یہ کہ کلفٹن والا موجودہ مزار عبداللہ شاہ بخاری سے منسوب ہے اور سندھ میں بخاری سیدوں کی آمد کا زمانہ بہت بعد کا ہے۔

"واگھودر" یا "ابراھیم حیدری" میں بےشک ویران بستی کے کچھ نشانات موجود ھیں اور ھوسکتا ہے کہ وہ دیبل ھو۔ اسی طرح بھنبھور بھی یقینی طور پر ایک قدیمی بستی ہے اور ھوسکتا ہے کہ وھی دیبل ھو۔

رتّو کوٹ، ابراھیم حیدری سے جنوب مشرق کی سمت موجودہ بحری اراضی میں واقع ایک قسم کا قلعہ ہے جس کے

Marfat.com

پتھروں اور کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیمی زمانے کا ہے۔

بھنبھور سے تقریباً ۱۰-۱۱ میل جنوب مغرب کی طرف تحصیل میرپورساکرو کے دیہہ کھیرانی میں سمندر کی موجوں کے نیچے آئی ہوئی مغربی اراضی میں بھی مسمار کھنڈرات ہیں، جنھیں اب مقامی طور پر "ماڑی موررڑو" کہتے ہیں۔ شاید یہ وہی آثار ہیں کہ جنھیں مسٹر کارٹر نے "ستون والی مسجد" کہا ہے اور "دیبل" سمجھا ہے (دیکھئے ھینری کزنس کی کتاب "سندھ کے آثار قدیمہ" ص ۲۷-۱۲۶)۔ سنہ ۱۹۴۴ع میں راقم الحروف نے ان کھنڈرات کا مشاہدہ کیا، لیکن وہاں جو پتھر کی قبریں اور قبرستان ہے وہ مکلی کے قبرستان والے زمانے یا اس سے بھی بعد کا معلوم ہوتا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے یہ علاقہ آباد تھا جس کے بعد سمندر کے نیچے آگیا۔ بہرحال اس اراضی میں بھی دیبل کا ہونا قرین قیاس ہے۔

دھاراجا، جاکھی بندر اور رانا کوٹ کے کھنڈرات "بھارن" کے شہر سے تقریباً ۵-۶ میل مغرب کی سمت اور بگھیاڑ کے قدیم پیٹے کے شمال مغرب کی جانب ہیں جس کا ہم نے سنہ ۱۹۵۲ع میں معائنہ کیا، رانا کوٹ اصل میں رانا ارجن کا قلعہ ہے جسے میاں غلام شاہ کلہوڑے نے بجار جوکھیہ کے ہاتھوں قتل کرایا تھا۔ قلعے کے مغرب میں رانا کے بیٹے "علی بن ارجن" کی قبر موجود ہے جو کہ اسلام میں داخل ہوگیا تھا اور مسلمان ہوکر فوت ہوا تھا اور جہاں تک یاد

Marfat.com

آتا ہے اس کی قبر کے کتبے پر سنہ ۱۱۰۲ ھ کندہ ہے۔ بہرحال یہ قلعہ بعد کے زمانے کا ہے۔

جاکھی بندر اور دھاراجا بندر کے آثار دریا کی ایک قدیم شاخ (پھٹی پٹٹیانی؟) کے مشرقی کنارے پر (رانا کوٹ سے ایک میل مغرب میں) موجود ھیں۔ یہ دونوں مقامی نام ھیں جن کا قدیم تاریخ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ جاکھی بندر جنوب کی سمت اور دھاراجہ اس سے ملا ھوا شمال کی طرف ہے اور یہ دو مختلف نام غالباً ایک ھی قدیمی بستی کے ھیں۔ گمان غالب ہے کہ یہ آثار مشہور تاریخی بندرگاہ لاھری کے ھیں۔ کیپٹن پوسٹنس ۱۸۳۴ع سے ۱۸۴۰ع کے درمیانی عرصے میں لکھتے ھوئے کہتا ہے کہ "دھاراجا پہلے ٹھٹھہ (کی تجارت) کا خاص بندر اور مشہور شہر تھا، لیکن دریا کے ردوبدل کی وجہ سے اب اس بندرگاہ کی اھمیت کم ھوگئی ہے.......... اس وقت دھاراجا یا لاھری بندر کی بجائے کراچی ھی کو بندرگاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے" (۱)۔

اس وضاحت کی بنا پر واگھودر، بھنبھور اور ماڑی مورڑو، ستون والی مسجد میں سے کسی بھی ایک کو دیبل قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ھر مقام پر محکمۂ آثارِ قدیمہ کی طرف سے کھدائی اور مزید تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے اور

(۱) دیکھئے کیپٹن بوسٹنس کی کتاب "Personal Observation of Sind" مطبوعہ لندن ۱۸۴۳ع، ص ۲۷ اور ۱۷۔

Marfat.com

اس کے علاوہ بھنبھور سے لے کر دھاراجا تک کے بحری ساحل کی بھی چھان بین کر کے باقی ماندہ کھنڈرات کا پتہ لگانا ہے۔ کسی ایسی مکمل جستجو کے بعد ہی کسی یقینی نتیجے پر پہنچا جاسکے گا۔ فی الحال تاریخ کی روشنی اور محکمۂ آثار قدیم کی جانب سے کی گئی اس وقت تک کی تحقیقات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ بھنبھور کے کھنڈرات کا دیبل ہونا زیادہ ممکن اور قرینِ قیاس ہے۔ ہمارے اس نظریہ کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل قابلِ غور ہیں:-

(۱) عرب مورخوں اور جغرافیہ نویسوں میں سے بلاذری (فتوح ص ۴۳۸) اور یاقوت (المشترک ص ۱۰۲ اور معجم البلدان زیرِ عنوان "الدیبل") نے "خورالدیبل" کا ذکر کیا ہے۔ ہینری الیٹ نے "خور" کے معنی خلیج (bay) کے لئے ہیں، تاکہ اس کے اس نظریے کی تائید ہو کہ جس کے مطابق وہ کراچی کو جو کہ ایک چھوٹی سے خلیج پر واقع ہے، دیبل قرار دیتا ہے۔ لیکن خود عرب مورخوں میں قلقشندی، (صبح الاعشیٰ ۵x۳۶) ابن سعید کے حوالے سے "خور" کی معنیٰ "خلیج" لکھتا ہے۔ "خلیج" دو مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے مگر اس کے عام معنی "کھاڑی" (۱) کے ہیں۔ اگر "خورالدیبل" کے معنی "دیبل کی کھاڑی" کے لئے جائیں تو اس سے گمان واثق ہوگا کہ "دیبل" سمندر کی ایک "کھاڑی" پر واقع تھا۔

---

(۱) انگریزی میں اسے "Estuary" یا "Creek" کہتے ہیں۔ دیکھئے ھیگ کی کتاب "انڈس ڈیلٹا کنٹری" ص ۴۲، ۴۳۔

Marfat.com

چنانچہ کراچی سے لے کر "دھاراجا" کے کھنڈرات تک اس وقت تین کھاڑیاں موجود ھیں یعنی گسری والی کھاڑی، کھڈرو کھاڑی جس کے سرے پر واگھودر (ابراھیم حیدری) ھے اور سب سے اھم اور بڑی کھاڑی "گھارو" جس کے کنارے پر بھنبھور کے کھنڈرات واقع ھیں۔ بقول مقدسی ("مد" کے وقت) سمندر کا پانی دیبل شہر کے اندر بازاروں تک آجاتا تھا۔ یہ صورتِ حال صرف بھنبھور کے کھنڈرات پر منطبق ھوتی ھے۔ کیونکہ اب بھی بھنبھور شہر کے ملبے کے شمال کی طرف سے خلیج کا پانی چڑھ کر مغرب کی طرف والے تالاب تک آتا ھے جو کہ اس کے کھنڈرات کے حدود میں ھے۔

(۲) بھنبھور کے کھنڈرات، واگھودر وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ بڑے اور وسیع ھیں جنھوں نے گذشتہ صدی کے جملہ محققین کو کافی متاثر کیا ھے۔ چنانچہ ڈیوڈ راس کہ جس نے بھنبھور کا معائنہ کیا لکھتا ھے کہ "یہ بہت پرانے کھنڈرات ھیں"۔ اسی طرح پاٹنجر نے لکھا ھے کہ "قدیم زمانے میں یہ کوئی بڑا شہر تھا"۔ ایلیٹ اور کننگھام نے ان کھنڈرات کی قدامت کی بنا پر بھنبھور کو سکندر اعظم کے زمانے کا "بابریکان بندر" کہا ھے۔ ھینری کزنس جو کہ ھندوستان کے محکمۂ آثار قدیمہ کا افسر اعلیٰ تھا وہ بھی تسلیم کرتا ھے کہ "سندھ کے باشندے اسے اس صوبے کا قدیم بندرگاہ سمجھتے ھیں" اور وہ خود بھی اسے سکندر اعظم کے زمانے کا بندر تسلیم کرتا ھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بھنبھور کو دیبل کی

Marfat.com

بجائے عربوں کے زمانے کے سمندر پر واقع ایک چھوٹا حفاظتی قلعہ ٹھراتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں یہ ایک بالکل چھوٹی بستی "an insignificant site" ہے۔ ہینری کزنس کا یہ ریمارک نہ صرف مندرجہ بالا بیانات کی تردید ہے بلکہ کھنڈرات کی صورتِ حال کے بھی خلاف۔ درحقیقت بھنبھور کے کھنڈرات کافی وسیع ہیں۔ کچھ ہی کم ایک پورے بلاک میں تو ٹیلے والے قلعے کے کھنڈرات ہیں جس کے عرض کی دیوار اور اطراف کے بُرجوں کے نشانات اب تک قایم ہیں۔ اس قلعے کے جنوب کے ٹیلے پر بھی قدیم آثار کچھ ہی کم نصف بلاک میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں کمروں اور کوٹھیوں کی بنیادیں اور ایک قدیم کنواں موجود ہے۔ ٹیلے والے قلعے کے شمال مغرب میں ایک بڑا تالاب موجود ہے اور اس تالاب کے جنوب مغرب میں بھی تقریباً ایک بلاک میں کھنڈرات ہیں جن میں ٹیلے والے قلعے کے نشیب میں مغرب کی طرف، بڑے مٹکوں کی زمین دوز قطاریں عبرت انگیز ہیں۔ غرض یہ کہ بھنبھور کے کھنڈرات، ٹیلے والے بالائی سرے کے جنوبی حصے سے لے کر شمال کی جانب قدیمی راستے تک پھیلے ہوئے ہیں اور قدیمی قبرستان اس راستے کے جنوب میں بالکل ملا ہوا واقع ہے۔ ان جملہ وسیع آثار کو "چھوٹی بستی" سمجھنا حقیقت کے برعکس ہے۔

۳۔ فتحنامہ میں دیبل کے بدھ والے مندر کا ذکر ہے جو دہ چالیس گز بلند تھا۔ یہ حوالہ بھی بھنبھور کے کھنڈرات پر صادق

Marfat.com

آتا ہے۔ جہاں ایک وسیع اونچا ٹیلہ اور اس پر قدیم دیوار کے نشانات اور ایک بلند اراضی نظر آتی ہے جو غالباً اسی مندر کی تھی۔ فتحنامہ میں اس کے علاوہ محمد بن قاسم کے بیان میں اور بھی بدھ کے مندروں کے نام نظر آتے ھیں۔ مثلاً: اشبہار، کنوھار، وکربہار اور نوبہار۔ ان ناموں کے آخیر میں "بہار" یعنی "وھار" بدھ مندروں کے نام کی خصوصی علامت ہے۔ ھمارے خیال میں بھنبھور درحقیقت (بنXبھور = بنXبہار) "بنبہار" یعنی "ون وھار" کی اصلی نام کی بگڑی ھوئی صورت ہے جو غالباً دیبل والے مندر کا اصلی نام تھا۔ اسی لحاظ سے خود بھنبھور کا نام بھی دیبل کی اصلیت کی غمّازی کرتا ہے۔

۴۔ محکمۂ آثار قدیمہ کی طرف سے بھنبھور کے کھنڈرات کی جو کھدائی ھوئی ہے اور اس میں سے جو چیزیں برآمد ھوئی ھیں وہ بھی اس نظریے کی تائید کرتی ھیں کہ غالباً یہی دیبل کی قدیم بستی ہے۔

محکمۂ آثارقدیمہ کی طرف سے پہلے سنہ ۱۹۲۰ اور ۱۹۳۰ع کے درمیان ان کھنڈرات کی جو کھدائی کی گئی اس میں بالکل ایسی ھی چیزیں برآمد ھوئیں جیسی کہ سندھ کے عربی دور حکومت کے مرکز منصورہ سے ملی تھیں۔ اس کے بعد دوبارہ سنہ ۱۹۵۱ع میں ان کھنڈرات کی جو کھدائی ھوئی اس کی مفصل رپورٹ شایع نہیں ھوئی لیکن اخبار ڈان (Dawn, Karachi April 29, 1961) کے ایک شمارے میں

Marfat.com

ایک بیان شایع ہوا کہ یہاں دوسری چھوٹی بڑی چیزوں کے ساتھ عربی خطِ نسخ میں لکھی ہوئی تختیاں (کتبے) اور عرب گورنر منصور کے آٹھویں صدی کے نصف آخر کے سکے پائے گئے۔ ہمارے خیال میں منصور بن جمہور کے سکے اس نظریے کی مزید تائید کرتے ہیں کہ بھنبھور کے کھنڈرات قدیمی دیبل بندر ہی کے ہیں۔ منصور بن جمہور الکلبی نے، اموی عہد کے زوال کے وقت تقریباً ۱۳۰ھ کی ابتدا (۷۴۷ع کے اواخر) میں عراق سے آکر سندھ پر قبضہ کیا تھا اور یہاں اپنی خود مختار حکومت قایم کی تھی جو کہ تقریباً سنہ ۱۳۴ھ کے نصف آخر تک (۷۵۱ع کے آخر تک) برقرار رہی اور اپنی خود مختاری کے دور میں منصور نے یہ سکے جارے کئے تھے۔ منصورہ جو کہ سندھ کا دارالحکومت تھا، منصور کی طاقت کا اہم مرکز تھا۔ اس کی حکومت اور طاقت کا دوسرا مرکز غالباً دیبل تھا کیونکہ مورخ یعقوبی (۲۸۷-۹۰۴) لکھتا ہے کہ منصورہ پر قبضہ کرنے کے بعد منصور نے دیبل کو فتح کرنے کے لئے خاص طور پر اپنے بھائی منظور کو بھیجا تھا۔ محکمۂ آثار قدیمہ کی طرف سے کی گئی کھدائی میں منصورہ کے کھنڈرات سے پہلے ہی منصور کے سکے دستیاب ہوچکے ہیں۔ (دیکھو ہینری کزنس کی کتاب "سندھ کے آثار قدیمہ") چنانچہ اس کے دوسرے سکے خاص طور پر اس کی طاقت کے دوسرے مرکز دیبل میں ملنے چاہیں تھے اور جو کہ بھنبھور سے برآمد ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے موجودہ تحقیق کے مطابق بھنبھور

Marfat.com

کا دیبل ہونا زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے (ن-ب)(۱)۔

۱۸ /[۱۰] چار حکمران مقرر کئے تھے: رائے خاندان کے نظام حکومت کے لئے مزید دیکھئے ص ۴۴-۴۰۔

۱۸ /[۱۰] کردوں کے پہاڑ اور کیکانان تک: کردوں کے پہاڑ، کرمان اور مکران کے سرحدی پہاڑوں کو سمجھنا چاھئے۔ ویسے کرد قبائل زیادہ تر کرمان سے کافی دور شمال میں ایران اور عراق کی سرحد پر رہتے ھیں مگر کرد، کفچ اور بلوچ قبائل ایک ھی جیسا تاریخی پس منظر رکھتے ھیں اور کفچ (قفص یا کوچ) اور بلوچ قبائل کی بستیاں کرمان اور مکران کی سرحد پر قدیم زمانے سے قایم تھیں ۔ اندازاً نوشکی کے جنوب مغرب میں واقع پہاڑوں کو "کردوں کے پہاڑ" تصور کرنا چاھئے۔

کیکانان وہ ملک ہے جسے رائے خاندان کے زمانے میں چین کے مشہور سیاح ہوان سانگ نے (Huen Tsang) "کی-کیانگ-نا" کے نام سے پکارا ہے۔ دیکھئے کننگھام: قدیم جغرافیہ ص ۱۰۰)۔ ہوان سانگ کے بیان اور عرب مورخوں

---

(۱) اس تحقیق میں ہم نے اپنے انگریزی مضمون کا خلاصہ بعض نئی معلومات کے اضافے کے ساتھ پیش کیا ہے مگر مفصل بحث اور حوالوں کے لئے دیکھئے ہمارا اصل مضمون:۔

"The Most Probable Site of Debal, the Famous Historical Port of Sind" (Islamic Culture, Hyderabad Deccan, Issue of July 1952.

Marfat.com

کے متعدد حوالوں کی بنا پر راقم الحروف کی رائے میں ملک کیکانان، نوشکی کے قریب، قصدار اور قندابیل (گنداوا) کے درمیان والا علاقہ تھا۔ اس مقام پر رائے خاندان کی مملکت کی سرحد کا ذکر ہے اور اسی لحاظ سے مراد سرحدِ کیکانان ہے۔ یعنی کوہِ سلیمان کی قطار کا وہ حصہ جو دریائے گومل سے لے کر نوشکی تک پہنچا ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے گویا موجودہ ریاست قلات بلکہ سراوان اور جھالاوان کی ریاستیں بھی رائے خاندان کی مملکت میں شامل تھیں۔ (ن۔ب)

۱۸ / [۱۰] برھمن آباد: فتحنامہ کے قلمی نسخوں میں اس نام کی صورت خطی "برھمناباد" ہے۔ بہرحال اس نام کے آخری حصہ "آباد" سے ظاہر ہے کہ یہ اصل ایرانی نام ہے۔ تاریخ سے بھی یہ دلیل ملتی ہے کہ یہ شہر غالباً ایران کے بادشاہ "بھمن اردشیر" کے حکم سے بسایا گیا تھا اور اسی لحاظ سے اس کا اصل نام "بھمن آباد" تھا۔ بھمن اردشیر نے اپنی وسیع مملکت میں اس نام کے تین شہر آباد کئے تھے۔ ایک بھمن آباد خراسان میں جو کہ "رے" اور "نیشاپور" کے درمیان میں تھا (۱)، دوسرا [سوادِ] عراق میں جسے پہلے "ابیذ اردشیر" کا نام دیا گیا مگر بعد میں وہ بھی "بھمنیا" کہا جانے لگا اور مورخ طبری کے زمانے (۸۶۸-۹۳۲ھ) میں بھی موجود

(۱) دیکھئے ابن خرداذبہ ص ۲۳، قدامۃ (کتاب الخراج) ص ۲۰۱، اصطخری ص ۲۸۴، حدود العالم (طبع طھران) ص ۵۶، اور تاریخ بیھق ص ۲۰۴۔

Marfat.com

تھا (طبری ج-ا-ص ۶۸۷)- چونکہ سندھ کو بھی اردشیر نے فتح کرکے اپنی مملکت میں شامل کرلیا تھا اور اس کی زندگی میں یکے بعد دیگرے اس کے گورنر یہاں آتے رہے، (حمزہ اصفہانی: سنی ملوک الارض والانبیاء، ص ۱۲-۱۳) اس وجہ سے سندھ میں بھی اس کے نام کا شہر بسایا گیا ہوگا۔ "مجمل التواریخ" سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے جس کا مصنف لکھتا ہے کہ بہمن اردشیر نے یہاں دو شہر آباد کئے ایک ترکوں اور ہندیوں کی سرحد کا تعین کرنے کے لئے "قندابیل" (گنداوا) اور دوسرا بدھیہ کے علاقے میں "بہمن آباد" جسے اب منصورہ کے نام سے پکارا جاتا ہے (مجمل التواریخ، طبع طہران ص ۱۱۷-۱۱۸)۔

غالباً اس کے بہت بعد جب سندھ میں برہمنوں کا اقتدار ہوا تو اس کا نام "بہمن آباد" کی بجائے "برہمن آباد" رکھا گیا- برہمنوں کا سندھ پر قبضہ تعصب سے خالی نہ تھا۔ چنانچہ جب ہندوستان کے برہمن راجہ "قفند" نے اپنے بھائی "سامید" کو سندھ پر لشکر کشی کے لئے بھیجا تب اس نے بہمن آباد میں آتشکدہ کی جگہ پر بت خانہ تعمیر کیا تھا (مجمل التواریخ ص ۱۱۹)- بہرحال ممکن ہے کہ نام کی یہ تبدیلی اس تعصب کی وجہ سے یا برہمنوں کے اقتدار کی نسبت سے یا سندھی زبان کے مقامی تلفظ کی وجہ سے عمل میں آئی ہو- البیرونی نے (کتاب الهند، عربی متن ص ۱۳۰، ترجمہ ۲۶۰.X۱) گیارہویں صدی کے ابتدائی زمانے میں بھی اس شہر کا نام

Marfat.com

"بھمنوا" لکھا ہے جس سے اور بھی اس شہر کے اصلی ایرانی نام کی تائید ہوتی ہے۔ البیرونی مزید لکھتا ہے کہ برھمناباد درحقیقت "بھمنوا" ہے (ایضاً ترجمہ ۱X۱۶۲)۔

فتحنامہ سے ظاہر ہے کہ رائے خاندان کے زمانے میں برھمناباد علاقہ لوھانہ کا مرکزی شہر اور وھاں کے حاکم اگھم کا پایۂ تخت تھا (دیکھئے متن ص ۵۷)۔ محمد بن قاسم کی فتح کے وقت (۷۱۲ع) میں بھی برھمناباد اس خطہ کا مشہور قلعہ تھا۔ شہر اس مضبوط قلعے کے اندر واقع تھا جس کے چار دروازے تھے اور شہر کے مشرق کی سمت نہر جلوالی بہتی تھی (دیکھئے متن ص ۲۹۰-۲۹۱)۔ برھمناباد کی مرکزی حیثیت غالباً اس وقت سے کم ہوئی جب محمد بن قاسم کے بیٹے عمرو نے سندھ کے گورنر الحکم کے عہد میں (۱۱۱-۲۲/۱۲۱ھ)، اس کی شاندار فتوحات کی یادگار میں منصورہ کا شہر بسایا (بلاذری: فتوح البلدان ص ۴۴۴)، جو کہ برھمناباد سے دو فرسخ پر تھا (ایضاً ۴۳۹)۔ حالانکہ اس شہر کا نام الحکم کے دور میں حاصل کی ہوئی فتوحات کے سبب "المنصورہ" رکھا گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ شہر صوبہ برھمناباد اور سارے سندھ کا پایۂ تخت بنا اسی وجہ سے مقامی طور پر سندھ کے لوگ اس شہر کو بھی برھمناباد کہتے تھے۔ اصطخری (ص ۱۷۲) اور ابن حوقل (ص ۲۲۶) نے صاف طور پر لکھا ہے کہ سندھی میں منصورہ کو بھی "برھمناباد" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عرب مورخوں نے

Marfat.com

منصورہ کے اس نئے مقامی نام برھمناباد اور پرانے برھمناباد (جو کہ منصورہ سے دو فرسنگ دور تھا) میں امتیاز کرنے کے لئے۔ اصل برھمناباد کو (جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا) "برھمناباد العتیقة" (بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۳۹) یا برھمناباد قدیم (فتحنامہ متن ص ۱۵۶- فارسی ۱۱۰) کے نام سے پکارا ھے۔

اب سوال یہ ھے کہ وہ قدیم برھمناباد کس جگہ واقع تھا؟ اس سلسلے میں مذکورہ بالا دو حوالے بڑے قیمتی ھیں۔ ایک تو یہ کہ برھمناباد، نئے تعمیرشدہ شہر منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تھا اور دوسرے یہ کہ اس کے مشرق میں نہر جلوالی بہتی تھی۔ محکمۂ آثار قدیمہ کی جانب سے ۱۹۲۰-۱۹۲۲ع کے درمیان جو کھدائی کی گئی اس سے یقینی طور پر یہ ثابت ھوچکا ھے کہ شہداد پور سے آٹھ میل جنوب مشرق کی طرف اور نہر جمڑاؤ سے متصل مشرق کی سمت دلور کا مشہور ٹیلہ اور اس کے وسیع کھنڈرات درحقیقت عربوں کے بسائے ھوئے شہر منصورہ کے کھنڈرات ھیں، عرب گورنروں کے حاصل شدہ سکے، مٹی کے برتن اور قدیم شاھی مسجد کے آثار اس نظریہ کی تائید کرتے ھیں۔ حالانکہ محکمۂ آثار قدیمہ نے عربی تاریخ سے لاعلمی اور اس شہر کے مقامی نام "بانبھناہ" کی وجہ سے اسے "برھمناباد" قرار دیا ھے۔ لیکن قدیم برھمن آباد کو اس شہر منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تلاش کرنا چاھئے۔ اب اگر منصورہ کے کھنڈرات کے وسط

Marfat.com

کو(۱) مرکز تصور کر کے دو فرسنگوں (یعنی پانچ چھ میلوں) کے قطر کا دائرہ کھینچا جائے تو قدیم برہمن آباد کو اسی دائرے کے خط کے آس پاس ہونا چاہئے۔ منصورہ کے نواح کا معائنہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کھنڈرات کے جنوب مشرق اور شمال مشرق کی طرف اور بھی دوسرے قدیمی ٹیلے اور کھنڈرات پھیلے ہوئے ہیں۔ منصورہ کے شمال مشرق میں "جراری" نامی گاؤں ہے جس کا نام قدیمی نہر جلوالی (= جرواری = جراری) کی ایک یادگار ہے۔ اس علاقے کا ہم نے مکمل دورہ کیا ہے اور ہمارے خیال میں "گاڑھو بھڑو" (لال ٹیلہ) موضع پٹلیہ لغاری تحصیل سنجھورو کے متصل مشرق کی طرف کے کھنڈرات یا "ڈبیپر گیانگھرے کے ٹھل" (جھول کے مغرب میں) کے گرد و نواح کے کھنڈرات میں سے کسی ایک کے آثار قدیم برہمن آباد کے آثار ہیں۔ یہ دونوں کھنڈرات منصورہ سے تقریباً ۵-۶ میل یعنی دو فرسنگ کے فاصلے پر ہیں۔ (ن-ب)۔

۱۸ /[۱۰] نیرون کوٹ: فتحنامہ میں ص ۱۶۴/[۱۱۶] پر

(۱) منصورہ کے موجودہ کھنڈرات خود بڑے وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اندازاً جامع مسجد والے مقام کو شہر کی ابتدائی بنیاد والی اراضی سمجھنا چاہئے۔ ہینری کزنس کی کتاب "Antiquities of Sind" میں ان کھنڈرات کی، کی ہوئی کھدائی کے نقشے کے ذریعے جامع مسجد کی جگہ کا آسانی سے تعین دیا جاسکتا ہے۔ یہ مقام مشرق کی طرف واقع ٹیلے کے شمال مشرق میں ہے۔

Marfat.com

بیان کیا گیا ھے کہ دیبل کو فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ کی طرف کوچ کیا اور چھ دن کے سفر کے بعد آکر نیرون کوٹ پہنچا جو کہ دیبل سے پچیس فرسنگ کے فاصلے پر تھا - نیرون کے قریب "برو ری" ندی تھی جس پر چرا گاھیں تھیں لیکن مہران کا پانی اس وقت تک وھاں نہیں آیا تھا - اس بیان سے ظاھر ھوتا ھے کہ دیبل سے نیرون کوٹ جاتے ھوئے محمد بن قاسم نے مہران کو عبور نہیں کیا تھا جس کے یہ معنی ھوئے کہ نیرون کوٹ مہران کے مغرب میں تھا - دیبل سے نیرون کوٹ پچیس فرسنگ یعنی ۷۰ میل دور تھا - اگر بھنبھور کے کھنڈرات دیبل کے ھیں، جیسا کہ ھم پہلے بحث کر آئے ھیں تو بھنبھور (گھارو یا کھاڑي کے قریب سے) حیدرآباد تقریباً ۷۰ میل کے فاصلے پر ھے - حیدرآباد کے جنوب مغرب میں جہاں آج کل دریا بہتا ھے ایک نشیبی اور سرسبز اراضی ھے اور غالباً یہی "بروری" کی چراگاھوں والا خطہ تھا جہاں آکر محمد بن قاسم منزل انداز ھوا -

سندھ کی قدیمی روایات کے مطابق بھی شہر حیدرآباد نیرون کی قدیمی بستی کی جگہ پر بسا ھوا ھے (دیکھئے تحفۃالکرام، ۳×۱۷۷)- حیدرآباد کا موجودہ قلعہ میاں غلام شاہ کلھوڑہ نے سنہ ۱۷۶۸ع میں تعمیر کرایا اور معلوم ھوتا ھے کہ اس مقام پر اس سے پہلے کوئی بستی موجود تھی- محب اللہ بکھری اپنی مختصر تاریخ (قلمی) کے دوسرے باب میں حیدرآباد کی بابت لکھتا ھے کہ : حیدرآباد دراصل نیرون

Marfat.com

کے نام سے مشہور ہے۔ شہر کی بنیاد، نبوت اور ہجرت کے درمیانی عرصے میں پانچویں سال رکھی گئی۔ پھر مغلوں کی فتح کے بعد یہ شہر حیدرآباد کہا جانے لگا کیونکہ حیدر قلی (ارغون؟) نے اس شہر کو نئے سرے سے تعمیر کرایا تھا۔ ا۔ ھ۔(ن۔ب)۔

۱۸/[۱۰] لوہانو، لاکھہ اور سمہّ: لوہانہ آن دنوں سندھ کا ایک پرگنہ تھا جس کا حاکم رائے خاندان کے زوال کے وقت اگھم تھا۔ فتحنامہ میں لوہانہ کے حاکم اگھم (ص ۵۵-۵۷) اور لوہانہ کے جتوں (ص ۶۴) کا ذکر آیا ہے۔ لوہانہ کے صوبے میں لاکھہ، سمہّ اور سہتہ کی اراضی شامل تھیں (ص ۵۵) اور ان اراضی کے یہ نام ان میں رہنے والی قوموں کے نام پر تھے۔ پرگنہ لوہانہ غالباً ضلع سانگھڑ کی شہدادپور اور سنجھورو تحصیلوں اور حیدرآباد ضلع کی ہالا تحصیل پر مشتمل تھا۔ اس علاقے میں ساھتی، لاکھاٹ اور لوہانو کے نام آج تک ان قوموں کی قدیم بستیوں کی یادگار ہیں۔ شہدادپور کے نشیب میں دریا کی ایک پرانی شاخ اس وقت تک "دریائے لوہانو" کہلاتی ہے کیونکہ یہ شاخ لوہانو پرگنہ کے خاص علاقوں سے گذرتی تھی۔ (ن۔ب)۔

۱۹/[۱۰] بدھیہ: یہ قدیم سندھ کا شمالی مغربی صوبہ تھا۔ جوکہ سیوستان یا سیوھن پرگنہ کے متصل شمال میں واقع تھا اور موجودہ پورے ضلع لاڑکانہ اور ضلع جیکب آباد کے مغربی حصے پر مشتمل تھا۔ شمال مغرب میں کیکانان کا

Marfat.com

ترکی صوبہ اس سے ملحق تھا ۔ فتحنامہ کے ص [۳۹] سے ظاہر ہے کہ رائے خاندان کے زوال کے وقت اس صوبے کا پایۂ تخت "کاکاراج" تھا ۔ بعد کے حوالوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قندابیل (گنداوا) اس صوبے بدھیہ کا سرحدی شہر تھا جس کے دوسری طرف کیکانان کا جنوبی علاقہ "توران" واقع تھا ۔ قندابیل عین سرحد پر تھا چنانچہ بعض اوقات اسے توران کے علاقوں میں شمار کیا جاتا تھا [یاقوت، بلدان (قندابیل) اور مقدسی ص ۴۷۶] حالانکہ قندابیل، خطہ بدھیہ کا اہم تجارتی شہر تھا [ابن حوقل ص ۲۳۱] (ن۔ب) ۔

۱۹ /[۱۰] رونجھان : ضلع جیکب آباد سے متصل اس نام کے دو شہر "رونجھان سزاری" اور "رونجھان جمالی" آج تک موجود ہیں ۔ شاید قدیم رونجھان کا علاقہ اسی خطہ پر مشتمل تھا ۔ فتحنامہ کے فارسی ترجمے (۶۱۳ھ) کے ۳۲ سال بعد سنہ ۶۴۵ھ میں بھی رونجھان پر مغلوں کے حملے کا تاریخی حوالہ ملتا ہے جس میں "برج" اور "رنجھان" افغانستان کی حدود مملکت کے دو شہر ظاہر کئے گئے ہیں (تاریخ نامہ ہراۃ للھروی، کلکتہ ۱۹۳۴ع ص ۶۳-۱۶۲) ۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ قدیم زمانے میں اس علاقے کو کافی اہمیت حاصل تھی اور ساتویں صدی ھجری میں اس علاقے پر غالباً افغانستان کا اقتدار تھا (ن ۔ ب)

۱۹ /[۱۰] اسکلندہ : مجمل التواریخ کے مصنف نے اس شہر کو "عسقلند" لکھا ہے ۔ اس شہر کو آچ کی قدیم بستی سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ دیکھئے راورٹی کی کتاب "مھران" ص ۲۴۴-۲۰۵ حاشیہ ۱۹۲ (ع۔م)۔

Marfat.com

۱۹/[۱۰] باتیہ: یعنی بھاٹیہ جسے بعض مصنفوں نے "بھاطیہ" بھی لکھا ہے۔ فتحنامہ کے صفحہ [۳۳] پر چچ کی فتوحات میں بیان کیا گیا ہے کہ قلعہ بھاٹیہ دریائے بیاس کے جنوبی کنارے پر واقع تھا۔ پھر صفحہ [۲۳۰] پر محمد بن قاسم کی فتوحات میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اروڑ کو فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم شمال کی طرف بڑھا اور پہلے پہل قلعہ بھاٹیہ کے قریب پہنچا جو کہ دریائے بیاس کے جنوب میں ایک پرانا قلعہ تھا اور چچ کا بھتیجا حکومتِ اروڑ کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا۔ بھاتیہ فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے دریائے بیاس کو عبور کر کے قلعہ اسکلندہ کا محاصرہ کیا جو کہ دریائے راوی کے جنوبی کنارے پر ایک مضبوط قلعہ تھا۔ پھر اس قلعے کو بھی فتح کر کے دریائے راوی کو پار کر کے ملتان جا پہنچا، (ایضاً ص ۲۳۷-۲۳۶)۔ یہ حوالے غالباً فتحنامہ کے اصل عربی مسودے کے مطابق ہیں اور اسی لئے بھاٹیہ کا محلِ وقوع متعین کرنے کے لئے اصولی سمجھے جانے چاہئیں۔ ان حوالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چچ کے دنوں میں اس قلعے اور علاقے کا نظم و نسق ملتان کے بجائے اروڑ سے وابستہ تھا اور بھاٹیہ، اروڑ اور ملتان کے درمیان دریائے بیاس کے جنوبی کنارے پر تھا۔ محمد بن قاسم کی فتوحات سے پتہ چلتا ہے کہ بھاٹیہ، اروڑ کے مقابلے میں ملتان سے زیادہ قریب تھا۔ تقریباً تین صدیوں کے بعد بھی بھاٹیہ کا قلعہ اپنے اسی نام سے موجود رہا۔ چنانچہ محمود غزنوی کی فتوحات میں بھی

Marfat.com

اس کا ذکر آیا ہے۔ اس سلسلے میں تاریخ یمینی کا مصنف (غزنی سے) لکھتا ہے کہ "بھاٹیہ ملتان کے اس طرف ہے" یعنی سندھ کی طرف ہے۔ دو صدیوں بعد فتحنامہ کا مترجم زیر بحث صفحہ ۱۹ /[۱۰] میں بیان کرتا ہے کہ (اس وقت) بھاٹیہ کو تلواڑو اور چچ پور کہتے تھے" (ن۔ب)۔

۱۹ /[۱۰] دیوہپور: اصل فارسی متن کے صفحہ ۱۰ پر "دیوھنور" اور صفحہ ۵۰ پر "دیودھنوز" دیا گیا ہے۔ ثانی الذکر تلفظ نسخہ (پ) میں "دیوھپور" اور (م) میں "دیوھنوز" ہے۔ نسخہ (پ) کے تلفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام درحقیقت "دیوھپور" ہے جسے تاریخ معصومی میں (ص ۲۸، ۳۱) پر "دیبالپور" لکھا گیا ہے (ن۔ب)۔

۲۰ /[۱۶] نیمروز: قدیم زمانے میں ملک نیمروز ان خطوں پر مشتمل تھا: فارس، اصفہان، اھواز، بست، زابل، سجبستان، سندھ، مکران اور کرمان۔ بعد میں یہ نام سجستان (سیستان) اور اس کے نواحی علاقے سے مخصوص ہوا (دیکھئے الخفا کی کتاب "شفاءالعلیل" ص ۳۳۴) اور سیستان اس وقت افغانستان کا ایک صوبہ ہے (ن۔ب)۔

۳۳ /[۲۶] چترور کا بادشاہ: یعنی چتور کا راجہ۔ غالباً قدیم زمانے میں اس شہر کا نام "چترور" تھا۔ فتحنامہ کے معتبر نسخوں مثلاً (پ)، (ر) اور (م) کا تلفظ بھی "جترور" ہے۔ البیرونی نے بھی "کتاب الھند" میں اس شہر کا نام "جتھرور" لکھا ہے۔ بقولہ "بازان سے جنوب کی طرف

Marfat.com

[جاتے ہوئے] آپ میواڑ پہنچیں گے جہاں کا پایۂ تخت جتھرور ہے" (ن۔ب)۔

۳۰ /[۲۸] راجہ مہرتھ کا سر تن سے جدا کر دیا۔ تحفۃ الکرام (جلد ۳ ص ۷) کا مصنف کہتا ہے کہ "یہ واقعہ نبی صلعم کی ھجرت کے پہلے سال کے لگ بھگ کا ہے" (ع۔م)۔

۳۹ /[۳۱] وزیر بدھیمن طاکی: غالباً "طاکی" کی نسبت "تاکیہ" سے ہے یعنی "تاکیہ کا باشندہ"۔ تاکیہ کا ذکر اس سے پہلے ص ۱۹ /[۱۰] پر آچکا ہے کہ سیہرس رائے نے اپنا ایک حاکم ملتان میں مقرر کیا "سکہ، برھمپور، کرور، اشھار اور تاکیہ سے لے کر کشمیر کی سرحد تک کا علاقہ اس کے سپرد کیا"۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ تاکیہ ملتان سے ملحق اور ملتان و کشمیر کا درمیانی علاقہ تھا۔ آگے صفحہ ۴۸ /[۳۷] پر تاکیہ اور کشمیر کی سرحد کا ذکر ہے اور کشمیر کی سرحد تاکیہ سے اوپر بیان کی گئی ہے۔ مزید صفحہ ۲۸۳ /[۲۰۳] پر "بلاد طاکیہ" (تاکیہ کے شہروں) سے بھی یہی گمان ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۳۳۹ /[۲۲۷] پر ملتان کے نواحی شہر "سکہ" کے حاکم بجھرائے کو "بجھرائے طاکی" کا نواسہ ظاہر کیا گیا ہے۔ عرب مورخوں کا "طاکیہ" یا "تاکیہ" وھی "تکادیش" ہے جس کا ذکر تاریخ ہند کے مقامی مآخذ میں ملتا ہے (ن۔ب)۔

۴۲ /[۳۳] سرحد......جو ترکوں سے ملی ہوئی ہے: اس سرحد سے مراد غالباً سندھ کے شمال کے طرف کی کابلستان

Marfat.com

اور زابلستان کی سرحدوں سے ہے، کیونکہ اس زمانے میں ان ممالک کے باشندے اور حکمران تُرک تھے (ن۔ب)۔

۴۵/ [۳۰] کچھ نامور ساتھی شہید ہوئے: لفظ شہادت کے استعمال سے گمان ہوتا ہے کہ چچ کے لشکر میں کچھ مسلمان (عرب) بھی شامل تھے۔ اس گمان کی تصدیق آگے صفحہ [۳۶] پر ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ چچ نے ان کے سردار امیر عین الدولہ ریحان مدنی کو سکہ کا حکمران مقرر کیا تھا (ن۔ب)۔

۵۰/ [۳۹] سرکوندہ بن بھنڈرکو بھکو: سرکوندہ کے معنی بہادر اور بھنڈرکو کے معنی بھنڈوں یا بھکاریوں کی نگہداشت یا پرورش کرنے والا۔ اسی طرح سے ص ۵۴/ [۴۲] پر دوسرا نام "بدھرکو" آیا ہے جس کے معنی ہیں بدھ کے بت کا محافظ۔ "بھکو" کے معنی ہیں بھکشو یا پجاری خصوصاً بدھ مذہب کا (ن۔ب)۔

۵۰/ [۳۹] کاکا راج: یعنی کاکا قوم کا راج۔ سندھ کے شمالی مغربی صوبے کا پایۂ تخت "کاکا راج" تھا۔ تحفۃ الکرام (۱۳۳x۳) میں بھی کاکا راج کا ذکر آیا ہے۔ غالباً ضلع لاڑکانہ میں تحصیل "ککڑ" کا نام اسی قدیمی کاکا راج کی بگڑی ہوئی شکل اور یادگار ہے (ن۔ب)۔

۵۲/ [۴۱] ریگستان کے بادشاہ کے پاس کہ جسے بھٹی بھی کہتے ہیں: اصل متن میں "ملک رمل" ہے۔ رمل کے معنی ریت کے ہیں۔ اس وجہ سے ترجمہ میں ریگستان کا بادشاہ

Marfat.com

کہا گیا ہے۔ غالباً اس سے مراد جیسلمیر اور باڑھ میر کے
حاکم سے ہے کیونکہ قدیم زمانے سے لےکر جیسلمیر بھٹی
قوم کے لوگوں کا ملک رہا ہے۔ سندھی نسب نامہ کے ایک
قدیمی بیت میں کہا گیا ہے کہ "سندھ "سمّا"، کاچھی
"چنّا"، "بھاٹی" جیسلمیر"۔ عربوں کی فتوحات میں بھی شہر
"بالمد" کا ذکر آیا ہے جس سے مراد غالباً "باڑمیر" ہے۔
اسی لحاظ سے "مَلِکِ رمل" کو "باڑمیر کے راجہ" سے تعبیر
کرنا مناسب ہوگا۔ واللہ اعلم باالصواب (ن۔ب)۔

۵۴/[۴۲] "بدھنووھار": یعنی نووھار نامی بدھ کا
مندر جس کا محافظ "بدھرکو" شمنی پروھت تھا۔ صفحہ ۶۰[۴۶]
پر اس شمنی کے بیان سے معلوم ھوتا ہے کہ "نووھار" کا
مندر ایک قدیمی عبادت گاہ تھا جس کی عمارت کافی عرصے
سے گردشِ زمانہ کی وجہ سے زبون حال ھوچکی تھی اور جسے
نئے سرے سے تعمیر کرانے کے لئے اس شمنی نے چچ سے
درخواست کی تھی۔

۵۴/[۴۲] کنوھار: اس صفحہ پر اور آیندہ صفحات ۶۰-۶۱
پر دی ھوئی عبارتوں سے یہ ظاھر ہے کہ چچ کے سندھ پر قبضہ
کرنے کے وقت یہ مندر آباد تھا اور بدھرکوشمنی جو کہ ایک
بڑا بااثر اور بارسوخ پروھت تھا، وہ اس مندر کا پجاری تھا۔
صفحہ ۶۰/[۴۴] پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ برھمن آباد فتح
کرنے کے بعد چچ اس پروھت کو جو کہ اس کا مخالف تھا
سزا دینے کے لئے "مسلح سواروں کے ساتھ بندھ مندر کنوھار

Marfat.com

کی طرف روانہ ہوا" اور راستے میں اس نے اپنے مسلح سپاہ
کو خاص ہدایتیں دیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مندر ش
برہمن آباد سے باہر کافی فاصلے پر تھا۔ اس کی تصدیق صفح
۵۹/[۴۰] پر دیئے ہوئے چچ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے ک
جو صلح کے بعد اس نے اس پروہت سے کہے یعنی "میں
چاہتا ہوں کہ تو میرا کہا مان کر قلعہ برہمن آباد میں پھر
واپس آجا۔ صفحہ ۶۰/[۴۶] پر کنوہار کے مندر سے چچ کی
واپسی کے متعلق علحٰدہ عنوان دیا گیا ہے یعنی "چچ کا
برہمن آباد واپس جانا"۔ ان جملہ عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ
کنوہار کا مندر شہر برہمن آباد سے کچھ فاصلے پر تھا۔ بدھ
مذہب کے لوگوں کا دستور بھی یہی تھا کہ وہ اپنی
عبادت گاہیں زیادہ تر شہروں سے دور اور پُرسکون مقامات پر
قایم کرتے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ بدھ مندر کس جگہ تھا؟ کزنس
کی کتاب "سندھ کے آثار قدیمہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ منصورہ
سے ۶ میل مشرق کی طرف دیہہ دوفانی میں "ڈیپر گھانگھرے
جوٹھل" (موضع جھول تحصیل سنجھورو سے تقریباً دو میل
مغرب میں) کے کھنڈرات کسی قدیمی بدھ مندر کے ہیں۔ سنہ
۱۹۰۲ع میں میر اللہ بخش خان زمیندار جھول کی اعانت
سے ہم نے اس ٹھل (کھنڈرات) کا معائنہ کیا۔ تحقیقات اور
پیمائشوں سے معلوم ہوا کہ مندر کا یہ مسمار ملبہ (Stupd)
تقریباً پچاس مربع فیٹ بلند چبوترے پر استادہ تھا، اندرونی

Marfat.com

دائرہ کا نیم قطر ۱۰ فیٹ اور اس کی استادہ گول دیوار کی چوڑائی ۱۲ فیٹ معلوم ہوئی۔ اندر سے یہ دیوار کچی اینٹوں کی اور باہر سے شاید پختہ اینٹوں کی بنائی گئی تھی۔ اس اونچے چبوترے کے نیچے سے سطح زمین تک تدریجی نشیب کی پیمائش ۳۰ درجے کے زاویہ کی تخمیناً ۳۰ فیٹ معلوم ہوئی۔ اس چبوترے کی نچلی بنیاد سے تقریباً ۲۶ فیٹ کے فاصلے پر چاروں طرف غالباً چھوٹی کوٹھڑیاں تھیں۔ جنوب کی سمت ان کوٹھڑیوں کی قطار کی بنیاد سے ان کی پیمائش ۹ مربع فیٹ معلوم ہوئی۔ ملبے والے چبوترے کے چاروں طرف ان کوٹھڑیوں کی بیرونی دیوار کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ ہوا کہ بیرونی چہار دیواری سے تقریباً ۲۱۰ مربع فیٹ تھی جو کہ تخمیناً سندر کی کل اراضی تھی۔

اس آثار قدیمہ کی یہ پیمائشیں سطح کے موجودہ نشانات پر مبنی ہیں اور اسی وجہ سے نامکمل سمجھی جانی چاہئیں۔ لیکن مرحوم میر اللہ بخش خان اور ان کے چچازاد بھائی میر جان محمد خان نے اس موقع پر ایک نہایت اہم واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ "۱۹۳۲ء میں بیراج کی نئی شاخوں کی کھدائی کے وقت ہم ان کھنڈرات کے پاس شمال کی طرف سے آنے والا واٹر کورس (نہری شاخ) کھدوا رہے تھے (جو کہ اب بھی موجود ہے۔ اس واٹر کورس کی دو شاخوں میں سے ایک کے قریب (یعنی کھنڈرات کے شمال کی طرف جہاں سے یہ واٹر کورس مغرب کی سمت مڑتا ہے یا

Marfat.com

کھنڈرات کے شمال مغرب میں جہاں سے یہ واٹرکورس پھر جنوب کی سمت رخ کرتا ہے) ہمارے آدمیوں نے کھدائی کرتے وقت سخت چکنی مٹی کی دو ایک کچی اینٹیں پائیں جن کے ایک طرف مہاتما بدھ کی تصویر تھی۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہاں کوئی خزانہ دفن ہے چنانچہ انھوں نے مزید کھدائی کی اور تقریباً ایسی ہی اینٹوں کا ایک بڑا ڈھیر کھود کر باہر نکالا۔ ہم دونوں نے جاکر یہ اینٹیں دیکھیں۔ ہرچند کہ وہ اینٹیں کچی تھیں لیکن کسی ایسی چکنی مٹی کی بنی ہوئی تھیں کہ بڑی مضبوط اور سخت معلوم ہوئیں۔ افسوس کہ اُس وقت ہم نے ان میں سے کسی بھی اینٹ کو محفوظ کرکے نہیں رکھا"۔

یہ ذکر ۱۹۵۲ء کا ہے۔ اب میر اللہ بخش انتقال کرچکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ میر اللہ بخش خان یا میر جان محمد خان کو ان کھنڈرات کے تاریخی پس منظر کا کوئی علم نہیں تھا۔ اتفاق سے اس وقت راقم الحروف کے ذہن میں بھی فتحنامہ کی یہ عبارت نہ تھی کہ: "بدھ کنوھار میں پہنچ کر جب چچ پروہت کی طرف چلا تو اسے کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنی عبادت میں مشغول دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں سخت [گندھی ہوئی] مٹی تھی جس کے بُت بناکر وہ مُہر جیسی ایک چیز ان بتوں پر لگاتا رہا جس کی وجہ سے ان پر بدھ کی تصویر چھپ جاتی تھی اور وہ مکمل ہوجاتے تھے۔ اس کے بعد وہ انھیں ایک جگہ پر رکھ دیتا تھا"۔ (فتحنامہ ص ۶۱۔)

Marfat.com

میر صاحب مذکور کی چشم دید تصویروں والی اینٹیں اور فتحنامہ کے اس بیان میں سو فیصدی مطابقت ہے۔ ۱۹۳۲ع میں لوگوں نے جس مقام پر یہ اینٹیں کھود کر نکالیں وہ غالباً کنووھار کے اس راھب کا حجرہ تھا۔ بہرحال اس عینی شہادت کے ثبوت پر کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ "ڈیپر گھانگھرے جوٹھل" وھی بدھ مندر کنووھار ہے کہ جس کا ذکر فتحنامہ میں ہے (ن۔ب)۔

۶۱/[۴۷] (لوھانہ کے جتوں سے) یہ شرطیں قبول کرائیں: ظاھر ہے کہ چچ ایک کٹر برھمن تھا اور اس نے جتوں پر ھندو قانون کے مطابق اچھوتوں جیسی پابندیاں عاید کیں۔ اس سلسلے میں محقق ھوڑی والا (ص ۸۶-۸۷) کے مندرجہ ذیل ریمارک قابل غور ھیں:۔

"چچ نے جتوں سے چنڈالوں جیسا برتاؤ کیا جن کے بارے میں منو (دیوتا) کا کہنا ہے کہ: انھیں شہروں سے باھر رکھا جائے۔ کتوں اور گدھوں کے سوا ان کی اور کچھ ملکیت نہ ھونی چاھئے۔ ان کے لباس مُردوں میں استعمال شدہ کپڑوں کے ھوں، ان کے برتن بھانڈے ٹوٹے پھوٹے اور ٹیڑھے میڑھے ھونے چاھئیں اور ان کے گہنے اور زیور لوھے کے اور زنگ آلود ھوں۔ (دیکھئے Inistitutes, x.12,29-30)"۔

جت سندھ کے قدیم باشندے ھیں اور گمان ہے کہ انھیں آریوں یا دوسرے فاتحوں نے غلامی کی اس حد پر پہنچایا تھا۔ کروک (Crooke) کے بیان کے مطابق پنجاب میں

Marfat.com

راجپوتوں نے اس سے بھی کچھ پہلے جاٹوں سے بھی یہی سلوک کیا تھا یعنی نہ انھیں پگڑی باندھنے دی اور نہ انھیں سرخ یا رنگین کپڑے پہننے کی اجازت دی، شادی کے موقع پر ان کے دولھا کو سہرا باندھنے اور عورتوں کو نتھ پہننے کی اجازت نہ تھی۔ ان کی دلھنوں پر پہلے راجپوتوں سے ہم بستر ہونا فرض تھا۔ آج بھی راجپوت اپنے گاؤں اور بستیوں میں نیچ ذات کے لوگوں کو رنگیں کپڑے پہننے اور بڑی تہمدیں نہیں باندھنے دیتے ہیں۔ (دیکھئے Tribes and Costes of the North-Western Provinces. - (1836,111/23.

گجرات میں بھی ایسی ہی سلوک کی مثال ملتی ہے۔ فوربس (Forbes) لکھتا ہے کہ سدھ راج جیسنھا کے عہد میں چماروں (ڈیڈھوں) کے لئے لازمی تھا کہ وہ سروں پر بغیر بل دیئے ہوئے سوتی کپڑے کا ٹکڑا لپٹیں اور کمر میں کوئی خوشہ باندھ کر لٹکا لیا کریں تاکہ لوگ (انھیں دور سے دیکھ کر پہچان لیں اور) انھیں نہ چھوئیں۔ دیکھئے (ہوڑی والا) - Ras Mala. Reprint, 1924, 1/110

۶۲/[۴۸] کسریٰ بن ہرمز کے مرنے کے بعد کاروبارِ سلطنت ایک عورت کے ہاتھ میں آگیا تھا: اس عورت کا نام "بُوران دُخت" تھا اور وہ کسریٰ بن ہرمز کی بیٹی تھی۔ وہ کسریٰ کے انتقال کے بعد فوراً ہی تخت پر نہیں بیٹھی تھی بلکہ بقول حمزہ اصفہانی، کسریٰ بن ہرمز کے

Marfat.com

۸ ماہ تک قباد بن کسریٰ بن شیرویہ نے حکومت کی
ن کے بعد ڈیڑھ سال تک اردشیر بن شیرویہ حکمران رہا اور
ن دونوں کے بعد بوران دخت بن کسریٰ تخت پر بیٹھی
سنی ملوک الارض والانبیاء ص۲۲) اسی کتاب میں (ص ۱۸) پر
مصنف نے موسیٰ بن عیسیٰ الکسروی سے روایت کی ہے کہ
قباد اور بوران دخت سے پہلے شہرزاد نامی ایک تیسرے
شخص نے بھی عنان حکومت سنبھالی تھی لیکن وہ ساسانی
خاندان سے نہیں تھا۔ حمزہ اصفہانی کے حساب کے مطابق
بوران دخت کی حکومت کا زمانہ آٹھویں یا نویں ھجری کا
ھوگا بشرطیکہ مسعودی کی روایت (مروج الذھب جلد ۱۱-
باب جوامع التواریخ) کے مطابق یزدگرد کا قتل سنہ ۲۳ ھجری
میں ھونا تسلیم کیا جائے (ن-ب)۔

۶۴/[۴۸] ارمابیل: یعنی ارمن بیلہ جو کہ موجودہ لس بیلہ
کا ایک مشہور شہر تھا اور بحری ساحل کے قریب تھا۔ عرب
مورخوں اور جغرافیہ نویسوں کی کتابوں میں (شاید کاتبوں کی
غلطی کی وجہ سے) اس شہر کا نام "ارمائیل" اور "ارمییل"
بھی لکھا گیا ھے۔ اس شہر کے محل وقوع کے متعلق یاقوت
کا معجم البلدان (ارمیل) میں دیا ھوا بیان کافی واضح ھے
لیکن اس زمانے کے دیئے ھوئے خطوط عرض البلد اور طول البلد
آج کل صحیح جگہ متعین کرنے کے لئے کارآمد نہیں ھوسکتے۔
یاقوت کہتا ھے کہ: یہ دیبل اور مکران کے درمیان میں سندھ
کا ایک بڑا شہر ھے۔ شہر اور ساحل بحر کے درمیان نصف

Marfat.com

فرسنگ (ڈیڑھ میل) کا فاصلہ ہے۔ یہ شہر دونوں مملکتوں ... ہے۔ اس کا طول البلد ۹۲ درجہ، ۱۰ دقیقہ اور عرض البلد ... درجہ، ۴۶ دقیقہ ہے (ن۔ب)۔

۶۳/[۴۹] پنجپور: فتحنامہ کے جملہ نسخوں کا تلفظ "کنزبور" ہے جو کہ دراصل "قنزبور" کی دوسری صورت خطی ہے۔ عرب جغرافیہ نویسوں کی تصنیفات میں اس شہر کا نام "قنزبور" یا "قنج بور" یعنی "پنج پور" ہے۔ اور یہ غالباً وہی شہر ہے کہ جو اس وقت علاقہ قلات میں "پنجگور" کے نام سے مشہور ہے۔ مزید تصدیق کے لئے دیکھئے :-
"Le Strange: Land of the Easter Caliphate, P. 329"
(ع۔م)

۶۴/[۴۹] چچ بن سیلائج بن بساس: فتحنامہ میں چچ کے نسب کے متعلق یہ واحد فقرہ دیا گیا ہے۔ ہوڑی والا کے خیال میں لفظ چچ دراصل "ججّ" (Jajj) ہے۔ کشمیر کے راجہ جیاپید کے بھائی کا بھی یہی نام تھا (دیکھئے ویدیا: ہسٹری آف میڈیول انڈیا ۲x۱۰، ۲)۔ نام "ججّ"، متھرا کے قریب مہابن کے ایک سنہ ۱۱۵۰ع کے کتبے میں بھی موجود ہے۔ دراصل لفظ جج، "ییات" کی ایک پراکرت شکل ہے۔ چچ کے باپ کا نام "سیلائج" بھی اصل میں "شلادتیہ" معلوم ہوتا ہے۔ فتحنامہ کے نسخوں کے مطابق چچ کے دادا کا نام "بساس" ہے جو ممکن ہے کہ کاتبوں کی سہو کی وجہ سے "بسباس" سے "بساس" بن گیا ہو۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر

Marfat.com

ہوڑی والا کے خیال کے مطابق لفظ "بسباس" شاید "وشواسک" ہو جو کہ متھرا کے بدھ دھرم کے بہت سے کتبوں میں نظر آتا ہے (ہوڑی والا ص ٨٠-٨٦)۔ فتحنامہ کے مطالعے سے چچ اور اس کے خاندان کا شجرہ مندرجہ ذیل شکل میں نظر آتا ہے :۔

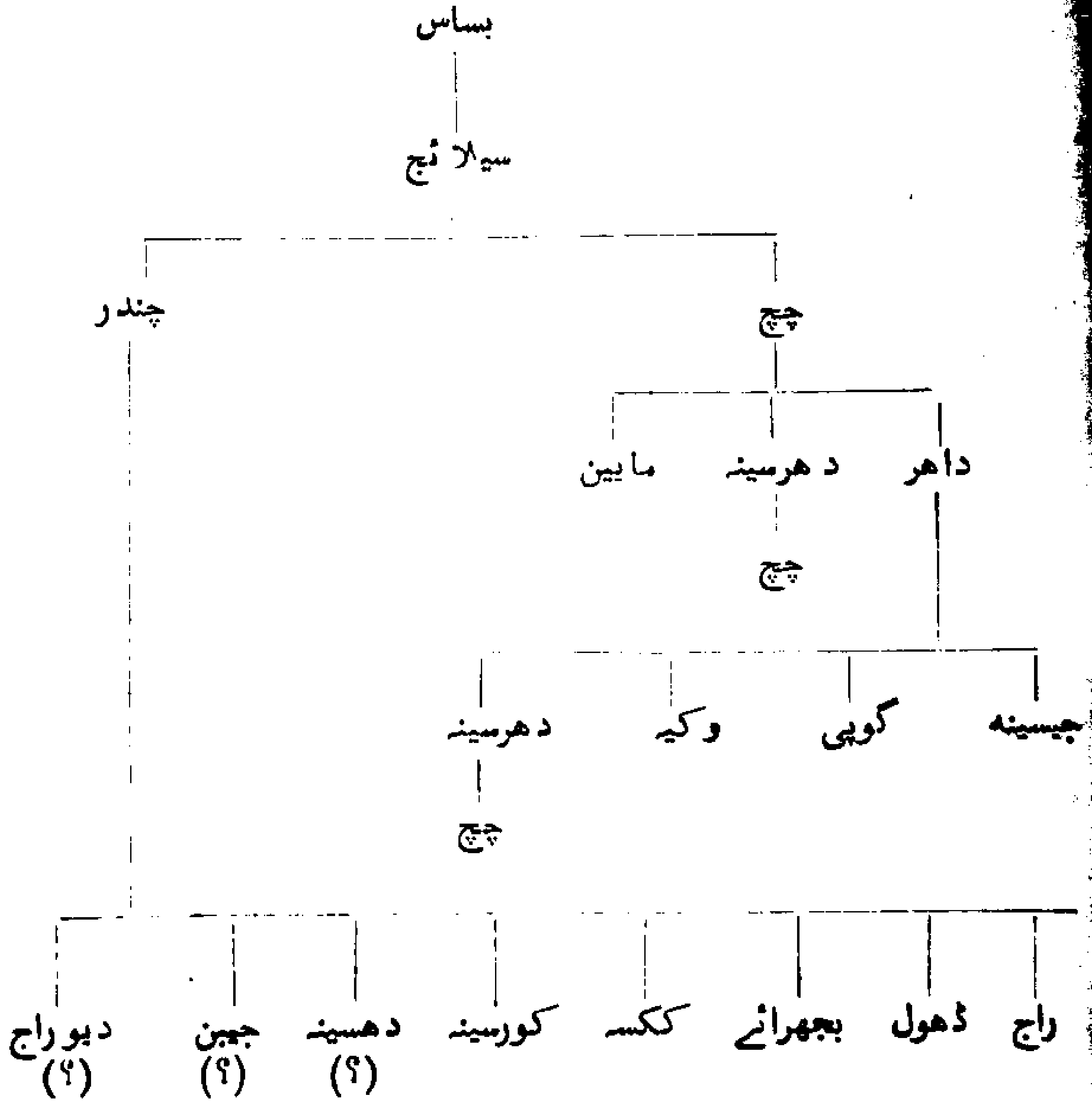

٦۴ / [۴٩] توران : یعنی قلات کا جنوبی حصہ یا خزدار والا علاقہ۔ عرب جغرافیہ نویسوں کے بیانات سے مکمل تصدیق ہوتی ہے کہ مکران کی شمالی سرحد قصدار (قزدار یا موجودہ

Marfat.com

خزدار) سے ملحق تھی اور علاقہ قصدار کا نام توران تھا جس کا پایۂ تخت بھی قصدار تھا (دیکھئے ابن حوقل ص ۲۳۳، مقدسی ص ۴۸۶ اور ۴۷۸، یاقوت بلدان ۳x۵۷۷ اور المشترک ص ۲۹۶، قلقشندی عن ابن حوقل - صبح الاعشی ۵x۶۶ - اس علاقہ توران کی مشرقی سرحد سندھ کے علاقے بدھیہ سے ملحق تھی اور علاقہ بدھیہ کا شہر قندابیل اس سرحد کی نشان دھی کرتا تھا - توران دراصل کیکانان کا ایک صوبہ تھا اور کیکانان ھی کا جنوبی حصہ توران کہلاتا تھا - امپریل گزیٹیر آف انڈیا، ۱۹۰۸ع (۱۴x۲۷۵) میں توران کو موجودہ ریاست جھالاوان سے تعبیر کیا گیا ھے (ن-ب) -

۶۵ /[۴۹] قندابیل (یعنی قندھار) : یہاں "یعنی قندھار" کا فقرہ غالباً فتح نامہ کے فارسی مترجم کی طرف سے بڑھایا ہوا ھے اسی وجہ سے اس ترجمے میں ھم نے اسے بریکٹ کے اندر دیا ھے - لیکن یہ قیاسی اضافہ صحیح نہیں ھے اور قندابیل کو قندھار تصور کرنا غلط ھے - جیسا کہ ص ۶۴ کے نوٹ میں اس سے پہلے بیان ھوچکا ھے - قندابیل، سندھ کے شمالی مغربی صوبہ بدھیہ اور توران یعنی خزدار کا سرحدی شہر تھا - اور یہ غالباً موجودہ گنداوا کی جگہ پر جو کہ کیچ - گنداوا پرگنہ میں ھے یا اس کے آس پاس واقع تھا - اور گنداوا، شکارپور سے بولان تک جانے والے قدیمی راستے پر واقع ھے (ن-ب)

۶۴ /[۴۹] دریائے پورالی : یہ وھی دریا ھے کہ جو لس بیلہ کے مغرب میں بہتا ھے اور خلیج سون میانی میں گرتا ھے (ن-ب) -

Marfat.com

۶۶/[۵۰] کنوج پر سیہرس بن راسل کی حکومت تھی: ہوڑی والا (ص ۸۰) سیہرس کو "شری ھرشا" تصور کرتا ھے۔ قنوج کا راجہ ھرشا ویسے کافی مشہور ھے لیکن اس کے عہدِ حکومت اور اس واقعہ کے سلسلے میں سن و سال کی مطابقت غور طلب ھے (ن۔ب)۔

۶۶/[۵۱] سیہرس نے اپنے بھائی برھاس بن کسائس کو روانہ کیا: سطورِ بالا میں اس سے پہلے سیہرس کے باپ کا نام راسل بیان کیا گیا ھے ایسی صورت میں برھاس بن کسائس اس کا بھائی کیسے ھوسکتا ھے؟ فارسی متن کی عبارت اس مقام پر "برادرِ خود" (یعنی اپنا بھائی) ھے جو ممکن ھے کہ دراصل "برادرزادۂ خود" یعنی اپنے بھائی کا بیٹا) ھو۔ تحفۃ الکرام میں (۳x۸) برھاس کی جگہ بسایس ھے (ن۔ب)۔

۷۱/[۵۴] راوڑ: اس پچھلے دور میں جس نے بھی سندھ کی تاریخ پر قلم اٹھایا ھے اس نے راوڑ اور اروڑ کو ایک تصور کیا ھے جوکہ صحیح نہیں ھے۔ اس مقام کی عبارت سے ظاھر ھے کہ چچ نے اپنے زمانے میں راوڑ کی بنیاد رکھی لیکن اس کے مکمل ھونے سے پہلے انتقال کرگیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے دھرسینہ نے اسے بنواکر وھاں شہر آباد کیا اور اس کا نام "راوڑ" رکھا۔ اس کے مقابلے میں اروڑ ایک قدیمی شہر تھا اور چچ سے پہلے رائے خاندان کے زمانے میں بھی سندھ کا پایۂ تخت تھا۔ اس کے علاوہ اروڑ شمالی سندھ میں (موجودہ روھڑی کے قریب) تھا اور راوڑ نشیب میں مہران کے ڈیلٹا

Marfat.com

پر جزیرے میں ایک مضبوط حفاظتی قلعہ تھا۔

قلعہ راوڑ کا صحیح مقام متعین کرنا مشکل ہے۔ البتہ فتحنامہ میں محمد بن قاسم اور داہر کی جنگ کے سلسلے میں دیئے گئے بیانات سے یہ یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ راوڑ، لاڑ (نشیبی سندھ) میں مہران کے مدخل والی اراضی پر واقع تھا۔ مندرجہ ذیل دلائل قابل غور ہیں :-

۱- شمال کی طرف سیوستان (سیوھن) اور بدھیہ کے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نیرون کوٹ واپس آیا جو کہ موجودہ حیدرآباد کی جگہ پر یا اس کے آس پاس واقع تھا۔ وھاں سے اس نے قلعہ اشبہار کی جانب کوچ کیا اور جاکر راوڑ کی سرحد کے مقابل لیکن دریا کے مغربی کنارے پر جھیم اور کرھل کے پرگنوں میں منزل انداز ہوا (ص ۱۳۲ اور ۱۴۷)۔ بعد کے تاریخی حوالوں سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ کرھل یا گرھڑ سرزمین ٹھٹھہ کا حصہ تھا۔ وھاں سے بھی کوچ کرکے اور مزید نشیب میں جاکر پرگنہ جھیم کے موضع ساکرے میں مقیم ھوا اور مہران پار کرنے کے لئے کشتیاں اور تختے تیار کرائے (ص ۲۱۸)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم نے لاڑ کے ٹھٹھہ اور میرپور ساکرو کے اس مقام سے جو کہ مہران کے ڈیلٹا اور جزیرے کے سامنے مغرب میں تھا، یہ دریا پار کیا۔

۲- محمد بن قاسم کی ان تیاریوں کے موقع پر علاقہ لاڑ کے جتوں اور ساکرے کے سربراھوں کا ذکر آیا ہے (فتحنامہ ص ۱۲۴)۔

Marfat.com

جت قوم کے لوگ عہد قدیم سے شاہ بندر ڈویزن کے علاقے میں رہتے آئے ہیں اور ان کی اس قدیم آبادی کی وجہ سے ضلع ٹھٹھہ کے جنوب مشرقی علاقے کا نام ہی "جاتی" پڑگیا ہے۔

٣۔ محمد بن قاسم کے مغربی ساحل کی طرف سے مہران کو پار کرکے مشرق کی طرف راوڑ کے قلعے تک پہنچنے کے بیان میں کئی دریاؤں یا آبناؤں کا ذکر آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مہران کے نشیبی دوآبے یا ڈیلٹا کا خطہ تھا۔ چنانچہ محمد بن قاسم کشتیوں کے پُل کے ذریعے مہران کی بڑی شاخ سے گذرکر مشرق کی طرف آیا۔ مقابلے پر "جوئے کوتکہ" یعنی دریائے کوتکہ کی ایک چھوٹی سی شاخ کی راہ سے آکر جیسینہ نے قلعے کی حفاظت کی (ص ٢٠٢)۔ اس "قلعہ بیٹ" (جزیرہ کے قلعے) سے کچھ فاصلے پر "جوئے نیطری" یا "نیطری" نامی دریا کی ایک دوسری چھوٹی شاخ تھی جہاں راسل گرفتار ہوا (ص ٢٣٠)۔ "قلعہ بیٹ" سے کوچ کرکے محمد بن قاسم اور بھی آگے جاکر "جوئے دھدھا واہ" یعنی دریا کی ایک اور چھوٹی شاخ دھدھا واہ کے کنارے اس مقام پر خیمہ زن ہوا جسے راجہ داہر نے "ھڈباری" کے نام سے پکارا تھا (ص ٢٣٢)۔ اس کے بعد بھی محمد بن قاسم اور داہر کی فوجوں کے درمیان ایک اور "آبنائے" یا "خلیج" تھی (ص ٢٣٧ اور ٢٣١) جسے عبور کرکے اسلامی لشکر نے حملہ کیا (ص ٢٣٧) اور جنگ کرتے ہوئے عرب مجاہدین راوڑ کے قلعے تک جاپہنچے (ص ٢٥٤)۔ آخر محمد بن قاسم کی

Marfat.com

فتح ہوئی اور راوڑ کے قلعے کے پاس دریائے مہران کے درمیان (یعنی دوآبہ میں) دھدھا واہ کے کنارے مارا گیا (ص ۲۰۳ اور ۲۶۹)۔

فتحنامہ کے ان حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ سے کافی نیچے لاڑ کے جھیم اور کرھل کے علاقے میں کسی مقام سے دریا پار کیا اور اس کی اور داھر کی فوجوں کا میدانِ جنگ مہران کے دوآبہ اور اس کی مختلف شاخوں والا خطہ تھا اور راوڑ کا قلعہ بھی ایک ایسی شاخ "دھدھا واہ" سے متصل تھا۔

فتحنامہ کی عبارتوں سے صاف طور پر یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ راوڑ، برھمن آباد سے یقینی طور پر کافی نشیب میں لاڑ کی طرف تھا کیونکہ راوڑ کی فتح کے بعد جب محمد بن قاسم نے برھمن آباد کا رخ کیا تو پہلے "قلعہ بہرور" کے قریب پہنچا اور دو ماہ کے محاصرے کے بعد اسے فتح کیا (ص ۲۷۶)۔ وہاں سے آگے چل کر "دھلیلہ" پہنچا اور اس قلعے کو بھی دو ماہ کے محاصرے کے بعد قبضے میں لایا (ص ۲۷۶-۲۷۷) پھر وہاں سے برھمن آباد جا پہنچا جو کہ دھلیلہ کے قلعے کے قریب تھا (ص ۲۷۹)۔

ان حوالوں کی بنیاد پر کزنس (سندھ کے آثار قدیمہ ص ۲۴) کا یہ گمان باطل ہوتا ہے کہ راوڑ کا قلعہ اروڑ سے ۲۰-۲۵ میل مغرب یا جنوب مغرب میں شہر کنگری سے کچھ نشیب میں واقع تھا۔ اسی طرح میجر راورٹی کا یہ تخمینہ بھی

Marfat.com

غلط ہے کہ راوڑ، برہمن‌آباد کے مغرب میں (کزنس کے اندازے کے مطابق تقریباً دس میل) تھا)۔

کزنس کے خیال میں (آثار قدیمہ ص ٣٢، نوٹ ١) محمد بن قاسم کے دوآبے کی مختلف شاخوں سے گذرنے کا حوالہ کہیں موجود نہیں اور اسی وجہ سے وہ راوڑ کا دوآبے میں ہونا تصور نہیں کرتا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کیونکہ فتحنامہ کے مذکورہ حوالوں میں دوآبہ اور دریا کی مختلف شاخوں کا ذکر موجود ہے۔ میجر راورٹی بھی راوڑ کے دوآبے میں ہونے کو ناممکن سمجھتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں (سندھ کا مہران، ص ٢٣٩ حاشیہ) محمد بن قاسم کے راوڑ پر حملے کے وقت پانی کے چڑھاؤ کا موسم تھا اور اس موسم میں دوآبے سے گزرنا مشکل ہے۔ راورٹی کی یہ دلیل کچھ ایسی باوزن نہیں ہے کیونکہ فوج کا دوآبے سے گذرنا خواہ مشکل ہو مگر ناممکن نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جب محمد بن قاسم پہلی مرتبہ نیرون کوٹ آیا تو اس طرف دریائے مہران کا پانی اس وقت تک نہ آیا تھا مگر بارش کا ابتدائی زمانہ تھا اور پانی آنے والا تھا۔ اس کے بعد محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ فتح کیا اور وہاں سے بالائی علاقے کی طرف جاکر سیوستان اور بدھیہ کو فتح کیا اور وہاں سے نیرون کوٹ واپس آگیا۔ پھر وہاں سے جاکر "اشبہار" کا قلعہ فتح کیا اور اس کے بعد داہر کا مقابلہ کرنے کے لئے مہران عبور کرنے کی تیاری کی۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ نیرون کوٹ میں اس کی پہلی آمد

Marfat.com

کے وقت سے لے کر اس وقت تک کافی وقت گذر چکا تھا اور غالباً مہران پار کرنے کے موقع پر باڑھ کا موسم تقریباً ختم ہوچکا تھا۔

ڈاکٹر داؤد پوتہ کا خیال ہے کہ "راوڑ" موجودہ حیدرآباد کی جگہ پر تھا (فتحنامہ فارسی ایڈیشن ص ۲۰۸ پر دی ہوئی ص ۵۴ کی تشریح) یہ خیال بھی درست نہیں ہے کیونکہ حیدرآباد کے مقام پر غالباً "نیرون کوٹ" تھا۔ اس کے علاوہ فتحنامہ کے حوالوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ راوڑ نیچے لاڑ میں جھیم، کرھل (ٹھٹھہ کے شمالی مشرقی خطے) اور ساکرے کی طرف دریا کے دوآبے میں واقع تھا۔ ہوڑی والا (ص ۸۷) کی یہ رائے بھی کہ راوڑ، نیرون کوٹ اور برھمن آباد کے درمیان میں تھا، مبہم ہے۔ ھیگ جس نے کہ مہران کے دوآبے اور اس کی قدیمی شاخوں کی کافی تحقیق کی ہے اس کی رائے میں راوڑ، لاڑ میں ونگی کے آس پاس مشرقی نارے کے کنارے برھمن‌آباد سے تقریباً ۸۰ میل جنوب اور نیرون کوٹ سے تقریباً ۷۰ میل جنوب مشرق میں واقع تھا۔ (انڈس ڈیلٹا کنٹری ص ۶۳-۶۴)۔ یہ اندازہ فتحنامہ کے حوالوں کی روشنی میں واقعی قرین قیاس ہے۔ ھمارے خیال میں راوڑ کا قلعہ غالباً لاڑ میں موجودہ ضلع ٹھٹھہ کے شاہ بندر ڈویژن اور حیدرآباد ضلع کے ٹنڈو ڈویزن کی حدود میں کسی جگہ پر واقع تھا۔ نام کی مناسبت سے، شاہ بندر ڈویزن میں قدیمی شہر رڑی کے کھنڈرات شاید راوڑ کے قدیمی قلعے اور شہر کے ھیں۔

Marfat.com

بہرحال راوڑ لاڑ میں تھا جہاں غالباً سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے گرمیوں میں بھی وہاں کی آب و ہوا معتدل رہتی تھی اور اسی وجہ سے داہر گرما کے چار ماہ وہاں گذارا کرتا تھا (ص ۹۰)۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ شہر کب اور کیسے برباد ہوا۔ محمد بن قاسم کی فتوحات کے وقت بھی دریائی راستے پر ہونے کی وجہ سے اس شہر کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ برہمن آباد کو فتح کرنے کے بعد جب محمد بن قاسم نظامِ حکومت کی درستگی کی طرف متوجہ ہوا تب اس نے نوبہ بن دارس کو راوڑ کے قلعے پر مامور کیا تا کہ اس مقام پر کشتیاں تیار رکھے۔ اوپر یا نیچے کی طرف سے جو بھی کشتی آئے یا جائے اگر اس میں سامانِ جنگ ہو تو روک کر راوڑ کے قلعے میں لے جائے۔ اس (راوڑ) سے اوپر کے حصے کی کشتیوں کا اختیار ابن زیادالعبدی کو دیا۔ کچھ کے اطراف۰۰۰۰۰ ھذیل بن سلیمان کو دیئے (ص ۳۰۶) اس حوالے سے یہ دلیل بھی نکلتی ھے کہ راوڑ کی سرحد آگے جا کر کچھ کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ شہر راوڑ محمد بن قاسم کی فتوحات کے تقریباً پانچ سو برس کے بعد تک بھی موجود تھا۔ کیونکہ یاقوت اپنی کتاب معجم البلدان (راور) میں سنہ ۱۲۲۴-۱۲۲۸ع کے زمانے میں لکھتا ھے کہ "راور سندھ میں ایک بڑا شہر ھے جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا" بقول ہوڑی والا (ص ۸۷) راوڑ کے متعلق سنہ ۱۶۱۲ع کا ایک حوالہ ملتا ھے۔

Marfat.com

انڈیا آفس لائبریری میں پہلوی زبان کی ایک کتاب "Dinai-Mainogi-i-Khirad" کا فارسی منظوم ترجمہ موجود ہے جو کہ سنہ ۱۶۱۲ع میں "Rawar in Sind" کے ایک باشندے سرزبان زرتشتی نامی نے کیا۔ دیکھئے :-

(Sachau: J. R. A. S. New Series IV. 24; West, Pahlavi Texts, III in Sacred Books of the East, XXIV, Introduction P. XXiii)

ممکن ہے کہ اس کتاب میں تحریر کردہ "راور" اصل میں "ارور" کی غلط صورت خطی ہو لیکن اگر واقعی یہ وہی زیر بحث "راوڑ" ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۱۶۱۲ع تک راوڑ موجود تھا۔ اس لحاظ سے راوڑ غالباً شاہ بندر سب ڈویزن کا وہی قدیم برباد شدہ شہر "رڑی" ہو جو کہ مقامی روایتوں کے مطابق دو تین صدی پہلے برباد ہوا۔ اپنے اس آخری دور میں "رڑی" جت قوم کے لوگوں کا مشہور شہر تھا جس پر اپنے قرض کے بدلے میں کیہر قوم کے لوگ قابض ہوگئے تھے چنانچہ سندھ میں مثل مشہور ہے کہ "رڑی ٹکوں میں پڑی، ملا جیتوں کو جواب"۔ لاڑ میں کیہر قوم کا زوال تقریباً سترھویں صدی عیسوی کے آخر میں ہوا اور غالباً اسی زمانے میں شہر "رڑی" برباد ہوا (ن-ب)۔

۹۲ /[۷۰] عرب محمد علافی: یہ محمد علافی غالباً وہی "محمد حارث علافی" ہے (یعنی محمد بن حارث علافی) کہ جس کا ذکر بعد میں ص [۱۶۰] پر آیا ہے۔ ص [۱۳۸] پر

Marfat.com

ن کا نام "محمد" دیا گیا ہے اور ص[۱۴۰] پر "علافی"۔
وی کتاب میں صرف ص [۱۶۰] پر ہی اس کا پورا نام
محمد حارث علافی" دیا گیا ہے اور اس کے بعد باقی ہر جگہ
رف محمد علافی دیا گیا ہے دیکھئے ص[۱۶۰-۱۶۴]،
[۱۷۰-۱۷۲] اور [۱۹۳-۱۹۴] محمد علافی دراصل عربوں
کے شامی لشکر کے سپاہیوں میں سے تھا۔ دیکھئے ص[۱۳۸]۔

اس صفحہ ۹۲ پر آگے چل کر بیان کیا گیا ہے کہ اس
علافی نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو۔۔۔۔۔قتل کیا تھا۔ یہ غلط
ہے درحقیقت علافیوں نے خلیفہ عبدالملک کے دنوں میں مکران
کے گورنر سعید بن اسلم کلابی کو قتل کیا تھا کیونکہ اس نے
ان کے ہم وطن اور ہم قوم سفہوی بن لام الحمامی نامی ایک
شخص کو قتل کیا تھا۔ دیکھئے فتحنامہ [۸۰-۸۶]۔ سعید
کے خلاف اس سازش میں جن علافیوں نے حصہ لیا تھا ان میں
محمد بن حارث علافی کا نام نہیں دیا گیا۔ دیکھئے ص [۸۶]۔
مگر مورخ بلاذری نے معاویہ اور محمد بن حارث علافی
دونوں کو اس سازش کا قائد لکھا ہے (فتوح البلدان ص ۴۳۰)۔
علافیوں نے سعید کو قتل کرکے مکران پر قبضہ جمالیا تھا۔
دیکھئے فتحنامہ ص[۸۶]۔ حتیٰ کہ سنہ ۸۰ هجری کے قریب
حجاج نے مجاعت بن سعر کو مکران کی طرف روانہ کیا
جس کے پہنچنے سے پیشتر ہی علافی وہاں سے بھاگ کر راجہ
داھر کے پاس جا پہنچے تھے، فتحنامہ ص[۸۸]۔ اس لحاظ سے
محمد علافی کی رمل کے راجہ کے خلاف کی ہوئی کارروائی

Marfat.com

کو سنہ ۸۵ هجری کے بعد کا واقعہ سمجھنا چاهئے (ن۔ب)۔

۹۵ /[۱ـ۷] هند اور سندھ کے شہروں میں اسلامی لشکر کی پہلی جنگ رسول صلعم کی هجرت کے ۱۵ سال بعد امیرالمومنین حضرت عمر رضہ کے عہد ِ خلافت میں هوئی: یہ درست ہے اور مورخ بلاذری نے بھی مدائنی کی سند سے مسلمانوں کی اس پہلی فوج کشی کی خبر نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضہ نے سنہ ۱۵ هجری میں عثمان بن العاص کو بحرین اور عمّان کا گورنر مقرر کیا جس نے اپنے بھائی الحکم کو تانہ (تھانہ، بمبئی کی طرف) اور بروص (بھروچ، گجرات) کی مہم پر اور اپنے دوسرے بھائی مغیرہ کو دیبل روانہ کیا فتوح البلدان، ص ۳۲-۴۳۱) البتہ فتحنامہ کی روایت کا وہ حصہ صحیح نہیں ہے کہ مغیرہ دیبل میں لڑتے ہوئے شہید ہوا۔ بلاذری واضح طور پر لکھتا ہے کہ اس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور اس پر فتح حاصل کی (فتوح ص ۴۴۲)۔ دوسرے تاریخی حوالوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مغیرہ اس کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس حملے کی تفصیل کے لئے دیکھئے ہمارا مضمون "هندوستان پر عربوں کے ابتدائی حملوں کی تاریخ" مطبوعہ "اسلامک کلچر" مخزن، جولائی ۱۹۴۶ع حیدرآباد دکن* (ن۔ب)۔

۹۶ /[۳ـ۷] امیرالمومنین عثمان بن عفان رضہ۔۔۔۔۔ هند اور سندھ پر فوج کشی کرنے کے لئے لشکر بھیجنا چاها: حضرت عثمان

*"The Probable Date of the Early Arab Expeditions to India" Islamic ulture, Hyderabad Daccan, Issue of July 1946.

Marfat.com

کے اس ارادے کا ایک خاص سبب تھا۔ فتحنامہ میں اس واقعہ سے پہلے کی ایک اور جنگ کا جو کہ حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں سندھ اور لشکرِ اسلام کے درمیان ہوئی، ذکر نہیں ہے۔ لیکن بقول طبری (۲۷۰۷x۱) جب لشکرِ اسلام حکم بن عمرو التغلبی کی سرکردگی میں مکران میں (ایران کی ساسانی حکومت کے گورنر کی فوج سے لڑ رہا) تھا تو سندھ کی فوجوں نے اچانک نہر پار کرکے اسلام کے لشکر پر حملہ کردیا تھا۔ اور شاید حضرت عثمان رضہ نے سندھ کے راجہ کی طرف سے اس "جنگ نہر" میں کی گئی پہل کا انتقام لینے ھي کے لئے سندھ پر لشکرکشی کا ارادہ کیا تھا (ن۔ب)۔

۹۶ /[۷۳] لشکر قندابیل اور مکران میں تھا: فتحنامہ کا صرف یہی حوالہ ہے کہ جو اس وقت قندابیل میں لشکرِ اسلام کی موجودگی کا اظہار کرتا ہے دوسری کسی بھی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ یہ لشکر غالباً عبداللہ بن عامر کا لشکر تھا (دیکھئے بلاذری فتح سجستان)، یا پھر اس عظیم لشکر کا کوئی حصہ تھا کہ جس نے حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں ایران پرعام حملہ (الانسیاح یا General Invasion) بولا تھا (ن۔ب)۔

۹۷ /[۷۴] اشعار۔ "واھلکتنی لکم فی کل یوم۔ الخ: کتاب النوادر (طبع بیروت ص ۱۶۱) میں ابو زید نے یہ دو شعر جاھلی شاعر علی بن طفیل السعدی سے منسوب کئے ھیں۔ اور لسان العرب (جلد ب ص ۲۰۴) کے مصنف نے انھیں

Marfat.com

عامر بن الطفیل السعدی سے منسوب کیا ہے۔ تاج العروس (جلد ۱۲ ص ۱۱۶) پر صرف دوسرا شعر ہے اور شاعر کا نام نہیں دیا گیا ہے (بہ شکریہ استاذ عبدالعزیز المیمنی)۔ سر چارلس لایال نے یہ دونوں اشعار عامر بن طفیل کے دیوان (ص ۱۰۸) میں درج کئے ہیں جس کے مطابق اصلاح کر کے ترجمے میں شامل کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں اشعار ہجو اور استہزا کے محسوس ہوتے ہیں تعجب ہے کہ انہیں مدح تصور کیا گیا ہے (ع۔م)۔

۹۷ /[۷۴] حضرت علی رضہ کی تعریف میں اشعار کہے: یعنی حکیم بن جبلہ نے یہ اشعار کہے۔ حکیم قبیلہ بنو الدیل میں سے تھا اور اس لحاظ سے اس کا پورا نام حکیم بن جبلہ بن حصین بن اسود بن کعب بن عامر بن الحارث بن الدیل ہوگا (جمہرۃ ابن حزم جلد ۲) اس کے حالات ابن خلکان (وفیات ۴۴۸) اور ابن حجر (اصابہ ۱X۷۷۹) نے تفصیل سے لکھے ہیں۔ حکیم ان چار جرنیلوں میں سے ایک تھا کہ جنہوں نے حضرت عثمان رضہ کو شہید کرنے میں حصہ لیا (العقد الفرید ۲X۲۶۶-۲۶۹)۔ حکیم حضرت علی رضہ کے طرفداروں میں سے تھا اور "جنگ نہروان" سے پہلے "زابوقہ" کی لڑائی میں جو کہ خارجیوں کے ساتھ ہوئی تھی، قتل ہوا۔ (رسالۃ للجاحظ فی بنو امیہ، ملحقۃ فی آخر کتاب النزاع والتخاصم للمقریزی، طبع مصر، ص ۱۹۳)۔ "العقد الفرید" (۲X۶۰) میں حضرت علی رضہ کی منقبت میں اس کا یہ شعر ملتا ہے:۔

Marfat.com

...عا حکیم دعوة سمیعة

نال بها المنزلة الرفیعة

(ن ـ ب)

۹۸ /[۷۰] حکیم بن جبلہ کا قول ـ ماءٌ ھا وشل ـ الخ : بلاذری نے بھی یہ رپورٹ حکیم سے منسوب کی ھے (فتوح البلدان ص ۴۳۲) اور غالباً یہ صحیح ھے۔ یاقوت نے بھی "معجم البلدان" (۶۱۳X۴) میں یہی روایت نقل کی ھے ـ البتہ طبری (۲۷۰۷X۱)۔ یہ الفاظ صحار العبدی سے منسوب کرتا ھے جو کہ مکران کے جرنیل حکم بن عمرو التغلبی کی طرف سے خمس اور اموالِ غنیمت لے کر حضرت عمر رضہ کے پاس گیا تھا (طبری ۲۷۰۷X۱) مگر یہ صحیح نہیں معلوم ھوتا کیونکہ بقول طبری صحار العبدی اس وقت خود ایک دوسرے سپہ سالار احنف بن قیس کے ساتھ تھا جس نے اسے اس وقت اپنا نائب بنا کر ھرات میں تعینات کیا تھا (دیکھئے طبری ۲۶۱۲X۱) ابن قتیبہ نے بھی "عیون الاخبار" (۱۹۹X۲) میں یہ کیفیت کسی شخص کی زبانی حضرت عمر رضہ کے سامنے بیان کی گئی تحریر کی ھے لیکن اس شخص کا نام نہیں دیا ھے ـ "الاخبار الطول" (طبع یوروپ ص ۳۲۶) اور "محاضرات راغب اصفہانی" میں یہ الفاظ ابن القریہ سے منسوب ھیں، دوسری طرف تقی الدین حموی کی "ثمرات الاوراق" (۶۱X۲)، ابن حامد کرمانی کی تاریخ کرمان المعروف "عقد العلی للموقف الاعلیٰ" (طبع طھران، ص ۶۴) اور "تاریخ گزیدہ" میں (ص ۲۰۷ پر نام کی غلطی کے ساتھ)

Marfat.com

یہ الفاظ غضبان بن القبعثری نامی شخص سے منسوب ہیں جس نے حجاج سے یہ باتیں بیان کیں (ن۔ب)۔

۹۹ /[۷۶] عبداللہ کو سندھ پر فوج کشی کرنے سے منع کردیا اور کسی کو بھی نہ بھیجا: مورخ بلاذری بھی اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ حضرت عثمان رضہ نے حکیم کی رپورٹ سننے کے بعد کسی بھی سپہ سالار کو اس سرحد پر جہاد کرنے کے لئے نہیں بھیجا "فَلَمْ یُغْزِھا اَحَداً" (فتوح البلدان ص ۴۳۲) لیکن مورخ طبری سنہ ۲۹ ہجری کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضرت عثمان رضہ نے عبیداللہ بن معمرالتمیمی کو مکران کی طرف بھیجا جو وہاں دشمن کی پوری فوج کا صفایا کرکے بڑھتا ہوا جاکر "نہر" پر پہنچا۔۔۔۔۔اس کے بعد عبیداللہ کا فارس کی طرف تبادلہ کردیا گیا اور اس کی جگہ پر عمیر بن عثمان بن سعد کو مقرر کیا گیا [اس کے بعد غالباً عبیداللہ کے فارس میں شہید ہوجانے پر عمیر کو فارس میں مامور کیا گیا اور ابن کندیر القشیری کو اس کی جگہ پر مکران میں متعین کیا گیا]۔ حضرت عثمان رضہ کی شہادت کے وقت عمیر بن عثمان فارس کا اور ابن کندیرالقشیری مکران کا سپہ سالار تھا۔ دیکھئے طبری ۱X۲۸۲۹-۲۸۳۱، ابن الاثیر ۳X۴۸-۴۹، اور ابن خلدون بقیة الجزءالثانی ص ۱۳۱-۱۳۳ (ن۔ب)۔

۹۹ /[۷۶] تو اہل۔ شہر میں آپس میں نااتفاقی اور مخاصمت ہوگئی: اس وقت کے عناد و فساد کا مرکز بصرہ تھا

Marfat.com

اور اسی وجہ سے "شہر" سے مراد غالباً "بصرہ" ہے۔ اصل فارسی متن میں "اہلِ شہر" ہے جو ممکن ہے کہ اصل عربی عبارت "اهل المدينة" کا غلط ترجمہ ہو۔ اس لحاظ سے "اہلِ شہر" سے "اہلِ مدینہ" کی بھی مراد ہوسکتی ہے (ن-ب)۔

۹۹/[۷۶] حضرت علی رضہ نے ثاغر بن ذعر کو ہندوستان کی سرحد پر مقرر [کیا]: ثاغر بن ذعر کا نام صرف فتحنامہ میں آیا ہے اور بقیہ دوسری تواریخ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آگے چل کر دوسرے صفحہ یعنی ۱۰۰/[۷۷] میں بتلایا گیا ہے کہ اس لشکر یعنی ثاغر بن ذعر کے لشکر میں حارث بن مرّہ نامی ایک بہادر سپہ سالار تھا۔ مورخ بلاذری کے قول کے مطابق حضرت علی رضہ نے سنہ ۳۸ ھجری کے آخر یا سنہ ۳۹ ھجری کی شروع میں حارث بن مرّہ العبدی کو محاذِ ہند کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا جس نے "وہاں فتح حاصل کی اور کثیر مالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ کئے اور ایک دن میں ایک ہزار غلام تقسیم کئے۔ اس کے بعد [وہ وہیں رہا] حتیٰ کہ سنہ ۴۲ ھجری میں وہ اور اس کے ساتھی سوائے کچھ تھوڑے آدمیوں کے صوبے قیقان (کیکان) میں (کسی جنگ میں مارے گئے" (فتوح البلدان، ص ۴۳۲)۔

حارث بن مرّة العبدی، حضرت علی رضہ کے حامیوں میں سے تھا جسے حضرت علی رضہ نے جنگِ صفین کے موقع پر اپنے لشکر کے میمنہ کا سپہ سالار مقرر کیا تھا (دیکھئے المنقری کی

Marfat.com

"کتاب الصفین"، طبع ایران ص ۱۰۷) ۔ حارث قبیلہ ربیعہ مشہور سخی سرداروں میں سے تھا۔ چنانچہ مشہور ہے اس نے ایک دن میں ایک ہزار غلام تقسیم کئے اور پانچ گھوڑے بطور بخشش دیئے۔ دیکھئے محمد بن حبیب کی "کتاب المحبر" طبع حیدرآباد دکن ص ۱۰۴ (ن۔ب) ۔

۱۰۰ /[۷۷]ھذلی نے بیان کیا ہے کہ : مراد ابوبکر الھذلی ۔ ہمارے خیال میں فتحنامہ کے فارسی مترجم نے اختصار کے خیال سے اس مقام پر اس کتاب کے اہم راوی ابوالحسن مدائنی کا نام نہیں لکھا ہے ورنہ پوری عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ : "ابوالحسن نے کہا کہ ھذلی نے بیان کیا ہے۔الخ"۔ ہمارے اس نظریہ کی دلیل یہ ہے کہ ابوبکر الھذلی دراصل ابوالحسن مدائنی کا ایک خاص ماخذ ہے اور ھذلی کی روایتیں ہم تک براہِ راست نہیں بلکہ زیادہ تر اس کے راویوں کے ذریعہ پہنچیں ہیں ۔ خود فتحنامہ کے صفحات ۱۰۱/[۷۸] اور ۱۰۵ /[۸۱] پر ھذلی کی دو روایتیں ابوالحسن مدائنی کی وساطت سے نقل ہیں۔ صفحہ ۱۰۱ /[۸۰] پر ھذلی کی روایت مہلب کے ذریعہ اور مہلب کے بعد پھر مصنفانِ تاریخ کے ذریعہ نقل کی گئی ہے اور صفحہ ۱۰۵ /[۸۰] پر ھذلی کی روایت تاریخ کی تشریح یا تفسیر کرنے والوں کی زبانی درج کی گئی ہے ۔ ان دونوں صفحات پر بھی "تاریخ کے مصنفوں" اور "تاریخ کی تفسیر کرنے والوں" سے مراد غالباً ابوالحسن المدائنی ہے کہ جو اس فتحنامہ کا خاص راوی ہے۔

Marfat.com

دوسری کتابوں میں بھی ابوالحسن المدائنی کی ابوبکر الهذلی سے نقل کی ہوئی تاریخی روایتیں نظر آتی ہیں مثلاً دیکھئے بلاذری کی "کتاب انساب الاشراف" مطبوعہ یوروپ، جلد ۱۱، ص ۲۲۷ - ابوبکر الهذلی تاریخ کے مشہور راویوں میں سے تھا اور اُس وقت کی اسلامی سلطنت کے مشرقی ممالک خصوصاً عراق اور سندھ کی تاریخ کا اسے کافی علم تھا۔ اس کا سبب غالباً یہ تھا کہ وہ مشرقی محاذ کے اہم شہر بصرہ کے عالموں میں سے تھا۔ بقول همدانی "ابوبکر الهذلی کان بصریاً" (کتاب البلدان ص ۱۶۷)۔ مسعودی نے اپنی کتاب "مروج الذهب" (طبع پیرس ۱۲۲x۴، ۱۲۷) میں ذکر کیا ہے کہ ابوبکر الهذلی، پہلے عباسی خلیفہ ابوالعباس سفاح (۷۵۰-۷۵۴) کے هم نشینوں میں تھا اور اس کی مجلسوں میں شریک رہا کرتا تھا (ن-ب)۔

۱۰۱ / [۷۸] (امیر معاویہ نے) عبداللہ بن سوّار [العبدی] کو سندھ پر مامور کیا اور اس ملک کی حکومت اس کے حوالے کی: بقول بلاذری عبداللہ کو بصرہ کے وائسرائے (نائبِ خلیفہ) عبداللہ بن عامر نے اس محاذ پر بھیجا تھا۔ مگر بلاذری آگے کہتا ہے کہ "بعضے کہتے ہیں کہ اسے امیر معاویہ نے مقرر کیا"۔ فتحنامہ کی دوسری روایت (ص ۱۰۵-۱۰۶) کے مطابق بھی عبداللہ کی تقرری براہِ راست امیر معاویہ سے منسوب ہے اور غالباً یہ صحیح ہے۔ مورخ بلاذری نے اس کے بعد عبداللہ کے "قیقان" پر حملہ اور ابتدائی فتوحات کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ نے وہاں کے گھوڑے

Marfat.com

تحفتاً "امیر معاویہ کے پاس بھیجے (ص۴۲۳) یہ بیان ف
کی اس حکایت کی تصدیق کرتا ہے کہ عبداللہ کو ا
معاویہ نے کیکانان کے گھوڑے بھیجنے کی تاکید ک
تھی (ن ـ ب)۔

۱۰۴/[۷۹] (عبداللہ) ابن سوار۰۰۰ مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے شہید ہوا: بلاذری (ص۴۳۳) لکھتا ہے کہ ابتدائی فتوحات حاصل کر کے تحفوں وغیرہ کے ساتھ عبداللہ بن سوّار ملاقات کے لئے امیر معاویہ کے پاس آیا اور کچھ دنوں ان کے پاس رہا۔ اس کے بعد جب پھر "قیقانان" واپس گیا تب وہاں کے ترکوں کا لشکر اس پر غالب ہوا اور اسے شہید کیا۔ یاقوت معجم البلدان (ص ۴X۲۱۷) میں بلاذری کی یہی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ: بقول خلیفہ بن خیاط، عبداللہ نے سنہ ۴۷ع ہجری میں "قیقانان" پر حملہ کیا جس پر ترکوں کا عظیم لشکر جمع ہوا اور [جنگ میں] عبداللہ اور اسلامی لشکر کا بڑا حصہ قتل ہوا (ن۔ب)۔

۱۰۴/[۸۰] اَعوَرُ شَنّی: یعنی شاعر بِشرُ بن مُنقِذ بن عبدالقیس، جو کہ ابا مُنقِذ کی کنیت سے بھی مشہور تھا اور عربی ادب میں عام طور پر "الاعورالشنی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ "الشنی" نسبت ہے "بنوشن بن افصیٰ ابن عبدالقیس بن افصیٰ" سے اور چونکہ قبیلہ "بنوشن" دراصل قبیلہ "عبدالقیس" کی ایک شاخ تھا اور عبداللہ بن سوار بھی قبیلہ "عبدالقیس" کا شہسوار تھا اسی وجہ سے اعورشنی کو اس پر فخر ہے۔

Marfat.com

وہ عہدِ اسلام کے بلند پایہ شعراء میں سے تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے جو خود بھی شاعر تھے اور "جهم" کہے جاتے تھے (سمط اللآلی ص ۲۷۸)۔ جنگِ جمل میں اعور، حضرت علی رض کے لشکر میں تھا (المؤتلف المختلف، للاسدی، تصحیح مستشرق سالم کرنکوی Krenkow ص ۳۸)۔ جنگِ صفین میں بھی وہ حضرت علی رض کے ساتھ تھا اور ان کی منقبت میں بہت سے اشعار کہے (کتاب الصفین، للمنقری ص ۲۱۵، ۲۲۵ اور ۲۴۹)۔ اعورشنی کا کچھ ذکر ابن قتیبہ کے "طبقات الشعراء و الشعر" (ص ۴۰۹) میں بھی موجود ہے (ن۔ب)۔

۱۱۰ /[۸۴] پورالی کی حدود میں وفات کی: بلاذری کہتا ہے کہ (ص ۴۳۴) قصدار میں فوت ہوا "قلادة النحر فی وفیاتِ اعیان الدهر"۔ ایک قلمی نسخہ جو (کتبخانہ پیر جھنڈہ) میں موجود ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ منذر نے سنہ ۶۱ ھجری میں انتقال کیا (ن۔ب)۔

۱۱۱ /[۸۳] حکم بن منذر: حکم اپنے باپ منذر کی وفات کے بعد مکران میں محاذِ ہند کا گورنر مقرر ہوا۔ کوفہ میں وہ اپنے قبیلے عبدالقیس کا بڑا مقتدر سردار تھا (المحاسن والمساوی ۱،X۱۴۷، المعارف لا بن قتیبہ ص ۱۷۲) بعد میں اس کے چچا عبداللہ نے حجاج کے خلاف بغاوت کی لیکن رستقاباذ کے نزدیک مارا گیا (المعارف ص ۱۷۲) قرابت کی وجہ سے حکم کو اس سے محبت تھی چنانچہ اس کی موت پر اس نے یہ مرثیہ لکھا:

أبَا مُطَرِّ أقْرَرْتَ عَيْنَ عَدُوِّنَا
وَكُلُّ إلَى مَا صِرْتَ سَوْفَ يَصِيرُ

۔الخ۔ (بلاذری، الانساب، طبع یوروپ، ۱۱X۲۹۶)۔

Marfat.com

غالباً اسی وجہ سے آخر میں حجاج نے حکم کو ہمیشہ کے لئے قید کردیا حتیٰ کہ وہ حجاج کے قید خانے "الدیماس" ہی میں انتقال کرگیا۔ دیکھئے بلاذری، الانساب، طبع یروشلم ۱۷۱X۵ (ن۔ب)۔

۱۱۱/[۸۴] عبداللہ [بن] الاعور الحرمازی نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے: اصل فارسی متن میں "الحرمازی" کی بجائے "الحواری" ہے۔ مگر صحیح "الحرمازی" ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن الاعور ہے مگر کوڑھی ہونے کی وجہ سے "الکذاب الحرمازی" کے نام سے مشہور ہے (ابن قتیبہ، الشعراء ص ۴۳۰)۔ وہ منذر اور اس کے بیٹے حکم کا خاص مدّاح تھا۔ جاحظ نے "کتاب الحیوان" (۳۹X۱) میں اس کی مدح کا یہ شعر نقل کیا ہے ـــ قالِ الکذّاب الحرمازی :۔

یا ابن المعلی نزلته احد الکبر داهیة الدهر و صماء الغبر

اس شعر میں "ابن المعلی" سے مراد منذر (بن جارود وھوبشر، بن عمرو بن حنش بن المُعَلّیٰ) ہے۔ لغت "اللسان" (مادہ۔غبر) میں بھی یہ شعر مختلف روایتوں کے حوالوں کے ساتھ "الحرمازی" سے منسوب ہے اور ممدوح کا نام بھی واضح ہے: قال الحرمازی یمدح المنذر بن الجارود ۔

انت لها منذر من بین البشر داهیة الدهر وصمّاءَ الغبر

ابن قتیبہ (الشعر و الشعراء ص ۴۳۰، ۴۳۱ اور المعارف ص ۱۷۲) نے بھی فتحنامہ میں دیا ہوا یہ شعر قدرے مختلف روایتوں سے) "الکذاب الحرمازی" ہی کا قرا دیا ہے اور اس کی داد دی ہے (الشعراء)۔ کتاب المعارف میں یہ رجز اس طرح دیا گیا ہے :۔

Marfat.com

يا حكم بن المنذر بن الجارود
سرادق المجد عليك ممدود
انت الجواد بن الجواد المحمود
نبّتت فی الجود و فی بیت‌الجود
والعود قد ينبت فی اصل العود (ن۔ب)

۱۱۹/[۸۹] قزاقوں کے ایک گروہ نے کہ جسے نکامرہ کہتے تھے: مورخ بلاذری نے (ص ۴۳۰) اس گروہ کو میدوں کی ایک قوم (قومٌ من میدٍ) بیان کیا ہے جنھوں نے کشتیوں پر سوار ہوکر جہاز پر حملہ کیا اور اسے لوٹ لیا۔ ہوسکتا ہے کہ نکامرہ، مید قوم کا ایک قبیلہ ہو۔ خود فتحنامہ کے صفحہ ۱۲۱/[۹۱] پر "میدوں کے دیبل" کا ذکر آیا ہے جس کے یہ معنی ہوے کہ دیبل بندر، قومِ مید کا مرکز تھا۔ عرب مورخوں کے حوالوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکران، سندھ اور کاٹھیاواڑ کے ساحلوں پر رہنے والی ساری قوموں کو کہ جن کا پیشہ ہی بحری لوٹ مار اور قزاقی تھا، ان سبھوں کو مید کہا گیا ہے۔ بلاذری واضح طور پر لکھتا ہے کہ مید وہ ہیں کہ جو سمندر میں ڈاکے مارتے ہیں "المید الذین یقطعون البحر"۔ پھر مکران کے گورنر راشد بن عمرالجدیدی کے بارے میں لکھتا ہے کہ اس نے پہلے تو شمالی پہاڑی علاقہ کیکانان پر حملہ کرکے فتح حاصل کی لیکن اس کے بعد میدوں سے (مکران میں) جنگ کی جس میں شہید ہوگیا (ص ۴۳۳)۔ عہدِ عباسی میں سندھ کے گورنر موسیٰ بن عمران نے قندابیل

Marfat.com

فتح کرنے کے بعد میدوں پر حملہ کیا (ص ۴۴۰) اور پھر سندھ میں جٹوں کی مدد سے سمندر کی کھاڑی کھدوا کر اور میدوں کی رہائشی نشیبی زمین کو پانی میں غرق کر کے انھیں تباہ کیا (ص ۴۴۶)۔ خود مورخ بلاذری کے دنوں میں اہلِ بصرہ اور سورٹھ (کاٹھیاواڑ) کے مابین لڑائی ہوئی تھی (ص ۴۴۰)۔ ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مکران، سندھ اور کاٹھیاواڑ کے ساحل پر رہنے والے بحری قزاقوں کو بلاذری نے "مید" کہا ہے۔ لانگ ورتھ ڈیمس اپنی کتاب "بلوچ قوم" (ص ۱۷) میں لکھتا ہے کہ: مید یا میدھ، سندھ اور مکران کے (بحری) ساحل کے قدیم مُہانے (ملاح) ہیں اور بلوچ حقارتاً انھیں اس نام سے پکارتے ہیں۔ دریائے سندھ کے مُہانوں (ملاحوں) کو بھی مید کہتے ہیں اور اکثر "میدھ اور ماچھی" دونوں نام ساتھ استعمال کئے جاتے ہیں۔

سندھ کے مید غالباً سندھ کے بحری ساحل کے میر بحر تھے اور موجودہ لفظ "میہ" شاید "مید" کی بدلی ہوئی صورت ہے چنانچہ بحری علاقوں میں آج بھی حقارتاً کہتے ہیں کہ "تو کوئی مید ہے" یا "تو کوئی میہ ہے" یا "تو کوئی می ہے"۔ بہرحال کراچی سے لے کر کیٹی بندر تک اس وقت ملاحوں میں کہیں بھی "نکامرہ" یا اس سے ملتے جلتے نام کا کوئی قبیلہ موجود نہیں اور نہ ایسا کوئی نام نظر آتا ہے۔ البتہ تحفۃالکرام کے ایک حوالے سے (بشرطیکہ وہ درست ہو) معلوم ہوتا ہے کہ قومِ نکامرہ گیارھویں صدی عیسوی کے نصفِ اول تک موجود

Marfat.com

ہی: میر علی شیر قانع لکھتا ہے کہ: جب اپنی شہزادگی کے زمانے میں شاہجہان اپنے والد جہانگیر سے ناراض ہوکر ٹھٹھہ آیا تھا تو نواب شریف خان (شرفا خان؟) اور ککرالہ کے حکام نے اس کی مخالفت کی تھی اور "دھاراجا" کے رانا، قوم نکامرہ اور حمّل جت نے اس کی امداد اور معاونت کی تھی۔ اسی وجہ سے تخت نشین ہونے کے بعد شاہجہان نے سنہ ۱۰۳۷ ہجری میں نواب امیر خان کو ٹھٹھہ کا نواب مقرر کیا تھا تاکہ وہ انہیں نوازے اور ان سے اچھا سلوک کرے (تحفۃالکرام، مطبع ناصری، ۳x۵۰)۔ اگر گیارھویں صدی ہجری میں بھی نکامرہ قوم موجود تھی تو اس حالت میں اس قوم کے لوگوں کا اب تک باقی رہنا ممکن ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس قوم کا نام متروک ہوچکا ہو۔ ہمیں اس وقت تک بحری ساحل اور لاڑ کے ملاحوں کے جو قبائل یا ان کی شاخوں معلوم ہوئی ہیں وہ یہ ہیں:۔ لاڑا، ونگرا، دبلا (دھاراجا کے اصل باشندے)، ھولانی، لیلگانی، ماچھی، جوبانیا، ٹانڈیا، ولہاری، ہوڑائی، ڈوکی، کڈائی، گجاڑیا، سوڈھائی، پکھیڑا، ٹیبائی، پاٹاری، ٹھوری، ڈھورائی وغیرہ۔ مگر "نکامرہ" کا نام کہیں معلوم نہیں ہوسکا (ن-ب)۔

۱۱۹/[۹۰] یہ عورت قبیلہ بنی عزیز (یا عزیر) میں سے تھی: اس نام کا قبیلہ کسی بھی عربی کتاب میں نظر نہیں آتا۔ بلاذری (فتوح البلدان ص ۴۳۰) میں بیان کرتا ہے کہ یہ عورت قبیلہ "بنی یربوع" میں سے تھی اور مورخ بلاذری کا یہ قول زیادہ باوزن ہے (ن-ب)۔

Marfat.com

۱۲۴ /[۹۴] محمد بن قاسم کو جو اس کے چچا کا
اور نواسہ بھی تھا اور حجاج کی بیٹی اس کے گھر میں تھی
یہ سارا بیان حقیقت کے برعکس ہے۔ نہ محمد بن قاسم حجاج کے
چچا کا بیٹا تھا، نہ اس کا نواسہ تھا اور نہ اس کی بیٹی ھ
اس کے گھر میں تھی۔ ان حقایق کا تجزیہ کرتے ہوئے پہلے
ابو عقیل کے خاندان کا یہ شجرہ دیکھنا چاہئے:۔

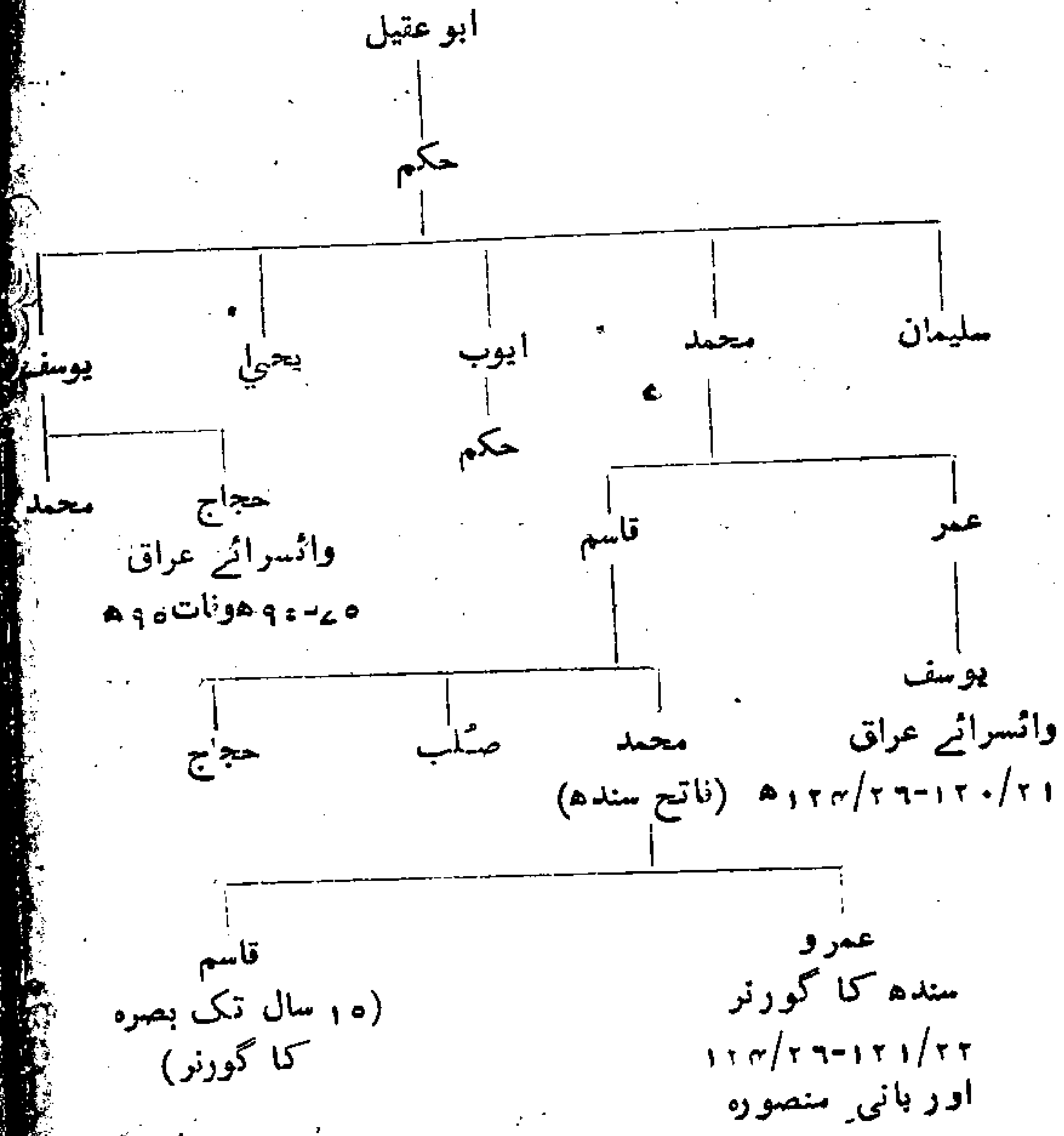

Marfat.com

اس شجرہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ محمد بن قاسم، حجاج کے چچا (محمد) کا بیٹا نہیں بلکہ حجاج کے چچا (محمد) کے بیٹے (قاسم) کا بیٹا ہے۔

فتحنامہ کی فارسی عبارت اس طرح ہے: "محمد بن قاسم پسرِ عم او بود"۔ یہاں "پسرِ عم" عربی لفظ "ابنِ عم" کا ترجمہ ہے۔ عربی میں چچا کے بیٹے یا پوتے بلکہ پرپوتے کو بھی "ابنِ عم" کہا جاسکتا ہے لیکن اس اصطلاح کا فارسی ترجمہ، پڑھنے والوں کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کرسکتا ہے۔ اسی وجہ سے ترجمے کے متن میں وضاحت کے لئے ہم نے "اس کے چچا [کے بیٹے] کا بیٹا" لکھا ہے۔

زیرِ بحث صفحہ پر محمد بن قاسم کو حجاج کا نواسہ ظاہر کیا گیا ہے اور تحریر کیا گیا ہے کہ حجاج کی بیٹی اس کے گھر میں تھی لیکن ص ۶۵-۲۶۶/[۱۹۰] پر حجاج کی اپنی بیٹی محمد بن قاسم کو دینے کی حکایت درج کی گئی ہے جو غور طلب ہے۔ درحقیقت یہ محض ایک "حکایت" ہے اور ہر نقطۂ نظر سے غیر معتبر۔ اولاً اس حکایت کی روایت ضعیف ہے اور بنی تمیم کے کسی غیر معروف شخص سے منسوب ہے جس نے یزید بن کنانہ سے نقل کیا ہے۔ خود یزید بن کنانہ کا نام بھی راویوں کی صف میں کہیں نظر نہیں آتا۔ دوم اس حکایت کے مطابق حجاج کے غصہ میں ہرمرتبہ محمد بن قاسم کے سر پر چھڑی مارنے اور اس کی پگڑی گرا دینے کے باوجود محمد بن قاسم کا اس سے بار بار اس کی بیٹی کا مطالبہ کرنا

Marfat.com

ایک تو محمد بن قاسم کے بلند اخلاق اور خود داری کے خلاف ہے دوسرے حجاج کے مشہور غیض و غضب کے آگے محمد بن قاسم کی (جو ان دنوں کمسن تھا) مجال نہ تھی کہ بار بار اس بات پر زور دیتا۔ تیسرے یہ کہ اس حکایت کا راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت اس محفل میں تھا اور یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔ گویا حجاج کی بیٹی کی شادی کا فیصلہ دوسروں کے سامنے ہو رہا تھا! چوتھے یہ کہ حکایت کے آخر میں بیان کیا گیا ہے کہ آخرکار حجاج نے اپنی بیٹی اس شرط پر محمد بن قاسم کو دینے کا اقرار کیا کہ "جب بڑا ہوگا اور فارس و ہند پر فوج کشی کرکے یہ ممالک فتح کرلے گا"۔ یہ پیشین گوئی بھی ظاہر کرتی ہے کہ یہ حکایت محض ایک افسانہ ہے اور اس میں بیان کردہ سقم بھی اس کے غیر معتبر سمجھے جانے کا کافی ثبوت ہے۔

مگر بڑی بات تو یہ ہے کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ حجاج کے کوئی بیٹی بھی تھی۔ ابن حزم جو کہ عرب کا ایک بڑا ماہر اور عالم نسّاب ہے اس نے بھی اپنی کتاب "جمہرت انساب العرب" (ص ۲۰۰) حجاج کی اولاد میں صرف چار فرزندوں کا ذکر کیا ہے یعنی محمد، عبدالملک، آبان اور سلیمان۔

واقعہ صرف یہ ہے کہ حجاج نے اپنی بہن زینب کو اس کا اختیار دیا تھا کہ وہ محمد بن قاسم اور حکم بن ایوب (بن حکم بن ابی عقیل) دونوں میں سے جس سے چاہے عقد کرے۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کی عمر ان دنوں صرف سترہ سال تھی اور حکم عمر میں بڑا تھا۔ زینب نے (غالباً اپنی عمر کے لحاظ سے) حکم کو پسند کیا جس سے حجاج نے اس کی شادی کرادی کتاب الاغانی، جلد ۴، ص ۲۷)۔

اس توضیح کی بنیاد پر فتحنامہ، فرشتہ (جلد ۴، ص ۴۰۳) اور میر معصوم کے (تاریخ معصومی فارسی ص ۲۱) کہ جن کا ماخذ فتحنامہ ہی ہے، یہ بیانات کہ محمد بن قاسم حجاج کا نواسہ تھا، قطعی غلط معلوم ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ محمد بن قاسم کی شادی کے بارے میں دیئے ہوئے فتحنامہ کے دوسرے حوالوں کا بھی جائزہ لیا جائے اور کسی صحیح نتیجے پر پہنچا جائے۔ فتحنامہ کے صفحہ ۲۰۸ / [۱۸۶] میں بیان کیا گیا ہے کہ داھر کے قتل کے بعد جب اس کی بیوی لاڈی گرفتار ہوئی تو محمد بن قاسم نے اسے خریدنے کے لئے حجاج سے اجازت طلب کی اس نے خلیفہ ولید سے سفارش کی اور آخر دارالخلافہ سے حکم جاری ہوا اور اس کے بعد محمد بن قاسم نے لاڈی کو خرید کر اپنی بیوی بنایا (مزید دیکھئے ص ۳۱۰ / [۲۲۲])۔

اس حکایت کا راوی ایک مقامی شخص ابو محمد ھندی ہے جس نے یہ بات ابو مسھر عابی (؟) نامی ایک شخص سے سنی ہے کہ جو خود گمنام اور مشکوک ہے۔ کسی بھی عربی ماخذ سے اس حکایت کی ذرّہ برابر بھی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ فتحنامہ ھی میں لاڈی کے متعلق ایسے بیانات ھیں کہ جن سے

Marfat.com

اس حکایت کی تردید ہوتی ہے مثلاً ص ۲۰۸-۲۰۹ میں خ
لاڈی کے زبانی بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ داہر کے
قتل ہونے والے دن عین میدانِ جنگ میں گرفتار ہوئی تھی
لیکن ص ۲۸۹-۲۹۰/[۲۰۵-۲۰۶] پر خود برہمن آباد کے
بزرگوں کی حکایت کے مطابق داہر کے قتل ہونے کے بعد
لاڈی اپنے بیٹے کے ساتھ برہمن آباد کے قلعے میں پہنچی اور
قلعے کی حفاظت کے انتظامات کرکے مقابلے کے لئے مستعد
ہوگئی۔ غرض یہ کہ فتحنامہ کی وہ حکایتیں کہ جن کی بنیاد
مقامی روایتوں پر ہے اور جن کی عربی ماخذوں سے کوئی
تصدیق نہیں ہوتی وہ غیر معتبر ہیں۔ اور محمد بن قاسم کا
لاڈی کو خرید کر نکاح میں لانا بھی محض ایک افسانہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ محمد بن قاسم نے کہاں شادی کی؟
اس کے دو بیٹے عمرو اور قاسم تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔
عمرو سندھ کا گورنر اور مشہور شہر منصورہ کا بانی تھا
اور اس کا بھائی قاسم پورے ۱۰ سال بصرہ کا گورنر رہا۔
جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ بڑا قابل اور خاص وعام میں
مقبول حاکم تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مشہور ارجوزہ گو
شاعر روبہ بن العجّاج نے اس کی مدح میں قصیدے کہے۔
اپنے ایک طویل قصیدے (مطلع : قلتُ وقد أقصر جهل الأصور،
دیکھئے دیوان روبہ ص ۵۷-۶۳) کے ۱۹۳ تا ۱۹۷ مصرعوں
میں وہ کہتا ہے:-

Marfat.com

مافی غَدٍ انّی امرُوٌ مِن مَعشَرٍ
یَغدُوْنَ انصَارَکَ یَوْمَ النّصرِ
وَهُمْ علیٰ رَغمِ العُدَاةِ الزّفّر
اَخوَالُ آبائِکَ فی المَجدِ الثّرِی
سَعْدُ بْنِ زَیْدٍ فی الصّمِیمِ الدّوسر

(یعنی میں اس گروہ میں سے ہوں کہ جو ہر مصیبت کے دن تیرے دشمنوں کے خلاف صف آرا اور تیرا معاون ہے اور وہ گروہ "سعد بن زید" کے قبیلے کے شیر مردوں کا ہے جو تیرے خاندان کے ننہالی عزیز اور اعلیٰ شان و مرتبہ والے ہیں)۔

ان اشعار میں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ ایک یہ کہ شاعر نے سعد بن زید قبیلے کا ذکر کیا ہے جس کا وہ خود ایک فرد ہے۔ اب دیکھئے کہ شاعر روبہ بن العجاج، قبیلۂ بنو تمیم کی ایک بڑی شاخ "بنو سعد بن مالک بن سعد بن زید منات بن تمیم" میں سے تھا۔ دیکھئے ابن حزم، الجمهرة ص۲۰۴ اور ابن درید، الاشتقاق ص ۱۰۹) اور قبیلۂ "سعد بن زید منات" اسی بڑی شاخ کی ایک شاخ تھا جسے شاعر نے اختصار کے طور پر صرف "سعد بن زید" لکھا ہے۔

دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس قبیلے کے لوگ اس کے ممدوح، قاسم کے خاندان کے ننہالی عزیز ہیں۔ اس کے اصل الفاظ "اخوال آبائک" ہیں "یعنی تیرے اجداد کے ننہالی" جس کے یہ معنی ہوئے کہ قاسم کے باپ، محمد بن قاسم اور اس کے باپ دادوں کے ننہالی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ

Marfat.com

محمد بن قاسم کے بزرگوں کی شادیاں بنو تمیم کے اس گھرانے یا خاندان میں ہوئی تھیں اور اسی رسم کے مطابق غالباً خود محمد بن قاسم کی شادی بھی بنو تمیم کے اسی خاندان یا قبیلے میں ہوئی ہوگی۔ واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ مشہور محقق اور ادیب، خطیب تبریزی، شاعر رویہ کے مذکورہ ارجوزہ (قصیدہ) کے ۱۹۵ اور ۱۹۶ نمبر کے مصرعوں کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ابو محمد نے کہا ہے کہ میں نے اس کے (شاعر رویہ کے) "س" کے قافیہ والے قصیدہ کا ایک مصرع دیکھا ہے جس سے اس کی (شاعر رویہ کی) مراد یہ ہے کہ قاسم بن محمد کے ننھال بنی سعد بن تمیم میں سے ہے۔ "یرید ان القاسم بن محمد له خؤولة فی بنی سعد بن تمیم" (حاشیہ کتاب تہذیب الالفاظ، ص ۶۸-) یہاں ابو محمد سے مراد مشہور عالم "ابن السیّرافی" ہے جس کی شہادت قطعی مستند سمجھنی چاہئے۔ اس حوالہ اور وضاحت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کے بیٹے قاسم کے خاندانی ننھالی، قبیلۂ بنی تمیم کی ایک شاخ قبیلۂ بنو سعد، (بن مالک بن سعد بن زید منات بن تمیم) میں سے تھے جس کے یہی معنی ہوئے کہ محمد بن قاسم نے بنو تمیم کے اسی خاندان میں شادی کی تھی (ن-ب)۔

۱۲۵ / [۹۴] حمزة بن بیض الحنفی نے یہ اشعار کہے: حمزہ بن بیض اموی عہد کے مشہور شعرا میں سے تھا اور محمد بن قاسم کا ہمعصر تھا۔ اس نے سنہ ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

Marfat.com

ن کے حالات کے لئے دیکھئے الاغانی، جلد ۱۵ ص ۱۳-۲۶،
لا مدی، الموتلف والمختلف ص ۱۰۰، الکتبی، فوات الوفیات
۱۸۸X۱، العسکری، معانیہ ۱X۱۱۱، ابو حیان ۱۸۵X۳، ابن عساکر
۴۴۰X۴، النّویری ۸۱X۴، تاج العروس (بیض)۔ حمزہ کے یہ
اشعار مشہور ہیں۔ دیکھئے بلاذری طبع یوروپ ص ۴۴۱،
طبع مصر ص ۴۲۸، ابن الاثیر ۲۸۲X۴، الیعقوبی ۳۰۷X۲، ابن
قتیبہ، عیون الاخبار ۲۲۹X۱، المرزبانی (پہلے مصرع کے بارے
میں مختلف روایتوں کے ساتھ) ص ۴۸۲۔ فتحنامہ کے مطابق
حمزہ نے یہ اشعار محمد بن قاسم کے محاذِ ہند پر تقرر کے
موقع پر مبارکبادی کے طور پر کہے، مگر بقول ابن الاثیر
(۲۸۲X۴) حمزہ نے یہ اشعار دراصل محمد بن قاسم کی
افسوسناک موت پر مرثیہ کے طور پر کہے تھے۔ غالباً ابن الاثیر
کا قول صحیح ہے کیونکہ بلاذری (ص ۴۴۰) نے بھی محمد
بن قاسم اور ثقفی خاندان کے دوسرے افراد کے قید میں اذیتیں
دے کر قتل کئے جانے کے ذکر کے بعد یہی اشعار نقل کئے
ہیں (ن۔ب)۔

۱۳۲/[۹۹] پھر......محمد بن قاسم وہاں سے ارمابیل
کی جانب روانہ ہوا: اس سے پہلے کے صفحہ میں صرف یہ
بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن قاسم مکران پہنچا۔ دراصل
فتحنامہ کی یہ عبارت نامکمل ہے۔ بقول بلاذری (ص ۴۳۶)
محمد بن قاسم (شیراز سے) مکران روانہ ہوا اور وہاں داقی

Marfat.com

دنوں ٹھہرا۔ اس کے بعد فنزبور(۱) آیا اور یہ شہر فتح کیا، پھر وہاں سے ارمابیل آیا۔ بلاذری کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ میں فنزبور یا پنجپور کی فتح کا ذکر غائب ہے اسی وجہ سے فتحنامہ کی مذکورہ عبارت میں "وہاں" سے مراد فنزبور یا پنجپور سے لینی چاہئے (ن۔ب)۔

۱۳۲ /[۱۰۰] (محمد بن ہارون) جب ارمابیل کی منزل پر پہنچا تو اس کی عمر پوری ہوئی۰۰۰۰۰۰اسے وہیں دفن کیا گیا: بقول بلاذری محمد بن ہارون نے "ارمابیل کے قریب وفات کی اور اسے قنبل میں دفن کیا گیا"۔ محقق بلاذری کا قول زیادہ صحیح سمجھنا چاہئے۔ فتحنامہ کی عبارت کو بلاذری کے بیان سے اِس طرح ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے کہ "ارمابیل کی منزل" سے مراد علاقۂ ارمابیل کی کوئی منزل ہے جو کہ شہر ارمابیل سے قریب تھی اور جس کا بلاذری نے ذکر کیا ہے۔ بلاذری کا تحریر کردہ قنبل وہی شہر ہے جسے عرب جغرافیہ نویسوں نے اکثر "قنبلی" لکھا ہے۔ ہمارے خیال میں قنبل یا قنبلی دراصل "فنبیلہ" یعنی "پن بیلہ" ہے جو غالباً ریاست لس بیلہ کی راجدھانی بیلہ (جو غالباً عربوں کا ارمابیل یعنی ارمن بیلہ ہے) کے متصل واقع تھا۔

اس وقت شہر بیلہ کے ایک جانب "پیر آری" کا مقبرہ

---

(۱) بلاذری کی مطبوعہ تاریخ میں اس کا تلفظ "قنزبور" ہے جو کہ درحقیقت "فنزبور" کی تحریف ہے۔ فنزبور یا پنجبور غالباً اسی مقام پر تھا جہاں موجودہ "پنجگور" واقع ہے (ن۔ب)۔

Marfat.com

اور زیارت گاہ ہے اور مقامی روایتوں کے مطابق یہ کسی صحابی کی قبر ہے۔ ممکن ہے کہ محمد بن ہارون کا نام "ابن ہارون" سے "ہارون" اور زمانہ گذرنے کے بعد مقامی تلفظ یا غلطی کی وجہ سے "آری" ہوگیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

۱۳۴/[۱۰۱] جہم بن زحر الجعفی: اِس کا باپ زحر بن قیس الجعفی کوفہ کے شریف سرداروں اور شہسواروں میں سے تھا اور بڑا فصیح مقرّر تھا (ابن عساکر، تاریخ کبیر ۵×۹۶)۔ جنگِ صفّین میں وہ حضرت علی رض کے ساتھ تھا۔ (ابن عساکر، ایضاً اور کتاب الصفّین ص ۱۱) - اس کے بیٹے بھی بے حد شریف تھے (ابن عساکر) جن میں سے جہم بن زحر بہت مشہور ہوا۔ جہم غالباً محمد بن قاسم کا دیرینہ رفیق تھا اور محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے سے پہلے جب کہ محمد بن قاسم فارس کا گورنر تھا تو ان دنوں بھی جہم اس کے خاص سپہ سالاروں میں تھا۔ سنہ ۹۳ھ کی شروعات میں محمد بن قاسم نے اپنے مرکز شیراز سے شہر رے پر فوج کشی کا ارادہ کیا تھا اور جہم بن زحر کو لشکر کے ہراول میں رے کی طرف روانہ کیا تھا مگر حجاج نے اسی اثناء میں محمد بن قاسم کو محاذِ ہند کا امیرِ لشکر مقرر کیا اور جہم بن زحر کو بھی محمد بن قاسم کے پاس واپس پہنچنے کا حکم دیا (بلاذری ص ۴۳۶) اس کے بعد جہم بن زحر سندھ کی فتوحات میں محمد بن قاسم کے ساتھ رہا دیکھئے فتحنامہ فارسی صفحات ۱۰۶، ۱۵۶، ۱۷۲ اور ۱۹۲ - غالباً اس کی ہمت اور شجاعت کی وجہ سے

Marfat.com

محمد بن قاسم کو بھی اس سے بےحد اُنس ہو گیا تھا۔ وہ دون
سندھ کی فتوحات میں مصروف تھے کہ اچانک حجاج کا حکم
ملا کہ جہم کو خراسان کے محاذ پر تبدیل کیا جائے تا کہ و
وہاں جاکر سپہ سالار قتیبہ بن مسلم کی مدد کرے۔ طبری
(۲X۱۲۵۷) نے ان دوستوں کی جدائی کا بڑے موثر الفاظ میں
ذکر کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ: محمد بن قاسم کو جہم بن زحر
سے بےحد محبت تھی چنانچہ جب جہم اس سے رخصت ہوا تو
محمد نے رو کر کہا کہ "اے جہم! کیا الوداع!!" جہم نے
جواب دیا "ہاں کہ اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں"۔

اس کے بعد محاذِ خراسان پر جا کر جہم نے مشہور سپہ سالار
قتیبہ کی ماتحتی میں اپنے نئے عہدے کا کاروبار سنبھالا۔
لیکن محمد بن قاسم کی طرح قتیبہ کو محبت کے ساتھ اپنے
جرنیلوں کو اپنا گرویدہ بنانے میں شاید مہارت نہ تھی۔ بہرحال
جب سلیمان خلیفہ ہوا اور قتیبہ کے خلاف اس نے انتقامی
کارروائیاں شروع کیں تو قتیبہ نے اس سے بغاوت کی۔ اس
موقع پر جہم نے اس کا ساتھ نہ دیا بلکہ شاہی فوجوں کی
قیادت کر کے اس کا مقابلہ کیا اور قتیبہ کی شکست بلکہ آخری
محاصرے اور اس کے قتل (سنہ ۹۶ھ) ہونے تک کی مہماتِ
کا قائد جہم ہی تھا (طبری ۲X۱۲۹۶-۱۲۹۷)۔ اس کے بعد
جہم خراسان کے کمانڈر یزید بن مہلب کا خاص سپہ سالار
رہا۔ خاص طور پر جرجان کی آخری فتح (۹۸ھ) میں اس کا
بڑا حصہ تھا (طبری ۲X۱۳۱۹ اور ۱۳۳۰-۱۳۳۳)۔ چنانچہ

Marfat.com

یزید بن مہلب نے اسے جرجان کا گورنر مقرر کیا (ایضاً ۲x۱۳۰۳)
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضہ کے بعد جب یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا (سنہ ۱۰۱ھ) تب خراسان کے سابقہ کمانڈر یزید بن مہلب کے ساتھیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں شروع ہوئیں اور خراسان کے نئے کمانڈر اور وائسرائے سعید خزینہ کے حکم سے دوسروں کے ساتھ جہم بن زحر کو بھی گرفتار کرکے قید کیا گیا اور آخر قبیلہ "باہلہ" کے ایک سردار نے عذاب دے کر اس مردِ دلیر کو ہلاک کردیا جس پر سعید نے اس شخص کو کافی ملامت کی (طبری ۲x۱۲۹۷) اس شخص کا نام زبیر بن نشیط تھا اور سعید خزینہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ خدا زبیر کا خانہ خراب کرے کہ اس نے جہم جیسے مرد کو تڑپا تڑپا کر مارا۔ جہم کی موت پر مشہور شاعر ثابت قطنہ ازدی نے مرثیہ کے طور پر یہ اشعار کہے :-

أَتَذْهَبُ أَيَّامِيْ وَلَمْ أَسْقِ تَرفلا
وَأَشياعَهُ الكاس التي صبّحوا جَهْمَا
ولم يُقرَها السَّعْدِيُّ عَمْرُو بنُ مالك
فَيَشْعَب مِن حوضِ الْمَنَايَا لَها قِسْمَا

دیکھئے بلاذری، انساب العرب، طبع یروشلم ۵x۱۶۲ (ن ـ ب)۔

۱۳۴/[۱۰۱] عَطِيَّه بنُ مَسْعُد العَوْفِيُّ : عطیہ بھی ایک مرد بہادر تھا اور محمد بن قاسم سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ شروع میں عطیہ نے ایک بغاوت میں حصہ لیا تھا جس کی وجہ سے حجاج کے انتقام سے خائف ہوکر عراق سے فارس آگیا

Marfat.com

تھا۔ وہاں محمد بن قاسم گورنر تھا، اس کی پاس حجاج کا حکم پہنچا کہ عطیہ کو چار سو "درّوں" کی سزا دی جائے محمد بن قاسم نے عطیہ کو حجاج کا حکم سنایا اور اسے سزا دی (دیکھئے طبری۔"ذیل المذیل من تاریخ الصحابۃ والتابعین" ملحق فی آخر تاریخ الطبری ۶۴۲۴x۳ اور شذرات الذھب ۱۴۴x۱)۔ مگر اس کے باوجود عطیہ نے محمد بن قاسم کا ساتھ نہ چھوڑا اور فتح سندھ کے وقت ایک جرنیل کی حیثیت سے اس کے ہمرکاب رہا اور فتوحات میں دلیری کے ساتھ حصہ لیا۔ دیکھئے فتحنامہ فارسی صفحات ۱۰۶، ۱۵۶، ۱۷۲ اور ۱۹۲ (ن۔ب)۔

۱۳۵ /[۱۰۲] عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی: یہ بڑے تجربہ کار سپہ سالاروں میں سے تھا۔ دس سال پہلے سنہ ۸۲ھ میں وہ عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے خلاف جنگِ "دیرالجماجم" میں حجاج کی فوج کے میمنہ کا سپہ سالار تھا (ابن خلدون ۳x۹۳) اور اسی جنگ میں پہلی بار ابن الاشعث نے شکست کھائی۔ عبدالرحمٰن بڑا بہادر اور بہادروں کا قدردان تھا۔۔ ایک بار مشہور سپہ سالار مہلب کے پاس گیا اور وہاں اس کے بیٹوں کو شہسواری کرتے دیکھ کر اس نے ان کی ہمت اور قوت کی بڑی تعریف کی۔ قال: آنس اللہ الاسلام بتلاحقکم۔ اما واللہ لئن لم تکونوا اسباط نبوۃ، انکم لاسباط ملحمۃ۔ (جاحظ، البیان والتبیین ۲x۶۱ اور ابن خلکان، الوفیات ۲x۲۶۶)۔ عبدالرحمٰن، بنوامیہ کا ایک وفادار افسر تھا۔

Marfat.com

چنانچہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تب اس نے عبدالرحمٰن کو خراسان کا گورنر مقرر کیا مگر اس موقع پر اس نئے خلیفہ کے خلاف چاروں طرف بغاوت پھیلی ہوئی تھی جس پر عبدالرحمٰن نے عرض کیا کہ "تیرے دشمنوں سے مقابلہ کرنا مجھے خراسان کی گورنری سے زیادہ پسند ہے۔ مجھے یزید بن مہلب (باغیوں کے سرغنہ) کا مقابلہ کرنے والی فوج میں جگہ دے" (طبری ۱۳۸۹-۱۳۸۸x۲)۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن غالباً باغی یزید مہلب کے مقابلے پر شاہی فوج کے کمانڈر مسلمہ بن عبدالملک کا سپہ سالار ہوکر رہا اور اس کی بڑی مدد کی۔ یہی وجہ تھی کہ جب مسلمہ بن عبدالملک، یزید بن مہلب کی مہم سے فارغ ہوا اور اسے عراق کا وائسرائے مقرر کیا گیا تو اس نے عبدالرحمان بن سلیم الکلبی کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا (ابن خلدون ۸۰x۳)۔

۱۳۵ /[۱۲۰] سفیان بن الاَبْرَد : یہ سفیان بھی "الکلبی" یعنی قبیلہ بنوکلب میں سے تھا اور بڑا کہنہ مشق اور دلیر سپہ سالار تھا اور اس نے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں "خارجیوں" سے زبردست لڑائیاں لڑی تھیں۔ سنہ ۷۶ھ میں جب شبیب خارجی نے حجاج کو جنگ میں شکست دے کر مار بھگایا تو خلیفہ عبدالملک نے عثمان کو چار ہزار کی فوج دے کر روانہ کیا اور اس نے موت کے منہ میں شبیب کا مقابلہ کرکے اسے شکست دی (المسعودی، مروج الذہب، طبع پیرس ۳۲۱x۵-۳۲۲،

Marfat.com

ابن خلدون ۳×۱۰۶-۱۰۷ اور ۱۰۹)۔ اس کے بعد سفیان حجاج کا منتخب کمانڈر ھوکر رھا جس نے ایک بڑا لشکر اس کی سرکردگی میں دے کر اسے طبرستان کی طرف خارجیوں کے قائد قطری بن الفجاءة اور اس کے ساتھیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ سفیان نے ان کا مقابلہ کر کے انھیں شکست فاش دی۔ اس کے بعد دماوند اور طبرستان میں داخل ھوکر وھاں اپنی طاقت مضبوط کی اور وھیں رھا یہاں تک کہ جنگ "دیرجماجم" سے کچھ ھی پہلے حجاج نے اسے وھاں سے فارغ کیا (ابن خلدون ۳×۱۶۱)۔ جنگ "دیر جماجم" میں، جو کہ حجاج اور باغی کمانڈر عبدالرحمٰن بن الاشعث کے مابین ھوئی، سفیان حجاج کے لشکر کی پیادہ فوج کا سپہ سالار تھا (ابن خلدون ۳×۹۴)۔ ظاھر ھے کہ سفیان ۷۶ھ سے لے کر فوجی سپہ سالار رھا اور سنہ ۹۲ھ میں جب حجاج نے اسے محمد بن قاسم کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا تو اس وقت اسے ۱۶ برس کی سپہ سالاری کا تجربہ تھا اور بڑی سخت جنگوں میں حصہ لے چکا تھا (ن۔ب)۔

۱۳۵ /[۱۰۲] قَطَنْ بن بُرک الکِلابی: فتحنامہ میں اس نام کا یہی تلفظ ھے مگر ابن عساکر کی "التاریخ الکبیر" (۴×۳۹۰) میں "قطر بن مدرک الکلابی" ھے اور بیان کیا گیا ھے کہ "حجاج نے (اپنے چچازاد بھائی) حکم بن ایوب ثقفی کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا مگر جب (عبدالرحمٰن) ابن الاشعث نے بغاوت کی (سنہ ۸۱ھ) تب اسے معزول کرکے قطن بن مدرک الکلابی کو اس کی جگہ مقرر کیا"۔ غالباً ان بغاوت کے نازک ایام ھی میں قطن نے حجاج کی بڑی مدد کی

Marfat.com

تھی۔ جیسا کہ فتحنامہ میں اس مقام پر خود حجاج کے اپنے الفاظ ھیں کہ "قطن نے مشکلات میں ھماری مدد کی ھے اور قابلِ عزت اور راست گو ھے........اور حجاج کا ھمیشہ معاون رھا ھے" (ن۔ب)۔

۱۳۵ /[۱۰۲] جراح بن عبداللہ : غالباً جراح بن عبداللہ الحَکَمی ھے جو بعد میں ایک مشہور کماندار ھوا اور جس نے خلیفہ یزید بن عبدالملک کے دنوں میں آرمینیا میں فتوحات حاصل کیں۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں اسے خراسان کا وائسرائے مقرر کیا تھا۔ دیکھئے بلاذری، فتوح البلدان ص ۲۰۲، ۲۰۶ اور ۴۲۶ (ن۔ب)۔

۱۳۶ /[۱۰۳] عَدَیْلُ بن فَرْخ : یعنی العَدَیْلُ بن الفَرْخ (بن معین بن اَسْوَد بن عَمْرو بن جابر بن ثَعْلبَہ بن سمّیّ بن العُکابۃ) اَلعِجْلِی جو قبیلہ "بنوعجل" کا مشہور شاعر تھا۔ (ابن حزم، الجمھرۃ ص ۲۹۵، اور ابن درید، الاشتقاق ص ۲۰۸)۔ کسی وجہ سے اس شاعر اور حجاج میں کچھ ان بن ھوگئی جس پر عدیل نے اس کی ھجو میں کچھ اشعار کہے جس کے بعد آخر وہ حجاج کے ھتھے چڑھ گیا اور جب حجاج اسے قتل کرانے لگا تو اس نے اس کی مدح میں پہلے کہے ھوئے کچھ اشعار پڑھے جس پر حجاج نے اسے معاف کردیا (البیان والتبیین، طبع مصر ۱۳۴۵ / ۱۹۲۶، جلد ۱ ص ۲۴۷) "نقائضِ جریر والفرزدق" میں ایک مقام (نمبر ۶۴۶) پر جنگ ذوقار کے متعلق اس کے اشعار نقل ھیں اور دوسری جگہ

Marfat.com

(نمبر ۱۰۹۰) پر مالک بن مسمع کے متعلق اُس کے مدحیہ اشعار ہیں (ن ـ ب)۔

۱۳۹ /[۱۰۴] منجنیق......جسے عروسک کہتے ہیں : بلاذری نے (فتوح البلدان ص ۴۳۷) اس منجنیق کا نام "عروس" لکھا ہے۔ (ن ـ ب)۔

۱۴۲-۱۴۱ /[۱۰۶] نباتہ بن حنظلہ کیلابی : نباتہ بھی منتخب شہسواروں میں سے ایک تھا جسے حجاج نے محمد بن قاسم کے ساتھ کیا تھا۔ دیکھئے فتحنامہ ترجمہ ۲۶۷ /[۱۹۱]۔ نباتہ نہ صرف ایک قابل سپہ سالار تھا بلکہ سیاستدان بھی تھا۔ فتحنامہ کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیبل (ص۱۰۴-۱۰۳)، سیوستان (ص۱۶۶) میں داھر کے مقابلے (ص ۲۱۰، ۲۶۷) اور برھمن آباد (ص ۲۸۲) کی جنگوں میں شریک تھا۔ اس کے علاوہ محمد بن قاسم کی جانب سے مقامی حکمرانوں کے ساتھ سیاسی مصالحتوں کے استحکام کے سلسلے میں بھی اس نے خاص کردار ادا کیا (ص ۱۶۶، ۱۸۰، ۱۸۷)۔ اس کے بعد اموی دور کے آخر اور مروان بن محمد کے عہد میں وہ شاہی فوج کا ایک ممتاز سپہ سالار تھا۔ تقریباً ۱۲۸ھ میں مروان بن محمد کے کمانڈر انچیف یزید بن عمر بن ہبیرہ نے اسے باغی سلیمان بن حبیب بن المهلب کے مقابلے پر بھیجا اور اس نے جاکر اسے شکست دی (الیعقوبی ۲X۴۰۷)۔ اس کے بعد یزید بن عمر نے نباتہ کو جرجان کا گورنر مقرر کیا۔ پھر جب بنو عباس کو طاقت حاصل ہوئی اور ابو مسلم خراسانی نے خراسان کے گورنر

Marfat.com

ر بن سیّار کو مار بھگایا اور اپنے سپہ سالار قحطبہ بن شبیب
و لشکرِ عظیم کے ساتھ سنہ ۱۳۰ھ میں جرجان روانہ کیا
ں اس جنگ میں نباتہ چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مارا گیا
مسعودی، التنبیہ والاشراف ص ۳۲۷، طبری ۲X۶-۳۰۰۲) (ن-ب)۔

۱۴۲ /[۱۰۷] سب سے پہلے جو شخص قلعہ پر چڑھا وہ
شہر] کوفہ کا صعدی بن خریمہ تھا: دیبل کے قلعے پر جو
پہلا آدمی چڑھا اس کا نام مورخ بلاذری نے نہیں دیا البتہ
ہ لکھتا ہے کہ پہلا شخص جو قلعے پر چڑھا وہ کوفہ کا
ہنے والا اور قبیلۂ بنی مراد سے تھا۔ بلاذری کی اصل عبارت
ہے: ''وکان اوّلھم صعوداً رجل من مراد من
اھل الکوفۃ (فتوح البلدان، ۴۲۰) اس عبارت پر غور
کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید فتحنامہ کے اصلی ماخذ
کی عربی عبارت صاف نہیں تھی اور فارسی مترجم علی کوفی
ے غالباً ''صعوداً رجل من'' کے لفظوں کو اس شخص کا
نام تصور کر کے ''سعدی بن خریمہ'' لکھا ہے۔ واللہ
علم بالصواب (ن-ب)۔

۱۴۲ /[۱۰۷] عجل بن عبدالملک بن قیس الدسی: اس
نام کی آخری نسبت فتحنامہ کے نسخوں میں واضح طور پر
نہیں دی گئی جس کی وجہ سے مبہم ہے (دیکھئے حاشیہ
ص ۱۴۳، البتہ ص ۱۹۹ پر غالباً اس شخص کے باپ عبدالملک
بن قیس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ ''آلِ جارود'' میں سے
تھا اسی وجہ سے اس کی نسبت ''العبدی'' تھی اسی لحاظ سے

Marfat.com

اس نام کی مبہم نسبت "الدمی" بھی شاید "العبدی" کی غلط صورت خطی ہے (ن۔ب)۔

۱۴۳/[۱۰۷] دریائے مہران کے اس مقام پر پہنچا۔۔۔۔ [جو] مہران کے مشرق میں ہے: اصل فارسی عبارت اس طرح ہے "بجوے مہران رسید بموضع۔۔۔۔۔از جانب شرقی مہران" اھ اس عبارت میں "از جانب شرقی" کے لفظی معنی [مہران کی] "مشرقی سمت" کے ہوں گے۔ مثلاً دیبل کا حکمران جاہین قلعہ دیبل سے جو کہ مہران کے مغرب میں تھا، بھاگ نکلا اور آخرکار مہران کو عبور کر کے دریا کے مشرق میں کسی مقام پر جا پہنچا۔ مگر مورخ بلاذری نے (فتوح البلدان ص ۴۴۲) پر سندھ کے گورنر جنید کی فتوحات کے سلسلے میں "بطیحۃ الشرقی" کا ذکر کیا ہے جس میں "الشرقی" اسم معرفہ کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے اور ہمارے خیال میں اس سے مراد "مشرقی مہران" یعنی "مہران کی مشرقی شاخ" ہے۔ اس اعتبار سے فتحنامہ میں اس مقام پر اصل عبارت غالباً "بجانب مہران الشرقی" تھی جسے فارسی ترجمے میں "از جانب شرقی مہران" لکھا گیا ہے۔ چنانچہ اردو میں اصل عبارت کے لحاظ سے "مشرقی مہران کی جانب" زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ عبارت کے شروع میں بھی "جوئے مہران" کے الفاظ جس کے معنی نسبتی اعتبار سے "مہران کی جوئے" یعنی "مہران کی ایک شاخ" کے ہوں گے جسے مرکزی مہران سے علیحدہ سمجھنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

Marfat.com

۱۴۳/[۱۰۷] "کارمتی" یعنی "کھاری مٹی"، "ندمتی" یعنی "گیلِ سیمیں": ھمارے خیال میں فتحنامہ کے اصل الفاظ صرف "کارمتی" اور "ندمتی" ھیں جن کی تشریحات فارسی مترجم کی طرف سے ھیں۔ چنانچہ فارسی مترجم نے "کارمتی" کی تشریح "گیلِ شور" (یعنی "شوریدہ زمین") اور "ندمتی" کی تشریح "گیلِ سیمیں" (یعنی "چاندی جیسی یا اُجلی زمین") سے کی ھے اور اردو ترجمہ بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ھے۔ لیکن اگر "کارمتی" کے معنی "گیلِ شور" یا "کھاری مٹی" کے ھیں تو "ندمتی" کے معنی "ندی کی مٹی" یا "میٹھی مٹی" کے ھونے چاھئیں اور اس لحاظ سے فارسی ترجمے میں بھی "گیلِ سیمیں" کی بجائے "گیلِ شیریں" ھونا چاھئے۔ دوسری صورت میں اگر "ندمتی" کا ترجمہ "گیلِ سیمیں" یعنی (دریا کی چمکدار) "چاندی جیسی یا سفید مٹی" کیا گیا ھے تو "کارمتی" کو اس کی ضد یعنی "کالی مٹی" ھونا چاھئے (ن۔ب)۔

۱۴۹-[۱۰۹] حُمَید بن وَداع النّجدی: دراصل یہ صحیح نام "حُمَید بن وَداع البَحتَری" ھے۔ دیکھئے حاشیہ ص ۳۰۶-۵/[۲۱۷] (ن۔ب)۔

۱۴۸/[۱۱۰] برھمن آباد قدیم: یعنی سندھ کا اصلی قدیمی شہر برھمن آباد جو محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے سندھ میں موجود تھا۔ اس کے بعد اسلامی دورِ حکومت میں محمد بن قاسم کے بیٹے عَمرو نے "برھمن آباد" سے دو فرسنگ

Marfat.com

کے فاصلے پر "منصورہ" نامی ایک نیا شہر بسایا اس کو بھی مقامی لوگ "برھمن آباد" کہنے لگے۔ چونکہ فتحنامہ کا یہ تاریخی حوالہ تقریباً تیسری صدی ہجری میں قلم بند کیا گیا اور اس زمانے میں صرف "منصورہ" یا (مقامی لوگوں کی اصطلاح میں گویا) "برھمن آباد جدید" موجود تھا اسی وجہ سے تاریخی وضاحت کے لئے محمد بن قاسم کے عہد کے برھمن آباد کو "برھمن آباد قدیم" کے نام سے پکارا گیا۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے ص ۳۸۵ تشریحات و توضیحات ص ۱۸ /[۱۰] (ن-ب)۔

۱۳۸ /[۱۱۱] (محمد بن قاسم کا ارمابیل میں منزل کرنا) : یہ عنوان اور اس کے نیچے دیا ہوا یہ بیان کہ: محمد بن قاسم نے دیبل سے ارمابیل کی لڑائی کا قصد کیا" بالکل بے موقع اور بے معنی ہے۔

اول تو یہ بیان بغیر کسی سند کے دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے پہلے ص (۱۳۲ - ۱۳۳) میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکا ہے کہ محمد بن قاسم مکران سے ہوتا ہوا ارمابیل آیا اور یہ شہر فتح کیا (ص ۱۳۲) اس کے بعد ارمابیل سے آگے دیبل کی طرف روانہ ہوا (ص ۱۳۲)۔ مورخ بلاذری نے بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ محمد بن قاسم نے پہلے ارمابیل فتح کیا اس کے بعد وہاں سے دیبل کی طرف روانہ ہوا (فتوح البلدان ص ۴۳۶)۔ اسی وجہ سے دیبل فتح کرنے کے بعد پھر ارمابیل پر چڑھائی کرنے کی تیاری بے معنی ہے۔ تیسرے یہ کہ صفحہ ۱۵۴-۵۳/[۱۱۵] پر نباتہ بن حنظلہ (جو محمد بن قاسم کے ساتھ

Marfat.com

نا) کی زبانی صاف طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن
سم دیبل سے سیسم کی راہ سے نیرون کوٹ کی جانب روانہ
وا۔ ان واضح دلائل کی بنیاد پر یہ عنوان اور بیان غلط
ور بےموقع ہے اور شاید فتحنامہ کے فارسی مترجم کا بڑھایا
ہوا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اصل الفاظ صرف اس قدر ہوں کہ "پہلے
محمد بن قاسم نے دیبل سے ارمابیل ہوتے ہوئے نیرون کوٹ
جانے کا قصد کیا مگر پھر یہ ارادہ ترک کردیا اور ابھی
دیبل ہی میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اسے راجہ داہر کا وہ خط کہ جو
اس کے نام تھا ملا"۔ ممکن ہے کہ پہلے محمد بن قاسم نے
ارمابیل کی راہ سے نیرون کوٹ (جو غالباً حیدرآباد کے مقام پر
تھا) جانے کا ارادہ کیا ہو کیونکہ ایک تو ارمابیل فتح ہوچکا
تھا اور مکران کی اسلامی فوجیں اس کے آگے بڑھتے ہوئے
لشکر کی مددگار ہوسکتی تھیں دوسرے ارمابیل یا ارمن بیلہ
سے (جوکہ ریاست لسبیلہ کے موجودہ شہر بیلہ کے آس پاس تھا)
شاہ بلاول کی پہاڑیوں سے ہوتا ہوا کوٹری اور حیدرآباد کی
طرف جانے والا کوہستانی راستہ دیبل سے سیدھے نیرون جانے
والے راستے کے مقابلے میں شاید نسبتاً زیادہ محفوظ سمجھا گیا ہو۔

بہرحال اس قیاس یا فتحنامہ کے اس عنوان اور بیان کی
حمایت میں کوئی تاریخی سند موجود نہیں ہے (ن۔ب)۔

۱۴۹ / [۱۱۱] اس سے پہلے ایک دوسرے شخص کے سر میں
بھی ایسا ہی غرور پیدا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ور الحکم بن ابی العاص

Marfat.com

نے بھی اس کی بیعت کی تھی: یہ الفاظ داھر نے اپنے خط میں محمد بن قاسم کو لکھے تھے۔ اس سے مراد یہ ھے کہ تجھ سے پہلے بھی ایک شخص نے اس طرف حملہ کیا تھا اور الحکم بن عباس بھی اس کی بیعت میں تھا۔

داھر، محمد بن قاسم سے بہت پہلے کا حوالہ دے رھا ھے اسی وجہ سے اس کے ذھن میں غالباً اس سپہ سالار کا نام نہیں آیا۔ البتہ الحکم بن ابی العاص کے ذکر سے معلوم ھوتا ھے کہ داھر کا اشارہ غالباً دیبل پر عربوں کے پہلے حملے کی طرف ھے۔ تاریخ سے ثابت ھے کہ اس حملے کا خیال بحرین اور عمّان کے گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی نے حضرت عمر رض کے عہد خلافت میں سنہ ۱۵ھ (۳۷-۶۳۶ع) میں کیا۔ اس کا بھائی الحکم بن ابی العاص اس کی بیعت میں تھا جسے اس نے سمندر کے ذریعہ تھانہ اور بھروچ کی طرف روانہ کیا تھا اور اپنے دوسرے بھائی المغیرہ کو دیبل کی طرف بھیجا تھا (بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۳۱-۴۳۲- مزید دیکھئے فتحنامہ ص ۹۵-۹۶)۔

ان تاریخی شواھد کی بنا پر جس شخص کو پہلے پہل دیبل پر حملے کا خیال ھوا وہ بحرین اور عمّان کا گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی تھا۔ مگر وہ خود آکر حملہ آور نہیں ھوا تھا، جیسا کہ داھر کے خط میں کہا گیا ھے، بلکہ اس نے اپنے بھائیوں کو تھانہ، بھروچ اور دیبل بھیجا تھا۔ اور اس سے اس کے بھائی الحکم بن ابی العاص کی بیعت تھی

Marfat.com

"ابی العاص بن الحکم" کی نہیں جیسا کہ فتحنامہ کے اصل متن میں ہے (دیکھئے حاشیہ ۱- ص ۱۴۹)- اس کے علاوہ خود الحکم بن ابی العاص نے دیبل پر چڑھائی نہیں کی تھی بلکہ اس کے بھائی المغیرہ بن ابی العاص نے حملہ کیا تھا- اس کے علاوہ دیبل میں المغیرہ قتل بھی نہیں ہوا تھا، جیسا کہ داھر نے اپنے خط میں لکھا ہے- داھر کا یہ بیان فتحنامہ کی ابتدائی روایت (ص ۹۰-۹۶) کے مطابق ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ المغیرہ دیبل کی جنگ میں مارا گیا- حالانکہ یہ تاریخی اعتبار سے غلط ہے- دیکھئے ص ۴۱۶ تشریحات و توضیحات ص ۹۰/[۷۱]-

آخر میں نیچے (ص ۱۰۰) پر اسی خط میں داھر محمد بن قاسم کو لکھتا ہے کہ "خود کو غرور کے خواب میں مبتلا نہ کر ورنہ تیرا حشر بھی وھی ھوگا کہ جو بدیل کا ھوا" اس فقرہ سے خیال ھوتا ہے کہ وہ شروع والا اشارہ بھی شاید بدیل ھی کی طرف ھو لیکن اگر ایسا ھوتا تو داھر وھاں بھی اس کا نام لیتا- دوسرے یہ کہ الحکم بن ابی العاص کا تھوڑا بہت تعلق دیبل پر سنہ ۱۵ ھجری کے حملے سے تھا نہ کہ بدیل کے حملے سے جو کہ حجاج کے دور میں سنہ ۷۵ھ کے بعد ھوا- البتہ اگر فتحنامہ کی اصل عبارت "ابوالعاص بن الحکم" تسلیم کی جائے اور کہا جائے "ابوالعاص"، مذکورہ ابوالحکم کا بیٹا تھا جو کہ بدیل کے ساتھ جنگ میں شریک تھا تو البتہ یہ بات موزوں ھوسکتی ہے لیکن ابوالعاص بن الحکم کا حوالہ کسی بھی عربی ماخذ میں نظر نہیں آتا (ن-ب)-

Marfat.com

۱۰۳/[۱۱۰] ساکرے کا نارو یا ساکرے کا نارا یا نالۂ ساکرہ: اصل فارسی متن میں "نالہ ساکرہ" ہے جس کے مختلف تلفظ "نالہ سانکرہ"، ساکر" اور "دھند ساکرہ" ھیں (دیکھئے حاشیہ ۱- ص ۱۰۳) - "ساکرہ" لفظ آج بھی "میرپور ساکرہ" کے نام میں موجود ہے یعنی وہ "میرپور" جو خطۂ "ساکرہ" میں ہے- اسی لحاظ سے "نالہ ساکرہ" کہ جس کے ذریعہ محمد بن قاسم نے سامانِ جنگ سے بھری ہوئی کشتیاں نیرون کوٹ روانہ کیں، غالباً بگھیاڑ پھاٹ (بگھیاڑ شاخ) ہے جو کہ اس وقت تک ایک چھوٹی سے ندی تھی- مزید دیکھئے نوٹ ص ۳۰۷ (ن-ب)-

۱۶۰/[۱۱۸] اس مقام پر جا پہنچا کہ جسے موج کہتے ھیں: یعنی نیرون کوٹ سے سیوستان جاتے ہوئے محمد بن قاسم سب سے پہلے موج پہنچا جو کہ نیرون کوٹ سے تیس فرسنگ تھا- لغت کے اعتبار سے "موج" کے معنی لہر یا تیز بہتا ہوا پانی ھیں- اس سے خیال ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کسی برساتی ندی کے قریب پہنچا تھا- نیرون کوٹ میں محمد بن قاسم نے دعا مانگی تھی جس کے بعد سخت بارش ہوئی تھی (ص ۱۰۷) - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کا موسم شروع ہوچکا تھا- اس صفحہ پر آگے چل کر بیان کیا گیا ہے کہ "موج" سے روانہ ہوکر محمد بن قاسم سیوستان (سیہون) کے قلعے کے قریب جا پہنچا اور اس "موج" کے قریب ھی وہاں کے شمنی (بدھ مذھب کے زاھد) اکٹھے ہوکر اس کے

Marfat.com

پاس آئے اور اس کے ساتھ صلح نامہ کا عہد کیا۔

مورخ بلاذری لکھتا ہے کہ: محمد بن قاسم نے مہران کے اس طرف ایک نہر کو عبور کیا [وہاں] سربیدس کے شمنی اس کے پاس آئے اور اس سے صلح کی۔ (فتوح البلدان ص ۴۳۸)۔ مورخ الیعقوبی (۲x۲۷۲) کا بھی یہی بیان ہے کہ محمد بن قاسم نے "مہران کے اس طرف سندھ کی ایک نہر پار کی اور [وہاں سے] سہبان (سیوھن) کی طرف روانہ ہوا"۔

بلاذری اور یعقوبی کے ان حوالوں اور فتحنامہ کی عبارت میں پوری مطابقت ہے اور ظاہر ہے کہ فتحنامہ کی "موج" ان مورخوں کی "نہر" ہے۔ دونوں مورخ آسے مغرب کی طرف ممالکِ اسلامیہ سے لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ "مہران کے اس طرف" ہے جس کے معنی ہوئے کہ (وہ نہر) مہران کے مغرب میں تھی۔

سندھ کی جغرافیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد (جہاں غالباً قدیم نیرون کوٹ تھا) اور سیہون کے درمیان مغرب کی طرف کوھستانی علاقے میں دریائے سندھ کی کسی بھی شاخ کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ محمد بن قاسم سے پہلے یا بعد کی تاریخ سے بھی اس خطہ میں کسی ایسی مغربی شاخ کا ثبوت نہیں ملتا۔ اگر مہران کے مغرب کی طرف اس خطہ میں کوئی نہر ہوسکتی ہے تو وہ کوئی "دریائی ندی یا نالہ" ہی ہوسکتی ہے اور فتحنامہ کا لفظ "موج" اس دلیل پر واضح شہادت ہے۔

Marfat.com

مگر سوال یہ ہے کہ وہ کون سا نالہ تھا جسے نیرون کوٹ سے سیوھن جاتے ہوئے محمد بن قاسم نے پار کیا؟۔ چونکہ اس خطہ میں صرف "نئن سن" ہی ایک نمایاں اور قدیمی نالہ ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ وہ یہی نالہ ہے کہ جسے فتحنامہ میں "موج" اور عربی تاریخوں میں "نہر" کہا گیا ہے۔ فتحنامہ کے مطابق وہاں کے شمنیوں (یعنی بدھ مذھب کے رھبروں) نے محمد بن قاسم کی اطاعت قبول کی (ص ۱۶۲)۔ مگر نئن سَن کے آس پاس ایسے کوئی آثار نہیں دکھائی دیتے کہ جن سے شمنیوں کی قدیم بستی کا کوئی پتہ معلوم ہو۔ اس سلسلے میں مورخ بلاذری کا بیان زیادہ قرین قیاس ہے۔ بقول بلاذری (ص ۴۳۸) محمد بن قاسم "نہر......عبور کرکے پار گیا اس کے بعد سربیدس (یا سربندس) کے شمنی اس کے پاس آئے اور اس سے صلح کی"۔ ظاہر ہے کہ یہ شمنی محمد بن قاسم کو یہ "نہر" عبور کرنے کے بعد ملے یعنی ان کی بستی "نہر" کے اس پار کہیں تھی۔ اب دیکھئے "نئن سن" کے مغرب میں عامری کے قریب قدیمی ٹیلے اور کھنڈرات ہیں۔ اس طرح مقام لکی بھی بہت پرانا ہے جو اپنے نزدیک کے پہاڑوں اور پانی کے چشمے کی وجہ سے بدھ مذھب کے راھبوں کی قیام گاہ کے لئے ایک موزوں مقام معلوم ہوتا ہے۔ غالباً وہ شمنی اسی مقام پر رہتے تھے۔ فتحنامہ کی عبارت کے مطابق "وہاں سے وہ سیھون کے حاکم بجھرائے کے پاس پیغامات بھیج کر اسے صلح کے لئے آمادہ کرتے رہے۔ جس کے

Marfat.com

معنی ہوئے کہ سیوھن سے کچھ زیادہ دور نہیں تھے۔ چونکہ لکی، سیہون سے زیادہ دور نہیں ہے اس وجہ سے فتحنامہ کی عبارت کی روشنی میں یہی مقام شمنیوں کی ممکن بستی معلوم ہوتا ہے۔

فتحنامہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ موج نیرون کوٹ سے تیس فرسنگ کے فاصلے پر تھی۔ چنانچہ اگر ایک فرسنگ کو تین میل کے برابر سمجھا جائے تو یہ فاصلہ ۹۰ میل ہوگا جو کہ تقریباً سیہون اور حیدرآباد کے مابین کا فاصلہ ہے۔ اسی وجہ سے یا تو جس وقت فتحنامہ لکھا گیا اُس وقت فرسنگ کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ میل کے برابر تھا کیونکہ لکی، حیدرآباد سے تقریباً ۵۴ میل کے فاصلے پر ہے، یا پھر فتحنامہ کی فارسی عبارت میں خلل ہے اور ممکن ہے کہ "سی فرسنگ" (یعنی تیس فرسنگ) کی بجائے "بیست و سہ فرسنگ" (تئیس فرسنگ ہو۔ تین میل فی فرسنگ کے حساب سے یہ فاصلہ ۶۹ میل ہوگا جو کہ قریب قریب حیدرآباد اور لکی کے درمیان فاصلے کے برابر ہے۔ فتحنامہ کی عبارت "وہاں کے شمنی" سے مراد، جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے، غالباً لکی کے شمنی سے ہے اور دیا ہوا فاصلہ اسی مقام سے متعلق تصور کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

۱۶۰/[۱۱۸] قلعہ کا بادشاہ: یعنی سیہون کے قلعے کا بادشاہ (ن۔ب)

۱۶۲/[۱۲۰] اُس کا قلعہ سیسم نہر کنبھ کے کنارے پر

Marfat.com

واقع تھا: یعنی وہ قلعہ علاقہ بدھیہ کے حاکم کا تھا جہاں جا کر سیہون کے حاکم بجھرائے نے پناہ لی۔ "کنبھ" یا "کنب" آج تک بہت بڑے اور وسیع تالاب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کنبھ غالباً وہی منچھر ڈنڈھ (منچھر جھیل یا پوکھر) ہے جو کہ محمد بن قاسم کے زمانے میں بھی یقیناً موجود ہوگی۔ فتحنامہ کی اصل عبارت "آب کنبہ" ہے جس کے لفظی معنی "کنبہ کا پانی" اور عام اصطلاحی معنی "کنبھ کی نہر" کے ہوں گے۔ چونکہ منچھر جھیل قدیم مغربی نارے سے ملی ہوئی تھی اسی وجہ سے نارے (نالے) کو "نہر کنبھ" یا "جھیل والی نہر" کہہ سکتے ہیں۔ ھیگ (انڈس ڈیلٹا کنٹری، ص ۵۸) اور ھوڑی والا ص ۸۹) دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ کنبھ سے مراد "منچھر جھیل" ہے۔ البتہ ھیگ (ص ۵۸) کے خیال میں "سیسم" وہی قصبہ "شاہ حسن" ہے جو منچھر کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ اس کا یہ گمان غالباً محض ان دونوں ناموں کے تلفظ کی صوتی مناسبت پر مبنی ہے اور ہمارے خیال میں صحیح نہیں ہے۔ شاہ حسن کافی بعد کے زمانے کی بستی ہے۔ چنانچہ سیسم کے قلعے کے بارے میں وثوق کے ساتھ صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ منچھر جھیل کے کنارے پر یا قدیم مغربی نارے کے کنارے پر تھا (ن۔ب)

۱۶۴ / [۱۲۱] بند ھان: یہ بستی کنبھ کے کنارے پر تھی جہاں سیسم کے قلعے پر حملہ کرنے سے پہلے محمد بن قاسم

Marfat.com

منزل انداز ہوا تھا۔ بندھان قدیم نسخہ (پ) کا تلفظ ہے اور ہم نے اس کو ترجیح دی ہے۔ ممکن ہے کہ اصل سندھی نام "بندXھان" ہو اور منچھر کے کسی قدیم بند کی وجہ سے اس بستی کا یہ نام پڑا ہو یا ممکن ہے کہ یہ اصل نام "بندھان" ہی ہو۔ (ر) (م) نسخوں کا تلفظ "نیلھان ہے اسی لحاظ سے ھیگ (ص ۵۸) اس بستی کو موجودہ قصبہ "بلھن" (Bilhan) سے تعبیر کرتا ہے جو کہ سیوہن سے ۷ میل مغرب میں منچھر کے کنارے پر واقع ہے (ن ۔ ب)۔

۱۰۴/[۱۲۱] جس کا مورث اعلیٰ آکر، گنگا کے اس گھاٹ سے کہ جسے اودند وھار کہتے ہیں، آیا تھا: اصل فارسی عبارت پیچیدہ اور غالباً ناقص ہے (دیکھئے حاشیہ ۳، ص ۱۶۴) اور اسی وجہ سے کسی بھی صحیح نتیجے پر پہنچنا مشکل ہے۔ میجر راورٹی نے (مہران، حاشیہ ص ۲۳۴ میں) محض خیالی عبارت اخذ کی ہے اور اس کی عبارت میں دیئے ہوئے شہروں کے ناموں کا ھوڑی والا (ص ۸۹) میں کوئی ذکر موجود نہیں۔ مگر چونکہ راورٹی کی عبارت محض خیالی ہے اس لئے ھوڑی والا کی تشریح بھی بے سود ہے۔ اصل فارسی عبارت میں پہلا نام "اکر" ہے جسے ترجمے میں بھی ہم نے "اکر" ہی لکھا ہے مگر یہ نام "اگر" بھی ہوسکتا ہے اور اس لحاظ سے سندھ کی موجودہ اگر، آگرا، اور اگڑا قومیں ممکن ہے کہ اسی "اکر" کی نسل سے ہوں۔ اس کے بعد دوسرا خاص نام اصل فارسی عبارت کے مطابق "کدارہ کنک" ہے جسے ہم نے "کدارہ کنک"

Marfat.com

سمجھ کر اس کا ترجمہ "گنگا (ندی) کا گھاٹ" کیا ہے۔ فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کے خیال میں یہ نام شاید کسی خطے یا مندر کا ہے (دیکھئے فتحنامہ فارسی حاشیہ ۸، ص ۱۲۱)۔ لفظ "اوندوھار" کے آخری حصہ "وھار" سے ظاہر ہے کہ وہ ایک بدھ مندر کا نام ہے (ن-ب)۔

۱۶۹/[۱۲۴] بھطلور: تحفۃ الکرام (۱۰x۳) کا تلفظ "بھلطور" ہے (ن-ب)۔

۱۷۰/[۱۲۴] حُمَید بن وداع النّجدی: صحیح نام "حُمَید بن وَداع الہجری" ہے۔ دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۳۰۰/[۲۱۷] (ن-ب)۔

۱۷۱/[۱۲۵] بغرور کے قلعے مقابل بدھیہ کی طرف جو علاقہ الخ: محمد بن قاسم نے صوبہ بدھیہ کو سیہون پر قبضہ کرنے کے بعد فتح کیا۔ جس کے یہ معنے ہوے کہ وہ سیہون کے آگے شمال کی طرف تھا۔ اس صوبہ کا پایہ تخت "کاکاراج" تھا اور اس نام کی یادگار آج بھی تحصیل "ککڑ" کے نام سے موجود ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ صوبہ بدھیہ، دریائے مہران کے دائیں طرف اور سیہون کے شمال میں تھا۔ مگر زیر بحث عبارت میں کہ جو خود محمد بن قاسم کا بیان ہے۔ ظاہر ہے کہ صوبہ بدھیہ اب بھی دور شمال میں ضلع لاڑکانہ اور ضلع سکھر کے دریا کی دائیں جانب والے خطوں اور "بغرور کے قلعے کے مقابل" یعنی قلعہ بغرور کے بالکل آمنے سامنے کی حد تک پھیلا ہوا تھا اور جسے محمد بن قاسم نے

Marfat.com

فتح کیا۔ ظاہر ہے کہ قلعہ بغرور دریا کے ایک طرف [بائیں جانب] تھا۔ آگے چل کر اور بھی وضاحت کی گئی ہے کہ قلعہ بغرور صوبہ اروڑ کی حدود میں اور راجہ داہر کے زیر۔ انتظام تھا۔ فتحنامہ کے مختلف نسخوں کی عبارتوں میں یہ نام "بغرور" یا "اغرور" دیا گیا ہے (دیکھئے متن ص ۱۷۱، حاشیہ ۲) لیکن اس میں صحیح "بغرور" ہے اوراروڑ سے وابستگی کی بنا پر اسے قدیم "بکھر" کا قلعہ سمجھنا چاہئے۔ جس کے لئے دیکھئے ص ۳٦۲ تشریحات و توضیحات ص ۱۱ /[۹] (ن۔ب)۔

۱۷۲ /[۱۲٦] داھر کا چچازاد بھائی: یعنی بجھرائے بن چندر جس کا ذکر پہلے ص ۱٦۰-۱٦۱ پر آچکا ہے (ن۔ب)۔

۱۷۴ / ۱۲٦ مہران کے مشرق کی طرف اس وادی میں جو کہ کشہا (کچھ) کے سمندر کا جزیرہ ہے: فارسی ایڈیشن کے متن میں "کشہا" کی بجائے "کنبھا" کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے اور فاضل ایڈیٹر نے قیاس کیا ہے کہ کنبھا کے سمندر (بحر کنبھا) سے شاید "خلیج کھمبات" کی طرف اشارہ ہے (دیکھئے فتحنامہ فارسی ص ۲٦۲ نوٹ ۱۲٦)۔ لیکن یہ قیاس قابل اعتماد نہیں۔ محمد بن قاسم نیرون کوٹ سے خط لکھتے ہوئے اس وادی کا ذکر کرتا ہے کہ جو دریائے مہران کے مشرق میں تھی اور جہاں داھر کا ایک گورنر حکمران تھا۔ خلیج کھمبات جس کی وادی میں گجرات کا جنوبی حصہ ہوسکتا ہے وہ دونوں سندھ سے بہت دور اور داھر کی قلمرو سے باھر تھے۔ محمد بن قاسم کے بیان سے واضح ہے کہ اس

Marfat.com

وادی کا گورنر قلعہ بیٹ کا والی تھا۔ فتحنامہ میں آگے چل کر اس بات کی مزید تصدیق ہوتی ہے کہ قلعہ بیٹ مہران کے دوآبے یا ڈیلٹا پر تھا۔ محمد بن قاسم یقیناً اسی دوآبے کا ذکر کر رہا ہے جو کہ مہران کے مدخل کے قریب اس کی دو شاخوں کے درمیان تھا جو دونوں غالباً جنوب کی طرف "سیپر"، "رین" اور مغربی "پران" کے قدیمی پیٹوں کے آس پاس علاقہ کچھ کے سامنے گرتے تھے اسی لحاظ سے مہران کا نشیبی دوآبہ گویا کچھ کے سمندر کا ایک جزیرہ تھا اسی وجہ سے عبارت بالا میں ہم نے "کنبھا" کی بجائے "کشھا" کا تلفظ اختیار کیا ہے کہ "کشھا" بہ معنی "کچھ" جو بالکل قرین قیاس ہے (ن ـ ب)۔

۱۷۴/[۱۲۶] بسایی [بن] راسل: فتحنامہ کے معتبر نسخوں کے مطابق یہ نام اسی طرح ہوں گے لیکن ہمارے خیال میں یہ نام شروع ہی سے غلط لکھے گئے ہیں اور یہ دونوں صحیح نام "وسایو" [بن] "سربند" ہونے چاہئیں۔

اس مقام پر محمد بن قاسم کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ شخص قلعہ بیٹ کا حاکم اور داہر کے خاص آدمیوں میں سے تھا لیکن اس کا بیٹا محمد بن قاسم کی طرف مائل تھا۔ آگے چل کر فتحنامہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیٹ کا حاکم وسایو [بن] سربند تھا (ص ۲۱۶) اور وہ خود اور اس کا ایک بیٹا راسل دونوں داہر کے وفادار تھے اور اسی وجہ سے وہ اپنے ایک بیٹے موکو کے مخالف تھے (ص ۲۱۶) لیکن موکو شروع

Marfat.com

سے ھی محمد بن قاسم کی طرف مائل تھا اور آخر کار اس کے ساتھ شامل ھوگیا اور اس کی اطاعت قبول کی (ص ۱۹۹-۱۸۷، ۱۸۴)۔ ان تاریخی شواھد سے یہ قطعی طور پر واضح ھوجاتا ھے کہ اس مقام پر صحیح نام بسامی بن راسل کی بجائے وسایو بن سربند ھونا چاھئیے۔ "بسامی" شاید "وسایو" کا بگڑا ھوا تلفظ ھے اور کاتب یا فارسی مترجم نے سہواً "وسایو" کے باپ "سربند" کی جگہ اس کے بیٹے "راسل" کا نام لکھ دیا ھے (ن-ب)۔

۱۸۲ /[۱۳۲] اشبہار: فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر کے خیال میں یہ قلعہ نیرون کوٹ اور سیہون کے درمیان میں تھا (دیکھئیے فارسی ایڈیشن ص ۱۶۲، حاشیہ ۱۳۲)، لیکن یہ درست نہیں ھے۔ محمد بن قاسم نے دیبل فتح کرنے کے بعد نیرون کوٹ فتح کیا اور اس کے بعد سیہون کی طرف روانہ ھوا۔ اور پھر سیہون اور بدھیہ کی فتوحات کے بعد لوٹ کر نیرون کوٹ آیا۔ اس دوران میں بلاذری کی "فتوح البلدان" یا فتحنامہ میں کہیں بھی اشبہار کی فتح کا کوئی ذکر نہیں ھے جس کی بنا پر یہ کہا جاسکے کہ یہ قلعہ نیرون کوٹ اور سیہون کے درمیان میں واقع تھا اس قلعے پر محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ کے جنوب کی طرف مہران پار کرنے کے لئے جاتے وقت چڑھائی کی تھی۔ "اشبہار" نام کے آخری حصے "بہار" سے یہ بھی قیاس ھوتا ھے کہ اس قلعے میں یا آس پاس بدھ مذھب کا کوئی مندر بھی تھا۔ چنانچہ ٹنڈو محمد خان کے قریب "بدھ-جا-ٹکر" (بدھ کے ٹیلے) نشان دھی کرتے ھیں کہ وہ قلعہ اس خطے میں واقع تھا (ن-ب)۔

Marfat.com

۱۸۳ / [۱۳۳] بیٹ کے حاکم جاهین نے اس سے جنگ کی: اس سے پہلے یہ ذکر هوچکا هے کہ جاهین داهر کی طرف سے دیبل کا حکمران تھا اور وهاں سے بھاگ نکلا تھا (ص ۱۴۳-۱۴۴). اس عبارت سے یہ گمان هوتا هے کہ بعد میں داهر نے محمد بن قاسم کا مقابلہ کرنے کے لئے جاهین کو قلعہ بیٹ کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور اسے حکومت کے بھی کلی اختیارات دے دئے تھے جس کی تصدیق آیندہ ص ۲۰۰ کی عبارت سے هوتی هے۔ لہٰذا اس مقام پر "وهاں کے حاکم" سے مراد "کمانڈر یا سپہ سالار" لینی چاهئے کیونکہ بیٹ کے حکمران یا والی وسایو بن سربند اور اس کے دو بیٹے موکو اور راسل تھے (دیکھئے ص ۲۰۷) (ن-ب)۔

۱۸۴ / [۱۳۳] قصبہ وجورتہ یا علاقہ : اصل متن میں فتحنامہ کے جملہ چھ نسخوں کی عبارت اس مقام پر "ولایت قصبہ وجورتہ" اور ایک نسخہ (پ) کا تلفظ "ولایت قصبہ جورتہ" هے (دیکھئے حاشیہ ۲-ص ۱۸۴) "قصبہ" سے مراد مرکزی شہر هے جس کا نام جملہ قلمی نسخوں کے مطابق "وجورتہ" یا "جورتہ" هی هوگا۔ چونکہ چھ نسخوں میں "وجورتہ" هے اس لئے هم نے بھی اسی نام کو ترجیح دی هے اور اسی اصل عبارت کا ترجمہ "قصبہ وجورتہ کا ملک" کیا هے۔ فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر نے "قصبہ" کی بجائے "قصہ" اور "وجورتہ" کی بجائے "سورتہ" کے تلفظ اختیار کئے هیں اور متن میں "ولایت قصہ و صورتہ" درج کیا هے جس کے معنی

Marfat.com

ہوں گے کچھ اور سورٹھ کا ملک" لیکن فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کے یہ تلفظ محض گمانی ہیں اور فتحنامہ کے کسی بھی قلمی نسخے سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ اسی طرح ص ۱۸۸ اور ۲۱۱ پر بھی فاضل ایڈیٹر نے "قصبہ" کی بجائے "قصہ" (یعنی کچھ) دیا ہے مگر ہم نے وہاں بھی جملہ قلمی نسخوں کے تلفظ "قصبہ" کو ترجیح دی ہے۔

مورخ بلاذری نے (ص ۴۳۸) پر محمد بن قاسم کی فتوحات کے موقع پر قصہ یعنی کچھ کے ملک کے راجہ کا نام راسل لکھا ہے اور فتحنامہ (ص ۳۰٦) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دنوں کیرج پر راجہ دروہر حکمراں تھا (یعنی شاید کچھ کا حاکم راسل اس کا مطیع تھا)۔ بقول بلاذری (صفحہ ۴۴۰) سندھ اور ملتان فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے کاٹھیاواڑ اور گجرات پر چڑھائی کی اور اہل سُرَست (یعنی سورٹھ یا سوراشٹر) نے اس سے صلح کی اور کیرج (یعنی کیرا جو کہ گجرات کا پایۂ تخت تھا) کے راجہ دوہر (بقول صاحب فتحنامہ دروہر) نے اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ غالباً دوہر یا دروہر کی شکست کے بعد ہی محمد بن قاسم نے قصہ یا کچھ کو سندھ کی اسلامی حکومت میں شامل کردیا اور اس ملک کو اپنے گورنر سلیمان بن ہذیل الازدی کے کے حوالے کیا (ص ۳۰٦)۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ قصہ یا کچھ بعد میں فتح ہوا اور اس پر براہِ راست ایک عرب گورنر مقرر کیا گیا۔ اسی وجہ سے زیرِ بحث صفحہ کی عبارت میں

Marfat.com

"قصہ اور سورتہ" (یعنی کچھ اور سورٹھ) کے تلفظ قرینِ قیاس نہیں ہوں گے کیونکہ سندھ میں مہران عبور کرتے وقت ہی محمد بن قاسم کا کچھ اور سورٹھ کے ملک کو موکو بن وسایو کی تحویل میں دینا مذکورہ تاریخی حوالوں کی روشنی میں بےمعنی نظر آتا ہے۔

موکو کا باپ وسایو، دریائے مہران کے جزیرہ یعنی دوآبے یا ڈیلٹا، بیٹ کا والی تھا اور محمد بن قاسم نے موکو کو اسی بیٹ کا علاقہ اور ساتھ ہی ساتھ "قصبہ وجورتہ" کا ملک بھی دیا (فتحنامہ ص ۱۸۸)۔ فتحنامہ (ص ۱۸۴) کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ "وجورتہ" کا ملک محمد بن قاسم نے موکو کو جاگیر کے طور پر دیا تھا جس کے یہی معنی ہوں گے کہ وہ کوئی چھوٹا علاقہ ہی ہوسکتا ہے، کچھ اور کاٹھیاواڑ کا سارا ملک نہیں۔ پھر فتحنامہ (ص ۲۱۱) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس قصبہ وجورتہ کا علاقہ ریگستان تھا۔ چنانچہ سندھ کا ریگستانی علاقہ جنوب مشرق میں تھرپارکر کا حصہ ہے۔ فتحنامہ میں قصبہ کا دیا ہوا نام "وجورتہ" لفظی اصلیت کے اعتبار سے "وگورتہ" ہوسکتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ مہرانی اور تھر والا وہی خطہ ہو جسے آج کل ونگو کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

۱۸۸ / [۱۳۶] جیسا کہ حجاج کے فرمان کی ابتدا میں تحریر ہے: یہاں غالباً حجاج کے اس سے پہلے والے خط (ص ۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸) کی طرف اشارہ ہے جس میں داھر کے

Marfat.com

پاس لے جانے والے قاصد کے بارے میں خاص ہدایتیں ہیں (ن-ب)۔

۱۹۸ /[۱۴۴] نوشتہ حمران ۹۳ھ: یہ فقرہ کہ جس میں کاتب کا نام اور سنِ کتابت درج ہے، کافی اہمیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے کاتب اور کتابت دونوں غور طلب ہیں۔ خط کا کاتب حمران غالباً حمران بن ابان ہے جس کی مختصر سوانح عمری یہ ہے کہ:- حضرت ابوبکر رضہ کے عہدِ خلافت میں خالد بن ولید کی سرکردگی میں جب اسلامی لشکر نے عَیْنُ التَّمر فتح کیا اس وقت قریب کے ایک گاؤں میں بچّے املا کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، حمران بھی ان میں شامل تھا۔ اور اپنے بڑوں کے ساتھ یہ بچے بھی جنگی قیدیوں کی حیثیت سے نظربند ہوئے۔ حمران کو حضرت عثمان رضہ نے خرید کر آزاد کیا اور اسے فنِ کتابت کی تعلیم دلائی اس کے بعد اسے حضرت عثمان رضہ کے کاتب اور حاجب کی حیثیت حاصل ہوئی اور شروع میں حضرت عثمان رضہ کی مُہر بھی اس کی تحویل میں رہا کرتی تھی۔ اس کے بعد وہ حضرت عثمان رضہ کی جانب سے بصرہ کا حاکم مقرر ہوا اور ایک شخص عامر بن عبدالقیس التمیمی کے خلاف کہ جس نے حضرت عثمان رضہ کی شکایت کی تھی، حضرت عثمان رضہ کے پاس رپورٹ لکھ بھیجی تھی۔ اس کے بعد عبدالملک کے عہد میں اس نے اس کی حمایت کی اور مصعب بن زبیر کی شہادت (جمادی الاول یا الاخرہ سن ۷۲ھ) کے بعد بصرہ پر قبضہ کیا۔ زیاد کی گورنری کے زمانے میں وہ کچھ عرصہ شیراز اور فارس

Marfat.com

کا عامل بھی رہا۔ اپنے دور کے شروع میں حجاج اس سے سخت ناراض تھا اور اس کی ملکیت ضبط کر کے اسے سزا دے رہا تھا لیکن خلیفہ عبدالملک نے اس کی پُرزور سفارش کی جس پر حجاج نے اس کی ملکیت اسے واپس کردی اور اس پر اپنی کی ہوئی سختیوں کے لئے خلیفہ سے معافی چاہی۔ حمران کو حدیث کے راویوں میں شمار کیا گیا ہے (دیکھئے بلاذری، فتوح البلدان ص ۲۴۷، ۳۵۲، ۳٦٨، انساب الاشراف جلد ۴ ص ۱٦۰، ۱٦۲، ۱٦۴، جلد ۵ ص ۵۷، ۵۸، ٦٦، ۲۸٦، ابن قتیبہ، کتاب المعارف ص ۲۲۲، ۲۲۳، ابو علی القالی، الامالی ص ۱۸۲، العقد الفرید، جلد ۲ ص ۹۲، ۲۰۸، ۲٦۵، کتاب المحبّر ص ۴۸۰، اصابہ، رقم ۱۸۹۸، طبری جلد ۲ ص ۹۹ء ابن خلکان، رقم ۳۹۳، تاریخ ابن کثیر، تحت سنہ ۷۵ء، المقدسی، جمع بین رجال الصحیحین، جلد ۱ ص ۱۱۵)۔

مذکورہ مختصر سوانح حیات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ حمران فن کتابت کا ماہر اور کاتب تھا اور جب (۷۵ ھ) میں حجاج وائسرائے ہوا تب بھی وہ حیات تھا۔ اس کی وفات کے بارے میں کوئی تاریخی واضح ثبوت موجود نہیں۔ البتہ ابن حجر لکھتا ہے کہ "وہ ۷۰ ھجری کے بعد بصرہ میں فوت ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ سن ۷۱ ھجری میں، کچھ کہتے ہیں کہ ۷۵ ھجری میں اور کچھ ٦۷ ھجری بیان کرتے ہیں" (اصابہ، جلد ۱، ص ۳۸۰۔ ابن حجر کافی بعد کا مصنف ہے اور اس کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ اسے بھی اس بارے میں

Marfat.com

کوئی پختہ یقین نہیں ہے اور اسے ملی ہوئی روایتیں محض قیاسی ہیں۔ اس کے برعکس فتحنامہ میں محفوظ شدہ حمران کا تحریر کیا ہوا خط زیادہ معتبر ہے اور اس کی بنا پر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ سنہ ۹۳ ھجری تک زندہ تھا اور اس وقت حجاج کے خاص کاتبوں میں سے ایک تھا۔ چونکہ خالد بن ولید نے "عین التمر" کو سنہ ۱۳ ھجری میں فتح کیا تھا اور اس وقت حمران بچہ یعنی تقریباً سات آٹھ سال کی عمر کا تھا اس لئے اس حساب سے سنہ ۹۳ ھجری میں اس کی عمر ۸۷ یا ۸۸ سال کی ہوگی جو کہ بالکل ممکن اور قرین قیاس ہے (ن ـ ب)۔

۲۰۲/[۱۴۷] جھیم اور کرھل کے علاقوں ـ الخ ـ :

علاقہ جھیم غالباً اس خطہ پر مشتمل تھا جس کا مرکز "جھم پیر" کی زیارت گاہ ہے۔ جھم پیر کا مطلب ہے "خطۂ جھم کا پیر" اور "جھم" کے معنی ہیں نچلی نشیبی زمین جو کہ موجودہ جھم پیر کے شمال سے لےکر نیچے جنوب کی طرف دور تک چلی گئی ہے اور جس میں "سونھری" اور "کینجھر" کی جھیلیں بھی آجاتی ہیں۔ اسی جھم یا نشیبی وادی کا جنوبی سرا تقریباً کینجھر جھیل کا جنوبی حصہ سمجھنا چاھئے جو کہ ٹھٹھہ سے تقریباً ۱۹-۲۰ میل شمال میں ہے۔

"کرھل" یا "گرھل" یا گرھر (خورد و کلاں) ٹھٹھہ کے نواح میں تھا جیسا کہ کتاب "بیان العارفین" میں بیان کیا گیا ہے۔ مغل شہنشاہ اکبر کے زمانے میں "کرھر"، ٹھٹھہ پرگنہ

Marfat.com

میں شامل تھا۔ دیکھئے آئین اکبری طبع بلاخمن ص ۵۰۷" (ع - م)۔

"میروں" کے دور تک ٹھٹھہ کے شمالی مشرقی خطہ کو "گرڑ" کے نام سے پکارا جاتا تھا جس میں خان سومرو ایک طاقت ور سردار رہتا تھا اور بعض "میروں" کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا"۔

اس سے ظاہر ہے کہ گرڑ یا گرھر یا گرھل اور یا فتحنامہ کا قدیمی کرھل والا خطہ، علاقہ جھم پیر سے متصل جنوب کی طرف تھا اور ممکن ہے کہ اس کی جنوبی سرحد موجودہ ٹھٹھہ شہر کے جنوب تک پھیلی ہوئی ہو (ن - ب)۔

۲۱۵/[۱۰۰] چنانچہ حجاج کے حکم سے دھنکی ہوئی روئی کو سرکے میں ڈبوکر خشک کیا گیا: مورخ بلاذری نے بھی اس واقعہ کی تائید کی ہے "وعمد الحجاج الی القطن المحلوج فنقع فی الخل الخمر الحاذق ثم جفف فی الظل" (فتوح البلدان ص ۴۳۶)۔ یعنی حجاج کی تجویز کے مطابق روئی کو سرکے میں بھگوکر سائے میں خشک کیا گیا (ن - ب)۔

۲۰۷/[۱۰۱] اس داستان کے مصنف خواجہ امام ابراھیم نے روایت کی ہے: "خواجہ امام ابراھیم" سے مراد غالباً امام ابراھیم بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ھیں جو کہ "قتیل باخمرا" کے نام سے یاد کئے جاتے ھیں۔ سنہ ۱۴۵ ھجری میں امام ابراھیم اور ان کے بھائی امام محمد نے کھلم کھلا خلیفہ منصور عباسی کے خلاف بغاوت کی اور بالاخر دونوں شہید ھوئے۔

Marfat.com

امام ابراہیم سے اس تاریخی روایت کے متعلق دو اہم ثبوت ھیں :- ۱- امام ابراہیم ایک بڑے مقتدر عالم تھے اور علم و ادب کے مختلف شعبوں میں کمال دسترس رکھتے تھے- "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" کا مصنف لکھتا ھے کہ "امام ابراہیم مختلف علوم کے جیّد عالم تھے" (کان ابراهیم من کبار العلماء فی فنونٍ کثیرةٍ - ص ۸۵)- اس کے بعد لکھتا ھے کہ "جن دنوں امام ابراہیم، خلیفہ منصور عباسی کے خوف سے روپوشی کی زندگی گذار رھے تھے، انھیں ایام میں وہ بصرہ کے عالم مفضل بن محمد الضبی کے پاس آکر رھے اور مطالعے کے لئے اس سے قدیمی عربی اشعار کے مجموعے لےکر ان میں سے اسّی (۸۰) منتخب قصیدوں پر اپنے نشانات لگائے- آن کی شہادت کے بعد مفضل نے یہ قصیدے "المفضلیات" کے نام سے شایع کئے (ا ہ)-

عربی ادب کے مشہور محقق علامہ عبدالعزیز المیمنی سابق پروفیسر اور صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے سنہ ۱۹۴۴ع میں "آل انڈیا اورنٹیل کانفرنس" (بنارس) میں اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں پختہ دلائل کے ساتھ اس نظریے کی تائید کی تھی کہ عربی اشعار کا مشہور مجموعہ "المفضلیات" غالباً امام ابراہیم کے حسنِ انتخاب کا مرقع ھے- اس سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ وہ بلند پایہ نقاد تھے- لیکن جیسا کہ "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" کے مصنف نے لکھا ھے کہ وہ دیگر علوم پر بھی حاوی تھے اسی وجہ سے پورے وثوق سے کہا جاسکتا

Marfat.com

ہے کہ انھیں علمی تاریخ میں بھی دسترس حاصل تھی
۲- ان کی طرف سے سندھ کی اس روایت کا دوسرا اہم ثبوت یہ ہے کہ کچھ عرصے کے لئے امام ابراہیم سندھ میں بھی آ کر رہے تھے۔ خلیفہ منصور عباسی نے جب ان کے والد عبداللہ کو گرفتار کیا تھا تب دونوں بھائی ابراہیم اور محمد اس کے خوف سے عدن کی طرف چلے گئے اور وہاں سے کشتیوں کے ذریعے سندھ چلے آئے لیکن یہاں بھی کسی جاسوس نے جاکر (منصور کے مقرر کردہ) سندھ کے گورنر عمرو بن حفص کو ان کی خبر کردی جس کی وجہ سے وہ پھر سندھ سے کوفہ چلے گئے۔ دیکھئے تاریخ طبری ۲۸۲x۳ اور ابن خلدون ۱۸۸x۳)۔ غالباً سندھ کے اس مختصر قیام کے دوران امام ابراہیم نے سندھ کے مشہور فاتح محمد بن قاسم کی تاریخی فتوحات کی تحقیق کی اور کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ روایت انھیں کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔

۲۱۴/[۱۰۰] اگھم کے راستے پر مقرر کیا: یعنی وہ راستہ کہ جس پر شہر اگھم واقع تھا۔ اگھم سے مراد غالباً "اگھم کوٹ" ہے جس کی بابت میر علی شیر قانع لکھتا ہے کہ: یہ اگھم لوہانہ کے نام سے منسوب اور موسوم ہوا (تحفۃ الکرام ۱۶۲x۳)۔ قدیم زمانے میں یہ خطہ غالباً صوبہ لوہانہ میں شامل تھا جس کا دارالحکومت برہمن آباد تھا۔ اگھم، رائے خاندان کے دور میں صوبہ لوہانہ کا حاکم تھا جس نے چچ کی مخالفت کی تھی (دیکھئے ترجمہ فتحنامہ ۱۰-۹۰)۔

Marfat.com

تحفۃالکرام کے مصنف کی یہ رائے قرین قیاس ہے کہ اسی اگھم نے شہر اگھم کوٹ کی بنیاد رکھی۔ میر علی شیر قانع نے اگھم کوٹ میں مدفون اولیا میں سے مخدوم اسمٰعیل سومرہ وغیرھم کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگھم کوٹ سے اس کی مراد وہ قدیم بستی ہے جسے آج کل "اگھا مانو" کہا جاتا ہے اور جو حیدرآباد سے تقریباً ۲۵-۳۰ میل جنوب مشرق میں مہران کے ایک قدیم مجرا یا پاٹ پر واقع ہے۔ یہ پاٹ یا شاخ دریا غالباً وہی ہے کہ جو (شہدادپور اور ٹنڈو آدم کے مشرق کی طرف) قدیم برھمن آباد کے خطہ پر بہا کرتی تھی۔ آج تک اس شاخ کو "لوھانو دریا" کہتے ہیں یعنی قدیم خطہ لوھانہ میں بہنے والا دریا۔ غالباً قدیم برھمن آباد سے لے کر اگھم کوٹ تک، اس وقت کی مہران کی وادی صوبہ لوھانہ میں شامل تھی جس پر اگھم کی حکومت تھی (ن۔ب)۔

۲۲۳/[۱۶۱] اس کے بعد محمد علافی اس (داھر) سے رخصت ہوکر بلیمان کی حکومت کی طرف چلا گیا: یہ روایت، محمد علافی کے بارے میں آیندہ آنے والے بیانات کے خلاف ہے۔ اس روایت کے مطابق محمد علافی داھر کو چھوڑ کر چلا گیا اور جا کر بلیمان کی حکومت میں رہنے لگا حتیٰ کہ داھر قتل ہوگیا۔ لیکن آیندہ کے بیانات سے ظاہر ہے کہ محمد علافی آخری شکستوں تک داھر اور اس کے بیٹے جیسینہ (یا جے سنگھ) کے ساتھ شامل رہا۔ مثلاً جب داھر نے پہلے پہل

Marfat.com

اپنے بیٹے جے سنگھ کو محمد بن قاسم کے مقابلے کے لئے بھیجا اس وقت محمد علافی بھی صلاحکار کی حیثیت سے اس کے ساتھ گیا تھا اور طریقۂ جنگ کے بارے میں اس نے داھر کو بھی اپنی رائے سے آگاہ کیا تھا (ص ۲۳۶-۲۳۷)۔ داھر کے قتل ھوجانے کے بعد بھی وہ اس کے بیٹے جیسینہ کا حامی اور مشیر رھا (ص ۲۶۹-۲۷۰) البتہ جب جے سنگھ ناامید ھوکر برھمن آباد کے قلعے سے بھی چلا گیا اور سندھ سے نکل کر چترور کے ملک میں جا کر پناہ گزیں ھوا تب محمد علافی نے اس سے رخصت ھوکر اپنی راہ اختیار کی (ص ۲۸۳) کیونکہ اب جے سنگھ کی حیثیت صرف ایک پناہ گزیں کی تھی اور اس میں مقابلے کی تاب نہ رھی تھی۔ محمد علافی اس سے رخصت ھوکر پہلے پہل طاکیہ (یعنی "تکادیش" جو کہ ملتان کے شمال میں تھا) آیا اور وھاں سے بالآخر کشمیر کے راجہ کے پاس جا پہنچا۔ جس نے اس کی بڑی توقیر کی اور اسے جاگیریں بخشیں، جہاں وہ آخر وقت تک مقیم رھا (ص ۲۸۴-۲۸۵)۔

۲۲۴/[۱۶۱۰] اس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے (محمد علافی کو) اسان دے کر ملک کی وزارت کا پروانہ لکھ دیا۔ الخ۔: یہاں لفظ "اس کے بعد" کا یہ مفہوم نہیں کہ محمد علافی کے داھر یا جے سنگھ کو چھوڑنے کے فوراً بعد۔ بلکہ یہ الفاظ "اس کے بعد" صرف واقعات کا تسلسل ظاھر کرتے ھیں وقت کی قربت نہیں، مطلب یہ ھے کہ

Marfat.com

جب آخر میں محمد علافی داھر اور اس کے بیٹے جے سنگھ کی رفاقت ترک کرکے علیٰحدہ ھوا اس کے بعد کسی موقع پر محمد بن قاسم کے پاس آکر امان اور معذرت خواہ ھوا جس نے اسے امان دے دی۔ محمد علافی نے غالباً ملتان کی فتح کے بعد محمد بن قاسم کے سامنے ھتھیار ڈالے ھوں گے کیونکہ اس کا قیام موضع "شاکلھار" میں تھا جو کہ اسے کشمیر کے راجہ نے جاگیر کے طور پر بخشا تھا (ص ۲۸۴) اور "شاکلھار"، ملتان اور تاکیہ (تکادیش) کی شمالی سرحدوں پر کشمیری سرحد کے قریب تھا۔

البتہ محمد بن قاسم کا محمد علافی کو امان دینا واقعی غور طلب ھے کیونکہ محمد علافی اور اس کا بھائی معاویہ علافی دونوں درحقیقت باغی تھے جنھوں نے مکران کے گورنر سعید بن اسلم کلابی کو قتل کیا تھا اور انھیں سزا دینے کےلئے حجاج نے سنہ ۸۵ ھجری کے قریب مجاعہ بن سعر کو مکران کا گورنر بنا کر بھیجا تھا، لیکن اس کے آنے سے پہلے ھی علافی وھاں سے فرار ھوکر سندھ کے راجہ داھر کے پاس آگئے تھے۔ دیکھئے ص ۴۱۴-۴۱۵ تشریحات و توضیحات ۹۲/[۷۰] ایسی حالت میں حجاج جیسے سخت گیر اور مغلوب الغضب وائسرائے کی طرف سے محمد علافی کو معافی مل جانے کی کوئی توقع نہیں ھوسکتی تھی لیکن ایسا معلوم ھوتا ھے کہ اس فیصلے میں محمد بن قاسم کی رائے اور سفارش کا بڑا دخل تھا۔ محمد بن قاسم نے بھی اسے شاید اس لئے امان دی تھی کہ ایک تو اس نے داھر کی طرف سے

Marfat.com

لشکرِ اسلام کے مقابلے کے لئے تلوار نہیں اٹھائی تھی اور داھر سے صاف کہہ دیا تھا کہ "ہم مسلمان ہیں اور لشکرِ اسلام سے نہ جنگ کریں گے اور نہ تلوار اٹھائیں گے" (ص ۲۲۲)۔ دوسرا بڑا سبب غالباً یہ تھا کہ داھر کے بیٹے جےسنگھ سے آخر میں جدا ہوکر محمد علافی نے اپنی قابلیت اور صلاحیت سے کشمیر کے راجہ کے دربار میں بڑا مرتبہ حاصل کیا تھا۔ اس کی شاید اسی حیثیت اور صلاحیت نے محمد بن قاسم کو متاثر کیا اور اس نے امان دے کر اسے اپنا سفیر بنایا۔ زیرِ بحث صفحہ کے بعد کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک کامیاب سیاسی سفیر ثابت ہوا (ن۔ب)۔

۲۲۵ /[۱۶۲] کیرج کا راجہ سربند، [اور] کنبہ یا کشہ کا مالک کوکو ابن سھوکو: فتحنامہ یا مورخ بلاذری کے بیانوں کے مطابق کیرج کا راجہ دروھر تھا اور کچھ کا راجہ راسل تھا (دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۱۸۴ /[۱۳۳])۔ چنانچہ یہ سربند شاید کیرج کے حکمراں خاندان کا کوئی فرد یا اس حکومت کا باجگزار کوئی چھوٹا راجہ تھا اسی طرح اگر کشہ سے مراد کچھ ہے تو کوکو بھی غالباً وھاں کے حکمران خاندان کا کوئی فرد تھا یا اس حکومت کا باجگزار کوئی چھوٹا راجہ تھا (ن۔ب)۔

۲۲۸ /[۱۶۴] محمد بن ابی الحسن مدنی سے روایت کی ہے: اس راوی کا نام پانچویں قلمی نسخے کے مطابق "محمد بن الحسن مدنی" ہے۔ اس سے پہلے ایک دوسری روایت ص ۲۲۵ /[۱۶۲] کے جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت کے مطابق

Marfat.com

محمد بن حسن کے نام سے منسوب ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان دونوں روایتوں کا راوی "محمد بن حسن مدنی" نامی کوئی ایک ہی شخص ہو۔ مگر گمان غالب ہے کہ ان دونوں مقامات پر صحیح نام علی بن محمد ابوالحسن مدائنی تھا جس کا ابتدائی حصہ "علی بن" کے کٹ جانے کے بعد "محمد ابوالحسن المدائنی" کے باقی ماندہ فقرے میں "ابو" کو "بن" بنادیا گیا اور "المدائنی" کو "مدنی" کہا جانے لگا۔ مقدمہ میں واضح کیا گیا ہے کہ فتحنامہ کا بڑا حصہ ابوالحسن علی بن محمد المدائنی کی تصنیف ہے اور زیادہ تر روایتیں اسی کی جمع کی ہوئی ہیں اسی وجہ سے یہ دونوں روایتیں بھی غالباً اسی کی ہیں (ن۔ب)۔

۲۳۲/[۱۶۷] وزیر سیاکر: پہلے ص ۱۹۰ پر پھر اس صفحہ پر اور اس کے بعد کے بیانات سے ظاہر ہے کہ وزیر سیاکر، داہر کا خاص مشیر تھا۔ اس نام کے متعلق ہوڑی والا کی تحقیق یہ ہے کہ "اصل سنسکرت نام شاید "شکشاکر" ہو، جس کے معنی استاد یا رہبر کے ہیں"۔ یہ نام "یشسکر" بھی ہوسکتا ہے جو کہ دوسرے افراد کے علاوہ ایک برہمن کا بھی نام تھا جو کہ سنہ ۹۳۹ع میں کشمیر کا راجہ ہوا (ہوڑی والا ص ۹۰)

۲۴۲/[۱۷۴] باقی دوسرے سوار اور ہاتھی جاہین کے حوالے کرکے آسے لشکرِ اسلام کے مقابلے پر روانہ کیا: یہ داہر اور محمد بن قاسم کے درمیان چوتھے دن کی جنگ

Marfat.com

کے سلسلے کا بیان ہے۔ مگر اس سے پہلے ص ۲۳۴ پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ جاہین تیسرے دن کی جنگ میں مارا گیا۔ چنانچہ یا تو اس مقام پر نام میں غلطی ہوگئی ہے یا پھر یہ شخص کوئی دوسرا "جاہین" ہے (ن۔ب)۔

۲۴۳ /[۱۷۴] خریم بن عروہ مدنی: چونکہ جملہ قلمی نسخوں میں یہ نام بالکل اسی طرح درج کیا گیا ہے اس وجہ سے اردو ترجمے کے متن میں ہم نے بھی یہی نام اختیار کیا ہے۔ لیکن صحیح نام یقینی طور پر "خریم بن عمرو مدنی" سمجھنا چاہئے۔ خریم کا ذکر فتحنامہ میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ ص ۱۲۹ /[۹۸]، ۱۳۶ /[۱۰۳] اور ۱۴۲ /[۱۰۷] پر صرف "خریم" کے نام سے اور ص ۲۸۳ /[۲۰۲]، ۲۶۷ /[۱۹۱]، ۳۱۲ /[۲۲۰] اور ۳۴۰ /[۲۴۰] پر باپ کے نام سمیت "خریم بن عمرو" آیا ہے۔ ص ۲۵۱ /[۱۸۰] پر جملہ قلمی نسخوں کے مطابق پورا نام نسبت سمیت "خریم بن عمرو مدنی" ہے۔ چنانچہ اس زیر بحث نام میں "عروہ یقینی طور پر "عمرو" کی تحریف ہے اور صحیح نام اس مقام پر بھی "خریم بن عمرو مدنی۔" تصور کرنا چاہئے۔ ص ۳۱۱ /[۲۲۰] پر دیئے ہوئے نام "جنید بن عمرو" میں بھی "جنید" غالباً "خریم" کی تحریف ہے اور وہاں بھی صحیح نام "خریم بن عمرو" ہی سمجھنا چاہئے (ن۔ب)۔

۲۴۸ /[۱۷۸] تمیم بن زید قینی: اس صفحہ پر یا آگے چل کر ص ۲۵۱ /[۱۸۰] اور ۳۰۰ /[۲۱۴] پر اصل فارسی

Marfat.com

میں اس نام کی نسبت قیسی* ظاہر کی گئی ہے مگر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ صحیح نسبت "قینی" ہے جو کہ قبیلہ "قضاعہ" کے "بلقین یا القین بن جسر" سے منسوب ہے۔ (دیکھئے نقائض جریر و فرزدق ص ۱۳۰، ۶۷۵)۔ نسبت "القینی" کی صورت خطی "العتبی" اور "القتبی" کی نسبتوں سے اتنی مشابہ ہے کہ ان میں اشتباہ کی کافی گنجائش ہے۔ چنانچہ حافظ عبدالغنی نے اپنی کتاب "مشتبہ النسبہ" (ص ۴۶) میں اس اشتباہ کی طرف خاص طور سے اشارہ کیا ہے جو کہ باوزن بھی ہے کیونکہ مورخ بلاذری کی کتاب فتوح البلدان (یوروپ ایڈیشن ص ۴۴۳) اور یاقوت کی کتاب معجم البلدان (یوروپ ایڈیشن ص ۳۸۰ / ۱۱) میں تمیم بن زید کی نسبت بالکل اسی اشتباہ کی وجہ سے "العتبی" لکھی گئی ہے۔ لیکن یہ نسبت اور بھی شبہات کی حامل ہے۔ چنانچہ فتحنامہ نیز "معجم البلدان" کے ایک قلمی نسخے (حاشیہ ۳۸۰ / ۱۱) میں اسے "القیسی" لکھا گیا ہے اور تاریخ ابن خلدون (۳x۶۶-۶۷) میں "الضبی" ہے۔ مگر تمیم بن زید کی صحیح نسبت "القینی" ہے اور متعدد کتابوں میں بالکل اسی طرح درج کی گئی ہے۔

دیکھئے دیوان فرزدق، طبع ساوی، ص ۱۹۱، نقائض جریر و فرزدق ص ۳۸۰-۳۸۱ قلمی نسخہ L، نمبر 3758 متحف بریطانیہ، ذیل آمالی (لابی علی القالی) ص ۷۷، الکامل للمبرد، یوروپ ایڈیشن ۱x۲۸۰، اللسان، ۱x۳۲۷، اور ابن الاثیر، ۴x۳۸۳ -

فتحنامہ کے ص ۳۰۰ / [۲۱۴] سے ظاہر ہے کہ تمیم بن زید،

Marfat.com

محمد بن قاسم کی فوج میں ایک خاص مقتدر شخص تھا اور شہر برہمن آباد کے برہمنوں نے اسے ثالث تسلیم کر کے محمد بن قاسم سے معاهده کیا تھا۔ تمیم بن زید کی اسی حیثیت اورمحمد بن قاسم کی فتوحات میں اس کی رفاقت اور تجربہ کاری کی بنا پر ہی اسے تقریباً ۱۸-۱۹ سال بعد سندھ کا گورنر مقرر کیا گیا (فتوح البلدان ص ۴۴۳) اور وہ تقریباً دو سال (۱۰۹-۱۱۱ ھجری) میں اس عہدہ پر فائز رہا (ن۔ب)۔

۲۰۳/[۱۸۲] داہر نے ہاتھی سے اترکر ایک عرب کا مقابلہ کیا: اس امر کی تصدیق بلاذری کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ "وترجل داھر وقاتل فقتل (فتوح البلدان ص ۴۳۸) یعنی داہر نے پیادہ ہوکر جنگ کی اس کے بعد قتل ہوا (ن۔ب)۔

۲۰۷/[۴۸۵] داہر کا سر بھی اسی (عمرو بن خالد) نے دو ٹکڑے کیا: مورخ بلاذری لکھتا ہے کہ داہر کو قبیلہ بنو کلب کے ایک شخص نے قتل کیا (فتوح البلدان ص ۴۳۸)۔ فتحنامہ میں اسی صفحہ پر نیچے کی سطور میں عمرو بن خالد کی حجاج سے کی ہوئی گفتگو دی گئی ہے اور صفحہ ۲۰۷ پر وہ اشعار درج کئے گئے ہیں جو اس نے سر پیش کرتے وقت پڑھے تھے۔ یہی اشعار بلاذری نے قبیلۂ بنو کلاب کے اس شخص سے منسوب کئے ہیں جس نے داہر کو قتل کیا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو بن خالد قبیلۂ بنو کلاب میں سے تھا اور اسی نے داہر کو قتل کیا تھا۔ البتہ بلاذری نے

Marfat.com

(فتوح ص ۴۳۸-۴۳۹)۔ ایک دوسری روایت ابن الکلبی کی بھی نقل کی ہے جس کے مطابق داھر کو ایک شخص القاسم بن ثعلبہ بن عبداللہ بن حصن الطائی نے قتل کیا تھا۔ مگر ابن الکلبی کے مقابلے میں مشرقی ممالک کی فتوحات کے بارے میں المدائنی کی روایت زیادہ معتبر ہے اور فتحنامہ کے بیان یا بلاذری کی المدائنی والی روایت ان دونوں کی مطابقت سے تصدیق ہوتی ہے کہ عمرو بن خالد کلابی ھی نے داھر کو قتل کیا تھا (ن۔ب)۔

۲۵۸/[۱۸۵] محمد بن قاسم نے اسے (داھر کی بیوی لاڈی کو) خرید کر اپنی بیوی بنایا: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ص ۳۴۴ نوٹ ۱۲۴/[۹۴] (ن۔ب)۔

۲۶۱/[۱۸۷] زیاد بن الحواری العتکی: اصل فارسی متن میں "العتکی" کی بجائے "العبدی" ہے مگر اس نسبت کے ساتھ یہ نام کسی بھی تاریخ میں نظر نہیں آتا۔ البتہ الحواری بن زیاد بن عمرو العتکی، قبیلہ بنو العتیک بن الازد کا ایک مشہور شخص گذرا ہے اور الحواری کا باپ زیاد، حجاج کی طرف سے پولیس کا افسر اعلیٰ تھا (ابن درید، کتاب الاشتاق، ص ۲۸۴)۔ غالباً زیاد سے اس کا بیٹا الحواری زیادہ مشہور تھا اور محمد بن قاسم کے لشکر میں شامل تھا اس لئے متن میں بھی صحیح نام "الحواری بن زیاد العتکی" ہونا چاہئے (ن۔ب)۔

۲۶۵/[۱۹۰] حجاج کا اپنی بیٹی، محمد بن قاسم کو

Marfat.com

دینے کی حکایت : یہ روایت تاریخی اعتبار سے قطعی غیر معتبر ہے جیسا کہ پہلے نوٹ ۱۲۴ / [۹۴] میں تفصیل سے واضح کیا گیا ہے (ن۔ب)۔

۲۷۱/[۱۹۴] نفط اور زرنیخ : اصل فارسی متن میں "زرنیخ" کی بجائے "فرداخ" ہے جو کہ ایک مبہم لفظ ہے۔ چنانچہ ہم نے متن کے حاشیہ میں واضح کردیا ہے کہ "نفط اور زرنیخ" ایک قدیم کیمیائی اصطلاح ہے" اور دونوں لفظوں کی آخیر کی "خ" سے معلوم ہوتا ہے کہ "فرداخ" بھی "زرنیخ" کی بگڑی ہوئی صورت خطی ہے۔ ہوڑی والا (ص ۹۳) میں فرداخ یا فرداج کو غرواہ یا غراوہ یا عرادہ کی بگڑی ہوئی شکل سمجھتا ہے جو کہ قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ دونوں لفظوں کے آخر میں "خ" اور "ہ" کے حروف میں کوئی صوتی یا شکلی مناسبت نہیں ہے کہ جو کتابت میں غلطی کا سبب بن سکے دوسرے خود ہوڑی والا کے بیان کے مطابق غرواہ یا غراوہ یا عرادہ کے معنی پتھر کے ہیں لیکن فتحنامہ کی عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ یہ چیز رات کی جنگ میں نفط (یعنی پٹرول یا naptha تیل) کے ساتھ استعمال کی گئی۔ چنانچہ پتھروں کا تیل کے ساتھ استعمال بےمعنی ہے اور اسی وجہ سے صحیح لفظ زرنیخ ہی ہے یعنی ہڑتال جو کہ معدنیات میں سے ہے اور آگ کے شعلے بھڑکانے کے لئے استعمال ہوتی ہے (ن۔ب)۔

۲۷۲/[۱۹۵] "حسنہ" نامی راجہ داھر کی بھانجی بھی آن میں تھی : "حسنہ" دراصل عربی نام ہے۔ ممکن ہے کہ

Marfat.com

اس کا نام بھی ایسا ھی ھو کہ جس کے معنی عربی میں "حسنہ" کے ھوں۔ لیکن فتحنامہ میں "ماییں" کے سوا کہیں بھی داھر کی کسی اور بہن کا ذکر یا نام نہیں ھے اور "ماییں" کو بھی داھر اپنے ھی عقد میں لایا تھا۔ ایسی صورت میں داھر کی بھانجی ھونے کا کوئی سوال ھی پیدا نہیں ھوتا اور اسی وجہ سے یہ روایت قطعی غیر معتبر معلوم ھوتی ھے (ن۔ب)۔

۲۷۳/[۱۹۶] پھر اجازت کے مطابق عبداللہ اسے (حسنہ کو) اپنے نکاح میں لایا: یہ وھی حسنہ ھے جس کا ذکر اس سے پہلے کی سطور میں ھوچکا ھے۔ یہ بیان بھی ایک افسانہ معلوم ھوتا ھے۔ اول تو عبداللہ بن عباس رضہ ولید کے عہد سے پہلے ھی سنہ ۶۸ ھجری میں وفات پاچکے تھے اسی وجہ سے "حسنہ" سے عبداللہ نے نہیں بلکہ اُن کے بیٹے علی بن عبداللہ نے جو کہ ولید کے زمانے میں زندہ تھے، شادی کی ھوگی۔ مگر یہ قیاس بھی فتحنامہ میں اس سے پہلے دیئے گئے ایک بیان (ص ۲۶۸) کے خلاف ھوگا جس کے مطابق خود کعب بن مخارق نے جو کہ اس وقت ولید کے پاس حاضر تھا، حسنہ سے نکاح کیا مگر اس سے کوئی اولاد نہیں ھوئی (ن۔ب)۔

۲۷۴/[۱۹۷] نوشتہ نافع سنہ ۹۳ ھجری: یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نافع جو کہ حجاج کا کاتب یا معتمد تھا وہ کون تھا۔ نافع نام کے جو لوگ اس زمانے کے قریب گذرے ھیں وہ یہ ھیں:۔

۱۔ نافع بن جبیر بن مطعم جو کہ تابعی تھے، انھوں نے

Marfat.com

سنہ ۹۹ هجری میں وفات پائی۔ ۲۔ نافع مولیٰ آل زبیر جو تاریخ کے مشہور راویوں میں سے تھا۔ ۳۔ نافع بن الحارث بن کلدہ، زیاد کا بھائی۔ ۴۔ نافع بن ہرمز مولیٰ عبداللہ بن عمر جو تابعی اور حدیث کے معتبر راویوں میں سے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انھیں اهلِ مصر کو سنتِ نبوی کی تعلیم دینے کے لئے وهاں مامور کیا تھا۔ ممکن ھے کہ یہی نافع اس خط کے کاتب ہوں۔ واللہ اعلم باالصواب (ن۔ب)۔

۲۷۸/[۱۹۹] یہ وهی مسلمان عورتیں هیں کہ جنھوں نے حجاج کا نام لے کر فریاد کی تھی: یہ وزیر سیاکر کا بیان ھے کہ جس نے داهر کے قتل هوجانے کے بعد محمد بن قاسم کے سامنے سپرانداز ہونے کے وقت یہ عورتیں حاضر کیں۔ پہلے صفحہ ۱۱۹ پر یہ کہا گیا ھے کہ جہازوں کے لٹنے کے وقت قبیلۂ بنی عزیر کی ایک عورت نے مدد کے لئے حجاج کا نام لے کر فریاد کی تھی۔ آگے چل کر پھر یہ ظاهر کیا گیا ھے کہ دیبل کے اندر ساری مسلمان قیدی عورتوں نے حجاج کو اپنی مدد کے لئے پکارا تھا۔ اس کے بعد ص ۱۴۰ پر بیان کیا گیا ھے کہ جب محمد بن قاسم نے دیبل فتح کیا تب وہ سارے مرد اور عورت قیدی آزاد کئے گئے کہ جو سراندیپ کے جہازوں یا بدیل کے لشکر میں سے قید کئے گئے تھے۔ وزیر سیاکر کے مذکورہ بیان سے معلوم هوتا ھے کہ گرفتارشدہ قیدیوں میں سے کچھ مسلمان عورتیں راجہ داهر کے پاس بھی قید تھیں جنھیں اس کے قتل هوجانے کے بعد اور اپنے هتھیار ڈالنے کے موقع پر

Marfat.com

وزیر سیاکر نے محمد بن قاسم کے سامنے حاضر کیا تھا۔

۲۷۹/[۲۰۱] جلوالی : اصل فارسی متن میں اس مقام پر "برشط نہر جلوالی" (یعنی نہر جلوالی کے کنارے پر) کے الفاظ ھیں - جس سے واضح طور پر پتہ چلتا ھے کہ "جلوالی" دریائے مہران کی ایک چھوٹی شاخ تھی اسی لحاظ سے اسی صفحہ پر ایک دوسری جگہ "آبنائے جلوالی" سے مراد "جلوالی پاٹ" ھے۔ پھر صفحہ ۳۰۳/[۲۱۶] پر اصل فارسی متن میں "جوئے جلوالی" (یعنی جلوالی شاخ یا نہر) کا ذکر ھے۔

زیر بحث صفحہ سے بھی یہی واضح ھوتا ھے کہ نہر جلوالی شہر برھمن‌آباد کے مشرق میں بہا کرتی تھی اور برھمن آباد پر چڑھائی کے وقت محمد بن قاسم نے اسی نہر کے کنارے آکر ڈیرے ڈالے تھے۔

یہ قدیم نام جلوالی (جل + والی = پانی والی) غالباً بدلتے ھوئے مقامی تلفظ کے اعتبار سے رفتہ رفتہ "جرواری" اور پھر "جراری" بن گیا جس کی یادگار کے طور پر "جراڑی" نامی گاؤں آج بھی شہداد پور سے دس میل مشرق میں موجود ھے۔ اس گاؤں کے قریب آج بھی قدیم پاٹ یا نہر کے پیٹے کے نشانات نمایاں طور پر نظر آتے ھیں اور یہ گاؤں اس پیٹے کے بالکل متصل واقع ھے۔

میجر جنرل ھیگ نے، جس نے کہ سنہ ۱۸۷۷ع میں (Servey) مہران کی ساری شاخوں کی پیمائش لی تھی، نہر جلوالی کے مخرج اور پیٹے کے بارے میں، عرب جغرافیہ نویسوں کے بیانات

Marfat.com

اور اپنی تحقیق یا معائنہ کی روشنی میں، پوری پوری نشان‌دھی کی ھے۔ اس کے بیان کے مطابق: یہ شاخ سکرنڈ سے ۱۰ میل مشرق کی طرف کلری کے قریب خاص دریا سے نکل کر نشیب میں منصورہ کے مشرق کی طرف سے بہتی ھوئی، جنوب کی طرف بل کھاکر منصورہ سے ۱۰ میل دور مشرق کی طرف جاکر (خاص دریا) لوھانہ سے مل جاتی تھی۔ اس کی کل لمبائی یقینی طور ۵۰ میل کے قریب ھوگی۔ عرب جغرافیہ نویسوں نے اس شاخ کو نقشے میں دریائے مہران کے پیٹے کی سیدھی لکیر کے جنوبی حصے میں نصف دائرے کی شکل میں دکھایا ھے۔ ا۔ ھ۔ (انڈس ڈیلٹا کنٹری، ص ۱۳۵)۔

جلوالی کے اس قدیم پاٹ کے نشانات کہیں کہیں آج تک صاف نظر آتے ھیں اور قرب وجوار کے بعض سن رسیدہ لوگوں کو آج بھی اس کے پرانے پیٹے کا علم ھے۔ جائے وقوع پر تحقیقات کے بعد اس کی بابت مندرجہ ذیل معلومات مزید حاصل ھوئی ھیں جن سے میجر جنرل ھیگ کے مذکورہ مختصر بیان پر پوری روشنی پڑتی ھے:۔

جلوالی شاخ خاص دریا سے کلری کے قریب پھوٹتی تھی۔ کلری کو عرب جغرافیہ نویسوں نے اپنے نقشوں میں دیا ھے اور یہ نام آج بھی تحصیل شھداد پور کے ایک دیہہ کے نام کی صورت میں محفوظ ھے جو کہ نواب شاہ سے تین میل مشرق کی طرف واقع ھے۔ کلری کے نشیب میں اس شاخ کی دو دھاروں کے نشانات ملتے ھیں۔ ایک تو گھاٹی اور مہرن کے بعد

Marfat.com

کونھیری کی جانب آنے والا نالہ یا پیٹا جو شاہ پور چاکر کے شمال، برھون کے مغرب میں اور "دکاک جی بھڑی" کے مشرق میں پہنچتا ہے اور دوسرا نشیب میں جنوب کی طرف سمیر والا نالہ جہاں بعد میں "سمیر واہ" بنی۔ کلری اور سمیر کی بابت، سندھی کے ابتدائی اشعار "ماموئی کی پہیلیوں" کی قسم کے ایک بیت میں یہ حوالہ ہے :-

سمير ۾ نہ ساريون ڏينديون ، ڪلري ۾ نہ ڪمانڊ،
هاري ۽ هر ڏانڊ ، نہ ڄاڻان ڪيهي ويا .

[یعنی نہ سمیر میں دھان کی فصلیں ھوں گی اور نہ کلری میں کمند (گنّا یا ایکھ) پتہ نہیں کسان، ھل اور بیل سب کدھر چلے گئے]۔

یہ قدیم پاٹ شاہ پور چاکر کے نشیب میں جنوب مشرق کی طرف بہتا ھوا آکر موجودہ "جمڑاؤ واہ" کی "کنگ پٹی" موری یا نالی کے شمال کی طرف سے مشرق کی سمت پلٹتا تھا۔ پرانے زمانے میں جلوالی پاٹ کے اس حصے کو "نار" کہتے تھے اور شاہ پور سے لے کر جمڑاؤ تک کے پیٹے کو آج بھی "نار وارو پوٹھو" کہا جاتا ہے۔ جمڑاؤ سے پھر یہ پاٹ مشرق کی طرف (موجودہ تحصیل سنجھورو میں) "سرانڈ جی جوءِ" (جوئے سرانڈ) میں بہتا تھا جہاں اس دھارے کی پرانی جھلیوں کے نشانات موجود ھیں اور مقامی طور پر جنھیں "جعفر خان لغاری جا کنب کہا جاتا ھے۔ سرانڈ کے بعد یہ پاٹ بل کھا کر جنوب کی طرف بہتا تھا اور اس کے پیٹے

Marfat.com

کے نشانات موضع پلیہ لغاری اور موضع برڑا کے درمیا
"صوبھے جی ڈرب" اور "طالب شاہ جی ڈرب" کے نام
ریت کے نالوں کی شکل میں موجود ھیں - اس کے بعد میت
اور جراڑی کے پاس سے بہتا ھوا یہ پاٹ قدیم شہر منصو
کے قریب غالباً دو شاخوں میں تقسیم ھوجاتا تھا - ان میں
ایک بڑی شاخ منصورہ کے مشرق کی طرف سے اور دوسری
چھوٹی شاخ مغرب کی طرف سے بہتی ھوئی دونوں کہیں آگے
جاکر آپس میں مل جاتی تھیں اور اس طرح منصورہ کو گو
ایک دوآبے یا جزیرے کی شکل دیتی تھیں - قدیم منصور
کے مشرق اور مغرب میں ان دونوں شاخوں کے پیٹے موجود
ھیں - اس کے بعد منصورہ کے آگے جنوب کی طرف پلٹ کر یہ
پاٹ مغرب کی طرف بہتا ھوا غالباً "شاہ بیگ مری" کے گاؤں
کے قریب یا اس سے کچھ جنوب کی طرف جاکر خاص دریا
لوھانہ میں شامل ھوجاتا تھا - اس سنگم پر لوھانہ کا وسیع
پیٹا آج بھی نمایاں طور پر نظر آتا ھے (ن - ب) -

۲۸۱ /[۲۰۲] ماہِ ذوالحج کا اواخر، اتوار کا دن اور
سنہ ترانوے ھجری تھا: فتحنامہ میں دی ھوئی تاریخوں میں
بڑی غلطیاں ھیں - مثلاً ص ۲۵۲ میں کہا گیا ھے کہ راجہ
داھر ۱۰ - رمضان سنہ ۹۳ ھجری میں راوڑ کے قلعے کے قریب
قتل ھوا - اس کے بعد محمد بن قاسم نے دھلیلہ اور بہرور کے
قلعوں کی طرف رخ کیا اور ھر ایک قلعے کو فتح کرنے کے لئے
اسے دو ماہ تک ان قلعوں کا محاصرہ کرنا پڑا پھر وھاں سے وہ

Marfat.com

برھمن آباد آیا جہاں اس کے پہنچنے کی تاریخ ماہِ رجب سنہ ۹۳ ھجری بیان کی گئی ھے (ص ۲۸۱) یہاں محاصرہ میں چھ ماہ کی مدت صرف ھوتی ھے لیکن اس کے باوجود زیرِ بحث صفحہ پر اس عبارت کے مطابق یہ سال سنہ ۹۳ ھجری اور ماہ ذوالحج بیان کیا گیا ھے۔

اگر داھر کے قتل کی مذکورہ تاریخ کو صحیح تصور کیا جائے تب بھی سرسری حساب سے محمد بن قاسم ماہ رجب سنہ ۹۴ ھجری میں برھمن‌آباد پہنچا ھوگا اور چھ ماہ بعد ماہ ذوالحج سنہ ۹۴ ھجری ھوگا نہ کہ سنہ ۹۳ ھجری۔ ھوڑی والا کی تحقیق کے مطابق (ص ۹۴) کیلنڈر کے حساب سے بھی ۲۹ ذوالحج سنہ ۹۴ ھجری (۲۵ ستمبر سنہ ۷۱۳ع) کو اتوار کے دن پڑتا ھے (ن۔ب)۔

۲۸۲/[۲۰۲] عطیہ تغلبی: اس مقام پر فارسی متن میں "عطیہ ثعلبی" ھے۔ یہی نام اس سے پیشتر ص ۲۱۴ پر آچکا ھے وھاں بھی ایک نسخہ کا تلفظ "عطیہ ثعلبی" ھے لیکن نسخہ (ر)، (م) کے مطابق "تغلبی" ھی صحیح معلوم ھوتا ھے۔ چونکہ نسبت "ثعلبی" عربوں میں غیر معروف ھے اس لئے دونوں مقامات پر ھم نے "تغلبی" کا تلفظ اختیار کیا ھے۔

لیکن ھوسکتا ھے کہ "عطیہ بن ثعلبی" اصل میں "عطیہ بن ثعلبیہ" ھو کیونکہ یہ نام تاریخ میں بھی نظر آتا ھے۔ ملاحظہ ھو تاریخ العیون والحدائق جلد ۳، ص ۱۶۴۔ عطیہ بن ثعلبیہ، اموی عہدِ ثانیہ کے مشہور وائسرائے اور سپہ سالار

Marfat.com

یزید بن عمر بن هبیرة الفزاری کا نائب تھا جس نے اسے ضحاک خارجی کے خلیفہ عبیدہ کے مقابلے کے لئے کوفہ بھیجا تھا (ن-ب)۔

۲۸۳ /[۲۰۲] خریم بن عمرو المدنی: اس سے پیشتر نوٹ ۲۴۳ /[۱۷۴] میں اس نام کی نسبت کے بارے میں بحث کی جاچکی ہے کہ فتحنامہ کے جملہ نسخوں کے تلفظ "المدنی" کی طرف مائل کرتے ہیں۔ مگر ایک مستند تاریخ کی بنا پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ "المدنی" درحقیقت "آلمُرّی" کی تحریف ہے اور صحیح نام غالباً "خریم بن عمرو المرّی" ہے۔ ابن عساکر کے حوالے (التاریخ الکبیر ۵x۱۲۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام مع ولدیت "خریم بن عمرو بن الحارث بن خارجہ بن سنان المرّي" تھا اور وہ "خریم الناعم" کے لقب سے مشہور تھا۔ حجاج اس کی بڑی عزت کرتا تھا اور وہ اسے بیحد شریف سمجھتا تھا۔ اس سے ایک دفعہ دریافت کیا گیا کہ نعمت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ پہلی نعمت امن ہے کیونکہ خوف والے کے لئے لذت پانا محال ہے دوسری خوش حالی کیونکہ تنگ دست کے لئے فرحت مشکل ہے اور تیسری نعمت تندرستی ہے کیونکہ بیمار کے لئے خوشی پانا محال ہے۔ اس کا رنگ سیاہ تھا مگر بڑا دانشمند تھا۔

ابن عساکر کا مذکورہ بالا حوالہ فتحنامہ میں خریم کی بابت دیئے ہوئے بیانات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ بڑا عقلمند اور دانا تھا حجاج اسے بےحد شریف خیال کرتا تھا اور اس کی بڑی قدر کرتا تھا۔ مثال کی طور پر ص ۱۳۶ پر خود حجاج

Marfat.com

کے خط کے الفاظ ھیں کہ "خریم......اچھی عادات اور اعلیٰ اخلاق سے مزین ھے"۔ پھر آگے چل کر ۳۱۲-۳۱۳ میں بیان کیا گیا ھے کہ "خریم ایک دانا اور ھوشیار شخص تھا اور ساتھ ھی ساتھ بڑا دیندار اور امین بھی تھا"۔ انھی وجوہ کی بنا پر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ھے کہ فتحنامہ میں "المدنی" دراصل "المرّی" کی تحریف ھے اور صحیح "خریم بن عمرو آلمرّی" سمجھنا چاھئے۔ (ن۔ب)

۲۸۴/[۲۰۳] راجڑی: عبارت بالا سے معلوم ھوتا ھے کہ علافی طاکیہ سے ھوتا ھوا رویم کی سرحد پر پہنچا اور وھاں سے راجڑی کی طرف خط لکھا۔ عموماً طاکیہ، تکادیش یا شمالی پنجاب کو کہتے ھیں مگر ھوسکتا ھے کہ اس مقام پر قدیم تاکیشر کے علاقہ سے مراد ھو جہاں سے کشمیر کا تخت گاہ راجڑی زیادہ دور نہیں تھا۔ بیرونی اپنی "کتاب الھند" (انگریزی ترجمہ ۱X۲۰۸) میں لکھتا ھے کہ (کوہ ُکلارجَک) تاکیشر اور لوھاور کے خطوں سے ھمیشہ دکھائی دیتا ھے...... شہر راجوری (اس پہاڑ کی) چوٹی سے (صرف) تین فرسنگ کے فاصلے پر ھے"۔ فتحنامہ میں زیر بحث صفحہ پر بتایا گیا ھے کہ "وہ پایۂ تخت (راجوری) پہاڑ پر ھے"۔ اس سے تصدیق ھوتی ھے کہ فتحنامہ کا "راجڑی" کشمیر کا وھی پایۂ تخت "راجوری" ھے کہ جس کا بیرونی نے ذکر کیا ھے (ن۔ب)

۲۹۰/[۲۰۷] اور لاڈی گرفتار ھوئی: اس سے ظاھر ھوتا ھے کہ داھر کے راوڑ میں قتل ھوجانے کے بعد اس کی بیوی

Marfat.com

لاڈی برھمن آباد میں آئی اور قلعے میں اس نے جنگ کی تیاریاں مکمل کرکے محمد بن قاسم کا مقابلہ کیا لیکن اچانک قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور محمد بن قاسم کے لشکر نے اندر آکر اسے گرفتار کرلیا۔ یہ بیان ص ۲۰۹ /[۱۸۶] پر بیان کئے ہوئے واقعہ کے خلاف ھے جس میں کہا گیا ھے کہ داھر اور محمد بن قاسم کے درمیان جنگ کے موقع پر لاڈی نے خود کو اونٹ پر سے گرایا اور عین میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر کے سپاھیوں کے ھاتھوں گرفتار ھوئی۔ اس کے بعد آگے چل کر ص ۲۹۲ /[۲۰۸] پر ایک اور بھی متضاد بیان ھے کہ برھمن آباد کے قلعے کے فتح ھونے کے بعد جب محمد بن قاسم اور برھمنوں کے درمیان معاھدہ ھوا تب برھمنوں نے اسی معاھدہ کی رو سے لاڈی کو تہ خانہ سے نکال کر محمد بن قاسم کے سامنے حاضر کیا۔

فتحنامہ کے ان متضاد بیانات سے ظاھر ھے کہ لاڈی کی گرفتاری اور اس کے بعد اس کی محمد بن قاسم سے شادی کے جملہ واقعات ایک دوسرے سے مختلف ھیں اور اسی وجہ سے تاریخی اعتبار سے قطعی غیر معتبر ھیں (ن ـ ب)۔

۲۹۱ /[۲۰۷] داھر کی بیوی لاڈی قلعے میں ھے: داھر کی دو بیٹیاں بھی دوسری عورتوں کے درمیان منہ چھپائے بیٹھی تھیں جنھیں ایک خادم کی نگرانی میں علٰحدہ بٹھادیا گیا:

یعنی محمد بن قاسم کو معلوم ھوا کہ داھر کی بیوی لاڈی

Marfat.com

قلعے میں ہے البتہ گرفتار شدہ عورتوں میں داھر کی دو بیٹیاں موجود ھیں جنھیں اس نے علٰحدہ بٹھایا۔ اس قسم کی حکایتیں فتحنامہ میں محض افسانوی حیثیت رکھتیں ھیں۔ لاڈی کے بارے میں اس سے پہلے کے نوٹ میں بحث ھوچکی ہے۔ یہاں راوی نے اس حکایت کو دلچسپ بنانے کے لئے لاڈی کے علاوہ داھر کی دو بیٹیوں کو بھی شامل کردیا ہے۔ اگر داھر کی کچھ بیٹیاں گرفتار ھوتیں تو عرب مورخ ان کے متعلق واقعات اور تفصیلات کا ضرور ذکر کرتے۔ لیکن کسی بھی عربی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ خود فتحنامہ کے صفحہ ۲۸۹ پر ان حکایتوں کی ابتدا میں یہ الفاظ دیئے گئے ھیں کہ "برھمن آباد کے بزرگوں کی کہانیوں سے بیان کرتے ھیں (در اقاویل می آرند) اسی وجہ سے ان حکایتوں اور بیانات کو صرف اقاویل یا داستانیں ھی تصور کرنا چاھئے (ن۔ب)۔

۳۰۰-۲۹۹/[۲۱۴] سو درھم اصل مال میں سے...... حضور نواب کی حفاظت میں دیا جائے: یہاں "اصل مال" سے مراد غالباً سرکاری محصول ہے، کل مال نہیں کیونکہ آگے چل کر صاف طور پر کہا گیا ھے کہ جو باقی بچے وہ سب خزانے میں داخل کیا جائے۔ طرزِ عبارت سے معلوم ھوتا ھے کہ سرکاری محصول کے ھر سو درھم میں سے تین درھم مقامی لوگوں کو خیرات میں دینے اور دوسرے سماجی کاموں کے لئے منظور کئے گئے اور انھیں تاکید کی گئی کہ اس میں برھمنوں کا جتنا حق ھو وہ انھیں ادا کیا جائے۔

Marfat.com

اس عبارت کا آخری فقرہ اصل فارسی متن میں اس طرح ھے "باقی در وجہ خزانہ در قلم اصحاب و حضور نواب در حفظ می باشد" اس عبارت پر ھوڑی والا نے (ص ۹۶) پر یہ مفید نوٹ قلمبند کیا ھے :-

> تاریخی کتابوں یا عام محاورے میں "حضور سے مراد مرکزی حاکم یا حکومت کا نمائندہ ھوتا ھے یعنی یہ لفظ " Central Authority " کے مفہوم میں استعمال ھوتا ھے۔ لہٰذا "حضور نواب سے مراد ھے محمد بن قاسم کی طرف سے مامور کیا ھوا "ھزایکسیلنسی گورنر"۔ اس عبارت میں "اصحاب وحضور نواب" کے فقرے میں "و" زائد ھے اور صحیح فقرہ "اصحابِ حضورِ نواب" ھونا چاھئے یعنی "حضور نواب کے عمّال یا افسر"۔ لہٰذا اس جملے کا مطلب ھوگا کہ : باقی رقم خزانے میں داخل کرنی چاھئے اور یہ رقم حضور نواب کے عمّال مجرا کرکے داخل کریں گے۔

اس وضاحت کی بنیاد پر متن میں اس جملے کے دیئے ھوئے ترجمے میں بھی مذکورہ بیان کردہ مفہوم کے مطابق ترمیم کرنی چاھئے (ن ـ ب)۔

۳۰۰/[۲۱۴] حکم بن عَوانہ کلبی : ظاھر ھے کہ یہ سندھ میں محمد بن قاسم کی فوج میں شامل تھا اور خاصی

Marfat.com

ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ برھمنوں نے محمد بن قاسم سے صلح کے موقع پر اسے ثالث تسلیم کیا تھا۔ اسی فوجی اور سیاسی تجربے کی وجہ سے ھی بعد میں حکم کو تقریباً سنہ ۱۱۱ ھجری میں سندھ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ وہ دس سال تک اس عہدہ پر فائز رھا اور اپنے دور میں بڑی فتوحات حاصل کیں حتیٰ کہ سنہ ۱۲۱-۱۲۲ ھجری کے قریب سندھ میں ھی شہید ھوا (ن۔ب)۔

۳۰۴/[۲۱۷] ھند کے شہروں کو چین کی حدود تک فتح کرنا تجھ پر لازم ھے۔ امیر قتیبہ بن مسلم قریشی کو [بھی چین کے فتح کرنے کے لئے] مامور کیا گیا ھے۔ [سارے] عراقی غلام اس کی طرف منتقل کئے جائیں اور [جہم بن زحر بن قیس کو اس کے پاس بھیجا جائے، اور] نامزد کردہ لشکر اس کے ساتھ جائے: فارسی ایڈیشن کی عبارت اس طرح ھے:

"بر تو باد کہ بلادِ ھند تا بحدِ چین مسلم کنی۔
و امیر قتیبہ بن مسلم الباھلی را نامزد کرده شد۔
گروگانی جملہ بوے تحویل کنند، و لشکر نامزد کرده
باوے میرود"۔

یہ فارسی عبارت نامکمل ھے اور کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے اس میں کچھ فقرے حذف ھوگئے ھیں جس کی وجہ سے اس سے کوئی واضح مطلب برآمد نہیں ھوتا۔ ھم نے بڑی تحقیق کے بعد عربی ماخذوں کی مدد سے اس عبارت میں تصحیح کی ھے اور بریکٹ میں حذف شدہ فقروں کا اضافہ

Marfat.com

کیا ہے۔ اِس تصحیح کے مندرجہ ذیل پہلو غور طلب ہیں :۔

۱۔ اول یہ کہ قتیبہ بن مسلم تواریخ میں عام طور پر "الباہلی" کی نسبت مشہور ہے لیکن یہاں حجاج اسے "قریشی" کہتا ہے جس کی دو وجوہ ہیں ایک یہ کہ قبیلہ باہلی کے لوگ "مالک بن آعصُر بن سعْد بن قیس عیلان بن مُضر" کی اولاد ہیں (ابن حزم، جمھرۃ ص ۲۳۳) اسی وجہ سے قریش میں سے ہیں اور کسی "باہلی" کو "قریشی" کہنا صحیح ہے۔ لیکن دوسری خاص وجہ کہ جس کی بنا پر حجاج قتیبہ کو باہلی کی بجائے قریشی کہتا ہے یہ ہے کہ نسبت "باہلی" میں عربوں کے نقطۂ نظر سے کچھ عیب تھا کیونکہ قبیلہ "باہلی" کے جد امجد مالک نے قبیلہ مُذحج کی جس عورت "باہلہ بنت سعد بن سعد العشیرہ" سے نکاح کیا تھا، اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے مَعْن نے بھی اسی عورت سے شادی کی تھی (ابن حزم جمھرۃ ص ۲۳۴) اسی وجہ سے کچھ سمجھدار عرب خود کو باہلی کہلانا عار سمجھتے تھے۔ مشہور عرب عالم عبدالملک بن قُرَیْب الاصْمعی، قتیبہ بن معن بن مالک کی اولاد میں سے تھا مگر کہا کرتا تھا کہ "میں باہلہ کی اولاد میں سے نہیں ہوں کیونکہ قتیبہ بن معن ہرگز باہلہ کے بطن سے نہیں تھا"۔ (ایضاً ص ۲۳۴)۔ غالباً حجاج نے بھی اسی عار کے لحاظ سے امیر قتیبہ کو "باہلی" کی بجائے "قریشی" کہا ہے۔ قتیبہ کا سلسلہ وار شجرہ اس طرح ہے :۔ قتیبہ بن مُسْلِم بن عَمْرو بن الحصیْن بن ربیعہ

Marfat.com

بن خالد بن آسیدالخیر بن قضاعی بن هلال بن سلامة بن ثعلبه بن وائل بن معن بن مالک بن اعصُر بن سعد بن قیس عیلان بن مضر (ایضاً، ص ۲۳۴)-

دوم یہ کہ فتحنامہ کی اصل فارسی ناقص عبارت سے (جس کی کہ تصحیح کی گئی ہے) یہ خیال ہوتا ہے کہ ایک تو حجاج نے محمد بن قاسم کو چین فتح کرنے کے لئے لکھا اور اسے یہ بھی اطلاع دی کہ امیر قتیبہ بن مسلم کو بھی اس مہم پر مامور کیا گیا ہے، دوسرے یہ کہ اس نے محمد بن قاسم کو تاکید کی کہ وہ کچھ لشکر کسی شخص کے حوالے کرے تا کہ وہ اس کے ساتھ جائے۔

پہلے خیال کو یعقوبی (۲۴۶X۲) کے اس بیان سے تقویت ملتی ہے کہ: (نیرون کی صلح کے بعد) محمد بن قاسم نے حجاج سے آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی جس پر اس نے لکھا کہ بیشک پیش قدمی کر اور تو جتنے ممالک فتح کرے تو ہی ان کا حاکم ہوگا۔ ساتھ ہی ساتھ خراسان کے گورنر قتیبہ مسلم کو لکھا کہ تم دونوں میں سے جو بھی پہلے چین فتح کرے گا وہی وہاں کا حاکم ہوگا۔ا۔ ھ۔ مورخ طبری (۸۸۹-۹۰X۱ نے بھی یہی لکھا ہے کہ "حجاج کی طرف سے محمد اور قتیبہ دونوں کو چین کی پیشکش کی گئی تھی"۔

ان معتبر حوالوں کی بنیاد پر ھی عبارت کے پہلے حصے کی تصحیح کی گئی ہے اور اس عبارت کے آخری حصے سے جو خیال پیدا ہوتا ہے اسے طبری(۱۲۵۷X۲) کے اس بیان سے سہارا ملتا ہے:

Marfat.com

"حجاج نے محمد بن قاسم ثقفی کو لکھا کہ تو اپنے عراقی (فوجی دستے) قتیبہ (بن مسلم، سپہ سالار خراسان) کے پاس بھیج دے اور جھم بن زحر بن قیس کو بھی روانہ کر کیونکہ شامی فوج سے عراقی فوج میں رہنا اُس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔۔ ... (چنانچہ جھم بن زحر سندھ سے عراقی فوج لے کر روانہ ہوا) اور سنہ ۹۵ ھجری میں قتیبہ کے پاس جا پہنچا"۔

چنانچہ فتحنامہ کی اس ناقص عبارت کے آخری حصے کی طبری کے اسی حوالے کے مطابق تصحیح کی گئی ہے (ن۔ب)۔

۳۱۶/[۲۱۷] اے عم زاد! تو خود بھی کوئی ایسا کارنامہ انجام دے کہ جس سے [تیرے باپ] قاسم کا نام روشن ہو: یہ الفاظ حجاج کی طرف سے محمد بن قاسم کو خط میں لکھے گئے ہیں۔ اصل فارسی متن میں "عم زاد" کی بجائے "ابن عم" (چچا کا بیٹا) ہے۔ اس سلسلے میں اول تو ص ۱۲۴/[۹۴] کی تشریحات و توضیحات کے ضمن میں ص ۴۳۰ پر واضح کیا جاچکا ہے کہ محمد بن قاسم حجاج کے چچا کا بیٹا نہیں بلکہ اس کے چچازاد بھائی قاسم کا بیٹا تھا۔ دوم یہ کہ حجاج، محمد بن قاسم کو لکھتا ہے کہ تو کوئی ایسا کارنامہ انجام دے کہ جس سے تیرے باپ قاسم کا نام روشن ہو۔ یہ ہمت افزائی کا ایک عام فقرہ ہے لیکن اس میں غالباً ایک خاص حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ محمد بن قاسم کا باپ

Marfat.com

اپنے ہمعصروں کے مقابلے میں غیر معروف اور گھامڑ تھا اور اسی وجہ سے اسے "حمقیٰ ثقیف" (یعنی قبیلۂ ثقیف کا احمق) کہتے تھے۔ (دیکھئے کتاب المحبّر، ص ۳۸۰) چنانچہ ہوسکتا ہے کہ اس فقرہ سے حجاج کا یہ بھی مقصد ہو کہ چونکہ قاسم کو کوئی شہرت حاصل نہیں ہے اس لئے تو کوئی ایسا کارہائے نمایاں انجام دے کہ تیرے طفیل اس کا نام مشہور ہو (ن ـ ب)۔

۳۰۵/[۲۱۷] شہر برھمن آباد یعنی بانبھڑاہ: اس مقام پر یعنی بانبھڑاہ "کا فقرہ غالباً فتحنامہ کے مترجم کی طرف سے توضیحاً بڑھایا گیا ہے۔ سندھی زبان میں "برھمن" کو عام طور پر "بانبھنڑ" کہا جاتا ہے اور اسی لحاظ سے برھمن آباد کو مقامی طور پر "بانبھنڑاہ" کہا گیا۔ لیکن قدیم زمانے میں سندھی کی "ڻ" (ڑ، آمیز، ن) کا لہجہ "ڑ" کی صورت میں تھا اور فتحنامہ کی یہ عبارت اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ سنہ ۶۱۳ ہجری میں جب علی کوفی نے فتحنامہ کا ترجمہ کیا اس وقت اِس شہر کو مقامی طور پر "بانبھڑاہ" کہا جاتا تھا۔ مزید دیکھئے ص ۳۸۵ تشریحات و توضیحات ص ۱۸ /[۱۵] (ن-ب)۔

۳۰۵/[۲۱۷] وداع بن حُمَیْد البَحْری: فتحنامہ میں پہلے ص ۱۴۶، اور ص ۱۷۰ پر حمید بن وداع کا ذکر آچکا ہے۔ ان تمام صفحات میں اس کی نسبت "النجدی" ظاہر کی گئی ہے۔ جس کے لئے زیر بحث صفحہ ۳۰۵/۲۱۷ کا حاشیہ ۱۔ توجہ طلب ہے۔ لیکن "النجدی" دراصل "البحری"

Marfat.com

کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور صحیح نسبت "البحری" ہی ہے۔ ابن حزم، اپنی کتاب "جمھرۃ انساب العرب" (ص ۳۹۸) میں لکھتا ہے کہ "وداع بن حمید، قبیلہ بنو بحری میں سے تھا وہ بڑا شریف تھا اور (محاذ) ہند کا امیر مقرر ہوا۔ یہ وہی شخص ہے کہ جس نے مہلب کے بیٹوں کے لئے قلعے کے دروازے بند کردیئے تھے اور انھیں اندر نہ آنے دیا تھا"۔

مذکورہ بیان میں ابن حزم کا اشارہ شہر قندابیل کے قلعے کی طرف ہے جس کا یہ واقعہ عربی تواریخ میں مشہور ہے کہ عراق کے وائسرائے یزید بن مہلب نے اپنی طرف سے وداع بن حمید کو قندابیل (گنداوا) کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد جب یزید بن مہلب نے خلیفہ سے بغاوت کی اور اس کے بھائی مفضل اور دوسرے، شاہی فوجوں کے مقابلے سے فرار ہوکر قندابیل کی طرف چل دئے تو انھیں امید تھی کہ چونکہ قندابیل میں ان کا خاص آدمی گورنر ہے اس لئے وہ اس قلعے میں جم کر شاہی فوجوں کا مقابلہ کرسکیں گے۔ مگر جب وہ قندابیل پہنچے تو وداع بن حمید نے قلعے کے دروازے بند کرادیئے اور انھیں اندر نہ آنے دیا (دیکھیے طبری ۲X۱۴۱۲)۔

۲۱۸/۳۰۶] کچھ کا ملک کہ جو کیرج کے بادشاہ دروھر کے قبضے میں تھا: عربی زبان میں باھر کے دخیل اور معرب الفاظ کی صورت خطی کی تبدیلیوں کے لحاظ سے "کیرج" دراصل عربی کا تلفظ "کیرہ" ہے اور "کیرہ" غالباً گجرات کا وہ قدیم شہر "کیَرا" ہے کہ جس کا اصل قدیم تلفظ

Marfat.com

"کھیڑا" یا کھیڈا تھا اور جو آج بھی کیرا ضلع کا صدر مقام ہے۔ ضلع کیرا کے شمال میں ضلع احمد آباد، ماھی کنٹھا اور ریوا کنٹھا ایجنسی کی چھوٹی ریاست بالاسنور ہے، مغرب میں بھی ضلع احمد آباد اور ریاست کھمبات اور جنوب مشرق میں ماھی ندی اور ریاست بڑودہ ہے۔ شہر کیرا احمد آباد سے بیس میل مغرب میں ہے۔ یہ بہت پرانا شہر ہے اور اس کی تاریخ مہا بھارت کے زمانے تک جا پہنچتی ہے۔ وھاں سے برآمد ھونے والی تانبے کی ایک تھالی کہ جس پر "پانچویں صدی عیسوی" کے الفاظ کندہ ھیں، اس شہر کی قدامت کی تصدیق کرتی ہے دیکھئے امپیریل گزیٹیر آف انڈیا، جلد ۱۴، ص ۲۸۶)۔ فتحنامہ کے حوالوں سے یہ معلوم ھوتا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی میں محمد بن قاسم کی فتوحات کے وقت یہ شہر راجہ دروھر کا پایۂ تخت تھا اور کچھ کا ملک بھی راجہ دروھر کی مملکت میں شامل تھا۔

زیرِ بحث صفحہ پر بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن قاسم نے ملک کچھ پر جو کہ راجہ دروھر کی مملکت میں تھا، اپنے ایک امیر ھذیل بن سلیمان الاذدی کو متعین کیا تھا۔ ھوسکتا ہے کہ یہ درست ھو لیکن اس مقام پر یہ بیان قبل از وقت ہے۔ کیرج یا کیرا کے فتح ھوجانے سے پہلے ھی محمد بن قاسم، راجہ دروھر کی مملکت کو اپنے کسی مطیع امیر کے کیونکر حوالہ کرسکتا تھا۔ مورخ بلاذری (فتوح البلدان)، ص ۴۴۰) کے بیان سے یہ صاف ظاھر ہے کہ ملتان کے فتح کرنے کے بعد ھی

Marfat.com

محمد بن قاسم نے کیرج فتح کیا۔ اس لحاظ سے ھذیل بن سلیمان کو بھی اسی فتح کے بعد ھی کچھ کا حاکم مقرر کیا گیا ھوگا (ن۔ب)۔

۳۰۸/[۲۱۸] ساوندی سمہ : یعنی سمّوں کا شہر ساوندی : آگے چل کر بیان کیا گیا ھے کہ برھمن آباد کی فتح اور بندوبست سے فارغ ھوکر محمد بن قاسم نے آگے کوچ کیا اور بالآخر آکر ساوندی کے نواح میں منزل انداز ھوا جہاں "ایک فرحت افزا جھیل اور سرسبز چراگاہ تھی جسے ڈھنڈھ وکربہار کہتے تھے" (ص ۳۰۹)۔ نام "وکربہار" کے اخیر میں لفظ "بہار" سے معلوم ھوتا ھے کہ "وکربہار" کے آخر میں لفظ "بہار" سے معلوم ھوتا ھے کہ "وکربہار" بدھ مت کا ایک مندر تھا۔ "ڈھنڈھ وکربہار" کے نام سے یہ واضح ھوتا ھے کہ وہ ڈھنڈھ (جھیل) بھی اسی مندر کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ اب دیکھئے کہ محمد بن قاسم برھمن آباد کو فتح کرنے کے بعد آگے شمال کی سمت الور کی طرف جارھا تھا، اور اس رخ پر بدھ کے مندر کا صرف ایک نمایاں نشان موجود ھے جسے آج کل "ٹھل میرر کن" کہا جاتا ھے اور جو ضلع نوابشاہ میں اسٹیشن دور اور دولت پور کے درمیان واقع ھے۔ محکمۂ آثار قدیمہ کی تحقیقات کے مطابق "ٹھل میرر کن" درحقیقت بدھ مت کے مندر کا استوپا (Stupa) ھے۔ (دیکھئے ھنری کزنس، سندھ کے آثار قدیمہ، ص ۹۸-۹۹)۔ ان کھنڈرات سے شمال مشرق کی طرف تقریباً دو میل کے فاصلے پر موضع "ساوڑی" واقع ھے اور اس خطے میں قدیمی ناولوں اور جھیلوں کے نشانات اب بھی نمایاں طور پر نظر آتے ھیں۔

Marfat.com

ان نشانات کو دیکھ کر وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ فتحنامہ کا "ساوندی" موجودہ "ساوڑی" ہے۔ مورخ بلاذری نے (فتوح البلدان) ص ۴۳۹) بھی "ساوندی" کا تلفظ "ساوندری" لکھا ہے اور یہی تلفظ موجودہ موضع "ساوڑی" کے نام میں بھی تمثیلی طور پر موجود ہے۔ موضع ساوڑی دریائے سندھ کے ایک قدیم پاٹ کے ساحل پر ہے اور اس پاٹ کا قدیمی پیٹا اس گاؤں سے متصل مغرب کی طرف اب بھی موجود ہے۔ مجمل التواریخ کے مصنف نے لکھا ہے کہ قدیم زمانے میں کشمیر کے راجہ نے دریائے سندھ کے کنارے پر "ساوندی" نام کا شہر آباد کیا تھا۔

فتحنامہ کا "وکر بہار" یقینی طور پر "ٹھل میر رکن" والا قدیمی بدھ مندر ہے اس مندر کے وجود کی تصدیق خود فتحنامہ کے حوالوں سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً صفحہ ۳۰۹ پر بیان کیا گیا ہے کہ: اس اطراف کے سب لوگ شمنی اور بدھ مت کے پیرو تاجر تھے اور بودا نامی ایک شمنی کو محمد بن قاسم نے وہاں کے سردار کے حیثیت سے مقرر کیا تھا (ن ۔ ب)۔

۳۰۸ / [۲۱۹] جمعرات کا دن ۳۔ ماہ محرم سنہ چورانوے:
یہ تاریخ محمد بن قاسم کی برھمن آباد سے ساوندی کی طرف کوچ کرنے کی ہے۔ ہوڑی والا کی تحقیق کے بموجب ۳۔ محرم سنہ ۹۳ ھجری، اتوار، ۹۔ اکتوبر ۷۱۲ع کے مطابق اور ۳۔ محرم ۹۵ھ (رئیت)، جمعرات ۲۸۔ ستمبر ۷۱۳ع کے مطابق ہوتا ہے۔

Marfat.com

اب اگر فتحنامہ کی عبارت میں دن صحیح دیا گیا ہے تو پھر سنہ یقیناً ۹۵ ہجری ہوگا۔ تاریخی تسلسل کے اعتبار سے بھی ۳۔محرم ۹۵ھ زیادہ صحیح ہے کیونکہ محمد بن قاسم کو اروڑ، سکہ اور ملتان وغیرہ کی فتوحات کے لئے پھر بھی ۱۷ یا ۱۸ مہینے باقی بچتے ہیں جو کافی ہیں۔ محمد بن قاسم کو خلیفہ ولید کی وفات (جمادی الاول سنہ ۹۶۔ہجری) کے بعد ہی معزول کرکے واپس بلایا گیا تھا (ہوڑی والا ص۹۶)۔

۳۱۰/[۲۱۹] بدھینی [بن] بھمن ڈھول: ہم نے اس صفحہ کے حاشیہ میں ظاہر کیا ہے کہ (م)، (ن)، (ب) نسخوں کا تلفظ "بدیھی بمن دھول" ہے اور نسخہ (ر) کا تلفظ "بدیھنی بمن دھول ہے"۔ ہوڑی والا (ص۹۷) کے قیاس کے مطابق یہ نام شاید "بدھی ورمن" (Buddi Varman) ہو کیونکہ یہ نام قدیمی اندراجات میں ملتا ہے اور ۶۴۰ع میں گجرات کے چالوکیہ خاندان کے ایک راجہ کا بھی یہی نام تھا ا۔ھ۔ فتحنامہ میں اس نام کی صورت خطی کے پیش نظر بھی یہ قیاس قدرے قابل اعتماد معلوم ہوتا ہے بدیھی بمن اور بدھی ورمن آپس میں بیحد مماثل ہیں۔ چنانچہ اس نام کا تلفظ "بدھی ورمن" [بن] ڈھول ہی زیادہ موزوں ہوگا (ن-ب)۔

۳۱۱/[۲۲۰] سلیمان بن نبھان اور [قبیلہ] کندہ کے آزاد کئے ہوئے غلام ابو فضۃ القشیری کو بلا کر......قسمیں دے کر انھیں جنید بن عمرو اور بنی تمیم کی جماعت سے محبت پیدا کرا کے ساتھ...... روانہ کیا۔

Marfat.com

اوّل تو مذکورہ عبارت سے ظاہر ہے کہ سلیمان بن نبہان اور ابو فضۃ القشیری دو مختلف اشخاص کے نام ہیں۔ اسی لحاظ سے ص ۲۴۶ /[۱۷۷] پر "نبہان ابو فضۃ قشیری" غالباً دراصل "[سلیمان بن] نبہان (و) ابو فضۃ قشیری" تھا لیکن کاتب کے سہو سے بریکٹ میں دیئے ہوئے الفاظ اصل نسخہ سے حذف ہوگئے اور اس کے بعد جملہ قلمی نسخوں میں یہ غلطی قایم رہی۔ ص ۲۴۶ پر "نبہان ابو فضۃ قشیری" کی تصحیح کرکے اس کے جگہ "سلیمان بن نبہان ابو فضۃ قشیری" لکھنا چاہئے کیونکہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ دراصل دو نام ہیں: قدیم نسخہ (پ) کی قرأت میں فعل کے جو صیغے "نبہان ابو فضۃ قشیری" کی طرف پلٹتے ہیں وہ جمع کے ہیں مثلاً: مقابل شدند (سامنے ہوئے)، جنگ پیوستند (جنگ آزما ہوئے)، داہر فوجے دیگر درمقابل ایشان فرستاد (داہر نے ان کے مقابلے پر دوسری فوج بھیجی)، ومی کشتند (اور قتل کرتے رہے) اور آخر کے زائد الفاظ "تا بہ لشکر گاہِ داہر آمدند"۔

دوم یہ کہ اس عبارت میں جو لفظی تصحیح کی گئی ہے اس کے لئے متن صفحہ ۳۱۱ کا حاشیہ ۲ دیکھنا چاہئے۔ تصحیح کے بعد اس عبارت کا یہ مفہوم واضح ہوجاتا ہے کہ محمد بن قاسم نے اپنے لشکریوں کے دو گروہوں میں صلح و محبت پیدا کرکے انہیں ساتھ ساتھ فرائض کی بجا آوری کے لئے روانہ کیا۔ یہ دونوں گروہ یہ تھے: ایک بنو قشیرا اور ان کے ساتھی

Marfat.com

(یعنی سلیمان بن نبہان اور ابو فضہ قشیری وغیرھما) اور دوسرے بنو تمیم اور ان کے ساتھی (یعنی جنید بن عمرو وغیرہ)۔ ان گروھوں کے درمیان محبت پیدا کرانے کے مندرجہ ذیل اسباب تھے:

قدیم زمانے سے مضریہ اور یمانیہ نسلوں کے قبائل میں باھم شدید رقابت اور عداوت تھی۔ اسلام کی ابتدا میں یہ باھمی حسد و نفاق اخوت کے رنگ میں ڈوب کر تقریباً ختم ھوچکا تھا۔ لیکن عہدِ بنو امیہ کی سیاست نے دوبارہ ان نسلی رقابتوں کو ھوا دی اور ان دنوں تمیم اور ازد قبائل کے درمیان پھر سے جھگڑے شروع ھوگئے اور یہ فسادات اموی سلطنت کے تقریباً ہر علاقے میں جہاں جہاں بھی یہ قبائل اور ان کے حامی تھے پھیل گئے۔ مثلاً خراسان میں ھریمانی اور ربیعی نسل کے لوگ "ازدی" کہلانے لگے اور ھرمضری نسل کے لوگ "تمیمی" کہلانے لگے (دیکھئے دیوان فرزدق پیرس ایڈیشن ص ٥٣، اورقاھرہ ایڈیشن ص ٨٦٩)۔ ایک طرف یمانی، ربیعی اور ازدی اور دوسری طوف مضری اور تمیمی گروھوں کے درمیان ھر جگہ حسد اور رقابت موجود تھی۔ محمد بن قاسم کی فوج میں ان دونوں گروھوں کے لوگ موجود تھے۔ بنو قشیر کے لوگ ربیعی تھے کیونکہ وہ بنو کعب بن ربیعہ کی اولاد میں سے تھے (دیکھئے ابن حزم، جمھرۃ ص ٢٧٢) اور اسی وجہ سے بنو تمیم سے ان کی نسلی رقابت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ محمد بن قاسم ان دونوں گروھوں کے لوگوں کو

Marfat.com

ایک مشترکہ ذمہ داری سنبھالنے کے لئے روانہ کررھا تھا تو اس نے پہلے قسمیں دے کر ان کے درمیان باھم صلح و محبت کرانا ضروری سمجھا اور اس کے بعد ھی انھیں روانہ کیا (ن۔ب)۔

٣١١/[٢٢٠] بھراور: محمد بن قاسم، ساوندری یعنی ساوڑی سے کوچ کرکے بھراور میں منزل انداز ھوا۔ چونکہ محمد بن قاسم اروڑ کی طرف جارھا تھا اس لئے بھراور کی تلاش ساوڑی کے شمال کی طرف کرنی چاھئے۔ اس سے پہلے یہ معلوم ھوچکا ھے کہ برھمن آباد آتے ھوئے محمد بن قاسم جلوالی پاٹ کے کنارے آکر منزل انداز ھوا تھا اور ساوندری میں بھی جھیل وکربھار کے کنارے آکر ٹھہرا تھا اس سے اس قیاس کو تقویت ملتی ھے کہ پانی اور چراگاھوں کی سہولت کے پیش نظر محمد بن قاسم کی فوج زیادہ تر دریا کی شاخوں کے کنارے بڑھتی رھی ھے۔ لھٰذا یہ قطعی ممکن ھے کہ ساوندری سے روانہ ھونے کے بعد محمد بن قاسم مہران کی کسی شاخ یا نہر کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھا ھو۔ ایسا ھی ایک قدیم پاٹ کا پیٹا ساوڑی کے شمال میں "کھارجانی"، "آمرجی"، "مسر جی وانءُ" اور "چیھی" کے مغرب کی طرف "بھریا" اور "ھالانی بھلانی" کے قریب آج تک موجود ھے۔

اسی قدیم پاٹ کے رخ اور راستے کے پیش نظر "بھراور" سے "بھریا" اور "بھلانی" کا گمان ھوتا ھے۔ بھلانی کافی

Marfat.com

بھرانی بستی ہے اور جس طرح ھالانی کا نام "ھالا" قوم کے لوگوں کی نسبت سے مشہور ہوا اسی طرح ممکن ہے کہ بھلانی (بھلانی = بھرانی = بھریانی) کی وجہ تسمیہ "بھریا" قوم کے لوگوں کی بستی ہو۔ اس قیاس کے مطابق بھلانی اور بھریا یہ دونوں نام بھریا قوم کے لوگوں سے منسوب معلوم ہوتے ہیں اور بھریا قوم بھی "سہتہ" اور "لاکھا" قوم کی طرح سندھ کی ایک قدیم قوم تھی۔ ممکن ہے کہ "بھراور" (بھراور = بھریا) بھریا قوم کے لوگوں کی جنوبی بستی ہو جو کہ موجودہ بھریا شہر کے آس پاس تھی۔ جائے وقوع کی تلاش اور تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ وہ قدیم پاٹ جس کے نشانات شہر بھریا کے مشرق کی طرف موجود ہیں، اس کے کنارے پر قدیم کھنڈرات موجود ہیں۔ ان کھنڈرات سے عربی اور کافی قدیمی سکے برآمد ہوچکے ہیں جو کہ سید امام علی شاہ رئیس بھریا کے پاس موجود ہیں۔ ان سکوں سے پوری تصدیق ہوتی ہے کہ یہ قدیم بستیاں عربی دور سے پہلے اور عربی دور میں موجود تھیں۔ اس طرح موجودہ بھلانی بھی قدیمی کھنڈرات پر آباد ہے اور اسی وجہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ فتحنامہ کا بھراور غالباً بھریا کے ملحق یا بھلانی کے مقام پر واقع تھا۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

۳۱۴/[۲۲۱] وہ (گوپی) کہتا رہتا تھا کہ راجہ داھر ابھی زندہ ہے۔ الخ۔ اس سے پہلے صفحہ ۲۷۰/[۱۹۷-۱۹۸] پر بیان ہوچکا ہے کہ گوپی کو داھر کی موت کی اطلاع

Marfat.com

خود اس کے بھائی جےسنگھ نے بہت پہلے دے دی تھی۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ گوپی جان بوجھ کر یہ خبر چھپا رہا تھا اور اپنی فوج اور رعایا کو داہر کے زندہ ہونے اور کمک لانے کی امیدیں دلا کر ان کے دلوں کو ڈھارس دے رہا تھا تا کہ وہ شاید اس طرح مقابلے کے لئے ڈٹے رہیں (ن۔ب)۔

۳۲۱/[۲۲۶] جس کی کلائیوں میں......سونے کے کنگن پڑے تھے: یعنی اروڑ کے بت خانہ نو بہار میں استادہ مورتی کے ہاتھوں میں دو کنگن پڑے ہوئے تھے۔ ان قدیمی مندروں کے بتوں کی کلائیوں میں کنگن یا کانوں میں بالیاں ہونا ان بتوں کی قدامت کا نشان تھیں اور ایک ہزار سال گذرنے کے بعد بت کو ایک کنگن یا بالی پہنائی جاتی تھی۔ ابن خلکان لکھتا ہے کہ: "ان بالیوں کا مقصد مدت کا اظہار تھا، یعنی ایک ہزار سال کے بعد ایک بالی پہنانے کے بارے میں اکثر حوالے ملتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ محمود (غزنوی) نے سومناتھ کے بت کو تیس بالیاں پہنے دیکھا اور بتایا گیا کہ ہر ایک بالی ایک ہزار سال کی پوجا کی یادگار ہے" (وفیات الاعیان، ۲x۸٥)۔ ابن خلکان کے اس بیان سے قیاس ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کی فتح اروڑ کے وقت اس بتخانہ کی مورتی کو دو ہزار سال سے زیادہ کی مدت گذر چکی تھی (ن۔ب)۔

۳۲۹/[۳۳۲] کبیر بھدر اور بھٹو: ممکن ہے ہوڑی والا کے خیال کے مطابق یہ نام اصل میں "کالی بھدر یا کالبھدر" (Kalibhadra or Kalabhadra) اور "بھیرو" (Bhairav) ہوں۔ (ہوڑی والا ص ۹۷)۔

Marfat.com

۳۳۱ / [۲۳۳] (جے سنگھ) سفر...... کرتا ہوا جالھندر کی حد سے کشمیر میں داخل ہوا۔ وہاں کے بادشاہ کا نام بلھرا تھا اور شاہ کے آستانہ (تخت گاہ؟) کو اسہ کسہ کہتے تھے جہاں جاکر وہ رہا۔ یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز رضہ خلیفہ ہوئے: اس مقام پر جملہ فارسی نسخوں کی عبارت مبہم اور پیچیدہ ہے اور غالباً اس میں کچھ الفاظ محذوف ہیں اور کچھ لفظوں کا اصل تلفظ بگڑی ہوئی شکل میں ہے۔ بہرحال جملہ نسخوں کی موجودہ عبارتوں کے مطابق وہی معنی ہوں گے کہ جو ترجمہ کی اس عبارت میں دیئے گئے ہیں۔ البتہ مندرجہ ذیل نکات غور طلب ہیں:-

۱- (ر) اور (م) کا تلفظ کشمیر کی بجائے "کسہ" ہے اور "کسہ" سے مراد "کشمیر" ہی ہے۔ ہوڑی والا صفحہ ۹۸ پر لکھتا ہے کہ "کسہ کے ملک" سے مراد غالباً کشمیر ہے یعنی "کھسا" (Khasa) یا "کہشا" (Kahasha) قوم کے لوگوں کا ملک کہ جس کا ذکر "راجترنجنی" اور سنسکرت کی دوسری کتابوں ملتا ہے۔ اس قوم لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ "پیر پنتسال" کے پہاڑوں کے جنوب کی طرف جہلم، بوھر اور کشتوار (Kishtwar) کی وسطی وادیوں میں رہتے تھے اور انہیں موجودہ قوم "کھکھا" (Khakha) تصور کیا جاسکتا ہے کہ جس سے کشمیر کی نشیبی "وتستا" (Vitasta) وادی میں رہنے والے جملہ چھوٹے سردار اور سربراہ تعلق رکھتے ہیں۔ (بحوالہ آرل سٹین، حاشیہ راجترنجنی، انگریزی

Marfat.com

ترجمہ کتاب ۱- بیت ۳۱۷)- بقول سر جارج گریرسن، "کھسا" قوم کے لوگ نہ صرف کشمیر میں ہیں بلکہ کماؤں اور گڑھوال میں بھی موجود ہیں۔ "آریائی زبان بولنے والے وہ جملہ لوگ جو کہ ہمالہ کے نشیبی علاقوں میں کشمیر سے لے کر دارجلنگ تک بستے ہیں وہ عام طور پر "کھسا" نسل سے ہیں"
- (Indian Antiquary 1214, P. 511)

۲- کشمیر کے راجہ کا نام "بلھرا" بھی خاصی پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔ اس گتھی کو سلجھانے کے لئے ضروری ہے کہ "بلھرا" کو لقب نہیں بلکہ کشمیر کے کسی راجہ کا ذاتی نام تصور کیا جائے، کیونکہ "بلھرا" دکن کے راجاؤں کا لقب تھا جس کی تصدیق مسعودی وغیرہ عرب علماء کے بیانات سے ہوتی ہے۔

لیکن موجودہ تحقیق کے مطابق اُس وقت کے کشمیر کے کسی "بلھرا" نامی راجہ کا سراغ نہیں ملتا۔ سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات کا سلسلہ سنہ ۷۱۲ع سے شروع ہوتا ہے اور جے سنگھ نے تقریباً ۷۱۳/۱۴ع میں جا کر کشمیر میں پناہ لی ہوگی۔ لیکن ان دنوں کشمیر پر "کارکوتہ" (Karkota) خاندان کی حکومت تھی۔ اس وقت اس خاندان کا جو راجہ وہاں حکمران تھا اس کا نام "لَلِیتا دتیہ مکتا بھید" تھا۔ جس کا عہدِ حکومت سنہ ۷۱۳ع سے سنہ ۷۵۰ع تک بیان کیا جاتا ہے (دیکھئے رے (Ray) کی لکھی ہوئی شمالی ہند کے حکمرانوں کی خاندان وار تاریخ، ص ۷۲، بحوالہ راجترنجنی)۔

Marfat.com

اس راجہ سے پہلے کے راجہ کا نام "جیاپد" بیان کیا جاتا ہے (بارنیٹ ص ٦١) لیکن چونکہ کشمیر کے ان قدیمی راجاؤں کے سلسلوں اور سنوں کی تحقیق ہنوز پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچی ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ فتحنامہ کا یہ قدیم حوالہ نسبتاً صحیح ہو۔

۲۔ شاہ کے آستانہ کو اسہ کسہ کہتے تھے: اس مقام پر اصل فارسی عبارت اس طرح ہے "اسہ کسہ آستان شاہ گفتندے" اس فقرہ میں بھی خلل ہے اور ترجمہ صرف ظاہری معنوں کے مطابق کیا گیا ہے۔ اسہ کسہ نامی کشمیر کے کسی پایۂ تخت کا کسی بھی دوسری تاریخ میں کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ گیارھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں کشمیر کی راجدھانی راجوری تھی جیسا کہ بیرونی بیان کرتا ہے (دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۲۸۴ / [۲۰۲]۔ بیرونی نے مزید تحریر کیا ہے کہ "بلور شاہ، شکنان شاہ اور روخان شاہ کشمیر کے مغرب کی طرف ہیں"۔ کتاب الہند، عربی متن ص ۱۰۱، انگریزی ترجمہ ۲۰٦x۲)۔ ممکن ہے کہ اسی طرح "آستان شاہ" بھی کسی حصۂ ملک کا نام ہو۔ ہوڑی والا (ص ۹۸) کے خیال میں "آستان شاہ" شاید "آدشتان شاہ" کی بگڑی ہوئی صورت ہے اور کشمیر کا پایۂ تخت "آدشتان شاہ" کے نام سے پکارا جاتا تھا (بحوالہ ایلیٹ۔ڈاؤسن ٦۴x۱)۔ لیکن پروفیسر سخاؤ کی وضاحت کے مطابق "آدشتان" دراصل سنسکرت لفظ "آدھشتھان" (Adhishthan) ہے جس کے معنی راجدھانی یا مشہور شہر

Marfat.com

کے ہیں (دیکھئے ترجمہ کتاب الہند، ۲X۱۸۱)۔ اسی وجہ سے ہم نے آستان شاہ کا ترجمہ شاہ کا آستانہ یعنی شاہ کا پایۂ تخت کیا ہے۔

۴۔ اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جےسنگھ سندھ سے جا کر کشمیر کے راجہ کے پاس پناہ گزین ہوا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت تک وہاں مقیم رہا۔ صفحہ ۲۸۴/[۲۰۳] پر جےسنگھ کے علافی کے ساتھ سندھ سے نکل جانے کے بیان میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا جےسنگھ چتور میں ٹھہر گیا اور علافی اس سے رخصت ہو کر کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن نیچے اسی عبارت میں ایک فقرہ ہے کہ "اس کے بعد انھوں نے راجئری کی طرف خط لکھا" اور اس میں لفظ "انھوں" سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں علافی کے ساتھ جےسنگھ بھی گیا تھا۔ اس کے علاوہ صفحہ ۲۸۴ پر جملہ قلمی نسخوں میں یہ عنوان ہے "جےسنگھ کا کشمیر کے راجہ کے پاس جانا" حالانکہ اس عنوان کے تحت دیئے گئے بیان میں صرف علافی کا نام ہے اور کہیں پر جےسنگھ کا نام نہیں دیا گیا۔ اس کے متعلق ہم نے متن صفحہ ۲۸۴ کے حاشیہ (۲) میں بیان کیا ہے کہ شاید اس بیان میں جےسنگھ کا نام حذف ہوگیا ہے۔ لیکن چونکہ زیرِ بحث صفحہ کی عبارت سے جےسنگھ کا کشمیر جانا صاف ظاہر ہے۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ صفحہ ۲۸۴ کے عنوان کے تحت درج کئے ہوئے بیان میں کوئی غلطی ہے جس کی وجہ سے جےسنگھ کا نام رہ گیا

Marfat.com

ھے۔ بہرحال فتحنامہ کے ان حوالوں سے جےسنگھ کے کشمیر جانے کی تصدیق ہوتی ھے (ن۔ب)۔

۳۳۲/[۲۳۳] عمرو بن مسلم الباھلی: فتحنامہ کی اس عبارت کے مطابق عمرو بن مسلم الباھلی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضہ کے دور خلافت میں سندھ کا گورنر تھا اور اس نے کشمیر کے سرحدی علاقے فتح کئے۔ مورخ بلاذری کے بیان سے بھی اِس کی تائید ہوتی ھے۔ چنانچہ وہ (فتوح البلدان ص ۴۴۱-۴۴۲) پر لکھتا ھے کہ "عمرو بن مسلم الباھلی، عمر (بن عبدالعزیز رضہ) کی جانب سے اس (سندھ و ھند) محاذ کا گورنر تھا اور اس نے ھندوستان کے بعض علاقوں پر فوج کشی کرکے فتوحات حاصل کیں" (ن۔ب)۔

۳۳۴/[۲۳۵] تخت گاہ اروڑ۔ بغرور: یعنی سندھ کا پایۂ تخت جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا اور اپنے زیر اقتدار لایا۔ چونکہ اس وقت اروڑ کے قریب دوسرا مشہور شہر "بغرور" تھا اور اس کا نظام، مرکزی حکومت "اروڑ" سے وابستہ تھا (فتحنامہ ص ۱۷۱) اسی وجہ سے دونوں شہروں کو مجازاً پایۂ تخت ظاھر کیا گیا۔ یوں بھی سندھ میں دوھرے ناموں کے استعمال کا رواج ھے مثلاً: ھالانی، بھلانی، گنبٹ، کھھڑا وغیرہ۔ "بغرور" سے مراد "بکھر" ھے جس کی وضاحت کے لئے دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۱۷۱ /[۱۲۵] (ن۔ب)۔

۳۳۵/[۲۳۵] ککسو بن چندر بن سیلائج: ممکن ھے کہ نام ککسو شاید اصل میں "کاکُتسَتھا" (Kakutstha) ھو

Marfat.com

کیونکہ ۷۰۰-۷۵۵ع کے قریب یہ نام قنوج کے "پرتیہار" خاندان کے راجاؤں میں ملتا ہے۔ راجہ "کاکُتسُتھا" اس خاندان کے بانی راجہ "ناگ بھٹ" کے بعد تخت نشین ہوا (ہوڑی والا ص ۹۸، بحوالہ سمتھ اور ویدیا)۔

۳۳۷/[۲۳۶] شعر: "لاتستشر غیر ندب۔ الخ:
یہ شعر ابوالفتح البُستی کے قصیدہ نونیہ کا ہے جس کا مطلع "زیادة المرء فی دنیاه نقصان" ہے۔ الدّمیری نے یہ قصیدہ اپنی کتاب "حیاة الحیوان" میں ثعبان کے زیر عنوان درج کیا ہے اور اسے ابوالفتح بستی کی تخلیق بیان کیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ "بعض کہتے ہیں کہ یہ قصیدہ امیرالمومنین راضی باللہ (عباسی خلیفہ) کا ہے"۔ مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ "حیاة الحیوان" کے قصیدہ کا یہ پندرھواں مصرع ہے اور اس میں "حازمٍ یقظٍ" کی بجائے "حازمٍ فطنٍ" ہے۔

شاعر ابوالحسن علی بن محمد البستی نے جو کہ ابوالفتح البستی کے نام سے مشہور ہے، سنہ ۴۰۰ یا ۴۰۱ ھجری میں بخارا میں وفات پائی (ابن خلکان ۱،X۳۵۷)۔ فتحنامہ اس سے پہلے کی تصنیف ہے۔ اس وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ فارسی مترجم نے یہ اشعار اپنی جانب سے تمثیلی طور پر درج کئے ہیں۔ فتحنامہ کی عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان اشعار کا اصل متن سے کوئی تعلق نہیں ہے (ن۔ب)۔

۳۳۷-۳۹/[۲۳۶-۳۷] سکہ اور ملتان: ان دونوں صفحات پر "سکہ اور ملتان" کی جگہ اصل فارسی عبارت "سکہ ملتان" ہے

Marfat.com

جو کہ سارے نسخوں کی متفقہ عبارت ہے۔ ترکیبِ اضافی کے لحاظ سے "سکہ ملتان" کا ترجمہ "ملتان کا سکہ ہوگا جس کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ "صوبۂ ملتان کا شہر سکہ"۔ اس نام کی مثال موجودہ دور میں "حیدرآباد سندھ" اور "حیدرآباد دکن" کے ناموں میں موجود ہے۔ مگر ایسی مثال عرب جغرافیہ نویسوں کی اصطلاحوں میں شاذ و نادر نظر آتی ہے۔ دوسرے معنی ہوں گے "شہر ملتان کا سکہ" یعنی ملتان کے وسیع شہر کا ایک علاحدہ حصہ جو بذات خود ایک چھوٹا شہر تھا جسے نواحی (Suburb) تصور کیا جاسکتا ہے۔ عربی جغرافیہ میں ایسی مثالیں ہمدانی کی "کتاب البلدان" میں ملتی ہیں۔ مثلاً "سکۃ اصطفانوس بالبصرۃ" (شہر بصرہ میں اصطفانوس کا سکہ)، "سکۃ البخاریہ بالبصرۃ" (شہر بصرہ میں البخاریہ کا سکہ)، "سکہ ساسان بالری" (شہر رے میں ساسان کا سکہ)۔ غالباً سکہ اور ملتان دو ملحقہ شہر تھے جن کے درمیان صرف دریائے راوی تھا۔ سکہ دریائے راوی کے جنوبی ساحل پر (غالباً جنوب مغرب کی طرف) تھا اور ملتان سامنے دوسری طرف تھا۔

مذکورہ مثالوں سے معلوم ہوگا کہ اگر "سکہ ملتان" کا ترجمہ "ملتان کا سکہ" کیا جائے تب بھی معنی میں پیچیدگی باقی رہے گی۔ اسی وجہ سے ترجمہ میں ہم نے "سکہ اور ملتان" دیا ہے جو کہ حقیقت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ سکہ اور ملتان بہرحال دو جدا شہر تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل

Marfat.com

فارسی متن میں درحقیقت "سکہ و ملتان" رہا ہو لیکن درمیان کا واؤ عطف کاتبوں کی سہو سے حذف ہوگیا ہو۔ مورخ بلاذری کے زمانے میں شہر سکہ ویران ہوگیا تھا (دیکھئے فتوح البلدان ص ۴۳۹) (ن۔ب)۔

۳۴۲/[۲۳۹] ساٹھ ہزار درھم وزن کی چاندی تقسیم کی اور ہر سوار کو خاص طور پر چار سو درھم چاندی ملی: غالباً مراد یہ ہے کہ بعض خاص سواروں میں کہ جنھوں نے بڑی بہادری دکھائی تھی، یہ چاندی تقسیم کی گئی۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ محمد بن قاسم کی فوج میں کل ڈیڑھ سو سوار تھے اور یہ تعداد بےحد کم ہونے کی وجہ سے قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی (ن۔ب)۔

۳۴۳/[۲۳۹] راجہ جوبن: ھوڑی والا کے خیال میں یہ نام "جنبدیو" (یعنی سمبدیو Sambadeva) ہونا چاہئے کیونکہ مندرجہ ذیل حوالوں کے مطابق اسی نے یہ سونے کے بت والا مندر بنوایا تھا:

راجہ "سامب" کو، جو کہ "جامبوت" کی بیٹی "جامبوتی" کے بطن سے کرشن کا بیٹا تھا، اَسُور خاندان کے راجہ "بانڑ" کی شکست کے بعد، ملتان کا راجہ مقرر کیا گیا۔ جامبوت نے کرشن کو اپنی بیٹی کے ساتھ "سیمنتک من" (ایک ھیرا یا طلسمی پتھر) بھی نذر کیا تھا "جو روزانہ آٹھ بہار (Bahars) سونا پیدا کرتا تھا" (وشنو پران، ھال کا ترتیب دیا ہوا ولسن کا انگریزی ترجمہ (۶X۷۶-۷۹)۔ سامب کو درواسس نامی

Marfat.com

فقیر کی بد دعا کی وجہ سے کوڑھ کا مرض ہوگیا تھا جس پر "نارد" کے مشورے کے مطابق جا کر وہ "متر-ون" کے پودوں کے سائے میں بیٹھا اور میتر (سورج) کی پوجا کرنے کی وجہ سے اسے کوڑھ سے نجات ملی ۔ چنانچہ اس نے متر یعنی سورج دیوتا کی پرستش کے لئے ایک مندر میں سونے کا بت استادہ کیا اور اس طرح سامب نے سورج کی پرستش کی ابتدا کی (بھاوشیہ پُران، بحوالہ حاشیہ ولسن-ایضاً ۳۸۱X۵، عمل ۱۰ : ۳۸۱، کنیگھام، ہندوستان کے قدیم جغرافیہ ص ۳۳-۳۲-۲۳۲) ۔ بیرونی بھی لکھتا ہے کہ ملتان کا ایک قدیمی نام "سامب پور" یعنی سامب کا شہر تھا (انڈیا، ترجمہ سخاؤ، ۱X۲۹۶) پھر ایک دوسرے مقام (ایضاً ۲X۱۸۴) پر لکھتا ہے کہ "ملتان کے ہندوؤں کے ایک بڑے تہوار کا نام "سامبپُر یاترا" ہے جس میں وہ سورج کی پرستش اور پوجا پاٹ کرتے ہیں"۔ (ھوڑی والا ص ۹۸-۹۹) ۔

۳۴۴/[۲۳۹] مَسَنَّرَوی [بتخانہ] : فارسی ایڈیشن میں یہ لفظ "مستروی" لکھا گیا ہے مگر فتحنامہ کے قلمی نسخوں کے تلفظ کے لحاظ سے ہم نے "منروی" اختیار کیا ہے جس کے لئے متن ص ۳۴۴ کا حاشیہ ۱ دیکھئے ۔ مندرجہ ذیل دلائل کے لحاظ سے بھی یقینی طور صحیح لفظ "منروی" ہے جو کہ ملتان کے مندر کا نام تھا ۔

۱- اس سے پہلے کے نوٹ کے مطابق ہندو پرانوں کے حوالوں سے تصدیق ہوتی ہے کہ ملتان کا مندر "سورج دیوتا"

Marfat.com

کی پرستش کا مندر تھا اور اسی مقصد کے لئے قایم کیا گیا تھا۔

۲- محقق بیرونی نے اپنی مزید تحقیقات کی بنیاد پر لکھا ہے کہ ہندوستان کے مشہور بتوں میں ایک ملتان والا بت ہے جس کا نام سورج کے نام پر مشہور ہے اسی لئے اسے "آدت" کہا جاتا ہے، (کتاب‌الهند، عربی متن، ص ٥٦، اور کتاب الجماهر ص ۴۹)۔

۳- منروی کا سنسکرت نام خود بھی اس حقیقت کی تائید کرتا ہے: من=دل، روح - شعور، پہچان - فکر - شعور اور پہچان کا مرکز ("من" سے نکلی ہوئی اصطلاح، دل لگانا، برگزیدہ سمجھنا، عبادت میں یاد کرنا)۔ روی =سورج یا سورج دیوتا - سورج کا قدیمی نام - سورج کی بارہ "آدتیوں" میں سے ایک آدتیہ (سنسکرت ڈکشنری Sir Monier-William)- اسی وجہ سے منروی (من + روی کے معنی ہوئے سورج کی (بارہ آدتیوں میں سے) ایک آدتیہ کی پوجا پاٹ کا مرکز یا عام لفظوں میں "سورج دیوتا کی عبادت گاہ"۔

ابن رستہ (ص ۱۳٦) پر لکھتا ہے کہ "(مقامی لوک) کہتے ہیں کہ یہ بت دو ہزار سال پہلے کا ہے"۔ محقق بیرونی "کتاب‌الهند ص ٥٦ پر لکھتا ہے کہ ان کے (مقامی باشندوں کے) خیال میں یہ بت "کرتا جگ" میں بنایا گیا تھا۔ اس حساب سے اس وقت (پانچویں صدی ھجری کے اوائل) تک اسے دو لاکھ سولہ ہزار چار سو بتیس سال گذر چکے ہیں" (ن-ب)۔

Marfat.com

۳۴۴/[۲۳۹] سونے کا ایک بت دیکھا جس کی آنکھوں کے مقام پر یاقوت جڑے ہوئے تھے: اس صفحے پر اور اس سے اگلے صفحے پر بیان کیا گیا ہے کہ یہ بت سونے کا تھا۔ لیکن مندرجہ ذیل حوالوں سے ظاہر ہے کہ یہ بت سونے کا نہیں تھا محمد بن قاسم نے اپنی فراخ دلی کے سبب اسے بالکل اس کی اپنی اصلی حالت میں جوں کا توں چھوڑ دیا تھا (دیکھئیے تشریحات و توضیحات ص ۳۴۴ /[۲۴۰])۔ چنانچہ اصطخری، ابن حوقل اور مقدسی نے جنھوں نے کہ بعد میں چوتھی صدی ہجری کے وسط میں اس بت کو دیکھا تھا، ان کا بیان ہے کہ "سارا بت ایک قسم کے چمڑے سے ڈھکا ہوا ہے جو بکری کی سرخ رنگی ہوئی کھال یا سرخ سنجاب کے کپڑے کے مشابہ ہے۔ سوائے آنکھوں کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لکڑی کا بنا ہوا ہے اور بعضوں کی رائے اس سے مختلف ہے (اصطخری ص ۱۷۴، ابن حوقل ص ۲۲۹، اور مقدسی ص ۲۸)۔ پانچویں صدی ہجری کی ابتدا میں تحقیقات کے دوران بیرونی کو معلوم ہوا کہ یہ بت لکڑی کا بنا ہوا تھا، اس کا جسم بکری کی رنگی ہوئی سرخ کھال سے ڈھکا ہوا اور اس کی آنکھوں کی جگہ سرخ یاقوت لگے ہوئے تھے (کتاب‌الہند، عربی متن ص ٥٦)۔ یہ بت بیرونی سے پہلے تباہ ہوچکا تھا لیکن آنکھوں میں جڑے ہوئے یاقوتوں کی بابت اس کی تحقیق فتحنامہ کے حوالے کے عین مطابق ہے جس کی تصدیق اصطخری (ص ۱۷۴) ابن حوقل (ص ۲۲۹) اور

Marfat.com

مقدسی (ص ۲۸۳) کی عینی شہادتوں سے بھی ہوتی ہے کہ "موورتی کی آنکھوں کی جگہ پر دو سرخ یاقوت جڑے ہوئے تھے"۔ غالباً فتحنامہ کے مترجم نے محض عبارت آرائی کے خیال سے اس بت کو سونے کا بت ظاہر کیا ہے کیونکہ اس کا یہ بیان جملہ عینی شہادتوں کے خلاف ہے (ن۔ب)۔

۳۴۴/[۲۴۰] محمد بن قاسم سمجھا کہ یہ کوئی آدمی ہے: اس بت کی صورت ہوبہو انسانوں جیسی تھی۔ ابن حوقل کا مشاہدہ کے بعد بیان ہے کہ "اس بت کی شکل و شباہت انسانوں جیسی تھی"۔ مقدسی (ص ۲۸۳) اور ابن رستة (ص ۳٦١) بھی اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں کہ "یہ بت آدمی جیسا ہے" (ن۔ب)۔

۳۴۵/[۲۴۰] اس (بت) کے نیچے سے دو سو تیس من سونا اور چالیس مٹکے سونے کی کترن سے بھرے ہوئے نکلے۔ کل تیرہ ہزار دو سو من وزن کا دفن شدہ سونا برآمد ہوا: اس سے پہلے صفحہ ۳۴۳ پر بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک مٹکے میں "تین سو تیس من" سونے کی کترن بھری ہوئی تھی۔ اس حساب سے تو صرف چالیس مٹکوں ہی سے (۳۳۰x۴۰ = ۱۳۲۰۰) تیرہ ہزار دو سو من سونا نکلا ہوگا۔ چنانچہ یا تو مذکورہ عبارت میں پہلا "دو سو تیس من" والا فقرہ محض اضافہ ہے اور غلط سمجھنا چاہئے یا پھر آخیر کا جوڑ غلط ہے اور جملہ سونا (۱۳۲۰۰ + ۲۳۰ = ۱۳۴۳۰) تیرہ ہزار چار سو تیس من ہونا چاہئے۔

Marfat.com

اکثر عرب مورخوں اور جغرافیہ نویسوں نے اپنی تصنیفات میں محمد بن قاسم کے سونے کے اس عظیم خزانے پر قبضہ کرنے کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اس کے بعد عربی میں ملتان کو "فرج بیت‌الذہب" یعنی سونے کے گھر والی سرحد (یا سونے کے گھر والا محاذ) کہا گیا ہے۔ کم از کم تین مصنفوں نے ملتان کے اس مندر سے ہاتھ آئے ہوئے سونے کی مقدار بھی لکھی ہے۔ ان کے متفقہ بیانات کے مطابق اس بت خانہ سے "چالیس بہار وزن کا سونا حاصل ہوا، اور بہار کا وزن برابر ہے تین سو تینتیس من کے (۱)" (دیکھئے اصطخری ص ٥٦، "البدء والتاریخ جلد ۴ ص ۷۷ اور "مسالک الابصار" میں محمد بن تغلق کے متعلق حالات کا انگریزی میں "آٹو سپیس" کا ترجمہ ص ۹ ۱)۔ ان بیانات کے مطابق سونے کا کل وزن (۳۳۳x۴۰ = ۱۳۳۲۰) تیرہ ہزار تین سو بیس من ہونا چاہئے (ن۔ب)۔

---

(۱) بہار ایک مقدار کا نام ہے لیکن اس کے وزن کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ جوالیقی کے بیان کے مطابق ایک بہار سونا یا چاندی تین قناطیر کے برابر ہے اور ہر ایک قناطیر ایک سو رطل کے ہم وزن ہے مگر الفراء اور ابن الاعرابی کی رائے میں بہار عربوں کے تئیں، تین سو رطلوں کے برابر ہے، (کتاب‌المعرب ص ۷۲)۔ تاج‌العروس (مادہ: بھر) کے مصنف نے بھی بہار کے معنی لکھتے ہوئے جوالیقی کا بیان نقل کیا ہے۔ خفاجی لکھتا ہے کہ بہار ایک مقدار ہے جو کہ تین سو قناطیر کے برابر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تین سو رطلوں کے برابر ہے (شفاءالغلیل ص ۴۳)۔

Marfat.com

۳۴۰/[۲۴۰] وہ سونا اور بت خزانے میں لایا گیا: پہلے تشریحات و توضیحات ص ۳۴۴/[۲۳۹] میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ بت سونے کا بنا ہوا نہیں تھا بلکہ لکڑی کا تھا اسی وجہ سے اسے لے جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس کے علاوہ بتوں کو لے جانا یا تباہ کر دینا محمد بن قاسم کی پالیسی کے منافی تھا۔ فتحنامہ میں اس سے پہلے اروڑ کی فتح کے بیان سے واضح ہے کہ محمد بن قاسم نے وہاں کے بت خانہ اور اس میں رکھی ہوئی مورتی کا معائنہ کیا اور بت کی کلائی سے طنزاً ایک کنگن اتارلیا تھا لیکن وہ پھر مجاور کو واپس کردیا تھا تاکہ پہلے کی طرح بت کو پہنادیا جائے۔ زیرِ بحث صفحہ میں کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن قاسم نے اس بت کو اٹھالینے کا حکم دیا لیکن یہ محض اس لئے اس کے نیچے جو مدفون خزانہ تھا وہ حاصل کیا جائے۔

محمد بن قاسم کے بعد بھی عرب سیاحوں اور مورخوں نے مسلسل ملتان کے بت خانہ اور بت کا ذکر کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت اپنی جگہ جوں کا توں موجود تھا۔ دیکھئے چشم دید بیان اصطخری ص ۱۷۴، ابن حوقل ص ۱۲۹ اور مقدسی ص ۴۸۳-۲۸۳۔ ان کے علاوہ ملاحظہ ہوں تحقیقی بیانات ابن خردازبہ ص ۵۶، ابن رستہ ص ۳۷-۱۳۵ اور حوالے از مصنف "حدود العالم" ص ۱۴۴، ابن الوردی "خریدۃ العجائب" ۶۳-۶۲ اور یاقوت "معجم البلدان" ۴X۶۸۹۔

پانچویں صدی ھجری کی ابتدا میں جب بیرونی ملتان آیا

Marfat.com

تو وہ بت اس سے پہلے برباد ہوچکا تھا۔ اس بت اور اس کی تباہی کے بارے میں بیرونی نے "کتاب الهند" (ص ۵۶) میں اس طرح لکھا ہے کہ "محمد بن قاسم بن منبہ نے اس بت کی گردن میں گائے کے گوشت کا ٹکڑا باندھ دیا تھا۔ پھر جب (ملتان پر) قرامطہ کا غلبہ ہوا تب جلم بن شیبان نے اس بت کو برباد اور اس کے مجاوروں کو قتل کر دیا اور اس مندر کو......جامع مسجد میں تبدیل کردیا"۔ ہرچند کہ بیرونی کے اس بیان کا یہ آخری حصہ صحیح ہے لیکن محمد بن قاسم کے بارے میں اس کا بیان غلط ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہانی بیرونی کو مقامی لوگوں کی زبانی معلوم ہوئی ہے۔ اور اس غلطی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ محمد بن قاسم کے دادا کا نام ہی غلط لکھا گیا ہے کیونکہ محمد بن قاسم کے دادا کا نام "محمد" تھا "منبہ" نہیں۔ ممکن ہے کہ بت کی یہ توہین "بنو منبہ" خاندان کے حکمرانوں میں سے کسی نے کی ہو جو کہ قرامطہ سے پہلے ملتان کے حاکم تھے کیونکہ "منبہ" کے نام سے یہی خیال ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم نے مقامی لوگوں کے مذہب کا جس قدر خیال اور ان کے ساتھ جتنی رواداری برتی ہے، اس پر فتحنامہ اور بلاذری کے کتنے ہی حوالے شاہد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں خود بیرونی کو بھی اس روایت کی غلطی کا علم ہوگیا تھا چنانچہ وہ اپنی دوسری تصنیف "کتاب الجماهر" (ص ۴۹) میں لکھتا ہے کہ "محمد بن قاسم نے صلح اور بھلائی کی خاطر اس بت

Marfat.com

کو جوں کا توں چھوڑدیا جسے بعد میں (خلیفہ) مقتدر باللہ کے زمانے کے قریب جلم بن شیبان نے برباد کیا"۔

جلم بن شیبان مصر کے فاطمی خلفاء کا داعی اور سپہ سالار تھا جس نے اس دور میں سندھ اور ملتان پر غلبہ حاصل کیا۔ یہ بت اس نے سنہ ۳۵۴ ہجری میں توڑا۔ جو کہ مصر کے فاطمی خلیفہ معز کے پاس لکھے ہوئے اس کے خط مورخہ ۱۹۔ رمضان سنہ ۳۵۴ ہجری بروز اتوار سے ثابت ہوتا ہے (عمادالدین : عیون الاخبار۔ قلمی نسخہ۔ بشکریہ محترم استاذ پروفیسر طاہر علی، حال پرنسپل شاہ عبداللطیف کالج میرپورخاص) (ن-ب)۔

۳۴۶ / [۲۴۰] تیاری میں ساٹھ ہزار درہم وزن کی خالص چاندی خرچ ہوئی ہے......باقی ایک سو بیس ہزار درہم وزن کی چاندی.... تجھے بھیجنی ہے : جملہ نسخوں کے مطابق فتحنامہ کی عبارت اسی طرح ہے۔ یہ الفاظ حجاج کے خط کے ہیں جو کہ فتحنامہ کے مطابق محمد بن قاسم کو اس دن وصول ہوا کہ جس دن وہ خزانہ اس کے ہاتھ آیا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ محمد بن قاسم نے ابھی یہ خزانہ حجاج کے پاس نہیں بھیجا تھا۔

گمان ہوتا ہے کہ زیر بحث عبارت میں خلل ہے۔ بقول ہوڑی والا (ص ۱۰۰) یہ سمجھنا عبث ہے کہ دو تین سالوں کی فوج کشی کی تیاری پر صرف ساٹھ ہزار درہم وزن کی چاندی یعنی تقریباً ۱۵ ہزار روپئے خرچ ہوئے ہوں گے۔ا۔ھ۔ اس بارے میں بلاذری کا مندرجہ ذیل بیان غالباً صحیح ہے

Marfat.com

اور فتحنامہ میں محض کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے اس حقیقت کو قلم بند کرنے میں کوتاہی ہوئی ہے۔ بلاذری لکھتا ہے کہ "حجاج نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم (کی فوج کشی) پر ساٹھ ہزار، ہزار درہم خرچ ہوے تھے اور اسے ایک سو بیس ہزار، ہزار درہم پہنچ چکے تھے۔ اس پر اس نے کہا کہ: ہم نے بدلہ لے کر اپنا غصہ ٹھنڈا کیا اور ساٹھ ہزار درہموں اور داہر کے سر کا اضافہ کیا" (فتوح البلدان، ص ۴۴۰)۔ فتحنامہ کے دونوں مقامات پر "ہزار ہزار" کے بجائے صرف "ہزار" دیا گیا ہے جو کہ غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ بلاذری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کی لشکر کشی پر کل چھ کروڑ درہم خرچ ہوئے اور بارہ کروڑ درہم محمد بن قاسم کی طرف سے شاہی خزانہ میں پہنچ چکے تھے (ن ـ ب)۔

۳۴۷/[۲۴۱] اشہار اور کرور: فتحنامہ کے اس صفحہ پر اور اس سے پہلے ص [۱۰-۳۷] پر ان دونوں شہروں کے نام ساتھ ساتھ دیئے گئے ہیں اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں شہر ایک ہی سمت پر ایک دوسرے کے بالکل قریب تھے۔ "کرور" کا نام آج تک موجود ہے اور "کرور پکا" ضلع ملتان کی تحصیل لودھراں میں لودھراں ریلوے اسٹیشن سے ۲۴ میل مشرق کی طرف واقع ہے (ن ـ ب)۔

۳۴۸/[۲۴۲] اودھاپور: مختلف نسخوں کے تلفظ کے مطابق یہ لفظ "اوردھاپور" یا "اودھافر" ہے۔ میر معصوم نے

Marfat.com

(تاریخ معصومی ص ۲۸) پر نہ جانے کس بنیاد پر اس شہر کو "دیبالپور" کے نام سے لکھا ہے۔ ہوڑی والا نے تحریر کیا ہے کہ میجر راورٹی کے خیال میں فتحنامہ کا "اوذھاپُر" یقینی طور پر "اودے پور" (Odipur) ہے جو کہ الوان (Alwana) سے ۱۴ میل مشرق کی طرف "گھگھر" کے کنارے پر ہے۔ کئمبرج ہسٹری آف انڈیا کے مصنف نے بھی راورٹی کی اس رائے کو اختیار کیا ہے۔ لیکن یہ نام مبہم ہے اور اس کی جگہ متعین کرنا مشکل ہے (ہوڑی والا ص ۱۰۰)۔

۳۴۹/[۲۴۲] رائے ہرچندر [بن] جہتل: فتحنامہ کے بیان کے مطابق رائے ہرچندر، محمد بن قاسم کی فتوحات کے موقع پر قنوج کا راجہ تھا۔ ناموں کی مماثلت کے اعتبار سے "ہرچندر" کو "ہرشا" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے لیکن قنوج کا مشہور راجہ "ہرشا" سندھ میں برھمن خاندان کی حکومت سے پہلے ہی فوت ہوچکا تھا۔ چنانچہ یہ ہرچندر قنوج کا کوئی دوسرا راجہ تھا جو کہ شاید "ہرشا" کے بعد حکمراں ہوا۔

۳۵۱-۵۵/[۲۴۳-۲۴۷] محمد بن قاسم کے پاس دارالخلافہ کا پروانہ پہنچنا........چنگی کی دوسری مرتبہ گفتگو: ان صفحات پر پانچ مختلف عنوانوں کے تحت محمد بن قاسم کی گرفتاری اور موت کی بابت جو حکایت بیان کی گئی ہے وہ محض ایک کہانی ہے اور اس کا قدیمی تاریخی کتب میں کہیں پر کوئی بھی ذکر نہیں ہے۔ البتہ بعد کے دور کے

Marfat.com

مصنفوں نے فتحنامہ کے اس افسانے کو بغیر سوچے سمجھے اپنی
کتابوں میں داخل کیا اور اسی وجہ سے نظام‌الدین بخشی کی
"طبقات اکبری" میر معصوم کی "تاریخ معصومی" اور میر
علی شیر قانع کی "تحفۃ الکرام" کے ذریعہ اس فرضی افسانے
کی زیادہ اشاعت ہوئی ہے۔

اس حکایت کے یہ اندرونی سقم ہی یہ ثابت کرتے ہیں کہ
یہ صرف ایک فرضی داستان ہے اور جس کی بنیاد صرف، محمد
بن قاسم کے متعلق، سنی ہوئی مقامی حکایتوں پر ہے :-

اول یہ کہ ص ۳۰۱/[۲۴۳] پر اس افسانے کو تاریخ کا
رنگ دینے کے لئے اسے دو راویوں محمد بن علی اور ابوالحسن
مدائنی سے منسوب کیا گیا ہے۔ ان ناموں کو دیکھ کر خیال
ہوتا ہے کہ یہ شاید ایک ہی نام یعنی "علی بن محمد ابوالحسن
مدائنی" ہو جوکہ مدائنی کا صحیح پورا نام ہے۔ لیکن
فتحنامہ کے سارے نسخوں میں یہ دو الگ الگ نام ظاہر کئے
گئے ہیں۔ اس کے علاوہ "علی بن محمد" کو "محمد بن علی"
لکھے جانے کو کاتبوں کے سہو کتابت کی طرف بھی منسوب
کرنا قرین قیاس نہیں ہے۔ چونکہ ابوالحسن مدائنی ایک
نہایت معتبر راوی ہے جس کی فتحنامہ میں مذکورہ تمام
روایتیں تاریخ کی کسوٹی پر پرکھی جاسکتی ہیں۔ اسی وجہ
سے جس شخص نے یہ کہانی فتحنامہ میں شامل کی ہے اس نے
غالباً عمداً اور ارادتاً اسے صرف ابوالحسن مدائنی سے منسوب
کرنے کی بجائے محمد بن علی نامی ایک دوسرے گمنام راوی
کو بھی شامل کرلیا ہے۔

Marfat.com

دوم یہ کہ ص ۳۰۱ /[۲۴۳] پر بیان کیا گیا ہے کہ "راجہ داہر کے قتل ہونے کے موقع پر اس کی حرم سرا سے اس کی دو بیٹیاں بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں"۔ فتحنامہ کے گذشتہ بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ راجہ داہر راوڑ کے قلعے کے قریب قتل ہوا تھا اور وہاں بھی صرف اس کی بیوی لاڈی کی گرفتاری کا قصہ بیان کیا گیا ہے بیٹیوں کا نہیں۔ البتہ داہر کی دو بیٹیوں اور رانی لاڈی کی گرفتاری کا قصہ صفحہ ۲۹۰ /[۲۰۷] پر برھمن‌آباد کی فتح کے موقع پر بیان کیا گیا ہے اور تشریحات و توضیحات ص ۲۹۰ /[۲۰۷] میں ان متضاد اور غیر معتبر بیانات پر تبصرہ کیا جاچکا ہے۔ ظاہر ہے کہ داہر کی بیٹیوں کے متعلق خود فتحنامہ کے بیانات ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور اس قصہ کو غیر معتبر ثابت کرتے ہیں۔

سوم یہ کہ اسی صفحہ ۳۰۱ /[۲۴۳] پر بیان کیا گیا ہے کہ "داہر کی ان دو بیٹیوں کو محمد بن قاسم نے حبشی غلاموں کی نگرانی میں دارالخلافہ بغداد بھیج دیا تھا"۔ حالانکہ محمد بن قاسم کی فتوحات کے زمانے میں بغداد کا وجود ہی نہ تھا بلکہ اس کے چالیس سال بعد یہ شہر آباد ہوا۔ اس کے زمانے میں دارالخلافہ دمشق تھا۔ اس بنیادی تاریخی غلطی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک من گھڑت افسانہ ہے جسے بہت عرصے کے بعد گھڑ کر فتحنامہ میں شامل کیا گیا۔

چوتھے یہ کہ ص ۳۰۴-۳۰۳ /[۲۴۵-۲۴۴] پر بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن قاسم کو یہیں سے کچی کھال میں لپیٹ کر

Marfat.com

اور صندوق میں بند کرکے لے گئے تھے اور خلیفہ کے پاس اس کی لاش پہنچی تھی لیکن معتبر عربی تواریخ اس بیان کی واضح طور پر تردید کرتی ھیں۔

پانچویں یہ کہ ص ۳۰٦ [۲۴۷] میں بیان کیا گیا ھے کہ جب خلیفہ پر داھر کی بیٹیوں کا مکر اور جھوٹ روشن ہوا تب خلیفہ نے انھیں زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ھے کہ اگر سچا ھوتا تو عربی تواریخ میں اس کا ضرور ذکر ھوتا مگر کہیں بھی ایسا کوئی حوالہ موجود نہیں ھے۔

اس داستان کے یہ اندرونی سقم ھی اس پوری حکایت کو ایک فرضی اور من گھڑت افسانہ ثابت کرتے ھیں۔ معتبر عربی تواریخ کے مطابق محمد بن قاسم کا دردناک انجام اور اس کی وفات کی حقیقت اس طرح بیان کی گئی ھے جو کہ واضح طور پر اس من گھڑت کہانی کی تردید کرتی ھے :-

خلیفہ ولید کے زمانے میں حجاج کی طاقت عروج پر تھی۔ اس عرصے میں حجاج کی اختیار کردہ سخت گیری کی پالیسی کی وجہ سے ایک تو بعض ایسے خاص لوگ حجاج کی دشمنی کا شکار ھوئے کہ جو خلیفہ ولید کی وفات کے بعد نئے خلیفہ سلیمان کے خاص مشیر اور افسر بنے اور انھوں نے حجاج کے عزیزوں اور خاص آدمیوں سے حجاج کے مظالم کا انتقام لیا اور محمد بن قاسم بھی ان کے اسی انتقام کا شکار ھوا۔ دوسرے یہ کہ جب حجاج ان خاص افراد کا دشمن ھوا تو انھوں نے خلیفہ ولید کے بھائی اور ولی عہد سلیمان کے پاس

Marfat.com

جاکر پناہ لی جس کی وجہ سے حجاج ذاتی طور پر سلیمان کا دشمن ہوگیا۔ چنانچہ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اسی عناد کی وجہ سے اس نے اپنے خاص مشیروں کی اس پالیسی کی پشت پناہی کی کہ جس کے مطابق حجاج کا بدلہ اس کے عزیزوں اور خاص آدمیوں سے لیا گیا اور جس میں محمد بن قاسم سرفہرست تھا۔ تیسرے یہ کہ ولی عہد سلیمان سے ذاتی عداوت ہونے کی وجہ سے حجاج نے اس کی سیاسی مخالفت بھی کی اور خلیفہ ولید کی اس تجویز کی پُرزور حمایت کی جس کے مطابق سلیمان کو ولی‌عہدی سے معزول کرکے اس کی جگہ خلیفہ ولید کے بیٹے عبدالعزیز کو ولی‌عہد بنایا گیا۔ حجاج کی اس سیاسی عداوت کا بدلہ سلیمان نے خلیفہ بن کر اس کے عزیزوں، خاص حامیوں اور خصوصاً محمد بن قاسم سے لیا۔ حجاج کی یہی عداوتیں اور مرکزی اقتدار کی یہ تبدیلی ھی محمد بن قاسم کی گرفتاری اور اس کے دردناک انجام کا خاص سبب تھی جن پر مندرجہ ذیل تاریخی حوالوں سے مزید روشنی پڑتی ہے:۔

حجاج کی مہلب کے بیٹوں سے دشمنی

١۔ سنہ ٧٥ ہجری میں خلیفہ عبدالملک نے حجاج کو اپنا خاص افسر مقرر کیا اور حجاج نے سخت جبر و تشدد کے ساتھ حکومت کے مخالفوں کو ختم اور بغاوت کی بیخ کنی کی۔ مگر سنہ ٨١ ہجری میں خود حجاج کے ایک ماتحت افسر عبدالرحمٰن بن الاشعث نے بغاوت کی۔ ابن الاشعث مشرقی

Marfat.com

محاذ کا کمانڈر تھا اس نے سیستان کی طرف فتوحات حاصل کی تھیں اور بصرہ، کرمان، فارس اور سیستان کا انتظام بھی اسی کے حوالے تھا (۱)۔ ابن الاشعث کی بغاوت کی وجہ سے حجاج خود اپنے طاقتور ماتحت افسروں سے بدظن ہوگیا۔ اس وقت ایک دوسرا کامیاب اور طاقتور افسر مہلب بن ابی صفراء تھا۔ مہلب خود بھی حکومت کا بےحد وفادار افسر تھا لیکن حجاج کو اس کے بیٹوں سے خدشہ پیدا ہوگیا کیونکہ وہ سب شیر مرد تھے اور حجاج ان کے اثر و رسوخ اور ہمت و مردانگی سے باخبر تھا (۲)۔ خصوصاً مہلب کے ایک بیٹے یزید کے اثر و رسوخ اور دبدبۂ و غرور کے بارے میں حجاج کو بہت کچھ معلوم ہوچکا تھا (۳)۔ بلکہ علمِ نجوم کی رو سے بعضوں نے اسے یہ بھی خبر دی تھی کہ یزید نامی شخص ہی تیرا جانشین ہوگا (۴)۔ چنانچہ اسی وجہ سے اور بھی حجاج، یزید بن مہلب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا (۵)۔

یزید کے باپ مہلب کی خلیفہ عبدالملک کے نزدیک بڑی قدر تھی اسی وجہ سے حجاج اس کی زندگی میں کوئی قدم نہ اٹھا سکا۔ پھر اس کے بعد جب سنہ ۸۲ ھجری میں مہلب کا

---

(۱) ابن الاثیر ۲۲۶X۴۔
(۲) ابن خلدون ۵۴X۳۔
(۳) ابن خلکان انگریزي ترجمہ III/515-16۔
(۴) ایضاً IV/164۔
(۵) ابن خلکان، عربی متن، ۲۶۵X۲ انگریزی، ترجمہ IV/64۔

Marfat.com

انتقال ہوا تو اس وقت ابن الاشعث کی بغاوت زوروں پر تھی اور حجاج اسے دفع کرنے میں آلجھا ہوا تھا اسی وجہ سے اس نے یزید کو اس کے باپ مہلب کی جگہ پر خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ مگر سنہ ٨٥ ھجری میں ابن الاشعث کا خاتمہ ہوا اور حجاج نے یزید کو خراسان کی گورنری سے معزول کردیا (١)۔ چنانچہ یزید نے جاکر خلیفہ عبدالملک کے بیٹے سلیمان کا سہارا حاصل کیا۔ اور جب حجاج نے عبدالملک کے پاس یزید اور اس کے بھائیوں کے خلاف لکھا کہ انھوں نے بیت المال کی رقموں میں خیانت کی ھے اور اس کے بعد مسلسل ان کی شکایت لکھتا رھا تب خلیفہ نے اسے جواب دیا کہ وہ جاکر سلیمان سے مل گئے ھیں اس لئے ان کا ذکر چھوڑ دے (٢)۔

اس جواب پر حجاج نے عبدالملک کے باقی ماندہ عہد میں یزید اور اس کے بھائیوں کا پیچھا ترک کردیا لیکن جب شوال سنہ ٨٦ ھجری میں عبدالملک فوت ھوگیا اور اس کا بیٹا ولید خلیفہ ھوا تب حجاج کو شہ مل گئی اور اس نے یزید کے بھائی حبیب کو کرمان کی گورنری سے اور اس کے دوسرے بھائی کو پولیس کی افسری سے معزول کردیا اور تینوں بھائیوں کو سنہ ٨٦ ھجری میں گرفتار کرکے قید کیا (٣)

(١) طبری ١١٣٨X٢ -

(٢) طبری ١٢١٢-١٦X٢ -

(٣) طبری ١١٨٢X٢ -

Marfat.com

اور قید میں انھیں سخت عذاب دلوائے (۱)۔ چار سال کی قید اور عذاب کے بعد سنہ ۹۰ ہجری میں یزید اور اس کے بھائی حجاج کی قید سے بھاگ نکلے اور خلیفہ ولید کے بھائی اور ولی عہد سلیمان کے پاس جاکر پناہ گزین ہوئے (۲)۔ حجاج کی یہ سختی اور عداوت وہ فراموش نہ کرسکتے تھے اسی وجہ سے جب حجاج مرگیا اور خلیفہ ولید بھی مرگیا اور ان کا مربی سلیمان خلیفہ ہوا تب انھوں نے حجاج کی دشمنی کا بدلہ اس کے ساتھیوں، عزیزوں اور خصوصاً محمد بن قاسم سے لیا۔

حجاج کی ولی عہد سلیمان سے ذاتی دشمنی

۲۔ خلیفہ عبدالملک اور خلیفہ ولید کے زمانے میں ہی سلیمان، یزید بن مہلب اور اس کے بھائیوں کا حامی ہوگیا تھا اور انھیں اپنی پناہ اور حفاظت میں جگہ دی تھی جس کی وجہ سے حجاج ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا تھا اور اسی وجہ سے حجاج سلیمان کا بھی دشمن ہوگیا تھا۔ ولید کے دور خلافت میں حجاج کی طاقت اوج پر تھی چنانچہ سلیمان کے ولی عہد ہوتے ہوئے بھی اس نے اسے دھمکی کے طور پر لکھ بھیجا تھا کہ "تو (میرے تئیں) روشنائی کے ایک نقطہ کی طرح ہے، چاھوں تو تجھے مٹادوں اور چاھوں تو باقی رکھوں" (۳)۔ اپنی انھی سرکشیوں

(۱) طبری ۲X۱۲۱۰، یعقوبی ۲X۳۴۴-۳۴۵، ابن الاثیر ۴X۲۶۲، ابن خلکان انگریزی ترجمہ IV/165۔
(۲) طبری ۲X۱۲۰۸۔
(۳) جاحظ البیان ۱X۲۰۵، محاضرات راغب اصفہانی ۱X۱۰۶۔

Marfat.com

کی وجہ سے حجاج، ولی عہد سلیمان کے لئے بھی درد سر بن گیا تھا لیکن چونکہ اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی وہ مر چکا تھا اس وجہ سے سلیمان نے اس کے سارے بدلے اس کے عزیزوں سے چکائے اور محمد بن قاسم بھی اسی عداوت کا شکار ہوا۔

ولی عہد سلیمان کے خلاف سیاسی سازش میں حجاج کی شرکت

۳۔ خلیفہ عبدالملک نے اپنے وفات کے ایک سال پہلے سنہ ۸۵ ہجری میں اپنے بعد خلافت کا سلسلہ اس طرح مقرر کیا کہ پہلے اس کا بیٹا ولید خلیفہ ہوا اور اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا سلیمان۔ اس پر اس نے عوام سے بیعت لی اور خود بھی ولید اور اس کے بعد سلیمان کی بیعت کروائی (۱)۔ لیکن ولید نے اپنے خلافت کے آخری دور میں کوشش کی کہ اس کے بعد سلیمان کی بجائے اس کا بیٹا عبدالعزیز خلیفہ ہو۔ چنانچہ پہلے تو اس نے اپنے بھائی سلیمان کو اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کی لیکن جب اس نے انکار کیا تو ولید نے اپنے گورنروں اور افسروں کو لکھا کہ وہ سلیمان کی بیعت ترک کر کے عبدالعزیز کی بیعت کریں۔ اس پر عراق کے وائسرائے حجاج، خراسان کے گورنر اور کمانڈر قتیبہ بن مسلم اور دوسرے خاص سرداروں نے سلیمان کی بیعت ترک کر کے عبدالعزیز کی بیعت کی (۲)۔ ان دوسرے خاص سرداروں میں

---

(۱) طبری ۲X۱۱۷۰، بلاذری، انساب الاشراف ۱۱X۲۴۳ -

(۲) طبری ۲X۱۲۷۴-۱۲۸۴، العیون و الحدائق ۳X۱۷، نقائض (دیکھئے حاشیہ ص ۵۳۶)

Marfat.com

غالباً افریقہ کا فاتح موسیٰ بن نصیر اللخمی، عبداللہ القسری، عبدالرحمٰن بن حیان المری، حجاج کا چچا زاد بھائی حکم بن ایوب اور حجاج کے چچازاد بھائی کا بیٹا یوسف بن عمر الثقفی وغیرہ بھی شامل تھے کیونکہ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اس نے ان سب کو گرفتار کرکے قید میں رکھا اور انھیں سخت عذاب دیا (۱)۔ گمان غالب ہے کہ حجاج نے نہ صرف خود عبدالعزیز بن ولید کی بیعت کی بلکہ سلیمان کو خلافت سے محروم کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت بھی صرف کی اور اپنے قبیلے آل ابو عقیل کے سارے سربرآوردہ لوگوں کو سلیمان کی بیعت توڑ کر عبدالعزیز کی بیعت کرنے پر آمادہ کیا اور اپنے ماتحت افسروں کو بھی اس کے احکامات صادر کئے جیسا کہ طبری نے اپنی سند کے ساتھ ھنوات کلبی کی زبانی روایت نقل کی ہے جس نے بیان کیا کہ: "ہم محمد بن قاسم کے ساتھ ھندوستان میں تھے کہ حجاج کا خط پہنچا جس میں تاکید تھی کہ سلیمان کی بیعت ترک کرو" (۲)۔

اس تحریک کے بعد اگر حجاج کچھ دنوں اور زندہ رہتا تو سلیمان کے خلاف بہت کچھ کرسکتا اور اگر ولید کی موت

(بقیہ حاشیہ ص ۵۳۵)

۱ ۲-۳-۳۵۳، دیوان فرزدق طبع پیرس ۵۲، طبع قاہرہ ۶۸۷، ابن خلکان انگریزی ترجمہ IV/183 ۔

(۱) یعقوبی ۲-X۳۵۳۔

(۲) طبری ۲-X۱۲۷۵۔

Marfat.com

تک زندہ رھتا تو شاید ھمیشہ کے لئے سلیمان کو خلافت سے محروم کردیتا لیکن حجاج اس کے بعد جلد ھی ماہِ رمضان سنہ ۹۵ ھجری مر گیا اور خلیفہ ولید کا گویا داھنا بازو ٹوٹ گیا اِسی وجہ سے وہ سلیمان کے خلاف چلائی ھوئی تحریک کو کامیاب نہ بنا سکا۔ پھر ولید بھی جلد ھی جمادی الثانی سنہ ۹۶ ھجری میں فوت ھوگیا اور سلیمان اپنے باپ کی وصیت اور بیعت کے مطابق خلیفہ ھوگیا۔ چنانچہ اب اس نے اپنے سارے مخالفوں کے خلاف سخت کارروائیاں شروع کیں۔

سلیمان کے خلیفہ ھونے سے مرکزی سیاست میں تبدیلی پیدا ھوئی۔ حجاج کی جگہ خلیفہ ولید نے جس شخص کو مامور کیا تھا سلیمان نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ حجاج کے دشمن اور اپنے ساتھی یزید بن مہلب کو عراق کا وائسرائے مقرر کیا۔ پچھلے خلیفہ ولید کے سیاسی حامیوں کے خلاف بھی انتقامی کارروائیاں شروع کی گئیں۔ افریقہ کے فاتح موسیٰ بن نصیر کو گرفتار کر کے قید میں رکھا گیا۔ سرحدِ چین اور کاشغر کے فاتح قتیبہ بن مسلم الباھلی نے، جس نے کہ حجاج کے ساتھ خلیفہ ولید کی حمایت کی تھی اور ولی عہد سلیمان کی بیعت ترک کر کے عبدالعزیز بن ولید کی بیعت کی تھی، اس نے مرکزی سیاست کا رد و بدل دیکھ کر بغاوت شروع کی اس کی کوفی فوج اس سے منحرف ھوگئی اور وہ بالآخر شاھی فوج کے ھاتھوں قتل ھوا۔ عبداللہ قسری کو مکہ کی نظامت سے معزول کیا گیا۔ حجاج کے قبیلہٗ آلِ ابی عقیل کے لوگوں

Marfat.com

اور حجاج کے عزیزوں کی گرفتاری، عذاب اور موت کے لئے خاص اہتمام کیا گیا۔ یزید بن مہلب کے مشورے پر صالح بن عبدالرحمٰن نامی ایک شخص کو سلیمان نے خاص اس مقصد کے تحت عراق کا افسرِ مال مقرر کیا تاکہ وہ آلِ ابی عقیل کے لوگوں اور حجاج کے متعلقین کو گرفتار کرکے قید میں رکھے اور انہیں سخت عذاب دے کر ہلاک کرے (۱)۔ صالح کو حجاج سے ذاتی دشمنی تھی کیونکہ حجاج نے اس کے بھائی کو خارجی ہونے کی وجہ سے قتل کرایا تھا (۲) اسی وجہ سے وہ ہاتھ دھوکر ان کے پیچھے پڑ گیا۔

محمد بن قاسم حجاج کا عزیز اور خاص آدمی تھا اور فاتحِ سندھ ہونے کی وجہ سے قبیلۂ آلِ عقیل میں بھی ممتاز تھا۔ اس کے علاوہ حجاج نے اسے سلیمان کی بیعت ترک کرنے اور عبدالعزیز بن ولید کی بیعت اختیار کرنے کے لئے بھی لکھا تھا (۳)۔ اسی وجہ سے محمد بن قاسم کو فوراً معزول کرکے اس کی جگہ پر یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو سندھ کا نیا گورنر مقرر کیا گیا۔ سندھ کے اس نئے گورنر کے ساتھ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کے بھائی

(۱) طبری ۲X۱۲۸۲، ۱۳۰۹، الجهشیاری ۹۳، ابن خلکان عربی متن ۲X۲۷، انگریزی ترجمہ IV/385۔

(۲) بلاذری فتوح البلدان ۴۴۱۔

(۳) طبری ۲X۱۲۷۵۔

Marfat.com

معاویہ بن مہلب کو خاص طور پر محمد بن قاسم کو گرفتار کرکے لانے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ قبیلہ "عتک" کے ایک اور شخص کو بھی محمد بن قاسم کے قید ہونے کی صورت میں مزید نگرانی کرنے کے لئے بھیجا گیا (۱)۔

سنیچر کے دن ۱۳۔ جمادی الاخر سنہ ۹۶ ہجری (۲۳ فروری سنہ ۷۱۵ع) کو ولید کا انتقال ہوا (۲)۔ اور اسی دن سلیمان نے بیعت لے کر (۳) حکومت اور تختِ خلافت پر قبضہ کیا۔ چونکہ سلیمان کو حجاج کے افسروں اور متعلقین سے خدشہ تھا اسی وجہ سے غالباً محمد بن قاسم کی معزولی، سندھ کے نئے گورنر کی تقرری اور اس کے عملے کی سندھ کی طرف روانگی بھی اسی تاریخ کے فوراً بعد ہوئی ہوگی۔

فتحنامہ کے بیان کے مطابق محمد بن قاسم اس وقت ہندوستان فتح کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا اور اس کا لشکر اودھاپر میں منزل انداز تھا کہ اسے دارالخلافہ سے معزولی کا حکم ملا۔ اس حکم کے ملتے ہی محمد بن قاسم واپس ہوا اور

---

(۱) بلاذری فتوح البلدان ۴۴۰-۴۴۱۔ مزید دیکھئے اگلے صفحہ پر نقل کردہ محمد بن قاسم کے اشعار۔

(۲) طبری (۲X۱۲۶۹) لکھتا ھے کہ سارے سیرت نگار متفق ھیں کہ ولید نے سنہ ۹۶ ہجری وسط جمادی الاخر میں سنیچر کے دن انتقال کیا۔ حساب کے مطابق سنیچر کے دن ۱۲ جمادی الاخر سنہ ۹۶ ہجری تھا۔

(۳) طبری ۲X۱۲۸۱۔

Marfat.com

اس حکم کی تعمیل میں خود کو نئے گورنر کے سامنے پیش کیا جس نے اسے گرفتار کرلیا۔ اپنی گرفتاری کے موقع پر محمد بن قاسم نے مندرجہ ذیل اشعار کہے جس سے نئے گورنر اور اس کے عملے کی روش اور محمد بن قاسم کے تاثرات پر روشنی پڑتی ہے :-

۱- أَتَنْسىٰ بَنُو مَرْوَانَ سَمْعِي وَطَاعَتِي
وَإِنِّي عَلَىٰ مَا فَاتَنِي لَصَبُورُ

۲- فَتَحْتُ لَهُمْ مَا بَيْنَ سَابُورِ بِالْقَنَا
إلى الهِنْدِ مِنْهُمْ زَاحِفٌ وَمُغِيرُ

۳- فَتَحْتُ لَهُمْ مَا بَيْنَ جُرْجَانَ بِالْقَنَا
إلى الصِّيْنِ أَلْقَى مَرَّةً وَأُغِيرُ

۴- لَوْ كُنْتُ أَجْمَعْتُ الْقَرَارَ، لَوُطِئَتْ
إِنَاثٌ أُعِدَّتْ لِلْوَغَىٰ وَذُكُورُ

۵- وَمَا دَخَلَتْ خَيْلُ السَّكَاسِكِ أَرْضَنَا
وَلَا كَانَ مِنْ عَكٍّ عَلَيَّ أَمِيرُ

۶- وَلَا كُنْتُ لِلْعَبْدِ الْمَزُونِيِّ تَابِعاً
فَيَالَكَ دَهْرٌ بِالْكِرَامِ عَثُورُ (۱)

---

(۱) مرزبانی (معجم ص ۴۱۲) نے محمد بن قاسم کے یہ سارے اشعار (آخری تین اشعار کی روایت تھوڑے ہیر پھیر سے) نقل کئے ہیں - آخر کے تین اشعار بلاذری (فتوح البلدان ص ۴۴۱) اور ابن الاثیر (۴X۲۸۲) نے نقل کئے ہیں اور یہاں یہ بلاذری کی روایت کے مطابق دیئے گئے ہیں -

Marfat.com

[۱- کیا بنو مروان کا خاندان (یعنی خلیفہ سلیمان) میری مکمل وفاداری فراموش کرچکا ہے حالانکہ میں اپنی حق تلفی پر صابر ہوں۔ ۲- ان کے لئے میں نے نیزوں سے حملے کر کے (ایران کے شہر) سابور اور (مشرق کی طرف) سرحد ہند (مکران) کا درمیانی ملک فتح کیا ۳- اور ان کے لئے (ایران میں) جرجان سے لے کر چین (کی سرحد) تک کا درمیانی علاقہ نیزوں کے مسلسل حملوں سے فتح کیا۔ ۴- (یہاں سندھ میں) اگر میں (اس کے خلاف) مقابلہ کرنے کا فیصلہ کرتا تو کتنے ہی جنگجو مرد اور عورتیں برباد ہوجاتیں ۵- اور نہ سکسکی فوجیں ہی ہماری حد میں داخل ہوتیں اور نہ ہی "عک" قبیلہ کا ایک شخص مجھ پر یوں حکم چلاتا ۶- اور نہ پھر ایک مزونی غلام (یعنی معاویہ بن مہلب) کا میں تابع ہوتا۔ مگر افسوس اے دنیا! تیری اچھوں کے ساتھ برائیاں! !]

اپنے ان اشعار میں محمد بن قاسم نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے ان سے واضح طور پر مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں :-

(۱) محمد بن قاسم کو حکمران خاندان سے اپنی وفاداری پر پورا اعتماد تھا اسی وجہ سے اسے خلیفہ کی طرف سے کسی بھی ایذا رسانی کا کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ اس کے اس اعتماد کے خاص اسباب تھے۔ ایک تو محمد بن قاسم ۱۵ سال کی چھوٹی عمر میں ایران کا فوجی کمانڈر مقرر ہوا جہاں اس نے کُرد قبائل کی بغاوت کو کامیابی کے ساتھ دبایا اور سابور اور جرجان کے علاقے فتح کئے (جیسا کہ اس کے شعر سے ظاہر

Marfat.com

ہے)، شیراز کا شہر بسا کر اسے حکومت اور تجارت کا مرکز بنایا اور آخر میں شہر رے پر حملہ کرنے کے لئے فوج تیار کر رہا تھا کہ (۱) اسے سندھ فتح کرنے کے لئے کمانڈران چیف مقرر کردیا گیا اور وہ شیراز سے فوراً سندھ کی طرف روانہ ہوا اس کے بعد اس کا باقی سارا وقت سندھ کی فتوحات میں گذرا۔ ایک کامیاب فوجی جرنیل کی حیثیت سے ان مہمات میں مشغول رہنے اور حکومت کے سیاسی دائرے سے دور رہنے کی وجہ سے محمد بن قاسم کا مرکزی سیاست سے کوئی واسطہ نہ تھا اور اسی وجہ سے اس کا دامن سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے پاک تھا۔

دوسرے یہ کہ ہرچند یہ ثابت ہے کہ حجاج کی طرف سے اسے سلیمان کی بیعت ترک کرنے کا خط مل چکا تھا لیکن یہ ثابت نہیں ہے کہ محمد بن قاسم نے اس پر عمل بھی کیا تھا۔ یہ خط غالباً حجاج نے اپنے زندگی کے آخری دنوں میں لکھا تھا اور اس خط کے محمد بن قاسم کے پاس پہنچنے تک کے درمیانی عرصے میں شاید وہ بیمار پڑا اور ابھی محمد بن قاسم نے اس پر عمل بھی نہ کیا تھا کہ وہ فوت ہوگیا۔ اگر محمد بن قاسم سلیمان کی بیعت ترک کردیتا تو ان اشعار میں اس کی مکمل وفاداری کا دم نہ بھرتا۔

---

(۱) محمد بن قاسم نے صرف دو سال کے اندر ایران میں یہ کارنامے انجام دیئے جن کی تفصیل کے لئے دیکھئے ہمارا انگریزی مضمون بعنوان "محمد بن قاسم کے خاندان اور شخصیت کا مطالعہ" اسلامک کلچر بابت ماہ اکتوبر ۱۹۵۳ع حیدرآباد دکن ص ۲۰۱-۲۵۵۔

Marfat.com

تیسرے یہ کہ اپنے فرائض کی دھن اور فوجی کارروائیوں میں منہمک رہنے کی وجہ سے محمد بن قاسم مرکزی سیاست سے قطعی بےخبر تھا اور ہزاروں میل دور ہونے کی وجہ سے اسے حجاج کی پیدا کردہ عداوتوں کا کوئی علم نہیں تھا اسی وجہ سے اسے نئے خلیفہ سے کسی انتقامی کارروائی کا کوئی اندیشہ نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے معزولی کے حکم کی بلا چون چرا تعمیل کی اور سندھ کے نئے مقرر کردہ گورنر کے سامنے حاضر ہوکر خود کو پیش کیا۔

(۲) اس کے ان اشعار سے یہ بھی ثابت ہوتا ھے کہ اس نے اپنی وفاداری اور فرمان برداری کا مکمل ثبوت دیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھ برا سلوک نہ کیا جائے گا لیکن اگر اسے انتقامی کارروائی کا خوف ہوتا اور وہ مخالفت اور مقابلہ کا فیصلہ کرتا تو اسے اس کی پوری قوت حاصل تھی۔ اور اس حالت میں شاہی فوج قتل ہوتی اور نئے گورنر ابو کبشہ سکسکی کی فوج سندھ میں نہ داخل ہوسکتی۔ نہ وہ محمد بن قاسم کو گرفتار کرسکتے اور نہ قبیلۂ "عک" کا ایک معمولی شخص اس کا نگران ہوتا اور نہ ھی وہ معاویہ بن مہلب جیسے مزونی (قبیلہ ازد کے) غلام کا تابع ہوتا۔ محمد بن قاسم کے اس بیان میں صداقت تھی۔ سندھ ایک دور افتادہ ملک تھا جہاں مرکزی طاقت کا زور مشکل ھی سے چل سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اپنی اہلیت اور لیاقت کی وجہ سے وہ نہ صرف عرب فوجوں میں مقبول تھا بلکہ اپنی رواداری، صلح اور

Marfat.com

شفقت کی وجہ سے اس نے مقامی حکمرانوں افسروں اور عوام کو بھی اپنا دوست اور ہمدرد بنا لیا تھا۔ اسی لئے مقامی باشندے اور اس کی فوج اس کے دست و بازو بن گئے تھے۔

لیکن باوجود اس صداقت اور ایثار کے محمد بن قاسم نے بغاوت سے منہ موڑا اور فرمان برداری کی راہ اختیار کی۔ اسے گرفتار اور قید کرنے کے بعد یقیناً شاہی افسروں نے اس کے ساتھ انتقامی سلوک کیا ہوگا۔ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کے بیٹے معاویہ بن مہلب نے جسے خاص طور پر محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے لانے کے لئے مامور کیا گیا تھا، وہ محمد بن قاسم کو کھال میں لپیٹ کر اور ہتھکڑیاں پہنا کر لے گیا (۱)۔ محمد بن قاسم کی اس تذلیل اور برے برتاؤ کے ساتھ اسے لے جانے کے حادثہ نے سندھ کے مقامی باشندوں کو بھی رنجیدہ کر دیا۔ چنانچہ بلاذری لکھتا ہے کہ اس پر ہندوستان والے روئے اور گجرات کے شہر "کیرا" میں محمد بن قاسم کی یادگار میں اس کی تصویریں بنائی گئیں (۲)۔

محمد بن قاسم کو اپنی گرفتاری کی حالت میں انتقامی

---

(۱) یعقوبی (۲/۳۰۶) نے غلطی سے معاویہ بن مہلب کی بجائے حبیب بن مہلب لکھا ہے، مگر محمد بن قاسم کے ساتھ اس کئے ہوئے برتاؤ کے بارے میں کہتا ہے کہ "البسه المسوح وحبسه"۔ بلاذری (فتوح البلدان ص ۴۴۰) نے صحیح طور پر معاویہ بن مہلب کا نام لکھا ہے۔

(۲) بلاذری فتوح البلدان ص ۴۴۰۔

Marfat.com

کارروائیوں کی پرواہ نہیں تھی لیکن اس نئی حکومت کی غیر دانشمندانہ پالیسی کا افسوس ھوا اور اس نے اپنے ھمعصر شاعر عبداللہ بن عمر العرجی کا (۱) یہ شعر مثال کی طور پر پڑھا (۲) :-

اَضَاعُونِی وَ اَی فَتَی اَضَاعُوا
لِیَومِ کَرِیہَۃٍ وَسِدَادِ ثَغرِ

یعنی کہ : مجھے ضایع کیا، اور کیسے جوان مرد کو ضایع کیا کہ (جو جنگ کے) کسی نازک دن اور سرحد کی حفاظت کے لئے (کام آتا)۔

لیکن سلیمان اور اس کے مشیروں کے جذبۂ انتقام نے نہ ملکی اور قومی مصلحتوں کو پیش نظر رکھا اور نہ جوان مردوں کی قدر کی۔ چنانچہ افریقہ کا فاتح موسیٰ بن نصیر، چین کا فاتح قتیبہ بن مسلم اور سندھ و ھند کا فاتح محمد بن قاسم، تینوں نئے حکمرانوں کے شدید تعصب اور انتقام کا شکار ھوئے۔

معاویہ بن مہلب نے اپنے قیدی محمد بن قاسم کو لےجا کر

---

(۱) تصدیق آغا جانی جلد ۱۰، ص ۲۰، حریری درۃ الخواص ۶۷، اور خفاجی، شرح درۃ الخواص (آخیر کے دو حوالے بشکریہ استاذ عبدالعزیز میمن سابق پروفیسر و صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)۔

(۲) بلاذری فتوح البلدان ص ۴۴۰ اور ابن الاثیر ۲۶۰X۴، ان دونوں کتب میں شاعر کا نام نہیں دیا گیا۔

Marfat.com

عراق کے مرکزی شہر واسط میں عراق کے افسر مال صالح بن عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کیا کیونکہ آل ابی عقیل کے لوگوں کو قید میں تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنے کا کام اسی کے سپرد تھا۔ صالح نے ان قیدیوں کو عذاب دینے کے لئے ایک خاص افسر مامور کیا تھا اور چونکہ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کو حجاج کے خاندان سے اس کے مظالم کا خاص طور پر بدلہ لینا تھا اس لئے شاید اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صالح نے ان قیدیوں کو عذاب دینے کے لئے اس کے بھائی عبدالملک بن مہلب کو مقرر کیا (۱)۔ لیکن یہ قید و بند اور عذاب محمد بن قاسم جیسے جواں مرد کی ہمت اور حوصلے نہ پست کرسکے اور اس بےبسی کی حالت میں بھی اس نے یہ اشعار کہے :-

فَلَئِنْ ثَوَیْتُ بِوَاسِطٍ بِأَرْضِهَا
رَهْنَ الْحَدِیْدِ مُکَبَّلًا مَغْلُوْلًا
فَلَرُبَّ فِتْیَةِ فَارِسٍ قَدْ رُعْتُهَا
وَلَرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَکْتُ قَتِیْلًا (۲)

یعنی: ھوچند کہ (اس وقت میں) شہر اور سرزمین واسط میں آھنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں لیکن (ایسا بھی وقت تھا کہ) میں نے ایران کے کتنے ھی شہسوار زیر

---

(۱) طبری ۲X۱۲۸۳، ابن خلدون ۳X۶۸، اور ابن خلکان عربی متن ۲X۱۷۲، اور انگریزی ترجمہ IV/183۔

(۲) بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۴۱، ابن الاثیر ۴X۲۸۲۔

Marfat.com

گئے ہیں اور کتنے ہی اپنے جیسی پہلوانوں کو مردانہ وار پچھاڑا ہے۔

چونکہ صالح کو محمد بن قاسم اور دوسروں کو سخت عذاب دے کر تڑپا تڑپا کے ہلاک ہی کرنا تھا اِسی وجہ سے واسط کے اسی ہیبتناک قیدخانے میں محمد بن قاسم اپنے حوصلوں کو قایم رکھتا ہوا صبر و شکر کے ساتھ جاں بحق ہوا۔ قرائن سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ المناک حادثہ سنہ ۹۶ھ/۱۵ءع کے نصف میں وقوع پذیر ہوا۔ بہرحال محمد بن قاسم کا یہ دردناک انجام مرکزی سیاست کی تبدیلی اور نئے حکمرانوں کے جذبۂ انتقام کی وجہ سے ہوا جس کا داھر کی بیٹیوں کے من گھڑت افسانے سے کوئی تعلق نہیں (ن۔ب)۔

۳۰۶/[۲۴۷] مخلص کتاب : منہاج‌الدین.....عین‌الملک :
متن ص ۳۰۷ کے حاشیہ ۱- میں وضاحت کردی گئی ہے کہ یہ عنوان ہے اور نسخہ (ن) میں بھی یہ پورا فقرہ عنوان کے طور پر دیا گیا ہے۔ لیکن فارسی ایڈیشن میں [ص ۲۴۷] پر اس پورے فقرے کی بجائے صرف "مخلص کتاب" کی مختصر عبارت کو عنوان کے طور پر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے نیچے کی عبارت میں الجھاؤ پیدا ہوگیا ہے اور اسی لئے فاضل ایڈیٹر نے اس پورے بیان کو "مضطرب اور مخرب" قرار دیا ہے۔

دوسرے اس عنوان کے تحت فارسی مترجم علی کوفی نے اپنے اس فارسی ترجمے کے لئے جو نام لقب کے طور پر منتخب

Marfat.com

کیا ہے، اس کا ذکر کیا گیا ہے اور جو اصل کتاب عربی میں تھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا فارسی زبان کی رنگین عبارت میں ترجمہ کرنے کی ضرورت بیان کی ہے۔ اس لئے اس عنوان سے مراد ہے "مخلص کتاب فلاں"۔ چنانچہ اسی وجہ سے "منہاج الدین والملک، الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" باوجود طوالت کے مترجم کی طرف سے اس فارسی ترجمہ کا منتخب کردہ لقب ہے۔ فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر نے اس لقب کے آخری حصے یعنی "الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" کو نیچے کی عبارت میں زائد سمجھ کر متن سے خارج کر دیا ہے، حالانکہ سارے نسخوں میں یہ لقب موجود ہے۔

کتاب کے جملہ قلمی نسخوں میں اس عنوان والے فقرہ کا پہلا لفظ "منہاج الدین" کی بجائے "سماءالدین" ہے اور اسی وجہ سے فارسی ایڈیشن میں بھی "سماءالدین" درج کیا گیا ہے۔ لیکن اس عنوان کے نیچے جو عبارت ہے اس میں جملہ قلمی نسخوں کے مطابق شروع کا لفظ "منہاج الدین" ہی دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے اسی صاف عبارت کی بنا پر عنوان میں بھی "سماءالدین" کی جگہ پر "منہاج الدین" کو ترجیح دے کر درج کیا ہے۔ برٹش میوزیم کے قلمی نسخوں میں "منہاج الدین" اور منہاج الدین و الملک" کی عبارتوں کی بنیاد پر ریو (Rieu) نے اس کتاب کے یہی نام تسلیم کئے ہیں۔ (دیکھئے فہرست ریو، جلد ۳، ص ۹۴۹-No 435)۔

Marfat.com

اس عنوان کا دوسرا لفظ کتاب کے جملہ قلمی نسخوں کے مطابق، جو کہ فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر کے زیر مطالعہ تھے، "عین الملک" کی بجائے "علاءالملک" ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۴۷، حاشیہ ۱۰) لیکن فاضل ایڈیٹر نے "علاءالملک" کی بجائے "عین الملک" کو قرین قیاس سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ نسخہ (ن) میں واضح طور پر لفظ "عین الملک" ہی ہے اور اسی وجہ سے ہم نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ "عین الملک" صحیح اور اصل لفظ ہے کیونکہ کتاب کی ابتدا میں ص ۱۳-۱۴ [۱۱-۱۲] پر مترجم علی کوفی نے اپنے اس ترجمے کو اپنے مربیوں مرحوم وزیر شرف الملک رضی الدین ابوبکر بن محمد الاشعری اور اس کے حیات فرزند وزیر عین الملک فخرالدین حسین بن ابی بکر الاشعری سے منسوب کیا ہے۔ کتاب مکمل کرنے کے بعد اسے پھر کوئی خیال آیا چنانچہ اپنے اس ترجمے کو اس نے اپنے زندہ مربی وزیر عین الملک کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اس کے نام پر "منہاج الدین والملک، الحضرة الصدر الاجل العالم عین الملک" کا لقب دیا۔

یہاں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاھئے کہ "منہاج الدین..... عین الملک" کتاب کا لقب ہے نام نہیں۔ اس بارے میں خود مترجم نے اصل فارسی متن ص ۲۴۷ میں "ملقب است" کے الفاظ استعمال کئے ھیں "مسمیٰ است" نہیں"۔ دوسرے اس لقب میں مترجم کے مربّی وزیر عین الملک کا خطاب استعمال ھوا

Marfat.com

ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لقب خود مترجم نے اپنے کئے ہوئے فارسی ترجمے کے لئے ایجاد کیا ہے اور یہ اس کتاب کا اصل لقب نہیں ہے۔

مترجم کی جانب سے اپنے ترجمہ کے لئے اتنا طویل لقب اختیار کرنا جو کہ "منہاج الدین والملک" جیسے دقیق لفظوں سے شروع ہوتا ہے البتہ تعجب خیز ہے۔ لیکن اس سے پہلے ص ۳۶۰ پر تشریحات و توضیحات ۱۰/[۹] میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا جاچکا ہے کہ مترجم کے زمانے میں ایسے القاب کا کہ جن کے آخر میں "دین" ہے کافی رواج تھا اسی وجہ سے اپنی طرف سے مترجم نے ہر جگہ ایسے اقسام کے القاب استعمال کئے۔ چنانچہ محمد بن قاسم کے لئے "عمادالدین" اور "کریم الدین" کے القاب اختراع کئے حالانکہ محمد بن قاسم کی کنیت "ابوالبہار" تھی جس سے مترجم ناواقف تھا۔ اسی طرح ص[۱۲] پر مترجم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابی حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضہ کے لئے بھی "کریم الدین" کا لقب استعمال کیا ہے ص[۲۳۰] پر محمد بن قاسم کی جانب سے مقرر کئے ہوئے قاضی موسیٰ بن یعقوب کے لئے بھی "برہان الملت والدین" کا لقب اختیار کیا ہے اور ص[۹] پر قاضی کی اولادوں میں سے قاضی اسمٰعیل کے لئے "کمال الملۃ والدین" کا لقب استعمال کیا ہے۔ القاب استعمال کرنے کے اسی شوق و شغف کے تحت مترجم علی کوفی نے اپنے اس فارسی ترجمے کے لئے

Marfat.com

بھی "منہاج الدین والملک الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" جیسا طویل لقب ایجاد کیا۔ جس میں عام مروجہ القاب کی خوبی اور اس کے مربّی وزیر عین الملک کی خوشنودی دونوں کا امتزاج تھا (ن۔ب)۔

Marfat.com

Marfat.com

تشریحات و توضیحات -۲

"تشریحات و توضیحات" میں سے مندرجہ ذیل دو عبارتیں ترجمہ سے رہ گئی تھیں، جن کو بالترتیب ص ۳۶۴ اور ص ۴۷۸ سے ملاکر پڑھیں۔

صفحہ ۳۶۴

۱۱/[۹] اسمٰعیل بن علي۰۰۰بن شیبان الثقفی: صرف نسخۂ **پ** کے مطابق "یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان" ہوگا مگر دوسرے جملہ نسخوں میں "یعقوب بن طائی بن موسیٰ بن محمد بن شیبان" ہے۔ ہم نے **پ** کی روایت کو ترجیح دی ہے، کیونکہ ص [۲۳۰] پر بھی **پ** اور دوسرے جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت "یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں **پ** کی عبارت کو نظرانداز کرکے، باقی نسخوں کی عبارت "یعقوب بن طائی بن موسیٰ بن محمد بن شیبان" اختیار کی گئی ہے، جسے ص[۲۳۰] پر جملہ نسخوں کی عبارت سے مطابقت نہیں دی جاسکتی۔ (ن-ب)

صفحہ ۴۷۸

۲۴۳/[۱۷۴] زیاد بن جلندیٰ ازدی: اصل متن میں "زیاد بن جلیدی ازدی" تحریر تھا، مگر ہم نے "جلیدی" کی تصحیح "جلندیٰ" مناسب سمجھ کر متن میں رکھا ہے، مگر "جلیدی"، "الحواری" کی بگڑی ہوئی صورتخطی بھی ہوسکتا ہے، اور اسی وجہ سے اس نام کو "زیاد بن الحواری ازدی" بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ غالباً یہ وہی شخص "زیاد بن الحواری العتکی" ہے، جس کا بیان اس کے بعد ص ۲۶۱/[۱۸۷] پر آتا ہ، کیونکہ "العتکی" کی نسبت "بنو العتیک بن الازد" کی طرف ہے، اور اسی وجہ سے "عتکی" نسبت کے شخص کو "ازدی" بھی کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہم نے حاشیہ ص ۲۶۱/[۱۸۷] پر واضح کیا ہے کہ یہ شخص "زیاد" نہیں، بلکہ اس کا بیٹا "الحواری بن زیاد" ہونا چاہئے۔(ن-ب)

Marfat.com

کتابیات

"تشریحات و توضیحات" اور متن کے حواشی میں جن کتابوں کے حوالے مصحح (ن-ب) کی جانب سے دیے گئے ہیں، ان کے مکمل نام سلسلیوار اس فہرست میں درج ہیں۔ کتاب میں مصنف یا کتاب کا حوالہ جس طرح دیا گیا ہے، اس طرح فہرست میں بھی ان کی ابتدا کی گئی ہے۔ اکثر کتابوں کی ابتدا مصنف کے نام سے کی گئی ہے، مزید شناخت کے لیے، عربی کتاب کے لیے "ع"، فارسی کتاب کے لیے "ف" انگریزی کتاب کے لیے "گ" کے مخففات مقرر کیے گئے ہیں۔ انگریزی کتابوں کے نام، فہرست میں ترجمہ کر دیے گئے ہیں۔ (ن-ب)

ع ۱۔ الاغانی: کتاب الاغانی، قاہرہ، ۱۳۲۳ھ

ع ۲۔ الامدی: المؤتلف و المختلف، تصحیح 'سالم کرنکوی' (KrenKow)، قاہرہ

ع ۳۔ الاخبارالطوال، مطبع بریل، لیڈن (ہالنڈ)، ۱۸۸۸ع

ع ۴۔ ابن الاثیر: کتاب الکامل فی التاریخ، مطبع بولاق

ف ۵۔ ابن حامد کرمانی: تاریخ کرمان "عقدالعلی للموقف الاعلی"، طہران، ۱۳۱۱ شمسی

ع ۶۔ ابن حجر عسقلانی: کتاب الاصابۃ فی تمییزالصحابۃ، تین جلد، قاہرہ ۱۳۲۸ھ

ع ۷۔ ابن حزم: جمهرة انساب العرب، قاہرہ، ۱۹۴۸ع

ع ۸۔ ابن حوقل: کتاب المسالک و الممالک، مطبع بریل، لیڈن، ۱۸۷۲ع

ع ۹۔ ابن خردازبہ: کتاب المسالک و الممالک، لیڈن

ع ۱۰۔ ابن خلدون: تاریخ۔ کتاب العبر۔ الخ، قاہرہ ۱۲۸۴ھ

Marfat.com

ع ۱۱۔ ابن خلکان: (۱) وفیات الاعیان، عربی متن، المطبعۃ المیمنیۃ، قاہرہ ۱۳۱۰ھ (۲) انگریزی ترجمہ د۔سلین (De Slane)، پیرس۔لنڈن ۱۸۴۳-۷۱ء
ع ۱۲۔ ابن درید: کتاب الاشتقاق، غوتنجن، جرمنی، ۱۸۵۴ء
ع ۱۳۔ ابن رستہ: کتاب الاعلاق النفیسۃ، لیڈن، ۱۹۰۳ء
ع ۱۴۔ ابن عبدربہ: العقد الفرید، قاہرہ، ۱۳۰۲ھ
ع ۱۵۔ ابن عساکر: التاریخ الکبیر، دمشق، ۱۳۳۲ھ
ع ۱۶۔ ابن قتیبۃ: طبقات الشعر و الشعراء، لیڈن، ۱۹۰۳ء
ع ۱۷۔ ابن قتیبۃ: عیون الاخبار، دارالکتب، قاہرہ، ۱۹۲۵ء
ع ۱۸۔ ابن قتیبۃ: کتاب المعارف، غوتنجن، ۱۸۵۰ء
ع ۱۹۔ ابن الوردی: خریدۃ العجائب، قاہرہ، ۱۲۸۵ھ
ع ۲۰۔ ابوحیان التوحیدی: کتاب الامتاع و المؤانسہ، قاہرہ، ۱۹۴۲ء
ع ۲۱۔ ابو زید: کتاب النوادر، طبع بیروت
ع ۲۲۔ ابو علی القالی: (۱) کتاب الامالی، اور (۲) ذیل الامالی، طبع دارالکتب، قاہرہ
گ ۲۳۔ اسلامک کلچر (مخزن)، حیدرآباد دکن: مقالات نبی بخش خان بلوچ
۱۔ "ہندوستان پر عرب حملوں کے سنہ تاریخ"، ماہ جولاء ۱۹۴۶ء
۲۔ "دیبل کا ممکن محل وقوع"، ماہ جولاء ۱۹۵۲ء
۳۔ "محمد بن قاسم کا خاندان اور شخصیت کا مطالعہ" ماہ اکتوبر ۱۹۵۳ء
ع ۲۴۔ الاصطخری: کتاب مسالک و الممالک، لیڈن ۱۸۷۰ء
گ ۲۵۔ امپیریئل گزیٹیئر آف انڈیا، جلد ۱۴، لنڈن، ۱۹۰۸ء
گ ۲۶۔ الیٹ اور ڈائوسن: ہند کی تاریخ، مقامی مورخوں کی زبانی، جلد اول، لنڈن، ۱۸۶۷ء

Marfat.com

ع ۲۷۔ بخاری: التاریخ الکبیر، حیدرآباد دکن، ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۳ء

ع ۲۸۔ البدء والتاریخ، تصنیف ابو زید البلخی پیرس ۱۹۰۷ء

ع ۲۹۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ: انساب الاشراف (۱) جلد ۴، ۵، طبع یروشلم (۲) جلد ۱۱ عکسی طبع یوروپ

ع ۳۰۔ بلاذری: فتوح البلدان (۱) طبع لیڈن، ۱۸۶۶ء (۲) طبع قاہرہ، ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء

ع ۳۱۔ بیرونی: کتاب الہند (۱) عربی متن تصحیح سخاؤ (۲) انگریزی ترجمہ سخاؤ، لنڈن، ۱۸۸۸ء

ع ۳۲۔ بیرونی: کتاب الجماہر فی معرفۃ الجواہر، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، ۱۳۵۵ھ

گ ۳۳۔ پوسٹنس کیپٹن: سندھ کے متعلق ذاتی رائے، لنڈن، ۱۹۴۳ء

ع ۳۴۔ تاج العروس، مشہور عربی لغت، طبع قاہرہ

ف ۳۵۔ تاریخ بیہقی، تصنیف بیہقی معروف بابن فندق، طہران، ۱۳۱۷ شمسی

ف ۳۶۔ تاریخ گزیدہ، حمد اللہ مستوفی، گب میموریل، لنڈن

ف ۳۷۔ تاریخ نامہ ہرات، تالیف ہروی، کلکتہ ۱۹۴۳ء

ع ۳۸۔ تقی الدین حموی: ثمرات الاوراق فیما طاب من نوادر الادب وراق، قاہرہ، ۱۳۰۲ھ

ف ۳۹۔ تحفۃ الکرام، جلد ۳، مطبع ناصری، دہلی

ع ۴۰۔ جاحظ: رسالۃ فی بنی امیۃ (مطبوعۃ فی آخر "کتاب النزاع و التخاصم" للمقریزی)، قاہرہ

ع ۴۱۔ جاحظ: کتاب البیان و التبیین، قاہرہ، ۱۳۴۵/۱۹۲۶ء

ع ۴۲۔ جاحظ: کتاب الحیوان، قاہرہ، ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

ع ۴۳۔ الجہشیاری: کتاب الوزراء و الکتاب، قاہرہ، ۱۹۳۸ء

ع ۴۴۔ جوالیقی: کتاب المعرب من الکلام الاعجمی علی حروف المعجم، لیزگ، ۱۸۶۷ء

ع ۴۵۔ حافظ عبدالغنی: کتاب مشتبہ النسبۃ، الہ آباد، ۱۳۲۷ھ

Marfat.com

ف ۶۴۶۔ حدود العالم من المشرق الی المغرب، طہران، ۱۳۵۲ شمسی
ع ۶۴۷۔ حریری: درۃ الغواص، مطبع الجوائب، استنبول، ۱۲۹۹ھ
ع ۶۴۸۔ حمزہ اصفہانی: سنی ملوک الارض والانبیاء، کاویانی پریس، برلن
ع ۶۴۹۔ خطیب تبریزی: کتاب تہذیب الالفاظ، بیروت، ۱۸۹۵ع
ع ۶۵۰۔ الخفاجی: شرح درۃ الغواص، مطبع الجوائب، استنبول، ۱۲۹۹ھ
ع ۶۵۱۔ الخفاجی: شفاء الغلیل فیما فی کلام العرب من الدخیل، قاہرہ، ۱۲۸۲ھ
ع ۶۵۲۔ الدمیری: حیاۃ الحیوان، قاہرہ، ۱۳۱۹ھ
ع ۶۵۳۔ دیوان رؤبۃ بن العجاج، برلن، ۱۹۰۳ع
ع ۶۵۴۔ دیوان عامر بن طفیل، گب میموریل، لنڈن
ع ۶۵۵۔ دیوان فرزدق، (۱) طبع پیرس، ۱۸۷۰ع (۲) طبع قاہرہ، ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ع (۳) طبع میونچ، ۱۹۰۰ع
گ ۶۵۶۔ ڈان اخبار، کراچی، مؤرخہ ۲۹۔ اپریل ۱۹۵۱ع
گ ۶۵۷۔ راورٹی: سندھ کا مہران اور اس کی نہریں، جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بینگال، کلکتہ، ۱۸۸۲ع
گ ۶۵۸۔ رے: شمال مغرب ہندوستان کی سلسلیوار تاریخ، کلکتہ، ۱۹۳۶ع
ع ۶۵۹۔ سمعانی: کتاب الانساب، گب میموریل، لنڈن
ع ۶۶۰۔ سمط اللالی، صنع عبدالعزیز المیمنی، قاہرہ، ۱۳۵۴/۱۹۳۶ع
ع ۶۶۱۔ سیوطی جلال الدین: تاریخ الخلفاء، مطبع منیریہ، قاہرہ، ۱۳۵۱ع
گ ۶۶۲۔ سیوطی جلال الدین: کشف الصلصلۃ عن وصف الزلزلۃ، انگریزی ترجمہ، اے۔ سپرنگر، جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بینگال، ۱۸۴۳ع

Marfat.com

ع ۶۳۔ شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، تالیف ابن عماد الحنبلی، قاہرہ، ۱۳۵۰/۱۹۳۱ء
ع ۶۴۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر: تاریخ الرسل و الملوک، مطبع بریل، لیڈن
ع ۶۵۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر: ذیل المذیل من تاریخ الصحابة و التابعین، تاریخ طبری جلد ۲ کے آخر میں چھپا ہوا، لیڈن
ع ۶۶۔ العسکری: دیوان المعانی، قاہرہ، ۱۳۵۲ھ
ع ۶۷۔ عمادالدین: عیون الاخبار (قلمی)
ع ۶۸۔ عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب، تالیف احمد بن علی الداؤدی، بمبئی، ۱۳۱۸ھ
ع ۶۹۔ العیون والحدائق فی اخبارالعقائق، لیڈن، ۱۸۶۵ء
گ ۷۰۔ فرشتہ: تواریخ فرشتہ، انگریزی ترجمہ، برگس
ع ۷۱۔ قدامة بن جعفر: کتاب الخراج، مطبع بریل، لیڈن
ع ۷۲۔ قلادة النهرفی و فیات اعیان الدهر (قلمی نسخہ کتبخانہ پیر جھنڈہ)
ع ۷۳۔ قلقشندی: صبح الاعشی، مطبعة امیریه، قاہرہ
ع ۷۴۔ الکتبی: فوات الوفیات، قاہرہ، ۱۲۸۳/۱۲۹۹ھ
گ ۷۵۔ کزنس ہینری: سندھ کے آثار قدیمہ، کلکتہ، ۱۹۲۹ء
گ ۷۶۔ کنیگھام: ہندوستان کا قدیم جغرافیہ، کلکتہ، ۱۹۲۴ء
گ ۷۷۔ لانگورتھہ ڈیمس: بلوچ قوم، رایل ایشیاٹک سوسائٹی، لنڈن، ۱۹۳۴ء
ع ۷۸۔ اللسان: لسان العرب، مشہور عربی لغت، طبع قاہرہ
ع ۷۹۔ المبرد: الکامل فی الادب، لپزگ، ۱۸۶۴ء
ف ۸۰۔ مجمل التواریخ و القصص، طہران، ۱۳۱۸ شمسی
ع ۸۱۔ المحاسن والمساوی، تصنیف البیهقی، قاہرہ، ۱۳۲۵/۱۹۰۶ء
ع ۸۲۔ محاضرات راغب اصفہانی، قاہرہ ۱۲۸۲ھ

Marfat.com

ف ۸۳۔ محب اللہ بکری: تاریخ سندہ (قلمی نسخہ مولانا محمد ابراہیم گڑھی یاسینی)
ع ۸۴۔ محمد بن حبیب: کتاب المحبر، حیدرآباد دکن
ع ۸۵۔ مرزبانی: معجم الشعراء، تصحیح 'سالم کرنکوی'، قاہرہ، ۱۳۵۴ھ
ع ۸۶۔ المسعودی: التنبیہ والاشراف، لیڈن، ۱۸۹۴ع
ع ۸۷۔ المسعودی: مروج الذہب، پیرس ایڈیشن
ف ۸۸۔ معصومی: تاریخ معصومی، تالیف میر محمد معصوم، تصحیح شمس العلماء ع۔ م۔ داؤدپوٹہ، بمبئی، ۱۹۳۸ع
ع ۸۹۔ مقدسی: احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، لیڈن، ۱۸۷۷ع
ع ۹۰۔ مقدسی، محمد بن طاہر: جمع بین رجال الصحیحین، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۳ھ
گ ۹۱۔ مقدمہ جوامع الحکایات، ڈاکٹر نظام الدین، لنڈن ۱۹۳۹ع
ع ۹۲۔ منقری، نصر بن مزاحم: کتاب الصفین، طہران
گ ۹۳۔ مونیر-ولیم: سنسکرت-انگلش ڈکشنری، آکسفورڈ، ۱۸۹۹ع
ع ۹۴۔ نقائض جریر والفرزدق، لیڈن ۱۲-۱۹۰۸ع
ع ۹۵۔ النویری: نہایۃ الارب، دارالکتب، قاہرہ
ع ۹۶۔ ہمدانی، ابن الفقیہ: کتاب البلدان، لیڈن، ۱۸۸۵ع
گ ۹۷۔ ہوڑی والا: ہندی-مسلم تاریخ متعلق مطالعات، بمبئی، ۱۹۳۹ع
گ ۹۸۔ ہیگ، میجر جنرل: سندھو کے دوآبہ والا علائقہ، لنڈن، ۱۸۹۴ع
ع ۹۹۔ الیعقوبی: تواریخ ابن الواضع الیعقوبی، لیڈن، ۱۸۸۳ع
ع ۱۰۰۔ یاقوت: کتاب المشترک وصفا و المفترق صقعا، غوتنجن، ۱۸۴۵ع
ع ۱۰۱۔ یاقوت: معجم البلدان، ایڈٹ ووسٹنفیلڈ، لپزگ

Marfat.com

فہرست رجال

الف

آبان بن حجاج ۴۳۲
آدم نبی ۳
آدم (بنی عبدالرحمان) ۵۳۸
آری پیر ۴۳۸
ابراھیم بن عبداللہ امام ۲۰۷، ۴۷۰-۴۷۱
ابن الاثیر ۳۶۲، ۴۳۷، ۵۳۲
ابن الاشعث (اور دیکھئے عبدالرحمان) ۴۴۲، ۵۳۳
ابن الاعرابی ۵۲۲
ابن بطوطہ ۳۶۹
ابن حامد، کرمانی ۴۱۹
ابن حجر ۴۱۸، ۴۶۸
ابن حزم ۴۴۵، ۴۹۶، ۵۰۶
ابن حوقل ۳۶۲، ۳۶۷، ۳۷۳، ۳۸۷، ۳۹۲، ۴۰۶، ۵۲۰، ۵۲۳
ابن خردازبہ ۳۷۳، ۵۲۳
ابن خلاص البکری ۱۰۸
ابن خلدون ۱۰۲، ۴۴۲-۴۴۴، ۴۷۲، ۵۳۲
ابن خلکان ۴۱۸، ۴۴۲، ۵۰۹، ۵۱۵، ۵۳۲
ابن درید ۴۴۵، ۳۸۱
ابن رستہ ۵۱۹، ۵۲۱، ۵۲۳
ابن زیاد العبدی ۳۰۶، ۴۱۳
ابن سعید ۳۷۹
ابن سلمہ ۱۰۶
ابن سوار (اور دیکھئے عبداللہ) ۱۰۳-۱۰۵، ۱۰۹
ابن شیبہ جدیدی ۳۰۷
ابن عساکر ۴۴۴
ابن علوان البکری ۳۰۸
ابن قتیبۃ ۱۰۵، ۴۱۹، ۴۲۵-۴۲۶
ابن القریہ ۴۱۹
ابن کندیر القشیری ۴۲۰
ابن مرہ (سنان بن سلمہ) ۱۰۹
ابن المعلیٰ (منذر بن جارود) ۱۰۹، ۳۲۶
ابن مغیرہ ۱۳۰، ۱۳۵، ۱۴۲
ابن منظر بحری ۱۳۲
ابن الوردی ۵۲۳
ابو ایوب ہاشمی ۲۶۸
ابوبکر بن محمد (دیکھئے شرف الملک)
ابوبکر الھذلی (دیکھئے ھذلی)
ابو البہاز (دیکھئے محمد بن قاسم)
ابوالحسن [مدائنی] ۱۰۲-۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۷، ۲۵۲

Marfat.com

ابو حکیم ۳۴۷-۳۴۹
ابو زید ۴۱۷
ابو صابر همدانی ۲۴۲
ابوالعاص ۹۶
ابوالعاص بن الحکم ۴۵۳
ابو العباس سفاح (خلیفة) ۴۲۳
ابو عقیل ۱۲۴، ۳۳۰
ابو الفتح البستی (شاعر) ۵۱۵
ابو الفتح قباچه، ناصرالدین ۳۶۰
ابو فضة القشیری ۲۴۶، ۲۵۱، ۳۱۱، ۵۰۴-۵۰۵
ابو الفضل ۳۷۰
ابو قیس ۲۶۰
ابو کبشه سکسکی ۵۴۳
ابواللیث (التمیمی هندی) ۱۵۵، ۲۵۲
ابومحمد (ابن‌السیرافی) ۴۳۶
ابومحمد هندی ۱۳۷، ۲۵۸، ۳۴۴، ۴۳۳
ابومسلم خراسانی ۴۴۶
ابومسهرعابی(؟) ۲۵۸، ۴۳۳
ابوموسیٰ اشعری ۱۳، ۹۶، ۳۶۴، ۵۵۰
ابی بن ارجن ۲۳۱
اجسین ۴۴
احمد میاں اختر، قاضی ۱۵۱، ۲۱۴، ۲۷۱
احمد بن خزیمة ۳۴۷
احنف بن قیس ۱۰۵، ۳۳۳-۳۳۴
ادریسی ۳۶۷
اردشیر ۳۸۶، ۴۰۳
ازدی ۵۰۶
اسحاق بن ایوب ۱۲۷، ۱۳۰
اسرهیل ۲۴۱
اسمٰعیل سومره، مخدوم ۴۷۳
اسمٰعیل بن اسلم ۱۱۶
اسمٰعیل بن علی ثقفی (قاضی) ۱۱، ۳۶۴
اسود (راوی) ۱۰۵
اسیار ۲۴۲
اصطخری ۳۶۷، ۳۷۳، ۳۸۷، ۵۲۳
اعورشنی (شاعر) ۴۲۴-۴۲۵
اکبر بادشاه ۴۶۹
اگهم (راجا) ۵۱-۵۶، ۵۹، ۷۰، ۹۰، ۳۸۷، ۳۹۱، ۴۷۲-۴۷۳
التمش ۳۶۵-۳۶۶
اللّٰه بخش خان میر ۳۹۸-۴۰۰
الیٹ ۳۷۱-۳۷۲، ۳۷۹-۳۸۰
امام علی شاه ۵۰۸
امیرخان نواب ۳۲۹
اویس بن قیس ۲۳۶
ایوب بن حکم ۴۳۰

Marfat.com

ب

بان، راجا (بانڑ) ۵۱۷
باهلة بنت سعد ۴۹۶
بنابر بن بجر ۲۲۳-۲۲۴
بجار جوکھیہ ۳۷۷
بجهاری ۲۴۱
بجہراء (راؤ گھرانے سے) ۴۴-۴۶
بجہرائے بن چندر (داہر کا چچازاد بھائی)۔ ۱۶۰-۱۶۳، ۱۶۹، ۴۵۶، ۴۵۸، ۴۶۱
بجہرائے طاکی ۳۳۹، ۳۹۵
بجہرائے (بجہرائے طاکی کا نواسہ) ۳۳۹-۳۴۰، ۳۹۵
بدھ ۵۷-۵۸
بدھ رکھو ۵۴، ۳۹۶-۳۹۷
بدھیمن ۲۱، ۳۹-۴۱، ۷۴، ۷۶، ۷۸، ۸۳، ۸۵-۸۸، ۹۱-۹۴، ۳۹۵
بدھینو ولد بھمن ڈھول: ۳۱، ۵۰۴
بدھی ورمن ۵۰۴
بدیل بن طہفة ۱۲۱-۱۲۵، ۱۲۸-۱۲۹، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۶، ۳۶۶، ۳۷۶، ۴۵۳، ۴۸۴
برنس ۳۷۱
بساس (بسباس) ۴۰۴-۴۰۵
برهاس بن کسائس ۶۶، ۶۸، ۴۰۷
بسامی ولد راسل ۱۷۴، ۲۲۶
بشر بن خالد ۱۲۵
بشر بن ڈھول ۲۴۰
بشر بن زیاد ۱۱۶
بشر بن عطیة ۲۴۳
بشر بن عیسیٰ ۱۱۷
بشر بن منقذ (اعورشنی) ۴۲۴
بکر بن وائل ۱۳۶
بلاذری ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۳۴، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۶۶، ۳۷۶، ۳۸۷-۳۸۸، ۴۱۵-۴۱۷، ۴۲۱، ۴۲۳-۴۲۹، ۴۳۷-۴۳۹، ۴۴۱، ۴۴۵-۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۵-۴۵۶، ۴۶۳-۴۶۵، ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۶، ۴۷۹، ۵۰۰-۵۰۱، ۵۱۴، ۵۱۷
بلهرا ۳۳۱، ۵۱۰
بواد شمنی ۳۰۹، ۵۰۳
بوران دخت ۴۰۲
بہاؤالدین حسن ۳۶۶
بہمن اردشیر ۳۸۵-۳۸۶
بھندویر (بھنڈویر) ۲۱۰
بھنڈ رکھو بھکو ۵۰
بھنڈ رکھو شمنی ۱۵۸، ۱۸۰
بھنڈویر شمنی ۲۱۰
بہیمن ۱۶۵
بیرونی ۲۸۴، ۳۶۳، ۳۶۷،

Marfat.com

۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۳-۳۷۴،
۳۸۶-۳۸۷، ۳۹۴، ۴۹۱،
۵۱۲، ۵۱۸-۵۲۰، ۵۲۳-
۵۲۴
بیل (بیان) ۲۴۰
بیلمان ۲۲۳، ۴۷۳

پ

پانجر ۳۷۱، ۳۸۰
پرمل دیو ۳۵۲
پوستنس ۳۷۸
پھٹو ۳۲۹
پیر آری ۴۳۸
پیر پٹھو ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۴

ت

تراب ۲۲۰
تقی الدین حموی ۴۱۹
تمیم بن زید قینی ۲۴۸، ۲۵۱،
۳۰۰، ۴۷۸-۴۷۹
تنوخی قاضی ۳۶۰
تورسینه ۳۳۰

ث

ثابت قطنه (شاعر) ۴۴۱
ثاغر بن ذعر ۹۹، ۴۲۱
ثقیف ۲۶۷

ج

جاحظ ۱۰۲، ۴۲۶، ۴۴۲
جاماسپ ۱۷۹
جامبوت ۵۱۷
جامبوتی ۵۱۷
جان محمد (میر) ۳۹۹-۴۰۰
جاهین ۱۴۳-۱۴۴، ۱۸۳،
۲۰۰، ۴۴۸، ۴۶۴، ۴۷۷-
۴۷۸
جراح بن عبدالله ۳۰، ۴۴۵
جسوم راء ۲۱۲
جعفر بن سلیمان ۲۶۸
جعونة ۱۳۹-۱۴۱
جعونة بن عقبه ۱۵۶
جلال الدین خوارزم شاه ۳۶۷
جلم بن شیبان ۹۲۵
جنید ۴۴۸
جنید(خریم)بن عمرو ۳۱۱، ۵۰۶
جنبدیو ۵۱۷
جوبن، راجا ۳۴۳، ۳۴۵، ۵۱۷
جوٹو ۲۴۰
جوهری ۳۶۱
جهانگیر بادشاه ۴۲۹
جهتل راء ۳۴۸، ۳۴۹
جهم بن زحر ۱۳۲، ۱۴۱،
۲۱۶، ۲۳۸، ۲۶۷، ۳۰۴،
۴۳۹-۴۴۱، ۴۹۵، ۴۹۸
جهم بن سامة ۲۸۵
جیبن ۲۳۹
جیسینه ۱۲۲، ۱۳۲، ۱۴۸-

Marfat.com

۱۴۹، ۲۰۲، ۲۱۶-۲۱۷،
۲۲۴، ۲۲۷-۲۲۸، ۲۳۶،
۲۳۹، ۲۶۹-۲۷۲، ۲۷۵،
۲۸۰-۲۸۶، ۲۸۹، ۳۱۸،
۳۲۴-۳۲۷، ۳۲۹-۳۳۳،
۴۰۲، ۴۰۵، ۴۰۹، ۴۷۳-
۴۷۶، ۵۰۹-۵۱۱، ۵۱۳-
۵۱۴

چ

چترہ راجا ۴۳
چچ (ولد دھرسینہ ولد چچ)
۹۰، ۴۰۵
چچ (ولد دھرسینہ ولد داھر)
۲۷۵، ۴۰۵
چچ ولد سیلائج (راجا) ۲۱-
۶۵، ۶۷، ۹۵، ۲۷۰، ۲۹۴،
۳۰۰-۳۰۱، ۳۴۸، ۳۹۳،
۳۹۶-۳۹۸، ۴۰۰-۴۰۱،
۴۰۴-۴۰۵، ۴۰۷، ۴۷۲
چچ اکبر ۶۷
چنگی ۳۲۵-۳۲۹، ۳۵۴-
۳۵۵، ۵۲۷
چندر ۳۷-۳۹، ۶۵-۶۷، ۷۰، ۹۰
چندرام ہالہ ۲۰۰-۲۰۱

ح

حاتم بن قتیبة ۱۰۳
حارث بن مرة ۱۰۰، ۴۲۱
حبیب بن المهلب ۵۳۳
حبیبة العظمیٰ ۲۶۷
حبیش ۲۵۵
حجاج بن قاسم ۴۳۰
حجاج بن یوسف ۹۱۰-۱۱۰۲،
۱۱۵-۱۲۱، ۱۲۳-۱۳۱،
۱۳۳-۱۳۶، ۱۴۰-۱۴۱،
۱۴۷، ۱۵۴-۱۵۸، ۱۶۰،
۱۶۹-۱۷۲، ۱۷۵، ۱۷۹-
۱۸۲، ۱۸۸، ۱۹۴، ۱۹۸-
۱۹۹، ۲۰۴-۲۰۵، ۲۰۷-
۲۱۰، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۵۶-
۲۶۷، ۲۷۳-۲۷۴، ۲۷۷-
۲۷۸، ۲۸۸-۲۸۹، ۲۹۸-
۲۹۹، ۳۰۳، ۳۰۵، ۳۰۹-
۳۱۰، ۳۲۰، ۳۲۳-۳۲۴،
۳۴۵، ۳۷۶، ۴۱۵، ۴۲۰،
۴۲۵-۴۲۶، ۴۳۰-۴۳۳،
۴۳۹-۴۴۶، ۴۵۳، ۴۶۶،
۴۶۸-۴۷۰، ۴۷۵، ۴۸۰-
۴۸۱، ۴۸۳-۴۸۴، ۴۹۰،
۴۹۶-۴۹۹، ۵۲۵-۵۲۶،
۵۳۰-۵۳۹، ۵۴۲-۵۴۳،
۵۴۶
حذیفه ۱۱۷
حرمازی (دیکھئے عبداللہ بن
الاعور)
حسن بن محجبة ۲۳۸
حسنه ۲۷۲-۲۷۳، ۴۸۲-۴۸۳

Marfat.com

حسین شیخ عرف پیر پٹھو ۳۷۰
حسین بن ابی بکر (عین الملک وزیر) ۱۴-۱۵، ۳۶۵-۳۶۶، ۵۴۹-۵۵۱
حکم بن ابی العاص ۱۴۹، ۳۶۶، ۴۱۶، ۴۵۱-۴۵۳
حکم بن ابی عقیل ۴۳۰
حکم بن ایوب ۴۳۰، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۴۴
حکم بن عروة ۱۴۷
حکم بن عمرو التغلبی ۱۴۷، ۴۱۹
حکم بن عوانة کلبی ۳۰۰، ۴۹۴-۴۹۵
حکم بن منذر ۱۱۱، ۴۲۵-۴۲۷
حمران ۱۹۷-۱۹۸، ۲۲۷، ۴۶۷-۴۶۹
حمزہ اصفہانی ۳۶۲، ۳۸۶، ۴۰۲-۴۰۳
حمزہ بن بیض (شاعر) ۱۲۵، ۴۳۶، ۴۳۷
حمل جت ۴۲۹
حمید بن وداع ۱۴۶، ۱۶۹-۱۷۰، ۴۴۹، ۴۶۰
حنظلة کلابی ۳۰۶
حیدرقلی ارغون ۳۹۱

خ

خالد انصاری ۳۰۷
خالد بن ولید ۴۶۷، ۴۶۹
خان سومرو ۴۷۰
خطیب تبریزی ۴۳۶
خریم بن عبدالملک ۳۴۶
خریم بن عمرو (مُری) ۱۲۹-۱۳۰، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۴۲، ۲۵۱، ۲۶۷، ۲۸۳، ۳۱۲-۳۱۳، ۳۴۵-۴۹۰، ۴۹۱
خریم بن عمروہ مدنی (صحیح: خریم بن عمرو مری) ۲۴۳، ۴۷۸
خفاجی ۳۹۴
خلیفة بن خیاط ۴۲۴
خوارزمی ۳۷۳

د

دارس بن ایوب ۲۵۱، ۲۶۷
داہر (راجا) ۱۱، ۱۸، ۳۶، ۶۷-۷۰، ۷۲-۹۵، ۱۱۷، ۱۲۰-۱۲۲، ۱۲۴، ۱۳۲-۱۳۳، ۱۴۳-۱۴۵، ۱۴۷-۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۷، ۱۵۹-۱۶۰، ۱۶۸-۱۷۴، ۱۷۶-۱۷۷، ۱۷۹-۱۸۰، ۱۸۳-۱۸۶، ۱۸۸-۱۹۴، ۱۹۸-۲۰۰، ۲۰۲-۲۰۳، ۲۰۸، ۲۱۰-۲۱۴، ۲۱۶-۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۱-۲۲۹، ۲۳۱-۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۷-۲۵۰، ۲۵۲-۲۶۴، ۲۶۸-۲۷۳،

Marfat.com

۲۷۵، ۲۷۷-۲۸۰، ۲۸۶-
۲۹۲، ۲۹۵، ۳۰۰، ۳۱۴-
۳۲۰، ۳۲۹، ۳۳۲-۳۳۳،
۳۳۵، ۳۴۱، ۳۴۸، ۳۵۱-
۳۵۴، ۴۰۵، ۴۰۸-۴۱۱،
۴۱۳، ۴۱۵، ۴۲۳-۴۲۴،
۴۴۶، ۴۵۱-۴۵۳، ۴۶۱-
۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶، ۴۷۳-
۴۷۷، ۴۸۰-۴۸۴، ۴۸۸-
۴۸۹، ۴۹۱-۴۹۳، ۵۰۵،
۵۰۸-۵۰۹، ۵۲۶، ۵۲۹-
۵۳۰، ۵۴۷

داؤد بن نصر ۳۴۶

داؤد پوتہ (عمر بن محمد) ۲۲۱،
۳۵۹، ۳۶۸، ۳۷۶، ۴۱۲

درواسس ۵۱۷

دروهر ۳۰۶، ۳۲۴-۳۲۵،
۳۳۸-۳۳۱، ۴۶۵، ۴۷۶،
۵۰۰-۵۰۱

دلاروشی ۳۷۱

دهرسینه ۳۶، ۶۷، ۷۰-۷۱،
۷۷-۹۱، ۲۴۰، ۴۰۷

دهسیه ۵۷

دیوراج ۲۷۷

ڈ

ڈهول بن چندر ۲۷۵

ڈیمس لانگ ورتھ ۴۲۸

ڈیوڈراس ۳۸۰

ذ

ذکوان بن علوان ۱۴۲، ۲۱۵،
۲۳۷-۲۳۸، ۲۴۲، ۲۶۰،
۲۶۷

ر

راج بن چندر ۷۰

راسل بن وسایو ۲۱۷-۲۱۸،
۲۲۹-۲۳۱، ۴۰۹، ۴۶۲-
۴۶۴

راسل (کنوج والا) ۶۷-۷۰،
۴۰۷

راسل (کچھ کا راجا) ۴۶۵

راسل رسنی ۱۸۱

راشد جدیدی ۱۰۵-۱۰۸، ۴۲۷

رام (حاجب) ۲۱-۲۴

رام سیه برهمن ۲۴۹

راورٹی میجر ۳۷۱، ۳۹۲،
۴۱۰-۴۱۱، ۴۵۹، ۵۲۷

ربیع بن زیاد ۹۶

ربیعة ۱۰۴

رچرڈ برٹن ۳۷۱

رکن الدین فیروز ۳۶۶

رواح بن اسد ۳۳۳-۳۳۴

رؤبة (شاعر) ۴۳۴-۴۳۶

ریحان مدنی ۴۵، ۳۹۶

رینیل ۳۷۱

ریو ۵۴۸

ز

زائدة بن عمیر الطائی ۳۳۷-۳۳۸

Marfat.com

زبیر بن نشیط ۴۴۱
زیاد (ابن ابیه) ۱۰۵-۱۰٦، ۱۰۸، ۴٦۷
زیاد بن الحواری العتکی (ازدی) ۲۴۲-۲۴۳، ۲٦۱، ۴۷۸، ۴۸۱
زینب ۴۳۲-۴۳۳
زید بن عمرو ۳۴۸-۳۴۹

س

سامب ۵۱۷-۵۱۸
سامه بن دیوانج ۹۵
سامید ۳۸٦
ساهسی راء ۲۱-۲۵، ۲۸، ۳۰-۳۳، ۳٦، ۳۹-۴۰
ستبان ۵۴
سٹینگاس ۲۴۴
سدھ راج جیسنہا ۴۰۲
سربند ۵٦-۵۷، ۵۹، ٦۲، ۲۲۵، ۴۷٦
سرکوندھ ۵۰، ۳۹٦
سریا دیو ۳۵۲
سعید بن اسلم ۱۱۲-۱۱٦، ۴۱۵، ۴۷۵
سعید، امیر ۲۳۸
سعید خذینه ۴۴۱
سفهوی بن لام ۱۱۲-۱۱۳، ۴۱۵
سفیان بن الابرد ۱۳۵
سکندر ۱۷۳، ۱۷۹
سلمه ۱۰۵-۱۰۷
سلیمان بن جیب ۴۴٦
سلیمان بن حجاج ۴۳۲
سلیمان بن حکم ۴۳۰
سلیمان بن عبدالملک (خلیفة) ۴۴۰، ۳۰۱-۵۳۰، ۵۳۳-۵۳۹، ۵۴۱-۵۴۲
سلیمان علافی ۱۱۵
سلیمان بن نبهان ۲۱۴، ۳۱۱، ۵۰۴-۵۰٦
سلیمان بن هذیل ازدی ۴٦۵
سنان بن سلمه ۱۰۵-۱۰۹
سنج ۲۴۱
سوبھن رائے بھاٹیہ ۲۷
سودیو ۱۴۷
سورسینه ۳۳۰
سونھن دیوی ۲۵، ۲۹-۳۲، ۳٦
سیار ۵۴
سیاکر وزیر ۱۹۰-۱۹۱، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲٦۹، ۲۷۷-۲۷۸، ۳۰۰-۳۰۱، ۴۷۷، ۴۸۴-۴۸۵
سیلانج ۲۱، ۲۴، ۳۷-۳۸، ۵۳، ۱۴۸، ۳۱٦، ۴۰۵
سیهرا ۳۳۸
سیهرس بن راسل ٦٦-٦۸، ۴۰۷

Marfat.com

سیھرس بن ساھسی راۓ ۱۸-
۲۰-۲۱، ۳۹-۴۰، ۶۳،
۳۹۵
سیھول ۴۴

ش

شامی ۱۸۸-۱۸۹، ۱۹۳،
۲۰۰
شاھجہان بادشاہ ۴۲۹
شبیب خارجی ۴۴۳
شجاع حبشی ۲۴۹
شجاع منھیہ ۴۳-۴۴
شرف الملک وزیر (ابوبکر)
۱۲، ۱۵، ۳۶۴-۳۶۵،
۵۴۹
شریف خان نواب ۴۲۹
شلادتیا (سیلائج) ۴۰۴
شمنی (ارمابیل کا) ۶۳
شمنی بواد (وکر بہار کا) ۳۰۹
شمنی بھنڈرکھو (نیرون کا)
۱۵۷-۱۵۸، ۱۷۹-۱۸۰
شمنی بھنڈویر (وربر) ۲۱۰-۲۱۱
شمنی جام ۱۶۸
شمنی راسل رسنی ۱۸۱
شمنی (موج کا) ۱۶۰
شمنی میگھدھنیہ (نیرونی) ۲۱۴
شھاب الدین غوری (دیکھئے
محمد بن سام)
شھرزاد ۴۰۳

ص

صابر یشکری ۳۰۷
صارم ھمدانی ۲۸۲
صالح بن عبدالرحمان ۵۳۸،
۵۴۶-۵۴۷
صحار العبدی ۴۱۹
صعدی بن خریمہ ۱۴۲، ۴۴۷
صعصعہ ۱۱۶
صلب بن قاسم ۲۶۷

ط

طاکی وزیر ۳۹
طاھرعلی پروفیسر ۵۲۵
طاطرس بن بجر ۲۲۴
طبری ۱۰۱، ۱۳۰، ۳۸۵-۳۸۶،
۴۱۷، ۴۱۹-۴۲۰، ۴۴۰،
۴۴۳، ۴۷۲، ۴۹۷-۴۹۸
طیار ۲۰۴

ع

عامر بن الحارث ۹۹
عامر بن طفیل ۴۱۸
عامر بن عبدالقیس ۴۶۷
عامر بن عبداللہ ۱۲۴
عبداللہ شاہ ۳۷۶
عبداللہ علافی ۱۱۳
عبداللہ القسری ۵۳۶-۵۳۷
عبداللہ بن الاعور حرمازی
۱۱۱، ۳۲۶

Marfat.com

عبداللّٰه بن سوار ۱۰۱-۱۰۳،
۱۰۵، ۱۰۹، ۴۲۳-۴۲۴
عبداللّٰه بن عامر ۹۶-۹۷،
۱۰۲-۱۰۳، ۴۱۷، ۴۲۰،
۵۲۳
عبداللّٰه بن عباس ۳۷، ۲۸۳، ۴۸۳
عبداللّٰه بن عبدالرحیم علافی
۱۱۳
عبداللّٰه بن عبدالرحمان ۱۰۴
عبداللّٰه بن عمر ۹۷
عبدربه ۱۲۳
عبدالرحمان، ابن الاشعث ۹۲،
۴۱۵، ۴۴۲-۴۴۴، ۵۳۱،
۵۳۳
عبدالرحمان بن سلیم ۱۳۵،
۴۴۲-۴۴۳
عبدالرحمان بن حیات ۵۳۶
عبدالرحمان بن عبدربه ۱۰۶،
۱۳۱، ۳۱۳، ۳۳۴
عبدالرحیم ۱۱۳
عبدالرزاق ۱۰۷
عبدالعزیز بن ولید ۱۱۰-۱۱۱
۵۳۱، ۵۳۵-۵۳۸
عبدالعزیز المیمنی ۱۰۹، ۱۱۴،
۱۱۶-۱۱۷، ۱۳۷، ۱۳۹،
۲۶۱، ۲۶۳، ۴۱۸، ۴۷۱
عبدالملک، خلیفہ ۱۱۲، ۴۱۵،
۴۴۳، ۴۶۷-۴۶۸، ۵۳۱-
۵۳۵
عبدالملک مدنی ۲۸۲
عبدالملک بن حجاج ۴۳۲
عبدالملک بن عبداللّٰه ۳۰۷
عبدالملک بن قریب (الاصمعی)
۴۹۶
عبدالملک بن قیس ۱۳۱، ۱۶۸-
۱۶۹، ۴۴۷
عبدالملک بن مهلب ۵۴۶
عبید بن عتاب ۲۳۷
عبیداللّٰه بن زیاد ۱۱۰-۱۱۱
عبیداللّٰه بن معمر ۴۲۰
عبیداللّٰه بن نبہان ۱۲۱، ۳۶۶،
۳۷۶
عبیدة ۴۹۰
عتبہ ۳۳۹
عثمان رضہ (امیرالمومنین) ۹۶-
۹۹، ۴۱۶-۴۱۸، ۴۶۷
عثمان بن ابی العاص ۹۵، ۳۶۶،
۴۱۶، ۴۵۲
عجل بن عبدالملک ۱۴۲، ۴۴۷
عدیل بن فرخ (شاعر) ۱۳۶،
۴۴۵
عطاء بن مالک ۱۴۱، ۲۳۷-
۲۳۸
عطیۃ تغلبی ۲۱۴، ۴۸۹

Marfat.com

عطیة بن سعد ۱۳۴، ۴۴۱-۴۴۲
عقیل ۲۵۸
عکرمه بن ریحان ۳۴۷
علافی ۹۲-۹۴، ۱۱۲، ۱۱۸
علافی سلیمان ۱۱۵
علافی عبداللہ ۱۱۳
علافی (دیکھئے محمد بن حارث)
علافی(دیکھئے محمد بن معاویه)
علافی(دیکھئے معاویه بن حارث)
علی رضہ (امیرالمومنین) ۹۷،
۹۹، ۱۰۱، ۴۱۸، ۴۲۱،
۴۲۵
علی بن ارجن ۳۷۷
علی بن حامد کوفی ۹، ۱۶،
۳۶۱، ۳۶۴-۳۶۵، ۴۴۷،
۴۹۹، ۵۴۷-۵۵۰
علی بن طفیل السعدی ۴۱۷
علی بن طفیل غنوی ۹۷
علی بن عبداللہ ۲۶۸، ۴۸۳
علی بن محمد (دیکھئے مدائنی)
علی شیر قانع ۳۶۳، ۳۷۰،
۴۲۹، ۴۷۲-۴۷۳، ۵۲۸
عمادالدین(دیکھئے محمدبن قاسم
عمر رضہ (امیرالمومنین) ۱۴،
۹۵-۹۶، ۳۰۲، ۳۶۶،
۴۱۶-۴۱۷، ۴۱۹
عمر بن حفص ۴۷۲
عمر بن عبدالعزیز رضہ ۳۳۲،
۴۴۱، ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۸۴،
۵۱۰، ۵۱۳-۵۱۴
عمر بن عبداللہ بن عمر ۱۰۱
عمر بن محمد ثقفی ۴۳۰،۵۳۶
عمرو بن خالد ۲۰۶-۲۰۷،
۴۸۰-۴۸۱
عمرو بن مالک ۴۴۱
عمرو بن محمد تمیمی ۱۱۷
عمرو بن محمد بن قاسم ۳۸۷،
۴۳۰، ۴۳۴، ۴۴۹
عمرو بن مختار ۳۱۲
عمرو بن مسلم ۳۳۲، ۵۱۴
عمرو بن مغیره ۲۰۶
عمیر ۴۲۰
عوفی ۳۶۰، ۳۶۵-۳۶۶
عون بن کُلیب ۱۴۲
عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۵
عین‌الملک وزیر (دیکھئے حسین
بن ابی بکر)

غ

غضبان ۴۲۰
غلام شاہ کلہوڑا ۳۷۷

ف

فراس عتکی ۳۰۷
فراء ۵۲۲
فرزدق (شاعر) ۱۰۲، ۱۱۳-
۱۱۴

Marfat.com

فرعون ۱
فرقد بن مغیرہ ۱۱۷، ۲۴۶
فوربس ۴۰۲

ق

قاسم (راوی) ۱۰۱
قاسم بن ثعلبۃ ۴۸۱
قاسم بن محمد ۲۶۴، ۳۰۴، ۴۳۰، ۴۳۴، ۴۹۸
قابل بن ہاشم ۲۰۴
قباچہ، سلطان ناصرالدین ۷-۸، ۶۴، ۳۵۹-۳۶۰، ۳۶۵، ۳۶۶
قباد بن کسریٰ ۴۰۳
قبلہ ۱۴۵
قتیبۃ بن اشعث ۱۱۳
قتیبۃ بن بشر ۲۴۰
قتیبۃ بن مسلم ۳۰۴، ۴۴۰، ۴۹۰-۴۹۸، ۵۳۵، ۵۳۷، ۵۴۵
قتیبۃ بن معن ۴۹۶
قحطبۃ ۴۴۷
قطب‌الدین ایبک سلطان ۳۶۰
قطن ۱۳۵، ۴۴۴-۴۴۵
قطری ۴۴۴
قفند ۳۸۶
قلقشندی ۳۷۳، ۳۷۹، ۴۰۶
قیس بن ثعلبۃ ۳۰۸
قیس بن عبدالملک ۳۰۷
قیس بن ہیثم ۱۰۲

ک

کارٹر ۳۷۷
کاکہ ۵۰، ۱۶۲، ۱۶۴-۱۶۸
کبیر بہدر ۳۲۹، ۵۰۹
کحلی ذہلی ۲۵۱
کذاب حرمازی (دیکھئے عبداللّٰہ بن الاعور)
کرشن ۵۱۷
کروک ۴۰۱
کزنس ۳۷۱، ۳۷۷، ۳۸۰-۳۸۱، ۳۸۳، ۳۸۹، ۳۹۸، ۴۱۰-۴۱۱، ۵۰۲
کسریٰ نوشیروان ۳۶۲
کسریٰ بن ہرمز ۶۲، ۴۰۲، ۴۰۳
کعب ۲۶۱-۲۶۲، ۲۶۷-۲۶۹، ۲۷۳، ۴۸۳
ککسو ۳۳۵-۳۳۷، ۵۱۴
کلیب ۱۱۳
کندا، راجا ۳۴۰
کننگھام ۳۷۱، ۳۸۰، ۳۸۴
کوار چھوٹے ۲۳۹
کوار بڑے ۲۳۹
کورسینہ ۳۴۱
کھوکھو ۲۲۵، ۲۴۰، ۴۷۶

Marfat.com

گ

گوپی ۲۱۴، ۲۷۵، ۲۸۶، ۳۱۴، ۳۱۶-۳۱۹، ۵۰۸-۵۰۹

گیان بن تهاهر ۲۲۵

گیه بن بشر ۲۴۰

ل

لاڈی، رانی ۲۰۸-۲۰۹، ۲۹۰-۲۹۲، ۳۱۵-۳۱۶، ۳۲۲، ۴۹۱-۴۹۳، ۵۲۹

لایال، سر چارلس ۴۱۸

لقیا امار ۲۴۲

للتا دتیه مکتاپید ۵۱۱

م

مالک بن اعصر ۴۹۶

مالک بن مسمع ۴۴۶

مابین ۳۶، ۷۰-۷۲، ۷۵، ۷۷، ۸۰، ۲۶۹-۲۷۱، ۴۸۳

مبارک مشیر (ککسو) ۳۳۷

متو، راجا ۴۹-۵۲، ۶۶

مجاشه بن نوبه ۱۳۵

مجاعة بن سعر ۱۱۷، ۴۱۵، ۴۷۵

محب‌الله بکهری ۳۶۲، ۳۹۰

محزر بن ثابت ۲۲۲، ۲۳۶، ۲۳۸

محمدؐ، نبی صلعم ۲-۶، ۳۹۵، ۴۱۶

محمد، امیر ساوندی سمه ۳۰۸

محمد بن ابی‌الحسن مدنی ۲۲۸، ۴۷۶-۴۷۷

محمد بن تغلق ۵۲۲

محمد بن حارث علافی ۲۲۲، ۴۱۴-۴۱۵

محمد بن حبیب ۴۲۲

محمد بن حجاج ۴۳۲

محمد بن حسن ۲۲۵

محمد بن حکم ۴۳۰

محمد بن زیاد ۲۴۳، ۲۵۱

محمد بن سام (سلطان معزالدین غوری) ۷-۸، ۳۶۰، ۳۶۷

محمد بن عبدالله ۴۷۰-۴۷۱

محمد بن عبدالرحمان ۱۱۶

محمد بن علی ۳۵۱، ۵۲۸

محمد بن قاسم ۱۰، ۱۸، ۱۲۴-۱۲۵، ۱۲۷-۱۳۴، ۱۳۶-۱۴۱، ۱۴۳-۱۵۰، ۱۵۳-۱۵۴، ۱۵۶-۱۶۳، ۱۶۶-۱۷۰، ۱۷۵، ۱۷۹-۱۸۸، ۱۹۳-۱۹۴، ۱۹۸-۲۰۵، ۲۰۷-۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۳-۲۱۴، ۲۱۶-۲۲۱، ۲۲۴-۲۲۶، ۲۲۸-۲۳۴، ۲۳۶-۲۳۸، ۲۴۲-۲۵۱، ۲۵۳، ۲۵۵-۲۶۲، ۲۶۴-۲۶۷، ۲۷۱-۲۷۲، ۲۷۴-۲۷۹،

Marfat.com

۲۸۱-۲۸۲، ۲۸۶-۳۰۳،
۳۰۵، ۳۰۸-۳۱۰، ۳۱۲-
۳۱۷، ۳۱۹-۳۲۴، ۳۳۴-
۳۴۲، ۳۴۴-۳۴۶، ۳۴۸-
۳۵۶، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۴،
۳۶۷، ۳۷۰، ۳۷۴، ۳۸۲،
۳۸۷-۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۳،
۴۰۸-۴۱۱، ۴۱۳، ۴۳۰،
۴۳۷، ۴۳۹-۴۴۲، ۴۴۴،
۴۴۶، ۴۴۹-۴۵۶، ۴۵۸،
۴۶۰-۴۶۶، ۴۷۲، ۴۷۴-
۴۷۷، ۴۸۰-۴۸۱، ۴۸۴-
۴۸۵، ۴۸۸-۴۸۹، ۴۹۲،
۴۹۴-۴۹۵، ۴۹۷-۴۹۸،
۵۰۱-۵۰۷، ۵۰۹، ۵۱۱،
۵۱۴، ۵۱۷، ۵۲۰-۵۳۱،
۵۳۴-۵۳۶، ۵۳۸-۵۴۷،
۵۵۰

محمد بن مصعب ۱۳۴، ۲۰۱-
۲۰۲، ۲۱۵، ۲۴۳، ۲۵۱
محمد بن معاویه علافی ۹۲،
۱۱۳، ۱۹۱-۱۹۳، ۲۲۲-
۲۲۷، ۲۳۶-۲۳۷، ۲۶۹،
۲۷۰، ۲۸۳-۲۸۶، ۴۱۴-
۴۱۵، ۴۷۳-۴۷۶، ۵۱۳
محمد بن هارون ۱۱۷، ۱۱۸،
۱۲۰-۱۲۱، ۱۳۱-۱۳۲،
۴۳۸-۴۳۹

محمد بن یوسف ۴۳۰
محمود غزنوی ۳۹۳، ۵۰۹
مخارق بن کعب ۲۴۳
مدائنی، ابوالحسن علی بن محمد
۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۵،
۱۲۷، ۱۳۷، ۲۱۷، ۲۵۲،
۳۱۳، ۳۳۴، ۳۴۴-۳۴۵،
۳۵۱، ۴۱۶، ۴۲۲-۴۲۳،
۵۲۸
مرداس بن هدبه ۱۹۹
مروان بن اشحم ۲۴۸
مروان بن محمدؒ ۴۴۶
مسعر بن مهلهل ۳۶۷، ۳۷۳
مسعود تمیمی ۳۰۷
مسعود کلبی ۲۴۳
مسعودی ۳۶۷، ۳۷۳، ۴۰۳،
۴۲۳، ۴۴۳، ۴۴۷
مسلمة بن عبدالملک ۴۴۳
مسلمة بن محارب ۱۰۲، ۳۳۴
مشبد (مشیبد) ۲۴۱
مصعب ثقفی ۲۶۷
مصعب بن زبیر ۴۶۷
معاویة بن ابی سفیان ۱۰۱-
۱۰۲، ۱۰۴-۱۰۶، ۴۲۳-
۴۲۴
معاویة بن حارث علافی ۴۱۵،
۴۷۵

Marfat.com

معاویة بن مهلب ۵۴۳-۵۴۵
معز (خلیفة) ۵۲۵
معصوم، میر ۳۶۳، ۳۷۰،
۴۳۳، ۵۲۶-۵۲۸
معن ۴۹۶
مغیره ۹۵-۹۶، ۳۶۶، ۴۱۶،
۴۵۲-۴۵۳
مفضل ضبی ۴۷۱
مقدسی ۳۶۷، ۳۷۳، ۳۸۰،
۳۹۲، ۴۰۶، ۵۲۱
مقتدر باللّٰه ۵۲۵
مکمرڈو ۳۷۱
ملیح ۳۰۸
منذر بن جارود (ابن المعلی)
۱۰۷، ۱۱۰-۱۱۱، ۴۲۵
منصور (خلیفة) ۴۷۰-۴۷۲
منصور بن جمهور ۳۸۳
منظور بن جمهور ۳۸۳
منو ۴۰۱
منهاج سراج ۳۶۶
موسیٰ بن سنان ۱۳۴
موسیٰ بن عمران ۴۲۷
موسیٰ بن عیسیٰ ۴۰۳
موسیٰ بن نصیر ۵۳۲-۵۳۶،
۵۴۵
موسیٰ بن یعقوب ۳۳۴، ۵۵۰
موکو بن وسایو ۱۸۴-۱۸۵،
۱۸۷، ۱۹۳، ۱۹۹، ۲۰۲،
۲۰۵، ۲۱۶-۲۱۷، ۲۲۹-
۲۳۱، ۲۳۸، ۲۵۱، ۲۸۲،
۲۸۸، ۳۰۰-۳۰۱
مولای اسلام دیبلی ۱۸۸-۱۸۹
مونیر ولیم ۵۱۹
مهترائج ۱۴۵
مهرتهه ۳۲-۳۵، ۳۹۵
مهلب بن ابی صفراء ۱۰۱،
۴۴۲-۴۴۳، ۵۰۰، ۵۳۱-
۵۳۲
مهماس ۳۶۲
مهندر وزیر ۲۱۰
مهنیٰ بن عکه ۳۰۸
میگهدوتیه ۲۱۴

ن

نارد ۵۱۸
ناسک سمنی ۵۴
ناصرالدین سلطان (دیکھئے قباچه)
نافع بن حارث ۴۸۴
نافع بن جبیر ۴۸۳
نافع بن هرمز ۴۸۴
ناگ بھٹ ۵۱۵
نائلو ۲۴۰
نباته بن حنظلة ۱۴۱، ۱۵۳،
۱۶۶، ۱۸۰، ۱۸۷، ۲۱۵،
۲۳۸، ۲۴۲، ۲۵۱، ۲۶۷،
۲۸۲، ۴۴۶-۴۴۷
نبهان ۱۲۱، ۲۴۶

Marfat.com

نبی بخش خان بلوچ ۳۰۹
نصر بن سفیان ۱۰۱
نصر بن سیار ۴۴۷
نظام الدین ۵۲۸
نظام الملک جنیدی ۳۶۵
نوبة بن دارس ۳۰۶، ۴۱۳
نوبة بن هارون ۲۷۹
نوشیروان ۱۶
نیو پورٹ ۳۷۱
نیابر بن بجر ۲۲۳

ه

هارون بن ذراع ۱۱۷
هاشم ۱۰۲
هال ۵۱۷
هذلی (ابوبکر) ۱۰۰-۱۰۲، ۱۰۵، ۴۲۲-۴۲۳
هذیل ۲۴۲، ۲۶۷، ۳۰۶، ۴۱۳، ۵۰۱-۵۰۲
هرشا، راجا ۴۰۷
هرچندر، رای ۳۴۸-۳۵۱، ۵۲۷
هلوات کلبی ۱۳۰، ۵۳۶،
همدانی ۴۲۳
هوڑی والا ۳۰۹، ۳۶۶، ۴۰۱-۴۰۲، ۴۰۴-۴۰۵، ۴۰۷، ۴۱۲-۴۱۳، ۴۰۸-۴۰۹، ۴۷۷، ۴۸۲، ۴۸۹، ۴۹۴، ۵۰۳-۵۰۴، ۵۱۷-۵۱۸، ۵۲۵، ۵۲۷
هئملٹن ۳۷۱
هیثم ۱۰۲
هیگ ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۹، ۴۱۲، ۴۰۸، ۴۰۹-۴۸۵-۴۸۶

و

وداع بن حمید ۳۰۵، ۴۹۹-۵۰۰
وسایو بن سربند ۲۱۶، ۲۱۲-۲۱۷، ۲۲۹، ۴۶۲-۴۶۳
وسط اسعدی ۱۱۹
وفاء بن عبدالرحمان ۳۰۸
وکیو بن داهر ۳۱۸
وکیو بن کاکو ۵۰
ولسن ۵۱۸
ولید (خلیفة) ۹۵، ۱۱۷، ۱۲۱، ۲۵۸، ۲۶۷-۲۶۸، ۲۷۳، ۳۲۴، ۳۴۵، ۳۵۱، ۳۵۳-۳۵۴، ۴۳۳، ۴۸۳، ۵۰۴، ۵۳۳-۵۳۵

ی

یاسر بن سوار ۱۰۳
یاقوت ۳۶۲، ۳۷۳، ۳۷۹، ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۱۹، ۴۲۴، ۵۲۳
یحیٰ ۴۳۰

Marfat.com

یزدگرد ۴۰۳
یزید بن ابی کبشه ۵۳۸
یزید بن عبدالملک ۴۴۱، ۴۴۳، ۴۴۵
یزید بن عمر ۴۴۶، ۴۹۰
یزید بن کنائة ۲۶۵، ۴۳۱
یزید بن مجالد ۳۶۱
یزید بن مهلب ۴۴۰، ۴۴۱-
۵۰۰، ۵۳۲-۵۳۴، ۵۳۷-
۵۳۸، ۵۴۴، ۵۴۶
یسار ۱۰۸
یعقوب بن طائی ۳۶۴
یعقوبی ۳۶۲، ۳۸۳، ۴۴۶، ۴۵۵، ۴۹۷
یوسف بن حکم ۴۳۰
یوسف بن عمر ۴۳۰، ۵۳۶

Marfat.com

فہرست اماکن و اقوام

الف

آرمینیا ۴۴۵
آفریقہ ۵۳۶-۵۳۷، ۵۴۵
آل ابی عقیل (خاندان) ۴۳۰، ۵۳۶-۵۳۸، ۵۴۶
آل جارود ۱۶۹، ۴۴۷
ابراہیم حیدری (گاؤں) ۳۷۶
ایذ ارد شیر (شہر) ۳۸۵
مشرقی نارا ۴۱۲
احمدآباد ۵۰۱
اُچ ۹، ۱۱، ۳۶۵، ۳۹۲
اودھاپور ۵۲۶-۵۲۷
اردبیل ۱۰۲، ۳۶۸
ارل (آبنائے) ۱۶۱
ارمن بیلہ (ارمابیل) ۴۰۲، ۴۰۵
ارمابیل ۶۳-۶۴، ۱۰۱، ۱۳۲-۱۳۴، ۱۴۷-۱۴۸، ۴۳۷-۴۳۸، ۴۵۰-۴۵۱
اروڑ (الور) ۱۰-۱۱، ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۳۳، ۳۵، ۳۷-۳۸، ۴۸، ۵۰، ۶۵، ۷۰، ۷۲، ۷۴، ۷۷، ۸۰، ۸۲-۸۵، ۸۹، ۹۱، ۱۲۲، ۱۲۷، ۲۷۵، ۲۸۶، ۲۹۸، ۳۰۳، ۳۱۴-۳۱۸، ۳۳۲-۳۳۴، ۳۳۶، ۳۶۲-۳۶۴، ۳۹۳، ۴۰۷، ۴۱۰، ۴۶۱، ۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۷، ۵۰۹، ۵۱۴، ۵۲۳
ازد (قبیلہ) ۱۱۲، ۲۴۴، ۵۰۶، ۵۴۳
اسکلندہ ۱۹، ۴۲-۴۴، ۳۳۷-۳۳۸، ۳۹۲-۳۹۳
اسہ کسہ ۳۳۲، ۵۱۰، ۵۱۲
اشبہار (قلعہ) ۴۰۸، ۴۱۱، ۴۶۳
اشہار (قلعہ، علاقہ) ۱۹، ۴۷، ۱۸۲، ۳۰۸، ۳۴۷، ۳۸۲، ۳۹۰، ۵۲۶
اصفہان ۳۹۴
افغانستان ۳۹۲، ۳۹۴
اگھم (اگھم کوٹ اگھامانو) ۲۱۴، ۴۷۲-۴۷۳
آکر (قبیلہ) ۴۵۹
الوان (شہر) ۵۲۷
آمرجی ۵۰۷
اوندوھار ۱۶۴، ۴۵۹-۴۶۰
اودھاپور ۳۴۸-۳۴۹، ۳۵۳، ۵۲۶-۵۲۷، ۵۳۹
اہواز ۳۹۴
ایران ۲، ۶، ۱۰، ۱۵، ۲۰-

Marfat.com

٢١، ٤٠، ٦٢، ٣٨٤، ٣٨٥-
٥٤١-٥٤٢، ٥٤٦
ایلیاء ١٠١

ب

پابریکان (بندر) ٣٨٠
بارانسی (گھرانا) ٦٦
بازان (مُلک) ٣٩٤
باھڑمیڑ ٣٩٧
باھلة (قبیلہ) ٤٤١
بحرین ٩٥، ٤١٦، ٤٥٢
بدایون ٣٦٦
بدھ نووھار (مندر) ٥٤، ٣٩٧
بدھ کنوھار (مندر) ٤٠٠
بدھیہ (علاقہ) ١٩، ٤٩-٥٠،
٩١، ١٠٨، ١٦٢-١٦٣،
٢٧٥، ٣٩١-٣٩٢، ٣٩٦،
٤٠٦، ٤٠٨، ٤١١، ٤٥٨،
٤٦٠، ٤٦٣
برج (شھر) ٣٩٢
بڑا (موضع) ٤٨٨
بروری (منزل) ١٥٦-١٥٧،
٣٩٠
بروص (بھروچ) ٤١٦
برھاس (مُلک یا شھر) ٢٠
برھمپور ١٩، ٤٧، ٣٤٧
برھمناباد (برھمن آباد) ١٨،
٥١-٥٤، ٥٦-٥٧، ٥٩-
٦٢، ٦٧، ٧٠-٧١، ٧٨،
٩٠-٩١، ١٤٨، ٢٧٠،
٢٧٥، ٢٧٩-٢٨٠، ٢٨٦-
٢٩٠، ٢٩٧-٢٩٨، ٣٠٠،
٣٠٣، ٣٠٥، ٣٠٨، ٣٨٥-
٣٨٩، ٣٩٧-٣٩٨، ٤١٠-
٤١٣، ٤٣٤، ٤٤٦، ٤٤٩-
٤٥٠، ٤٧٢-٤٧٤، ٤٨٠،
٤٨٥، ٤٨٩، ٤٩٢-٤٩٣،
٤٩٩، ٥٠٢-٥٠٣، ٥٠٧،
٥٢٩
برھون (گاؤں) ٤٨٧
بڑودہ ٥٠١
بست (شھر) ٣٩٤
بصرہ ٩٧، ١٤٢، ١٨١، ٤٢٠-
٤٢١، ٤٢٣، ٤٢٨، ٤٤٣-
٤٤٤، ٤٦٧-٤٦٨، ٤٧١،
٥١٦، ٥٣٢
بغداد ٣٥١، ٥٢٩
بغرور (بکھر) ١٧١، ٣٣٤،
٤٦٠-٤٦١، ٥١٤
بگھاڑ (شاخ) ٣٧٠، ٣٧٤،
٣٧٥، ٣٧٧
بکھر ١١، ٣٦٤، ٣٦٥، ٤٦١،
٥١٤
بکر بن وائل (قبیلہ) ٢٤٤-
٢٤٥، ٣٠٨
بکری (دیہ) ١٢٢
بلورشاہ (علاقہ) ٥١٢

Marfat.com

بلوچ ۳۸۴، ۴۲۸
بلهن (گاؤں) ۴۰۹
بنارس ۴۷۱
بنو امیه ۵۰۶
بنو ثقیف ۲۶۳
بنو الدّیل ۴۱۸
بنو العتیک ۴۷۸، ۴۸۱
بنو تمیم ۱۳۷، ۲۴۴-۲۴۶،
۲۶۵، ۲۶۷، ۳۰۷، ۳۱۱،
۴۳۵-۴۳۶، ۵۰۴، ۵۰۶
بنو حنظلة ۲۲۰
بنو جدید ۳۰۷
بنو عباس ۴۴۶
بنو عجل ۴۴۵
بنو عزیز ۱۱۹، ۴۲۹، ۴۸۴
بنو سامه ۹۲
بنو سعد ۴۳۵-۴۳۶
بنو سلیم ۲۶۷
بنو کعب بن ربیعه ۵۰۶
بنو قشیر ۵۰۵-۵۰۶
بنو قیس ۲۶۰
بنو کلاب ۱۱۵، ۴۸۰
بنو کلب ۴۴۳
بنو مراد ۴۴۷
بنو مروان ۵۴۱
بنو شَنّ ۴۲۴
بنوره (دروازه) ۲۸۱
بند کاهویه ۶۷
بندهان (بستی) ۱۶۴، ۴۰۸-
۴۰۹
بولان (دره) ۴۰۶
بھاٹیہ (علائقہ اور قلعه) ۱۹،
۴۲-۴۳، ۷۱-۷۲، ۲۷۵،
۲۸۱، ۳۳۵، ۳۹۳-۳۹۴
بہارا (گاؤں) ۳۷۵، ۳۷۷
بهارند (دروازه) ۲۸۰
بھٹی ۵۲، ۱۸۱، ۲۱۵
بھراور ۳۱۱-۳۱۲، ۵۰۷-۵۰۸
بھرج ۹۹، ۱۰۷-۱۱۳
بھروچ ۳۶۶، ۴۵۲
بھرور ۲۷۵-۲۷۷، ۴۱۰
بھریا ۵۰۷-۵۰۸
بھطلور ۱۶۹، ۴۶۰
بھلانی ۵۰۸
بھمن آباد ۳۸۵-۳۸۶
بھمنوا ۳۸۷
بھمنیا ۳۸۵
بھنبھور ۳۷۵-۳۸۳
بیاس ندی ۴۲، ۴۴، ۳۳۵،
۳۳۷، ۳۹۳
بیٹ (علائقه اور قلعه) ۱۸۷-
۱۸۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۱۵-
۲۱۷، ۲۲۰-۲۲۱، ۲۲۹،
۴۰۹، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶
بیرانی (گاؤں) ۱۹
بیروت ۱۱۴

Marfat.com

پ

پاٹاری (قبیلہ) ۴۲۹
پرتہار (خاندان) ۵۱۵
پکھیڑا (قبیلہ) ۴۲۹
پلیہ لغاری (موضع) ۳۸۹، ۴۸۸
پنجاب ۴۰۱، ۴۹۱
پنجپور ۶۳، ۴۰۴
پنجگور ۴۰۴
پنج ساھیات (منزل) ۴۸، ۳۴۸
پورالی ندی ۶۴، ۱۱۰، ۴۰۶
پورچوگیز ۳۶۹
پیر پٹھو ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۴
پیر پنتسال ۵۱۰

ت

تاکیشر ۴۹۱
تاکیہ (تکادیشی) ۱۹، ۴۷-۴۸، ۳۹۵، ۴۷۵
تانہ (تھانہ) ۴۱۶
ترک (اور ترکی ریاستیں) ۴۲، ۳۶۰، ۳۹۲، ۳۹۶، ۴۲۴
تلواڑو ۱۹، ۳۹۴
توران ۶۴، ۱۵۰، ۳۹۲، ۴۰۵-۴۰۶
تھانہ ۳۶۶، ۴۱۶، ۴۵۲
تھرپارکر ۴۶۶

ٹ

ٹانڈیا (قبیلہ) ۴۲۹
ٹنڈہ آدم ۱۹، ۴۷۳
ٹنڈو محمد خان، ڈویزن ۴۱۲، ۴۶۳
ٹھٹہ ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۴، ۳۷۸، ۴۰۸-۴۰۹، ۴۱۲، ۴۲۹، ۴۶۹-۴۷۰
ٹھکر ۶۸-۶۹، ۲۱۵
ٹھل میر رکن ۵۰۲
ٹھوری (قبائل) ۴۲۹
ٹیبائی ۴۲۹

ج

جاتی ۴۰۹
جاٹ (قوم) ۴۰۲
جاکھی بندر ۳۷۵، ۳۷۷
جالندھر ۳۱۳، ۵۱۰
جت (قوم) ۶۱، ۱۱۸، ۱۸۲، ۲۱۵، ۲۴۲، ۳۰۰-۳۰۱، ۳۰۳، ۳۱۰، ۴۰۱، ۴۰۸-۴۰۹، ۴۲۸
جراری (گاؤں) ۳۸۹، ۴۸۵، ۴۸۸
جرجان ۴۴۶-۴۴۷، ۵۴۰-۵۴۱
جرم (شہر) ۱۰۲
جزیرہ یواقیت (سراندیپ) ۱۱۸
جلوالی (نہر- آبنائے) ۹، ۲۷-۲۸۰، ۳۰۳، ۳۸۷-۳۸۹، ۴۸۵-۴۸۷، ۵۰۷

Marfat.com

جمڑاؤ (نہر) ۳۸۸، ۴۸۷
جنگان (علاقہ) ۱۹
جنکن و عورا اوکایا (مقام)
۲۸۳
جوبانیا (قبیلہ) ۴۲۹
جوئے دھدھا واہ (شاخ) ۴۰۹
جوئے کوتکم (شاخ) ۴۰۹
جوئے نیطری (شاخ) ۴۰۹
جہلم (دریا) ۳۴۷، ۵۱۰
جھالاوان ۳۸۵، ۴۰۶
جھم، جھیم (علاقہ) ۲۰۱-
۲۰۲، ۲۱۰، ۲۱۶، ۲۱۸،
۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۶۹،
جھول شہر ۳۸۹، ۳۹۸
جیپور ۲۲۱، ۲۳۱
جیسلمیر ۲۷۷، ۳۹۷
جیکب آباد ۳۹۱-۳۹۲
جیوَر ۱۸۳، ۱۹۹، ۲۲۱،
۲۳۱، ۲۳۲

چ

چالوکیہ گھرانا ۵۰۴
چترور (چتور) ۲۸۲-۳۳، ۳۵، ۲۸۲،
۲۸۳، ۲۸۶، ۳۱۸، ۳۹۴،
۴۷۴، ۵۱۳
چچ پور ۱۹، ۳۹۴
چنا، قوم ۱۶۵، ۱۶۷
چنڈال، قوم ۴۰۱
چنیسر (شہر) ۲۸۰، ۲۸۷

چین ۱۲۴، ۳۰۴، ۳۸۴، ۴۹۵،
۴۹۷، ۵۳۷، ۵۴۱، ۵۴۵
چیھی (قصبہ) ۵۰۷

ح

حجاز ۲
حیدرآباد دکن ۳۶۸، ۵۱۶
حیدرآباد سندھ ۳۹۰-۳۹۱،
۴۰۸، ۴۱۲، ۴۵۱، ۴۵۵،
۴۵۷، ۵۱۶

خ

خراسان ۲، ۶، ۱۰، ۱۳، ۱۵،
۱۱۷، ۳۸۵، ۴۴۰، ۴۴۳،
۴۴۵-۴۴۶، ۴۹۷، ۵۰۶،
۵۳۳، ۵۳۵
خزدار ۴۰۶

د

دادو ۴۶۰
دارجلنگ ۵۱۱
دَبلا (قبیلہ) ۴۲۹
ددھا (دھدھا) واہ ۲۳۲، ۳۰۹-
۴۱۰، ۴۷۰
دریائے سندھ ۹، ۱۶۱، ۳۶۲،
۳۶۸-۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۴،
۴۵۵
دکن ۵۱۱
دکاک (بھڑا) ۴۸۷
دلور ۳۸۸
دماوند ۴۴۴
دمشق ۵۲۹

Marfat.com

دوڑ ۵۰۲
دوفانی (دیہ) ۳۹۸
دولت پور ۵۰۲
دھاراجا ۳۷۵، ۳۷۷-۳۸۰، ۴۲۹
دھتایت (منزل) ۵۰
دھلیلہ (قلعہ) ۲۷۵-۲۷۷، ۳۰۶، ۴۱۰، ۴۸۸
دیبالپور ۵۲۷
دیبل ۱۸-۱۹، ۲۲، ۵۲، ۹۵، ۱۱۹-۱۲۲، ۱۳۰-۱۳۵، ۱۳۷-۱۳۸، ۱۴۰-۱۴۱، ۱۴۳-۱۴۹، ۱۵۳-۱۵۷، ۱۷۴، ۱۸۲، ۱۸۸، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۴۷، ۳۶۶-۳۸۴، ۳۹۰، ۴۱۶، ۴۲۷، ۴۴۶، ۴۴۸، ۴۵۰-۴۵۳، ۴۶۳-۴۶۴، ۴۸۴
دیر الجماجم (منزل) ۴۴۲، ۴۴۴
دیماس (قید خانہ) ۴۲۶
دیوھپور ۱۹، ۶۷، ۷۰، ۳۹۴

ڈ

ڈوکی (قبیلہ) ۴۲۹
ڈھورائی (قبیلہ) ۴۲۹
ڈیپر گھانگھرے کے ٹھل ۳۸۹، ۳۹۸، ۴۰۱

ذ

ذھل قبیلہ (بنو ذھل) ۱۸۱
ذوقار (میدان جنگ) ۴۴۵

ر

راجپوت ۴۰۲
راجوڑی ۴۹۱، ۵۱۲
رانا (ارجن) کا کوٹ ۳۷۵، ۳۷۷-۳۷۸
راوڑ (قلعہ) ۷۱، ۹۰-۹۱، ۱۸۳، ۱۹۳، ۱۹۹، ۲۱۴، ۲۲۱، ۲۳۲، ۲۵۴، ۲۶۳، ۲۶۸-۲۷۲، ۲۷۴-۲۷۶، ۳۰۶، ۴۰۷-۴۱۴، ۴۸۸، ۴۹۱، ۵۲۹
راوی (ندی) ۴۴-۵۴، ۳۳۸-۳۴۰، ۳۹۳، ۵۱۶
رتو کوٹ ۳۷۵-۳۷۶
رڑی (قدیم بستی) ۴۱۲، ۴۱۴
رستقاباذ ۴۲۵
رمل (ریگستان، ملک) ۶۷، ۷۱، ۹۱-۹۲، ۹۴، ۲۸۱، ۳۹۶-۳۹۷، ۴۱۵
رود ۳۶۲، ۳۶۳
روستان ۳۸۳
روم ۶، ۱۰
رونجھان ۱۹، ۳۹۲
رونجھان جمالی ۳۹۲
رونجھان مزاری ۳۹۲

Marfat.com

روھڑی ۳۶۳، ۴۰۷
رویم ۲۸۳، ۴۹۱
رے (شہر) ۳۸۵، ۴۳۹، ۵۱۶، ۵۴۲
ریوا کنٹھا ۵۰۱

ز

زابل، زابلستان ۳۹۴، ۳۹۶
زابوقہ (لڑائی کی جگہ) ۴۱۸

س

سابور (شہر، علائقہ) ۵۴۰-۵۴۱
ساسانی (گھرانا) ۴۰۳
ساکرہ (علائقہ) ۱۸۶، ۲۱۰، ۲۱۶، ۳۷۴، ۴۰۸، ۴۱۲
ساکرہ کا نالہ (بگھیاڑ) ۱۵۴، ۳۷۴، ۴۵۴
سالوج (قلعہ، علائقہ) ۱۶۹
سانگھڑ ۳۹۱
ساھتی ۳۹۱
ساوڑی (ساوندری، ساوندی) ۳۰۸، ۵۰۲-۵۰۳، ۵۰۷
سراندیپ (سلون) ۱۱۸، ۱۴۵، ۱۵۲، ۳۱۷، ۴۸۴
ستی دیول ۳۶۹
سعد بن زید منات (قبیلہ) ۴۳۵
سکرنڈ ۴۸۶
سکھر (ضلع) ۴۶۰
سکہ (قلعہ) ۱۹، ۲۲، ۴۴-
۴۵، ۳۳۷-۳۴۰، ۳۹۳،
۳۹۵، ۵۰۴، ۵۱۵-۵۱۷
سلیمان جبل ۳۸۵
سما (قوم) ۱۹، ۵۰-۵۱، ۳۱۲،
۳۷۱
سمہ (علائقہ) ۱۹، ۳۰۱، ۳۹۱
سمیر والا نالہ ۴۸۷
سنجھورو (تعلقہ) ۳۸۹، ۳۹۱،
۴۸۷
سندھ ۹، ۱۸-۱۹، ۳۶-۳۷،
۳۹، ۶۴، ۹۱، ۹۵-۹۹،
۱۰۱، ۱۰۶-۱۰۷، ۱۱۲،
۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۳۰،
۱۳۲، ۱۴۰، ۱۴۸-۱۵۰،
۱۵۶، ۱۷۴، ۱۸۵، ۱۹۱،
۲۰۴-۲۰۵، ۲۱۵، ۲۳۷،
۲۵۹-۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۶،
۲۸۸، ۲۹۵-۲۹۶، ۳۰۳-
۳۰۴، ۳۱۲، ۳۱۷، ۳۳۰،
۳۳۲، ۳۵۵-۳۵۷، ۳۶۳-
۳۶۵، ۳۶۷، ۳۸۲-۳۸۳،
۳۸۶-۳۸۷، ۳۹۰-۳۹۱،
۳۹۴-۳۹۷، ۴۰۳، ۴۰۶-
۴۰۸، ۴۱۳-۴۱۴، ۴۱۶-
۴۱۷، ۴۲۰، ۴۲۳، ۴۲۷-
۴۲۸، ۴۳۴، ۴۳۹-۴۴۰،
۴۴۲، ۴۴۸-۴۴۹، ۴۵۵،
۴۶۱، ۴۶۵-۴۶۶، ۴۷۲،

Marfat.com

۴۷۴-۴۷۵، ۴۸۰، ۴۹۴-
۴۹۵، ۴۹۸، ۵۰۸، ۵۱۱،
۵۱۳-۵۱۴، ۵۲۷، ۵۳۸-
۵۳۹، ۵۴۱-۵۴۳، ۵۴۵
سہبان (سیہون) ۴۰۰
سہتا (قوم) ۵۱، ۵۰۸
سہتہ (علاقہ) ۳۱۳-۳۱۴
سوپور (برہمپور) ۳۴۷
سوڈھائی (قبیلہ) ۴۲۹
سورٹھ (سوراشترا) ۴۲۸، ۴۶۵
سومرا ۳۷۱
سومناتھ ۵۰۹
سون میانی (خلیج) ۴۰۶
سونہری (جھیل) ۴۶۹
سیحون (دریا) ۱۸
سیر (علاقہ) ۲۷۷
سیستان (سجستان) ۱۰۷، ۳۱۲-
۳۹۴، ۵۳۲
سیسم (آبادی) ۱۰۴، ۴۰۱
سیسم (قلعہ) ۱۶۲-۱۶۳، ۱۶۶،
۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۲، ۴۰۷-
۴۰۸
سیوستان (سیوھن قلعہ اور علاقہ)
۱۹، ۲۳، ۴۹-۵۱، ۶۶،
۹۰، ۱۵۹-۱۶۱، ۱۶۳-
۱۶۴، ۱۶۹، ۱۷۲، ۲۰۰-
۲۰۲، ۳۰۷، ۳۹۱، ۴۰۸،
۴۱۱، ۴۴۶، ۴۰۴-۴۰۷
سیوھن ۵۱، ۴۰۰-۴۰۷
سیویس (قوم) ۵۰
سیہون (سیوھن) ۴۰۰-۴۰۸

ش

شاکلھار (قلعہ) ۴۸، ۲۸۴-
۲۸۶، ۴۷۵
شام ۶، ۱۰، ۱۳، ۱۲۶-۱۲۷،
۱۲۹، ۱۳۳، ۱۴۸، ۱۸۸،
۱۹۱، ۲۶۶، ۳۰۰، ۳۰۲
شاہ بلاول (درہ) ۴۰۱
شاہ بندر ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۴
شاہپور چاکر ۴۸۷
شاہ حسن (قصبہ) ۴۰۸
شکارپور ۴۰۶
شکنان شاہ (مسلک) ۵۱۲
شمنی (سمنی) ۴۰۴-۴۰۷
شہبیگ مری (گاؤں) ۴۸۸
شہدادپور ۱۹، ۳۸۸، ۳۹۱،
۴۷۳، ۴۸۰-۴۸۶
شیراز ۹، ۱۲، ۱۳۱، ۴۳۹، ۴۶۷،
۵۴۲

ص

صوبھے جی ڈرب ۴۸۸
صفین (لڑائی کی جگہ) ۴۲۰

ط

طاکیہ (تاکیہ، تکادیش) ۲۸۳،
۴۷۴، ۴۹۱

Marfat.com

طالب شاہ جی ڈرب ۴۸۸
طبرستان ۴۴۴

ع

عالیہ (قبیلہ) ۲۴۴
عامری (قصبہ) ۴۰۶
عبدالقیس (قبیلہ) ۱۰۳، ۲۴۴،
۴۲۴-۴۲۵
عدن ۴۷۲
عراق ۶، ۱۰۶، ۹۶، ۱۱۲، ۱۲۸-
۱۲۹، ۱۵۳، ۲۰۴، ۲۶۰-
۲۶۱، ۲۷۳، ۳۰۰، ۳۱۶،
۳۸۳-۳۸۵، ۴۲۳، ۴۴۱،
۴۴۳، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۳۵،
۵۳۷-۵۳۸، ۵۴۴، ۵۴۶
عرب (قوم اور ملک) ۱۰،
۱۳، ۹۲-۹۴، ۱۰۶-۱۰۷،
۱۱۶، ۱۲۳، ۱۳۲، ۱۳۴،
۱۴۸، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۴-
۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۰-۱۷۱،
۱۷۸، ۱۸۳-۱۸۴، ۱۸۹-
۱۹۱، ۲۰۰-۲۰۱، ۲۰۴،
۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۹-۲۳۰،
۲۳۲-۲۳۴، ۲۳۶-۲۳۸،
۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۵۲-
۲۵۳، ۲۵۹، ۲۶۶، ۲۷۹،
۲۸۳، ۲۸۷، ۲۸۹-۲۹۰،
۳۱۴، ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۵۷،
۳۶۲-۳۶۴، ۳۶۷-۳۶۸،
۳۷۱-۳۷۲، ۴۸۵-۴۸۶،
۴۹۳، ۵۰۸، ۵۱۶، ۵۲۲-
۵۲۳، ۵۴۳
عک (قبیلہ) ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۳
علافی (قبیلہ والے) ۱۳۳
علیگڑھ مسلم یونیورسٹی ۴۷۱
عمان ۹۵، ۱۰۲، ۱۱۳، ۱۲۱،
۳۶۶، ۴۱۶، ۴۵۲
عین التمر (بستی) ۴۶۷، ۴۶۹

ف

فارس ۲۶۶، ۳۰۲، ۳۹۴،
۴۳۲، ۴۳۹، ۵۳۲
فنزبور (پنجپور) ۴۳۸

ق

قاجیجاق ۲۳۱
قازرون (ملک) ۱۱۹
قاہرہ ۱۱۴
قحطانی عرب (عربوں کا نسل)
۳۰۲
قرامطی (فرقہ) ۵۲۴
قریش (قبیلہ) ۴۹۶
قسلطنطینہ ۸۷
قصبۃ (شہر) ۱۸۸، ۲۱۱
قصدار (خزدار) ۳۸۵، ۴۰۵-
۴۰۶، ۴۲۵
تلات ۳۸۵
قنبار ۴۳۸

Marfat.com

قندابیل (گنداوا) ۶۵، ۹۶،
۱۱۶-۱۱۷، ۱۶۹، ۳۸۵-
۳۸۶، ۳۹۲، ۴۰۶، ۴۱۷،
۴۲۷، ۵۰۰
قیقان ۴۲۱، ۴۲۳-۴۲۴

ک

کابلستان ۳۹۵
کاٹھیاواڑ ۴۲۷، ۴۶۵-۴۶۶
کارکوتہ (قبیلہ) ۵۱۱
کارمتی (جگہ) ۱۴۴، ۴۴۹
کاشگر (کاشغر) ۵۳۷
کاکاراج ۵۰، ۳۹۲، ۳۹۶،
۴۶۰
کچھ (ملک) ۲۱۱، ۴۶۳،
۴۶۵-۴۶۶، ۴۷۶، ۵۰۰-
۵۰۱
کڈائی (قبیلہ) ۴۲۹
کراچی ۳۷۱-۳۷۲، ۳۷۵-
۳۷۶، ۳۷۸، ۴۲۸
کُرد (نسل) ۳۸۴
کردان (علاقہ) ۲۰
کردن کا پہاڑ ۱۸، ۳۸۴
کرمان ۲۰، ۶۲-۶۴، ۹۶،
۱۱۰، ۳۸۴، ۳۹۴، ۵۳۲-
۵۳۳
کرور ۱۹، ۴۷، ۳۴۷، ۳۹۵،
۵۲۶
کرہل (گرہوڑ علاقہ) ۲۰۲،
۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۶۹-
۴۷۰
کشمیر ۱۰، ۱۸-۱۹، ۴۵-۴۸،
۶۷، ۲۲۴، ۲۸۳-۲۸۶،
۳۳۱، ۳۴۱-۳۴۳، ۳۴۸-
۳۴۹، ۳۹۵، ۴۰۴، ۴۷۴-
۴۷۷، ۴۹۱، ۵۰۳، ۵۱۰-
۵۱۴
کفچ (قبیلہ) ۳۸۴
ککرالہ (علاقہ) ۴۲۹
ککڑ ۳۹۶، ۴۶۰
ککڑ بکیرا ۳۷۲
کلری ۱۵۶، ۴۸۶-۴۸۷
کلفٹن ۳۷۵-۳۷۶
کماؤں ۵۱۱
کنب جعفرخان لغاری ۴۸۷
کنبہ ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۴۰، ۴۷۶
کنبھ ۱۶۳-۱۶۴، ۴۰۷-۴۰۸
کندراہ ۲۱۴
کینڈی (قبیلہ) ۲۴۶
کنگ پٹی ۴۸۷
کنگری (شہر) ۴۱۰
کنوج (قنوج) ۱۰، ۶۶، ۸۷،
۲۲۵، ۳۴۷-۳۴۹، ۳۵۴،
۴۰۷، ۵۱۵، ۵۲۷
کنوهار (مندر) ۵۴، ۵۷-۵۸،
۳۸۲، ۳۹۷-۳۹۸، ۴۰۰-
۴۰۱

Marfat.com

کوتکہ (نہر) ۲۰۲، ۴۰۹
کوٹڑی ۴۵۱
کوفہ ۲۶۶، ۴۴۷، ۴۷۲، ۴۹۰
کونہیرو ۴۸۷
کوہ پایہ ۱۹، ۹۹-۱۰۰، ۱۰۷، ۳۰۲
کوہ مندر ۱۰۷
کھارجانی ۵۰۷
کھڈرو (کھاڑی) ۳۸۰
کھسا، کھکھا (قوم) ۵۱۰-۵۱۱
کھمبات ۴۶۱، ۵۰۱
کھہڑا ۵۱۴
کھیرانی (دیہ) ۳۷۷
کھیڑا ۵۰۱
کیٹی بندر ۴۲۸
کیچ پرگنہ ۴۰۶
کیرج (کیرا شہر) ۱۰۲، ۲۲۵، ۳۰۶، ۳۲۴، ۴۶۵، ۴۷۶، ۵۰۰-۵۰۱، ۵۴۴
کیکانان ۱۸، ۲۰، ۹۹-۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۷-۱۰۸، ۲۷۵، ۳۸۴-۳۸۵، ۳۹۲، ۴۰۶، ۴۲۴، ۴۲۷
کینجھر (جھیل) ۴۶۹
کیہر (قوم) ۴۱۴

گ

گجاڑیا (قبیلہ) ۴۲۹
گجرات ۴۰۲، ۴۶۱، ۴۶۵، ۵۰۴، ۵۴۴
گذارہ گنگ (گنگاندی کا گھاٹ) ۴۵۹
گرہڑ (کرہل) ۴۰۸
گسری ۳۷۵، ۳۸۰
گنبٹ ۵۱۴
گنداوا (قندابیل) ۴۰۶
گومل (ندی) ۳۸۵
گاڑھو بھڑو ۳۸۹
گڑھوال ۵۱۱
گھارو ۳۸۰، ۳۹۰
گھگھر ۵۲۷

ل

لاڑ ۴۲۹
لاڑا (قبیلہ) ۴۲۹
لاڑکانہ ۳۹۱، ۳۹۶، ۴۶۰
لاکھا (قوم) ۵۰۱، ۵۰۸
لاکھاٹ ۱۹، ۳۹۱
لاکھہ (علاقہ) ۱۹، ۳۰۱، ۳۹۱
لاہری (لاہوری، لاری، لوہارانی) بندر ۳۶۹-۳۷۱، ۳۷۴-۳۷۵، ۳۷۸
لس بیلہ ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۳۸، ۴۵۱

Marfat.com

لکي ۴۰۶-۴۰۷
لندن ۳۶۰، ۳۶۵، ۳۷۰
لودهران ۵۲۶
لوهانو (قوم) ۱۹
لوهانو (علائقو) ۱۸، ۵۱، ۵۳،
۵۹، ۶۱، ۹۰، ۳۰۰-۳۰۱،
۳۰۳، ۳۱۳-۳۱۴، ۳۸۷،
۳۹۱، ۴۷۲-۴۷۳، ۴۸۶،
۴۸۸
لوهانو دريا ۱۸، ۳۹۱
لوهاور ۳۹۱
لوهر ۵۱۰
ليلگاني (قبيلو) ۴۲۹

م

ماڇي (قوم) ۴۲۹
ماڙي مورڙو ۳۷۵، ۳۷۷-۳۷۸
مانکيڙ ۵۱۱
ماهي دريا ۵۰۱
ماهي کنڊها ۵۰۱
مترون ۵۱۸
متهرا ۴۰۴-۴۰۵
مذحج ۴۹۶
مسر جي واڻ ۵۰۷
مصر ۱۰۲، ۳۶۲، ۴۴۵، ۴۸۴،
۵۲۵
مضرية (قبيلو) ۵۰۶
مکران ۱۸-۱۹، ۵۱، ۶۲-
۶۴، ۹۶، ۱۰۰-۱۰۱، [illegible]
۱۰۳، ۱۰۵-۱۰۶، ۱۱۲-
۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۱،
۱۳۱، ۱۵۰، ۲۰۴، ۳۱۲،
۳۸۴، ۳۹۴، ۴۰۳، ۴۰۵،
۴۱۵، ۴۱۷، ۴۱۹-۴۲۰،
۴۲۵، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۳۷،
۴۵۰-۴۵۱، ۴۷۵، ۵۴۱
ملتان ۱۹، ۴۴-۴۷، ۲۲۵،
۳۰۳، ۳۳۷-۳۴۰، ۳۴۲-
۳۴۷، ۳۹۳-۳۹۵، ۴۶۵،
۴۷۴-۴۷۵، ۵۰۱، ۵۰۴،
۵۱۵-۵۱۹، ۵۲۲-۵۲۶
منڇر جهيل ۴۰۸-۴۰۹
منروي (بتخانو) ۴۷، ۳۴۴،
۵۱۸-۵۱۹
منصوره ۳۶۴، ۳۸۲، ۳۸۶-
۳۸۹، ۴۳۴، ۴۵۰، ۴۸۶،
۴۸۸
منهل ۳۰۹
موج ۱۶۰، ۴۰۴-۴۰۷
مهران ۱۸، ۸۹، ۱۴۳، ۱۴۸،
۱۵۶، ۱۵۹، ۱۷۰-۱۷۱،
۱۷۴، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۳،
۱۸۸-۱۹۰، ۱۹۲-۱۹۵،
۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۷، ۲۰۹-
۲۱۰، ۲۱۳، ۲۱۵-۲۱۶،
۲۱۸-۲۱۹، ۲۲۶، ۲۳۴،
۲۶۶، ۲۷۰، ۳۶۲، ۳۶۶،

Marfat.com

۳۷۳-۳۷۵، ۳۹۰، ۴۰۷-
۴۱۲، ۴۴۸، ۴۵۵، ۴۵۹-
۴۶۳، ۴۶۶، ۴۷۳، ۴۸۵-
۴۸۶، ۵۰۷
مہرانو ۴۶۶
میتلا (قصبہ) ۴۸۸
میڈ، میدہ (قوم) ۱۲۱، ۴۲۷-
۴۲۸
میرپور خاص ۵۲۵
میرپور ساکرو ۳۷۵، ۳۷۷،
۴۰۸، ۴۵۴
میواڑ ۳۹۵

ن

نارائی ۲۳۱
نزوالہ صندل (منزل) ۲۱۸
نکامرہ ۱۱۹، ۴۲۷-۴۲۹
نمیلۃ (قبیلہ) ۲۴۳
نہر ۴۱۷، ۴۲۰
نہروان (جنگ) ۴۱۸
نواب شاہ ۳۹۱، ۴۸۶، ۵۰۲
نؤبہار (مندر) ۳۲۱، ۳۸۲،
۵۰۹
نوشکی (درہ) ۳۸۴-۳۸۵
نووہار (مندر) ۵۴، ۶۰، ۳۹۷
نئن سن ۴۵۶-۴۵۷
نیرون کوٹ ۱۸، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱
۱۳۲، ۱۴۸، ۱۵۳-۱۵۸،
۱۶۰، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۹-
۱۸۱، ۲۱۴، ۳۰۸، ۳۷۴،
۳۸۹-۳۹۰، ۴۰۸، ۴۱۰-
۴۱۲، ۴۵۱، ۴۵۴-۴۵۷،
۴۶۱، ۴۶۳، ۴۹۷
نیشاپور ۳۸۵
نیطری (نہر) ۴۰۹
نیمروز ۲۰-۲۱، ۳۹۴

ھ

ہاسی ۶۷
ہالا (قوم) ۵۰۸
ہالا (تعلقہ) ۳۹۱
ہالانی،ہالانی ۵۰۷، ۵۰۸-۵۱۴
ہڈباری (دریا کی شاخ) ۴۰۹
ہرات ۴۱۹
ہند (ہندوستان) ۶، ۹-۱۰،
۱۸، ۴۲، ۵۲، ۵۴، ۵۷،
۶۲-۶۳، ۶۵-۶۷، ۷۲،
۷۴، ۹۱، ۹۴-۹۹، ۱۰۵-
۱۰۶، ۱۱۱-۱۱۲، ۱۱۷-
۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۴-۱۲۶،
۱۲۸، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۴۸-
۱۵۰، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۴،
۱۷۹، ۱۸۵، ۱۹۹، ۲۳۷،
۲۶۱، ۲۶۶، ۲۷۸، ۲۸۸،
۲۹۳-۲۹۶، ۳۰۳-۳۰۴،
۳۱۴، ۳۱۷، ۳۵۰، ۳۵۵-
۳۵۷، ۳۶۰، ۳۶۶-۳۶۷،
۳۸۶، ۳۹۵، ۴۱۶، ۴۲۱،

Marfat.com

۴۲۰، ۴۳۲، ۴۳۷، ۴۹۵،
۵۰۰، ۵۱۴، ۵۱۸-۵۱۹،
۵۳۶، ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۴-
۵۴۵
ہوسڑی ۱۵۶
ہُولانی (قبیلہ) ۴۲۹

و

واسط ۵۴۶-۵۴۷
واگھور در ۳۷۵-۳۷۶، ۳۷۸،
۳۸۰
وتسنا (وادی) ۵۱۰
وجورتہ ۱۸۴، ۴۶۴، ۴۶۶
وخان شاہ ۵۱۲
ودھاتیہ ۲۷۹
وکر بہار (جھیل اور مندر)
۳۰۹، ۳۸۲، ۵۰۲-۵۰۳،
۵۰۷
ولھاری (قبیلہ) ۴۲۹
وَنگُرا (قبیلہ) ۴۲۹
ونگی (علاقہ) ۴۱۲، ۴۶۶

ي

یمانیہ (قبیلہ) ۵۰۶
یورپ ۳۶۲

Marfat.com

صحتنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	علیہ الصوات	علیہ الصلوات
۴	۲۳	پیشتانیون	پیشانیون
۱۱	۱۰	اساعیل	اسماعیل
۱۵	/ حاشیہ	ور اس کے	اور اس کے
۱۶	۱۶	ماھ اب	ماھتاب
۲۳	۱۷	چچ	چچ
۲۷	۱۸	بہرہ اندز	بہرہ اندوز
۳۰	۲۲	نع جاکر	نے جاکر
۳۱	۱۲	وزیر برھمں	وزیر بدھیمن
۳۵	۵	پیادہ ھرکر	پیادہ ھوکر
۳۷	۸	آس	آس
۳۸	۸	اورڑ	اروڑ
۳۹	۷	[بوجھہ] کر سنبھالے	[بوجھہ] کو سنبھالر
۳۹	۱۰	بدھیمں	بدھیمن
۳۹	۱۲	[چچ فے]	[چچ نے]
۴۰	/ حاشیہ	صفحہ ۱۶	صفحہ ۱۸
۴۱	۱۳	رھے گی	رھے گا
۴۱	۱۳	رھے گی	رھے گا
۴۱	۱۴	اختیاری	اختبار
۴۴	۸	فارخ	فارغ
۴۴	۱۵	بھجرائے	بجھرائے
۴۵	۱۴	بھجرائے	بجھرائے
۴۵	۱۶	بھجرائے	بجھرائے

Marfat.com

۴۶	۱۹	چهوڑ کر	چھوڑ کر
۴۷	۱۳	پنهچا	پهنچا
۴۸	۱۷	مقرر کر گے	مقرر کر کے
۴۹	۱۶	سوستان	سیوستان
۵۳	۱۹	بزهمن آباد	برهمن آباد
۵۳	۱۹	لوهانہ گے	لوهانہ کے
۵۵	۶	حصے لینے	حصہ لینے
۵۵	۱۹	کهینچا هے	کهینچا هے
۵۵	۲۱	کهچواؤں گا	کهچواؤں گا
۵۷	۱۲	سربند کی	سربند کے
۵۸ / حاشیہ		"بت مت"	"بدھ" مت
۵۹	۲۳	پروپت	پروهت
۶۰	۱۳	برهمنا باد	برهمن آباد
۶۰	۱۴	چیچ	چچ
۶۰	۱۶	پروپت	پروهت
۶۴	۹	بساس	بساس سندھ کے راجا
۶۶	۱۲	پنهچاتا	پهنچاتا
۶۸	۴	چچ گے پاس	چچ کے پاس
۶۸	۷	حکرمت	حکومت
۶۸	۱۵	پنهچا	پهنچا
۶۹	۱۹	هرگا	هوگا
۷۰	۱	گرفقار	گرفتار
۷۷	۱۶	اورڑ	اروڑ
۷۸	۱۴	سمچهنا	سمجهنا
۷۹	۲۱	دهر"ینہ	دهرسینہ
۸۲	۱	پنے کئے	اپنے کئے
۸۳	۲۳	حے یلہ	حیلے
۸۸	۱۵	پڑه رهتی	پڑی رهتی

Marfat.com

۹۰	۸	طوف	طرف
۹۰	حاشیه	صفحه ۵۴	صفحه ۷۱
۹۱	۱۱	چچ سے	داهر سے
۹۲	۱۳	کیچئے	کیجئے
۹۹	۱۸	بهرج	بهرج
۱۰۱	۱۰	نصر بن سفیان	نصر بن سفیان
۱۰۲	۱	عبد للّٰه بن عامر	عبداللّٰه بن عاسر
۱۰۲	۶	مسلمسم	مسلمه
۱۰۳	۴	پهر چب	پهر جب
۱۰۵	۱۴	یاد	زیاد
۱۰۵	۱۶	پنچا سکتی	پهنچا سکتی
۱۰۸	۷	صلی اللّٰه علی	صلی اللّٰه علیه
۱۱۰	۲	جاوود	جارود
۱۱۳	حاشیه	"بهوج"	"بهرج"
۱۱۷	۱۰	بهجا	بهیجا
۱۱۷	۱۲	مجّاعہ	مُجّاعة
۱۲۰	۱	داراخلافہ	دارالخلافہ
۱۲۰	۱۴	اعقماد	اعتماد
۱۲۱	حاشیه	مضمون کر	مضمون کو
۱۲۳	۱۵	شهید هوتا)	شهید هونا)
۱۲۷	۲۰	هوئی	وه
۱۲۹	۱	الجّاج	الحجّاج
۱۲۹	۱۸	چلمهتو	چلتهو
۱۳۲	۷	سند	سندھ
۱۳۳	۱۵	[کرنا]	[کرو]
۱۳۵	۱۴	جراج بن عبداللّٰه	جراح بن عبداللّٰه
۱۳۷	۸	بهی چهوڑیں	بهی نہ چهوڑیں
۱۳۷	۱۶	چس ن	جس نے

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۹	۷	فتج	فتح
۱۴۱	۱۱	پھینکا	پھینکا
۱۴۳	۸	دریائے میران	دریائے مہران
۱۴۳	۹	میران	سہران
۱۴۶	۷	کرنا نہا؟"	کرتا تھا؟"
۱۴۷	حاشیہ		(۲) (ن) (ب) (س) میں "ارمن بیلہ"
۱۵۰	۱۸	معزوروں	مغروروں
۱۵۱	حاشیہ	"فَیکُدُوا"	"فَیَکِیدُوا"
۱۵۱	حاشیہ	لشکریہ	بشکریہ
۱۵۲	۳	بنانے والے والے	بنانے والے
۱۵۴	۶	سیسیم	سیسم
۱۵۶	۹	یاوی"]	یا وی]
۱۵۷	۱	رکعث	رکعت
۱۵۸	۱۷	لیگن	لیکن
۱۵۹	۸	خدمت حاضر ہوا	خدمت میں حاضر ہوا
۱۵۹	۱۷	سیوسنان	سیوستان
۱۶۳	۱۷	تقیسم	تقسیم
۱۶۴	۳	ٹھرا	ٹھرا
۱۶۴	۱۱	کہتے ہنں	کہتے ہیں
۱۶۵	۴	[یہ کھہ کر]	[یہ کہہ کر]
۱۶۶	۱۰	کوتل (۲) نباتہ...	کوتل (۲) کا نباتہ..
۱۶۶	۱۰	گے ساتھ	کے ساتھ
۱۶۷	۱۳	سے کا لیا	سے کام لیا
۱۷۰	۱۳	قریب کے آترا	قریب آترا
۱۷۰	۱۸	حجاج بن بن یوسف	حجاج بن یوسف
۱۷۸	۱۶	ارر	اور
۱۷۹	۱۶	مضبط	مضبوط

Marfat.com

۱۸۰	۴	یں	میں
۱۸۹	۲۱	پہچانے	پہنچانے
۱۹۶	۱۷	اسلام کے کی	اسلام کی
۱۹۸	۲۲	یختہ	پختہ
۱۹۹	۱۰	دریا کرنے	دریا پار کرنے
۲۰۰	۴	تیر االندازی	تیر اندازی
۲۰۱	۲۰	اقتضا	تقاضا
۲۰۲	۱	کہ معافی نہ دینا	معافی نہ دینا
۲۰۲	۱۳	ے	کے
۲۰۶	۸	قوت اور ددبے	قوّت اور دبدبے
۲۰۹	۱	تم وہ	تب وہ
۲۱۲	۶	دشمن ھ	دشمن سر
۲۱۲	۱۳	ھرجائے گا	ھوجائے گا
۲۱۶	۵	کام	کا
۲۱۶	۶	کیا ھے	گیا ھے
۲۱۹	۲	خواب گاہ محو خواب	خواب گاہ میں محو خواب
۲۱۹	۹	[یہ کھہ کر]	[یہ کہہ کر]
۲۲۲	۴	محمد بن علافی	محمد علافی
۲۲۴	۱۱	اس کے کے مطیع	اس کے مطیع
۲۲۶	۴	ان تجویزوں سے سے	ان تجویزوں سے
۲۲۶	۱۴	محمد قاسم	محمد بن قاسم
۲۲۷	۲۳	سمجہ لیا	سمجھ لیا
۲۲۸	۱۵	بیعت کا کرنا	بیعت کرنا
۲۲۹	۲۳	یہاں تک راسل کہ	یہاں تک کہ راسل
۲۳۰	۷	گرفتار کنے	گرفتار کئے
۲۳۲	۲۱	"ڈھاوہ"	"دھاوہ"
۲۳۳	۲۰	کھہ کر	کہہ کر
۲۳۵	۴	[اپ]	[اب]

Marfat.com

٢٣٦	١٠	کهہ رها	کہ رها
٢٤٠ / حاشیه		بیل (یا بیان	بیل (یا) بیان
٢٤٣	١٥	ص ٢٧٠ / [١٨٧]	ص ٢٦١ / [١٨٧]
٢٤٣	١٨	ص ٢٧٠ / [١٨٧]	ص ٢٦١ / [١٨٧]
٢٤٤	٤	میمینہ	میمنہ
٢٤٥	٦	هر یک اپنی	هر ایک اپنی
٢٤٥	١٣	بکر بن اوائل	بکر بن وائل
٢٤٦	٢٠	نسحه	نسخه
٢٤٩	٦	کر دینا	کر دیتا
٢٤٩	١٢	رام رسیہ	رام سیه
٢٤٩	١٤	کهہ کر	کہہ کر
٢٥١	٨	محمد زیاد العبدی	محمد بن زیاد العبدی
٢٥٢	٩	باب	باپ
٢٥٣	١	[یہ کهہ کر]	[یہ کہہ کر]
٢٥٣	٢٠	جس کں	جس کی
٢٥٦	٣	ارر	اور
٢٦١	٩	داناؤں	راناؤں
٢٦٢	٨	منائیں	منانے
٢٦٥	٢	کی محبت وجہ سے	محبت کی وجہ سے
٢٦٥	١٨	اکر	اگر
٢٦٦	٣	کھ	کہہ
٢٦٦	١٦	سندھ اور اور هند	سندھ اور هند
٢٧٠	٣	نفرت کر رهے هیں	میدان جنگ سے نفرت کر رهے هیں
٢٧١	١١	زرنیخ سے	زرنیخ (٢) سے
٢٧١ / حاشیه		مابیین	مابین
٢٧١ / حاشیه		"فرداغ"	"فرداخ"
٢٧١ / حاشیه		"فردج"	"فرداج"

Marfat.com

٢٧١ / حاشیه		لفت	لغت
٢٧١ / حاشیه		زنیخ احمر	زرنیخ احمر
٢٧٤	١٢	امتیار	امتیاز
٢٧٦	٦	[اهل قلعہ هے]	[اهل قلعہ کے]
٢٧٦	١٦	قاسم بھی دھلیاہ	بھی دھلیلہ
٢٧٨	١١	محمد بن بن قاسم	محمد بن قاسم
٢٧٨	١٥	محمد بن بن قاسم	محمد بن قاسم
٢٧٩	١٤	اتر	اترا
٢٨٢ / حاشیه		ص ٢٦-	ص ٣٣-
٢٨٢ / حاشیه		ص ٢٢٣-	ص ٢١٤-
٢٨٣	٧	ریم	رویم
٢٨٤ / حاشیه		"اجڑی"	"راجڑی"
٢٨٥ / حاشیه		س	میں
٢٩٠	٨	یہ کھہ کر	یہ کہہ کر
٢٩٠	١٥	پھنچ	پہنچ
٢٩٧	٢	بن محمد قاسم	محمد بن قاسم
٢٩٧	٤	باز پرس نہ هوگی	باز پرس هوگی
٣٠٢	٥	کونکہ	کیونکہ
٣٠٣	٣	برهمن آباد کے کاروبار	برهمن آباد اور لوهانو کے کاروبار
٣٠٤	٧	جہم	جهم
٣٠٧ / حاشیه		ص ١٥١	ص ١٤٢
٣٠٧ / حاشیه		کھیں	کہیں
٣١٢ / حاشیه		باهر اور غالباً	باهر اور مکران کے مغرب میں غالباً
٣١٣	١٥	لوهانہ و ستھہ	لوهانہ و سہتہ
٣١٤	١٠	قابص	قابض
٣١٤	١٥	پڑ رها	پڑا رها

Marfat.com

٣١٦	٥	کھ رہے تھے	کہہ رہے تھے
٣١٦	١٣	گہرانے	گھرانے
٣٢۴	۴	دعوں	دعوائوں
٣٣٢	١۷	گفتکو	گفتگو
٣۴٣	٨	ترتیب کے کے ساتھ	ترتیب کے ساتھ
٣۴۴	٢	مضفوں	مصنفوں
٣۴۷ / حاشیہ		ص [٢٣] اور [٥١]	ص [١٩] اور [۴۷]
٣۴٨	١٠	راجہ ہرچند رائے	راجہ ہرچندر رائے
٣٦٣	١٦	صفحہ ١٦	صفحہ ١٣
٣٦٨	٢٣	سنہ ٦٨٠ھ	سنہ ٢٨٠ھ
٣۷۷	١٥	"بھارن"	"بہارن"
٣٨۴	٣	ص ۴۴-۴٥	ص ۴٠-۴١
٣٨٥	١٣	"بھمن ارد شیر"	"بہمن ارد شیر"
٣٨٥	١۴	"بھمن آباد"	"بہمن آباد"
٣٨٥	١٨	"بھمنیا"	"بہمنیا"
٣٨٦	۷	بھمن ارد شیر	بہمن ارد شیر
٣٨٦	٩	"بھمن آباد"	"بہمن آباد"
٣٨۷	١	"بھمنوا"	"بہمنوا"
٣٨۷	٣	"بھمنوا"	"بہمنوا"
٣٨۷	٦	متن ص ٥۷)	متن ص ٥٣)
٣٨۷	١٠	متن ص ٢٩٠-٢٩١)	متن ص ٢۷٩-٢٨٠)
٣٨٨	٥	متن ص ١٥٦	متن ص ١۴٨
٣٨٨	١٣	عربرں	عربوں
٣٨٩	١١	"ڈیپپر	"ڈیپر
٣٨٩	١٦	ص ١٦۴	ص ١٥٥
٣٩١	٩	(ص ٥٥-٥۷)	(ص ٥١-٥٣)
٣٩١	٩	(ص ٦۴)	(ص ٦١)
٣٩١	١١	(ص ٥٥)	(ص ٥١)

Marfat.com

۳۹۲	۱۷	۱۹۳۴ع	۱۹۴۳ع
۳۹۳	۱۰	محاصرہ کیا جوکہ ...	محاصرہ کیا اور اس کو فتح کرنے کے بعد سکہ کے قلعہ کا محاصرہ کیا جوکہ
۳۹۴	۱۶	الخفا	الخفاجی
۳۹۶	۹	بھنڈ رکو	بھنڈرکھو
۳۹۶	۱۰	بھنڈ رکو	بھنڈرکھو
۳۹۶	۱۲	"بدھرکو"	"بدھہ رکھو"
۳۹۶	۱۶	مغربی صوبے کا	مغربی صوبہ بدھیہ کا
۳۹۷	۱۰	"بدھرکو"	"بدھہ رکھو"
۳۹۷	۱۰	صفحہ ۶۰	صفحہ ۵۷
۳۹۷	۱۶	صفحات ۶۰-۶۱	صفحات ۵۷-۵۸
۳۹۷	۱۸	بدھرکو	بدھہ رکھو
۳۹۷	۲۰	صفحہ ۶۰	صفحہ ۵۷
۳۹۸	۲۱	Stupd	Stupa
۴۰۰	۲۲	(فتحنامہ ص ۶۱)	(فتحنامہ ص ۵۸)
۴۰۳	۱۱	سنہ ۲۳ ھجری	سنہ ۳۲ ھجری
۴۰۶	۳	یاقوت بلدان ۳×۷۷۵	یاقوت بلدان ۳×۷۵۵
۴۰۸	۱۷	(ص ۲۱۸)	(ص ۲۱۰)
۴۱۰	۱	اور راوڑ کے قلعے	اور داھر راوڑ کے قلعے
۴۱۶	۷	عثمان بن العاص	عثمان بن ابی العاص ثقفی
۴۱۶	۱۱،۱۲	وہ حصہ صحیح نہیں ہے۔	وہ حصہ جو صفحہ ۹۶ پر ھے صحیح نہیں ہے۔
۴۱۹	۱۷	اصفہانی" میں ...	اصفہانی" (طبع مصر ۲×۲۶۴) میں
۴۲۲	۶	مراد ابوبکر الھذلی۔	ھذلی سے مراد ابوبکر الھذلی۔
۴۲۲	۹	جاھئے	چاھئے

Marfat.com

۴۲۲	۱۶	صفحہ ۱۰۱/[۸۰]	صفحہ ۱۰۱/[۷۸]
۴۲۳	۱۹	(ص ۱۰۵-۱۰۶)	(ص ۱۰۱-۱۰۲)
۴۲۴	۶	شیہد ہوا:	شہید ہوا:
۴۲۵	۳	ص ۲۷۸)	ص ۸۲۷)
۴۲۵	۴	المختلف	والمختلف
۴۲۵	۷	ص ۲۱۵،	ص، ۹۶، ۲۱۵،
۴۲۵	۸	"طبقات الشعراء والشعر"	"طبقات الشعر والشعراء"
۴۲۶	۲۲	قرا دیا ہے	قرار دیا ہے
۴۲۹	۹	مطبع ناصری، ۳×۹۵)	مطبع ناصری، دھلی، ۳×۹۵)
۴۳۲	۱	خودداری کے کے خلاف	خودداری کے خلاف
۴۳۲	۱۷	(ص ۲۰۰) حجاج کی...	(ص ۲۰۰) پر حجاج کی...
۴۳۹	۱۴	سنہ ۹۳ھ	سنہ ۹۲ھ
۴۴۰	۴	سپہ سالا	سپہ سالار
۴۴۱	۵، ۱۰	خزینہ	خذینہ
۴۴۲	۱	اس کی پاس	اس کے پاس
۴۴۲	۸	اس کے ہمرکاب	اس کا ہمرکاب
۴۴۲	۲۱	حافظ	جاحظ
۴۴۳	۸، ۹	یزید مہلب	یزید بن مہلب
۴۴۳	۱۵	۱۳۵/[۱۲۰]	۱۳۵/[۱۰۲]
۴۴۴	۱۰	عبدالرحمٰن بن الاشعث	عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث
۴۴۵	۱۰	اور ۴۲۶ (ن-ب)	اور ۴۲۶، ۴۲۷ (ن ب)
۴۴۶	۱۱	سیوستان (ص ۱۶۶) میں	سیوستان (ص ۱۶۶)،
۴۴۷	۴	والا شراے	والا شرف
۴۴۸	۱۵	"سعدی بن خریمہ"	"صعدی بن خریمہ"
۴۴۸	۲۰	ص ۱۳۴...	ص ۱۴۳)
۴۴۹	۱۵	"کالی مٹی"	"کالی (شوریدہ) مٹی"
۴۵۲	۳، ۴	الحکم بن عباس	الحکم بن ابی العاص

Marfat.com

٤٦١	١١	١٢٩/١٤٣	١٢٤/[١٢٦]
٣٦٧	٨	ایک گاؤں میں	ایک گاؤں "الشقیرہ" میں
٤٦٨	٦٦	(اصابہ، جلد ۱، ص ٣٨٠	(اصابہ، جلد ۱، ص ٣٨٠)
٤٧٠	١١	/٢١٥	/٢٠٧
٣٧٢	٢٢	فتحنامہ ١ ٥١-١٩٠)	فتحنامہ ١ ٥١-٥٥)
٣٧٣	١٦،١٩	بلیشان	بیلمان
٤٧٨	١١	[١٩١]	[١٩٢]
٤٧٨	٢٢	فارسی مین	فارسی متن میں
٣٨٠	١٣	/[٣٨٥]	/[١٨٥]
٤٨٠	١٩	قبیلۃ	قبیلہ
٣٨٠	٢١	قبیلۃ	قبیلہ
٤٨١	١١	ص ٤٤٣	ص ٤٣٣
٤٨٥	٢٠	(servey)	(survey)
٤٩٣	٢	ھیں	تھیں
٤٩٣	١٣	/٢٩٩-٢٠٠	٢٩٩-٣٠٠
٤٩٥	١١	جہم	جھم
٤٩٧	١٧	باوے	باوی
٤٩٧	١٥	قتیببہ	قتیبہ
٤٩٨	١١	٣١٦	٣٠٤
٥٠٠	٢	(ص ٣٩٨	(ص ٢٩٨
٥٠٠	١٨	[٢١٨	[٢١٨]
٥٠٢	١٠	کہ "وکر بہار" کے آخر میں لفظ "بہار" سے معلوم ہوتا ہے	
٥٠٢	١٧	دور	دوڑ
٥٠٢	٢٢	ناولوں	نالوں
٥٠٣	١٥	بودا	بواد
٥١٠	١٦	کتابوں ملتا ہے	کتابوں میں ملتا ہے

Marfat.com

٥١٠	١٦	قوم لوگوں کے	قوم کے لوگوں کے
٥١٠	١٨	بوھر	لوھر
٥١١	٦	1214, P. 511)	1914, P. 151)
٥١١	١١	لقب تھا جس کی	لقب تھا جن کا تخنگا "مانکھیڑ" تھا جس کی
٥١٣	١٤	ج سنگھ	جے سنگھ
٥٢٣	١٩	منصف	مصنف
٥٣٧	٢	٩٥ ھجری مرگیا	٩٥ ھجری میں مرگیا
٥٣٨	٨	بھائی کو خارجی ...	بھائی آدم کو خارجی
٥٤٦	٩	مقر کیا	مقرر کیا

Marfat.com